تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد اوّل

حصہ اول دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

قبل از اسلام

حصہ اوّل

ترجمہ: ڈاکٹر محمد صدیق ہاشمی

پیدائش ارض و سما، و تخلیق آدم سے لیکر ولادت حضرت مسیح تک
مختلف انبیاء، اور کئی اقوام و بادشاہوں کے واقعات۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دائمی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: ـــــــــ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری
ناشر: ـــــــــ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ـــــــــ جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء
ایڈیشن ـــــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

[illegible]

[illegible]	۶۳	[illegible]	۹۰	[illegible]	۱۱۸
[illegible]	۶۴	[illegible]	۹۱	[illegible]	۱۱۸
[illegible]	۶۶	[illegible]	۹۵	[illegible]	۱۱۸
[illegible]	۶۶	[illegible]	۹۵	بیوراسپ [illegible]	۱۱۹
[illegible]	۶۷	[illegible]	۱۰۱	[illegible]	۱۱۹
[illegible]		[illegible]	۱۰۲	[illegible] کا نظام حکومت	۱۱۹
[illegible]	۶۸	[illegible]	۱۰۳	[illegible]	۱۱۹
[illegible]		[illegible]	۱۰۵	بیوراسپ کا عقیدہ	۱۱۹
[illegible]	۶۹	آدم علیہ السلام کی عمر	۱۰۷	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۶۹	آدم علیہ السلام کی تجہیز و تکفین	۱۱۰	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۶۹	[illegible]	۱۱۱	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۷۱	[illegible]	۱۱۱	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۷۵	[illegible]	۱۱۲	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۷۶	[illegible]	۱۱۳	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۷۷	[illegible]	۱۱۳	[illegible]	۱۲۱
[illegible]	۸۰	[illegible]	۱۱۳	[illegible]	۱۲۱
[illegible]	۸۱	[illegible]	۱۱۴	[illegible]	۱۲۱
[illegible]	۸۲	[illegible]	۱۱۵	[illegible]	۱۲۱
[illegible]	۸۳	[illegible]	۱۱۶	بادشاہ جمشید [illegible]	۱۲۲
[illegible]	۸۳	[illegible]	۱۱۶	[illegible]	۱۲۲
[illegible]	۸۴	[illegible]	۱۱۷	[illegible]	
[illegible]	۸۵	[illegible]	۱۱۷	[illegible]	۱۲۲
[illegible]	۸۶	[illegible]	۱۱۷	[illegible]	۱۲۲
[illegible]	۸۶	[illegible]	۱۱۷	[illegible]	۱۲۲
[illegible]	۸۷	[illegible]	۱۱۸	[illegible]	۱۲۲
[illegible]	۸۸	[illegible]	۱۱۸	[illegible]	۱۲۳
[illegible]	۸۹	[illegible]	۱۱۸	[illegible]	۱۲۳

[illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۳۸
[illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۳۸
[illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۳۸
[illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۳۹
[illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۳۹
[illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۱	[illegible]	۱۳۹
[illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۱	[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۲۵	[illegible]	۱۳۲	[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۲۵	[illegible]	۱۳۲	[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۲۶	[illegible]	۱۳۲	[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۲۶	[illegible]	۱۳۳	[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۲۶	[illegible]	۱۳۳	[illegible]	۱۴۰
[illegible]	۱۲۶	[illegible]	۱۳۳	[illegible]	۱۴۱
[illegible]		[illegible]	۱۳۵	[illegible]	۱۴۱
[illegible]	۱۲۷	[illegible]	۱۳۵	[illegible]	۱۴۱
[illegible]	۱۲۷	[illegible]	۱۳۶	[illegible]	۱۴۱
[illegible]	۱۲۷	[illegible]	۱۳۶	[illegible]	۱۴۲
[illegible]	۱۲۸	[illegible]	۱۳۶	[illegible]	
[illegible]	۱۲۸	[illegible]	۱۳۶	[illegible]	۱۴۲
[illegible]	۱۲۸	[illegible]	۱۳۶	[illegible]	۱۴۲
[illegible]	۱۲۸	[illegible]	۱۳۷	[illegible]	۱۴۳
[illegible]	۱۲۸	[illegible]	۱۳۷	[illegible]	۱۴۳
[illegible]	۱۲۹	[illegible]	۱۳۷	[illegible]	۱۴۳
[illegible]	۱۲۹	[illegible]	۱۳۷	[illegible]	۱۴۳
[illegible]	۱۲۹	[illegible]	۱۳۸	[illegible]	۱۴۳
[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۳۸	[illegible]	۱۴۳

عاد اولیٰ کی قوت	۱۴۴	ہود کی قوم کا جواب	۱۵۱	ایک پتھر سے اونٹنی کی ولادت	۱۵۹
قوم عاد کا علاقہ	۱۴۵	انسانی فکر کی دلالت	۱۵۱	قوم ثمود اور اونٹنی کی پانی کی باری	۱۶۰
عاد کون تھا	۱۴۵	ہود کے قوم کو تبلیغ کی باتیں	۱۵۱	[illegible]	۱۶۰
عاد اور ثمود عرب بائدہ کے	۱۴۵	دعا و تنبیہ	۱۵۱	اونٹنی اور قوم کا معاہدہ	۱۶۰
زمین پر موجود مختلف قوموں سے		انتخاب نبی	۱۵۲	اصل اونٹنی کے دودھ کی دولت	۱۶۰
سلسلۂ نسب	۱۴۵	ہودؑ کی دعوت کا انکار	۱۵۲	اونٹنی کے بچے کی پیدائش	۱۶۰
سام، حام اور یافث کی اولاد کے علاقے	۱۴۶	عاد کی بربادی	۱۵۳	شریروں کا منصوبہ قتل	۱۶۱
سام بن نوح کی اولاد کی عمر	۱۴۶	دعوت توحید کی طرف	۱۵۳	[illegible] کا قتل	۱۶۱
عرب وطن کی تقسیم	۱۴۶	ہود سے بے گناہی کی گواہی	۱۵۳	[illegible]	۱۶۱
حضرت ہودؑ کے والد کی پیدائش	۱۴۶	مرثد کا اپنی قوم کو نصیحت کرنا	۱۵۳	اونٹنی کا قتل	۱۶۱
دعوت اتمام حجت	۱۴۷	قوم عاد کا بیت اللہ میں دعا کرنا		اونٹنی کے بچے کی تلاش	۱۶۲
افریدون	۱۴۷	مرثد کو دعا سے روکنا	۱۵۵	ثمود کو عذاب کے لیے تیار ہو جانا	۱۶۲
دنیا کا پہلا طبیب اور نجومی	۱۴۷	قیل کی ہلاکت	۱۵۵	آل ثمود کے چہرے بگڑ گئے	۱۶۲
افریدون کی اولاد	۱۴۷	کالا بادل	۱۵۵	زور دار آواز	۱۶۲
افریدون کے باپ	۱۴۸	عذاب کے وقت ہود علیہ السلام کا مقام	۱۵۵	قوم ثمود کا ایک فرد زندہ بچ گیا	۱۶۳
لقب ”کیو“	۱۴۸	قحط اور ان کی دعا	۱۵۶	عذاب کی جگہ سے گزرنے میں احتیاط	۱۶۳
حلیہ	۱۴۸	گروہ منتخب کرنے کا طریقہ	۱۵۶	قوم ثمود کا واقعہ حدیث رسول	
بیماری	۱۴۸	لقمان بن عاد کی موت	۱۵۶	نبی ﷺ کی روانگی	۱۶۳
ضحاک کی افریدون سے جنگ کی		مرثد کے بیٹے قوم کے سرداروں سے مشورہ	۱۵۶	صالح علیہ السلام کا انتقال	۱۶۳
ایک بادشاہ	۱۴۸	[illegible]	۱۵۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۶۴
مختلف شہروں کا بانی	۱۴۹	مکالمہ ہود و عادیان	۱۵۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مولد	۱۶۴
[illegible]	۱۴۹	ہود علیہ السلام کی قبر	۱۵۷	آزر	۱۶۴
ایرج کی اولاد	۱۴۹	قوم عاد کا انجام	۱۵۸	[illegible]	۱۶۴
منوچہر	۱۴۹	قوم ثمود	۱۵۸	کیا سارہ آپ کی بھتیجی تھیں؟	۱۶۴
حاصل کلام	۱۴۹	صالح کا قوم کو توحید کی دعوت دینا	۱۵۸	چاند ستارہ	۱۶۵
دنیا میں خلیفہ بنانے کی حکمت	۱۵۰	ثمود کی بستی کہاں واقع تھی	۱۵۸	نجومیوں کی پیشین گوئی	۱۶۵
ہودؑ کا دعوت الی اللہ دینا	۱۵۰	قوم کا صالح سے نشانی طلب کرنا	۱۵۸	ولادت ابراہیم علیہ السلام	۱۶۵

[illegible]	١٨٦	[illegible]	١٩٢	[illegible]	٢٠٢
[illegible]	١٨٦	[illegible]	١٩٣	[illegible]	٢٠٢
[illegible]	١٨٦	[illegible]	١٩٣	[illegible]	٢٠٢
[illegible]		شیطان [illegible]	١٩٣	[illegible]	٢٠٣
[illegible]	١٨٦	شیطان [illegible]	١٩٣	[illegible]	٢٠٣
[illegible]	١٨٧	شیطان کا [illegible]	١٩٣	[illegible]	٢٠٣
[illegible]	١٨٧	[illegible]	١٩٣	[illegible]	٢٠٣
[illegible]	١٨٧	[illegible]		[illegible]	٢٠۵
[illegible]	١٨٧	[illegible]	١٩٣	[illegible]	٢٠۵
[illegible]	١٨٨	[illegible]	١٩٣	[illegible]	٢٠۵
[illegible]	١٨٨	[illegible]	٩۵	[illegible]	٢٠٦
[illegible]	١٨٨	[illegible]	١٩۵	[illegible]	٢٠٦
[illegible]	٩٩	[illegible]	١٩۵	[illegible]	٢٠٦
[illegible]	١٨٩	[illegible]	١٩۵	[illegible]	٢٠۷
شیطان [illegible]	١٨٩	حضرت ابراہیم [illegible]	١٩٦	[illegible]	
[illegible]	١٩٠	[illegible]	١٩٦	[illegible]	٢٠۷
[illegible]	١٩٠	[illegible]	١٩۷	[illegible]	٢٠۷
[illegible]	٩٠	[illegible]	١٩٨	[illegible]	
[illegible]	٩٠	ابراہیم خلیل اللہ	١٩٨	[illegible]	٢٠٨
[illegible]	١٩١	[illegible]	٢٠٠	[illegible]	٢٠٨
[illegible]		[illegible]	٢٠٠	[illegible]	٢٠٨
[illegible]	٩١	[illegible]	٢٠٠	[illegible]	٢٠٩
[illegible]	١٩٢	[illegible]	٢٠	[illegible]	٢٠٩
[illegible]	١٩٢	[illegible]	٢٠	[illegible]	٢١٠
[illegible]	٩٢	[illegible]	٢٠٠	[illegible]	٢١٠
[illegible]	٩٢	[illegible]	٢٠١	[illegible]	٢١١
[illegible]	١٩٢	[illegible]	٢٠٢	[illegible]	٢١١

حضرت ابراہیم کی ازواج و اولاد ۲۱۲
حضرت سارہ کا مقام وفات ۲۱۲
حضرت ہاجرہ کا انتقال ۲۱۲
حضرت ابراہیم کے صاحب ثروت ہونے کی وجہ ۲۱۳
لوط علیہ السلام کا ان کے ساتھ واپس جانا ۲۱۳
ابراہیم کی قطورا سے شادی اور اس سے اولاد ۲۱۳
ابراہیم کا ہجرات اور حربی قوم ۲۱۳
ابراہیم علیہ السلام کا ترکہ ۲۱۳
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی بدل جانا ۲۱۳
سارہ سے نکاح ۲۱۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ۲۱۴
دو عرب عورتوں سے شادی ۲۱۵
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ۲۱۵
عبرت ناک واقعہ ۲۱۵
دوست کا دوست کا خیال رکھنا ۲۱۵
صحف ابراہیم علیہ السلام ۲۱۵
ضرب المثل ۲۱۶
ابراہیم علیہ السلام مہمانوں کا اکرام کرتے ۲۱۶
اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ۲۱۶
اسماعیل علیہ السلام کی تدفین ۲۱۷
حضرت اسحاق علیہ السلام ۲۱۸
اسحاق علیہ السلام کا خاندان کا گھرانہ ۲۱۸
عیص کے گھر میں ۲۱۸
حضرت اسحاق علیہ السلام کے اہل و عیال ۲۱۹
حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام ۲۱۹
ایمان کا مہر ۲۱۹
یعقوب کا سفر ایلیا (بابل) ۲۱۹
ماموں کی وعدہ خلافی ۲۱۹
عیص دراز اور خوبرو تھے ۲۲۰
یعقوب علیہ السلام کو بیویاں کیسے ملیں ۲۲۰
عیص برادر یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ۲۲۰
عیص اور یعقوب علیہ السلام کی پیدائش ۲۲۰
قصہ عیص اور یعقوب ۲۲۱
یعقوب کا اپنے ماموں کے لیے ایثار ۲۲۱
یعقوب کا والد کی دعا پہلے حاصل کرنا ۲۲۱
اسحاق کی قوتِ بینائی اور ناتوانی ۲۲۲
اسحاق علیہ السلام کی دونوں بیٹوں کے لیے دعا کی ۲۲۲
یعقوب علیہ السلام کو راحیل کی محبت ۲۲۲
اسرائیل کیسے بنے ۲۲۲
ماموں کی دونوں بیٹیوں سے نکاح ۲۲۳
یعقوب کی وطن واپسی ۲۲۳
عیص کا اقدام یعقوب ۲۲۳
یعقوب کی یوسف سے وابستگی ۲۲۳
حضرت ایوب علیہ السلام ۲۲۵
ایوب علیہ السلام کی اہلیہ و والدہ ۲۲۵
ایوب علیہ السلام کی آزمائش ۲۲۵
ایوب علیہ السلام کا مال و متاع ۲۲۵
ابلیس کی ایوب علیہ السلام سے دشمنی ۲۲۶
صبر ایوب علیہ السلام ۲۲۶
ایوب علیہ السلام کی گریہ و زاری ۲۲۶
شیطان کا ایوب علیہ السلام کو ایک اور امتحان میں ڈالنا ۲۲۶
آزمائش کی انتہا ۲۲۶
ایوب علیہ السلام پر آزمائش کا کیا سبب ہے ۲۲۷
ایوب علیہ السلام کا زمانۂ نبوت ۲۲۷
حضرت شعیب علیہ السلام ۲۲۸
شعیب علیہ السلام خطیب الانبیاء ۲۲۸
ناپنے اور تولنے میں کمی کی ممانعت ۲۲۸
گمراہی اور سرکشی کا انجام ۲۲۹
قوم شعیب کے اقوال ۲۲۹
ایک سوال ۲۳۰
یعقوب علیہ السلام اور ان کا گھرانہ ۲۳۱
یوسف علیہ السلام کا بچپن ۲۳۱
یوسف علیہ السلام پھوپھی کے پاس ۲۳۱
یوسف علیہ السلام کا خواب ۲۳۲
بھائیوں کا حسد ۲۳۲
یوسف کو کنوئیں میں ڈالنا ۲۳۴
بھیڑیے کا کھانا ۲۳۳
کنوئیں میں روشنی آنا ۲۳۳
برادرانِ یوسف علیہ السلام کا بات کرنا ۲۳۳
کنوئیں پر قافلہ ۲۳۳
بھائیوں کا بیچ کر دینا ۲۳۳
قافلہ والوں سے یوسف کا مل جانا ۲۳۳
ہائے! پیارا روتی ۲۳۵
یوسف علیہ السلام بازار مصر میں ۲۳۵
بادشاہ مصر ۲۳۵
یوسف علیہ السلام مصر میں کس گھر میں پہنچے ۲۳۵

یوسف علیہ السلام [illegible] ۲۳۲
زنی ۲۳۶
یعقوب علیہ السلام [illegible] ۲۳۶
یوسف علیہ السلام کو بیچا گیا ۲۳۷
یوسف علیہ السلام کی [illegible] ۲۳۷
عزیز مصر کا [illegible] ۲۳۷
[illegible] کی [illegible] حال ۲۳۷
زلیخا (راعیل) کے [illegible] ۲۳۸
حضرت یوسف علیہ السلام کی پارسائی ۲۳۸
یوسف علیہ السلام کی طرف سے [illegible] ۲۳۸
پانچ شیرخوار بچوں کا کلام کرنا ۲۳۹
بچے کی شہادت ۲۳۸
عزیز مصر کی اہلیہ کی اس حرکت کا چرچا ۲۳۹
[illegible] ۲۳۹
زنان مصر کو دعوت اور یوسف علیہ السلام ۲۳۹
عزیز مصر کی بیوی کی بے حیائی ۲۳۹
یوسف علیہ السلام کا جواب ۲۴۰
یوسف علیہ السلام کو قید کرنا ۲۴۰
یوسف علیہ السلام کو قید کرنے کی وجہ ۲۴۰
یوسف علیہ السلام کے قیدخانے میں ساتھی ۲۴۰
قیدیوں کا یوسف سے خواب بیان کرنا ۲۴۱
یوسف کی [illegible] خدمت ۲۴۱
یوسف کی [illegible] تبلیغ ۲۴۱
یوسف کا خواب کی تعبیر دینا ۲۴۰
اللہ کے [illegible] ۲۴۰
غیر اللہ سے مدد مانگنا ۲۴۲
بادشاہ کا خواب ۲۴۲
بادشاہ کے خواب کی تعبیر ۲۴۳
یوسف علیہ السلام کی رہائی [illegible] ۲۴۳
بادشاہ کا عورتوں [illegible] ۲۴۳
یوسف علیہ السلام [illegible] ۲۴۳
یوسف علیہ السلام کی [illegible] ۲۴۴
شاہ مصر کا یوسف کو اپنے خواص میں [illegible] ۲۴۴
یوسف علیہ السلام کی [illegible] ۲۴۴
یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح ۲۴۵
عزیز مصر [illegible] ۲۴۵
قحط سالی سے بچنے کی تدبیر ۲۴۵
فلسطین میں قحط ۲۴۵
برادران یوسف علیہ السلام مصر میں ۲۴۵
یوسف علیہ السلام کا بنیامین کو طلب کرنا ۲۴۶
یوسف علیہ السلام کا بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک ۲۴۷
عزیز مصر کے مطالبہ پر یعقوب علیہ السلام کا جواب ۲۴۷
برادران یوسف کا [illegible] ۲۴۷
یعقوب علیہ السلام کا بیٹوں کو نصیحت ۲۴۸
برادران یوسف علیہ السلام عزیز یوسف [illegible] ۲۴۸
[illegible] بنیامین کے ساتھ ۲۴۸
[illegible] یوسف [illegible] کا قافلہ کو روکنا ۲۴۹
برادران یوسف سے [illegible] ۲۵۰
بھائیوں کے [illegible] سے [illegible] ۲۵
بھائیوں کا [illegible] ۲۵۱
برادران یوسف علیہ السلام [illegible] ہے ۲۵۱
یعقوب علیہ السلام [illegible] ۲۵۲
بھائیوں [illegible] ۲۵۳
[illegible] ۲۵۳
[illegible] یعقوب علیہ السلام [illegible] ۲۵۳
[illegible] ۲۵۳
[illegible] ۲۵۳
[illegible] طرف سے [illegible] ۲۵۳
[illegible] ۲۵۴
پھر یوسف علیہ السلام [illegible] ۲۵۴
یوسف علیہ السلام کا اپنے آپ کو ظاہر کرنا ۲۵۴
یوسف علیہ السلام کا معاف کرنا ۲۵۴
یعقوب علیہ السلام کی طرف قمیص بھیجی ۲۵۴
یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو ۲۵۵
آنکھوں کی بینائی لوٹ آنا ۲۵۵
بیٹوں کا باپ کے سامنے شرمندہ ہونا ۲۵۵
آل یعقوب علیہ السلام کی مصر کو روانگی ۲۵۵
یوسف علیہ السلام کا استقبال کے لیے [illegible] ۲۵۶
یوسف سے [illegible] ۲۵۶
[illegible] ۲۵۶
بعض [illegible] ۲۵۶
وصال یوسف علیہ السلام ۲۵۷
آل یوسف [illegible] ۲۵–

[illegible]

اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ۲۸۳
موسیٰ کا مصر میں پہنچ کر [illegible] ۲۸۴
موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام فرعون کے دربار میں ۲۸۵
فرعون کے ساتھ مذاکرات کا خلاصہ ۲۸۵
خدا کو دیکھنے کے لئے محل بنانے کا حکم ۲۸۵
فرعون کے دربار میں ۲۸۶
فرعون کا مقابلے کے لئے بلانا ۲۸۷
فرعون کا جادوگروں کو بلوانا ۲۸۷
جادوگروں کے نام ۲۸۷
جادوگروں سے مقابلے کا دن ۲۸۸
اسٹیڈیم میں لوگوں کا رش ۲۸۸
جادوگروں کی شعبدہ بازی کا آغاز ۲۸۸
حق کی فتح اور باطل کی شکست ۲۸۸
جادوگروں کے ایمان لانے پر فرعون کی برہمی ۲۸۹
فرعون کی قوم پر عذاب الٰہی ۲۸۹
ٹڈی دل کا عذاب ۲۸۹
جوؤں کا عذاب ۲۸۹
پانی کا خون بن جانا ۲۹۰
مینڈکوں کا پھیل جانا ۲۹۰
طاعون کا [illegible] ۲۹۰
فرعون کا قوم سے خطاب ۲۹۰
جادوگر [illegible] کر شہادت کا درجہ پا گئے ۲۹۱
[illegible] ۲۹۱
بنی اسرائیل کو رات کے وقت نکل جانے کا حکم ۲۹۲
[illegible] ۲۹۲
رات کے وقت سفر کا آغاز ۲۹۲
[illegible] ۲۹۲
[illegible] کا پیچھا ۲۹۲
سمندر میں بارہ راستے ۲۹۳
فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی ۲۹۳
جبرائیل [illegible] ۲۹۳
[illegible] ۲۹۳
یوسف علیہ السلام کی قبر کی تلاش ۲۹۳
بنی اسرائیل کی بت پرستی کی خواہش ۲۹۳
قبطیوں پر عذاب ۲۹۳
بنی اسرائیل کو رات کے وقت لے جانے کی وجہ ۲۹۵
[illegible] ۲۹۶
فرعون کے [illegible] ۲۹۷
[illegible] ۲۹۷
سامری کا بچھڑا ۲۹۸
بچھڑے [illegible] ۲۹۸
موسیٰ بنی اسرائیل کے [illegible] ۲۹۸
[illegible] ۲۹۸
موسیٰ کی [illegible] ۲۹۸
تورات [illegible] ۲۹۹
موسیٰ کی [illegible] ۲۹۹
بچھڑے کی پوجا ۲۹۹
[illegible] ۳۰۰
سامری ۳۰۰
سامری کو بچھڑا بنانے کی کیسے سوجھی ۳۰۰
ہارون علیہ السلام کی بات نہ مانی ۳۰۰
[illegible] ۳۰۱
[illegible] ۳۰۱
موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور سے واپسی ۳۰۱
تورات کے احکامات ۳۰۲
موسیٰ علیہ السلام کا ستر اسرائیلیوں کے ساتھ [illegible] ۳۰۳
[illegible] ۳۰۳
توبہ کے متعلق (دوسری روایت) ۳۰۳
قوم کے باغی [illegible] ۳۰۳
[illegible] جنگ کرنے کا حکم ۳۰۴
جاسوسوں کی [illegible] ۳۰۴
بنی اسرائیل کا جنگ کرنے سے انکار ۳۰۴
اسرائیلیوں کے لئے سزا ۳۰۵
من و سلویٰ ۳۰۵
موسیٰ علیہ السلام [illegible] ۳۰۵
موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا [illegible] ۳۰۶
ہارون علیہ السلام کا انتقال ۳۰۶
ہارون علیہ السلام پر قتل کا الزام ۳۰۶
موسیٰ علیہ السلام کا وصال ۳۰۶
موسیٰ علیہ السلام کا [illegible] ۳۰۷
ہارون علیہ السلام کا انتقال ۳۰۷
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک ۳۰۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اوّل آغاز کلام

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو ہر شے سے پہلے تھا اور ہر شے کے بعد بھی ہوگا۔ وہ ہمیشہ باقی رہنے والی ذات ہے۔ اسے کبھی زوال نہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ تمام مخلوقات کو اسی نے پیدا کیا ہے۔ وہی تنہا اور یکتا اور وحدت والا ہے۔ وہ ہر چیز کے بعد بھی باقی رہے گا۔ اس کی بادشاہی لازوال ہے۔ وہ تمام [illegible] عظمت اسی کے لیے ہے۔ ساری [illegible] اسی کے لیے ہیں۔ [illegible] ہر قسم کا غلبہ اور قہر اسی کی ذات کو حاصل ہے۔ [illegible] اور عزت و قدرت اسی کے پاس ہے۔ [illegible] میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ [illegible] کی طرف سے پاک ہے۔ [illegible] اور تعریفات میں کوئی اس کا مد مقابل نہیں۔ [illegible] سب سے پاک ہے۔ [illegible] اور ہر قسم کی نقائص سے پاک ہے۔ [illegible] مخلوقات کو [illegible] اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

میں [illegible] پر درود اور سلام بھیجتا ہوں، جو اللہ کے سچے رسول اور [illegible] ہیں، جو مجھے ان کے قرب سے [illegible] اور میں ان پر صدق دل سے ایمان لاتا ہوں [illegible] اور ان کی [illegible] کے لیے خالص قرار دیتا ہوں۔

حوالہ جات و شکریہ

اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

[illegible] نے انہیں رسالت و نبوت کے لیے منتخب کیا اور ان کے [illegible] مخلوق خدا کی طرف مبعوث کیا [illegible] کی طرف بلایا گیا۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] مدینہ منورہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible] کیا۔

صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

زمین و آسمان کی تخلیق

بلاشبہ اللہ تعالیٰ۔ زمین کی تخلیق بہت [illegible] ہے۔ تمام مخلوقات سے پہلے [illegible] پیدا فرمایا۔ مخلوق کو پیدا کرنے میں اس کی کوئی غرض نہ تھی بلکہ محض اپنے فضل و مہربانی سے اس نے کائنات کو پیدا کیا [illegible] اور پھر ان میں سے کچھ مخلوق کو مکلف ٹھہراتے ہوئے انہیں عقل و شعور [illegible] میں سے جو [illegible] اپنے فضل و احسان میں زیادتی فرماتے [illegible]۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے

"میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔ میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تو خود ہی رزاق ہے، بڑی قوت والا اور زبردست۔"

(سورۃ الذاریات آیت ۵۶۔ ۵۸)

ان تمام مخلوقات کو پیدا کرنے کے باوجود اس کی سلطنت و بادشاہی میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں ہوا اور اگر وہ ان سب کو نیست و نابود کر دے تب بھی اس کی عظمت اور بادشاہی میں بال برابر بھی کمی نہ آئے گی۔ اس لیے کہ تغیرات و احوال اسی پر اثر انداز ہوتے ہیں [illegible]۔ خوشی و غمی کی کیفیات اس پر اثر انداز نہیں ہوتیں [illegible] کے دامن عظمت میں کوئی کمی نہیں رکھتیں کیونکہ وہ خود ہی [illegible] ہے اور ہر طرح کی آرائش نفس کا [illegible] ہے۔

یہ اس کا فضل و احسان اور خوشنودی [illegible] سب ہی مستفید ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو سننے کے لیے کان، دیکھنے کو آنکھیں اور سوچ بوجھ کے لیے قلب سے نوازا اور انہیں عقل و سمجھ سے بھی بہرہ ور فرمایا تاکہ وہ حق و باطل کے درمیان تمیز کریں اور اپنے نفع نقصان کو پہچانتے ہیں۔ اس نے انسانوں کے لیے زمین کو بچھایا تاکہ وہ اس کے صاف اور وسیع راستوں پر چلیں اور آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا اور اس کو [illegible] بنایا اور پھر اس میں سے موسلا دھار بارش برسائی اور ایک مقررہ مقدار میں رزق اتارا اور اپنی مخلوق کے فائدے کے لیے چاند سورج کو آگے پیچھے دوڑایا جس کے نتیجے میں دن اور رات نمودار ہوتے ہیں۔ اس نے رات کو لوگوں کے لیے لباس بنایا اور دن کو معاش کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ چاند سورج کے طلوع و غروب اور دن و رات کا آنا جانا خالق کا اپنے بندوں پر عظیم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے

"دیکھو ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے۔ رات کی نشانی کو ہم نے بے نور بنایا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور ماہ و سال کا حساب معلوم کر سکو۔ اسی طرح ہم نے ہر چیز کو الگ الگ ممیز کر کے رکھا ہے۔" (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۲)

اس کے علاوہ دن اور رات سے فرائض، نیکی اور [illegible] کے اوقات بھی معلوم ہوتے ہیں جن کا تعلق دن اور رات کی گھڑیوں اور ماہ و سال سے ہے مثلاً نماز، زکوٰۃ، حج، روزے وغیرہ۔ اسی طرح دنیا کے معاملات قرض وغیرہ کی ادائیگی کا وقت بھی۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پہلا گروہ

وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی [illegible]

دوسرا گروہ

وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی [illegible]

تیسرا گروہ

وہ لوگ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان کے بعد [illegible] حالات و واقعات [illegible] [illegible] قابل [illegible] جاتا ہے۔

اسی طرح ان لوگوں کا تذکرہ [illegible] کیا گیا ہے۔

میں اپنے اس کام میں اللہ تعالیٰ سے [illegible] ہے۔

وصلی اللہ علی محمد نبیہ و آلہ وسلم تسلیما

نوٹ!

اس کتاب کو پڑھنے والے کو یہ بات ذہن نشین [illegible] اس کتاب میں [illegible] تفصیل کے متعلق [illegible] عقلی دلائل اور فکری [illegible] ضرورت کے مطابق لکھے گئے ہیں۔

کیونکہ [illegible] ماضی کے [illegible] کا علم [illegible] اپنی آنکھوں سے [illegible] روایت دینے والوں کے بیان سے [illegible] علم نہیں ہو سکتا تھا۔

لہٰذا ہماری اس کتاب میں کوئی خبر یا روایت [illegible] کو درست نہیں سمجھتا تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ ہم نے اپنی طرف سے کوئی [illegible] ہم تک پہنچی ہیں ہم نے ان کو اسی طرح آگے لکھ دیا [illegible] پہنچی تھیں۔

وما علینا الا البلاغ

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری [illegible]

* * *

زمانہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

زمانہ ابتدائے آفرینش تا ابد زمانہ کی مدت

دنیا کی مجموعی عمر

ابتداء سے انتہا تک یعنی تخلیق آدم سے قیامت تک زمانہ کی کل مقدار کے بارے میں علمائے سلف کا اختلاف واقع ہوا ہے۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ زمانے کی کل مقدار سات ہزار سال ہے اس قول کے قائل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں ان سے مروی ہے کہ دنیا کی مجموعی عمر آخرت کے ہفتے میں سات ہزار سال ہے جن میں چھ ہزار دو سو سال گزر چکے ہیں اور چند سو سال باقی ہیں۔ (یعنی چند صدیاں باقی ہیں نہ کہ ہزار)

بعض فرماتے ہیں کہ زمانے کی کل مقدار چھ ہزار سال ہے حضرت کعب سے بھی یہی مروی ہے اور حضرت وہب بن منبہ سے بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کو پانچ ہزار چھ سو سال گزر چکے ہیں اور ہر زمانے میں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سلاطین گزرے ہیں میں ان سب سے واقف ہوں راوی نے پوچھا دنیا کی کل مدت کتنی ہے فرمایا: "چھ ہزار سال"۔

حدیث نبوی ﷺ

ان میں سے درست قول وہ ہے جس کی تائید و تقویت بہت سی احادیث نبویہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ تمہاری عمر گزشتہ امتوں کے مقابلے میں اتنی ہے جتنا نماز عصر سے غروب شمس تک کا وقت (یعنی جو نسبت اس قلیل وقت کو پورے دن سے ہے وہی نسبت تمہاری مجموعی عمر کو گزشتہ امتوں کی مجموعی عمر سے ہے)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ: "تمہاری اجل تم سے پہلی امتوں کے مقابلے میں جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں اتنی ہے جتنا کہ نماز عصر اور مغرب کا درمیانی وقت"۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے لیے دنیا کی عمر صرف اتنی مقدار رہ گئی ہے جتنی کہ بعد نماز عصر سورج کی مقدار غروب ہونے سے باقی رہ جاتی ہے"۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس عصر کے بعد بیٹھے ہوئے تھے اور سورج "قعیقعان" نامی پہاڑ پر چمک رہا تھا پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ "تمہاری عمریں گزری ہوئی امتوں کے مقابلے میں بس اتنی ہیں جتنا دن کا یہ حصہ گزرے ہوئے دن کی نسبت باقی رہ گیا ہے"۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے اصحاب کو خطبہ دیا اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے دنیا کی بقیہ عمر گزری ہوئی عمر کی نسبت صرف اتنی رہ گئی ہے جتنا کہ یہ تمہارا دن گزرے ہوئے دن کی نسبت باقی ہے اور تم سورج کو غروب کے قریب ہی دیکھ رہے ہو۔

[illegible] سے مروی ہے کہ [illegible] ﷺ نے [illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] ہیں۔

[illegible] ﷺ نے [illegible] فرمایا [illegible] انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں
اور [illegible]

حضرت [illegible] سے [illegible] روایت میں مروی [illegible]
انہوں نے [illegible] رسول اللہ ﷺ کی دو انگلیوں [illegible] انگشت شہادت اور
اس سے متصل والی درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا اور آپ فرما رہے تھے کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جس
طرح یہ دو انگلیاں [illegible] ہیں۔

حضرت [illegible] سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح اکٹھے بھیجے گئے ہیں جس
طرح یہ دو انگلیاں اور پھر آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا دیا۔

حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ سے سنا اور وہ حضرت انس بن مالک کے واسطے سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں۔

شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ سے [illegible] جس طرح ان دو انگلیوں میں سے ایک کو دوسرے پر
فضیلت ہے [illegible] میں یہ نہیں جانتا کہ [illegible] قتادہ کے واسطے سے نقل کیا ہے یا حضرت انس بن مالک [illegible]
ہے (یعنی یہ قول قتادہ کا ہے یا انس بن مالک کا مجھے یہ فیصلہ کرنے میں دشواری ہے)۔

انس بن مالک [illegible] سے ایک دوسری سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور ان سے مروی ایک [illegible]
اشارہ [illegible] (درمیانی اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ فرمایا)

انس بن مالک [illegible] ولید بن عبد الملک کے پاس [illegible] سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے
قیامت کے بارے میں [illegible] انس بن مالک [illegible] نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے [illegible] آپ فرما رہے تھے کہ تم اور
قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح قریب قریب ہو اور [illegible] اپنی دونوں انگلیوں سے اس کا اشارہ کر کے دکھایا۔

عیاش بن ولید [illegible] عبد الاعلیٰ [illegible] کے طریق سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

[illegible] حضرت انس بن مالک [illegible] سے روایت کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ
میں اور قیامت [illegible] بھیجے گئے ہیں اور [illegible] انگلیوں کے [illegible] کر کے دکھایا۔

ابو التیاح [illegible] حضرت انس بن مالک [illegible] روایت کرتے ہیں [illegible] سے مروی ہے کہ میں نے
رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی دو انگلیوں درمیانی اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کیا اور فرمایا کہ میں اور قیامت ان
دونوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔

حضرت سہل بن سعد [illegible] سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے [illegible]

درمیانی انگلی اور انگشت شہادت کو ملا کر اشارہ کیا اور بتایا کہ میں اور قیامت ان دو کی طرح ہیں۔ جس طرح یہ فرمایا کہ میری اور قیامت کی مثال ایک ایسے شخص کی طرح ہے جسے اس کی قوم نے جاسوس بنا کر بھیجا ہو۔ جب اسے دشمن کے حملہ کا خطرہ ہوا تو اپنے کپڑے سے اشارہ کیا اور یہ آواز دی کہ تمہیں آ لیا گیا تمہیں آ لیا گیا۔ پھر فرمایا کہ میں وہی ہوں میں وہی ہوں۔

ان تمام احادیث میں روایات کا اختلاف محض الفاظ کا ہے ورنہ سب کا مضمون ایک ہی ہے جو ثابت ہوتا ہے۔

ابن عمر بن یزید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اور قیامت اکٹھے بھیجے گئے ہیں اور قریب تھا کہ قیامت مجھ سے سبقت کر جاتی۔

ابن مستورد بن شداد فہری نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں قیامت کے انتہائی قریب بھیجا گیا ہوں اور میں نے اس پر صرف اتنی سبقت کی ہے جتنی اس (وسطی) انگلی نے اس (انگشت شہادت) انگلی پر سبقت کی ہے۔ راوی حدیث وہب بن جریر نے دونوں انگلیوں کو ملا کر کیفیت بیان کی۔

ابو جبیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے ساتھ ساتھ اسی طرح مبعوث ہوا ہوں جس طرح کہ یہ دونوں انگلیاں اور وسطی اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ فرمایا (یعنی جس طرح وسطی کو انگشت شہادت پر تقدم حاصل ہے اسی طرح مجھے قیامت پر تقدم حاصل ہے۔

ابو جبیرہ و مشائخ انصار سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے سنا کہ میں اور قیامت اس طرح ہیں۔ علامہ طبری کہتے ہیں کہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد راوی نے انگشت شہادت کو وسطی سے ملا کر دکھایا اور یہ کہا کہ اس طرح۔ یعنی دونوں انگلیوں کے معمولی فرق کی طرف اشارہ ہے۔

حاصل بحث:

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ:

یہ بات گذشتہ روایت کی صحت سے ثابت ہو چکی ہے کہ اس امت کے ختم میں جتنا وقت باقی ہے وہ اتنا ہے جتنا کہ عصر و مغرب کے درمیان ہوتا ہے۔

اس مضمون کو نبی کریم ﷺ نے مختلف الفاظ و انداز میں تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ ابن عمر کی تفصیل کے ساتھ گزر چکا۔ ایک روایت میں فرمایا دنیا کی بقیہ عمر گزری ہوئی عمر کے مقابلے میں صرف اتنی رہ گئی ہے جتنا کہ آج کا دن گزرنے کے بعد اس کی نسبت باقی رہ گیا ہے اور یہ بات عصر کے بعد ارشاد فرمائی تھی۔ نیز اس مضمون کو اس طرح تعبیر فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔ جس طرح یہ دو انگلیاں اور انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا۔

کبھی فرمایا کہ میں قیامت سے صرف اس قدر مقدم بھیجا گیا ہوں۔

یہ کلی بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس امت کی عمر عصر و مغرب کے درمیانی وقت کے برابر ہے۔ لہٰذا اب یہ ثابت کرنا ہے کہ عصر و مغرب کے درمیانی وقت کو کل یوم کے ساتھ کیا نسبت ہے اور یہ کل کتنی مدت کی ہے

[illegible]

مدت دنیا

دیگر اقوام کے خیالات

یہود:

یہود نے دعویٰ کیا کہ [illegible] حضرت آدم سے [illegible] تک کل مدت [illegible] تورات کے ذریعے [illegible] کے مطابق ایک ایک نبی کی ولادت اور [illegible] ایک ایک نبی کی بعثت اور ان کی وفات ذکر کرتے ہیں۔

ہم عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل ذکر کریں گے بلکہ ان کے علاوہ بھی بہت سی تفصیلات جو علماء اہل کتاب یہود و دیگر اہل تاریخ نے بیان کی ہیں ذکر کریں گے۔

نصاریٰ:

اس کے برعکس یونان کے نصاریٰ نے دعویٰ کیا کہ یہودیوں نے مذکورہ قول اور دعویٰ میں بالکل جھوٹ بولے ہیں۔ یہ تخمینہ آدم سے حضرت نوح تک کل مدت دنیا کے بارے میں کوئی قول جو تورات کے موافق ہے وہ [illegible] ہے اور نصاریٰ اسی کے مطابق نبیوں اور بادشاہوں کے زمانے اور ولادت و وفات وغیرہ کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نبوت اور نصرانیوں کی تاریخ جو ولادت عیسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ [illegible] کے مذکورہ بالا قول [illegible] کیا ہے۔ علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات، صفات اور بعثت کا وقت وغیرہ سب کچھ تورات میں لکھا ہوا ہے جبکہ ان کا انکار کرنا کذب و خیانت کے سوا کچھ نہیں۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس شخصیت کے مذکورہ صفات اور ولادت و بعثت تورات میں مذکور ہیں جن کو نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دیتے ہیں یہود کے نظریہ کے مطابق وہ ابھی تک نہیں آئے ہیں اور وہ ان کی ولادت و بعثت کے زمانے کا انتظار کر رہے ہیں۔

واضح رہے کہ یہودی جس شخص کا انتظار کر رہے ہیں اور بڑے شد و مد سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی علامات تورات میں مذکور ہیں وہ درحقیقت دجال لعین ہے کہ جس کی صفات نبی کریم ﷺ نے اس امت کے لیے بیان فرمائی ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کے اکثر متبعین یہود ہوں گے [illegible] ہے۔

مجوس:

مجوس کا خیال ہے کہ کیومرث جو انسان اول ہیں سے لے کر حضرت نبی کریم ﷺ تک کل مدت تین ہزار [illegible] سال ہے جبکہ وہ

ان بادشاہوں کے نسب ناموں کا ذکر نہیں کرتے کیونکہ اس سے ان کے نقل پر روشنی پڑتی ہے بلکہ وہ ان کو ذکر کرتے ہیں کہ یہ سب ہی ابوالبشر آدم پر ختم ہیں۔

اہلِ فارس (ایرانی):

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ ’’اہل فارس کے جیومرث نامی بادشاہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) بعض تو ان کے قائل ہیں جو کہ لوگوں نے کہا۔ (۲) اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اصل میں جامر بن یافث بن نوح (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے) ہیں انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی بہت خدمت گزاری کی اور تادم آخر ان کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک و سعادت مندی کیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لیے طول حیات اور روئے زمین کی بادشاہت دشمنوں کے خلاف فتح و نصرت کی دعا فرمائی اور یہ بھی کہ ان کی اولاد میں یہ سلسلہ دائمی طور پر جاری رہے سو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور جیومرث (یعنی جومر بن یافث بن نوح) کو روئے زمین کی بادشاہت ملی اور بادشاہت کے ملنے کے بعد ان کو آدم کہا جانے لگا۔ اور یہی ابوالفرس (یعنی اہل فارس کے جد امجد) ہیں ان کی اولاد میں بھی نسل در نسل یہ بادشاہت چلی یہاں تک کہ مسلمان شہر مدائن کے شہروں میں داخل ہوئے اور اہل اسلام کو ان پر غلبہ حاصل ہوا تو حکومت و بادشاہت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اس کے علاوہ یہاں کچھ اور بھی اقوال ہیں جن کو ہم انشاء اللہ عنقریب ’’بادشاہوں کی تاریخ‘‘ میں ذکر کریں گے۔

دنیا کب وجود میں آئی:

اول: ہم اس سے پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ زمانہ لیل و نہار کی ساعات و گھڑیوں کا نام ہے اور لیل و نہار در حقیقت شمس و قمر کے اپنے دورے میں مرکزی محور پر گردش کا نام ہے جیسا کہ حق تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں۔

سورج اور چاند کی گردش:

’’اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے کہ ہم اس میں سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تو وہ اندھیرے میں کھڑے رہ جاتے ہیں اور سورج اپنی قرار گاہ (زمانی و مکانی) کی طرف چلتا رہتا ہے اور یہ زبردست اور علیم ذات کا مقرر کردہ نظام ہے اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ وہ (آخر میں) کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے اور ہر ایک (یعنی چاند و سورج) اپنے محور میں مصروف رہتا ہے۔‘‘ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۳۷ تا ۴۰)

پس جب ہم نے زمانے کی تعریف لیل و نہار کی ساعات سے کی اور لیل و نہار خود سورج کے اپنے محور میں مخصوص مسافت طے کرنے کا نام ہے تو اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ زمانہ میں حدوث و فنا ہے اور لیل و نہار میں بھی حدوث و فنا ہے اور ان کا محدث (یعنی فنا کرنے والا) اللہ عزوجل ہے جس نے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا ارشاد خداوندی ہے:

’’وہی ذات ہے جس نے دن اور رات اور سورج و چاند کو پیدا فرمایا اور ہر ایک اپنے محور میں گردش کر رہا ہے۔‘‘

(سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۳)

دوم: جو شخص حدوث زمانہ سے بے خبر ہے تو وہ کم از کم دن رات کے اختلاف سے ہرگز بے خبر اور ناواقف نہ ہوگا اس لیے کہ یہ اختلاف تو بالکل محسوس و مشاہد ہے اسے تسلیم کیے بغیر چارہ کار نہیں کیونکہ ہر شخص دیکھتا ہے کہ ان میں سے ایک رات ساری

مخلوق ہیں اندھیری دنیا کی صورت میں آتی ہے اور دوسری چیز دن یعنی روشنی کے ساتھ رات کے اندھیروں کو پھاڑتا ہوا نکلتا ہے۔ ان کا آنا یکے بعد دیگرے ہوتا ہے۔ ان کے احوال و صفات میں باہمی اختلاف کی وجہ سے ممکن ہی نہیں کہ اگر ان میں ایک موجود ہے تو دوسرا بھی اس کے ساتھ ہوگا اور جب دوسرا آئے گا تو پہلا موجود نہ ہوگا۔ یہ ان کے حدوث پر انتہائی واضح دلیل ہے معلوم ہوا کہ یہ دونوں مخلوق ہیں اور ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسا کہ آیت قرآنی کے حوالے سے گزر چکا۔

سوم: لیل و نہار کے حدوث پر دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی بھی دن اس حال سے خالی نہیں کہ اس سے پہلے بھی ایک دن ہوتا ہے اور اس کے بعد بھی۔ گزشتہ دن پہلے تھا اب نہیں ہے اور آئندہ دن بھی کل ہوگا اب نہیں۔ اور آج کا دن آج ہے کل نہیں ہوگا اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جو چیز پہلے موجود نہ ہو اور پھر وجود میں آئے تو وہ حادث اور مخلوق ہوتی ہے اس کا کوئی نہ کوئی محدث اور خالق ہوتا ہے اور وہ اللہ جل شانہ ہے۔

چہارم: ان کے حدوث پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ ایام اور راتیں قابل شمار ہوتی ہیں اور وہ ہر چیز جس کی گنتی اور شمار ہو سکے تو وہ دو حد یعنی جفت اور طاق سے خارج نہیں ہو سکتی یعنی یا تو جفت ہوگی یا طاق یعنی اگر ان کو (یعنی ایام و لیالی کو) جفت مانا جائے تو جفت اعداد کا سب سے پہلا عدد اثنان یعنی دو ہے۔ گویا کہ جفت کے لیے ابتدائیت و اولیت ثابت ہوگی۔ جب یہ بات مسلم ہے کہ دونوں قسم کے اعداد کے لیے ابتدا ثابت ہو تو اس کا کوئی نہ کوئی مبتدی (ابتدا کرنے والا) ہوگا اور وہ جہان کا خالق۔

کیا اس کائنات سے قبل بھی کوئی کائنات تھی:

جیسا کہ ہم ماقبل میں انتہائی وضاحت کے ساتھ یہ بیان کر چکے ہیں کہ زمانہ لیل و نہار کی ساعات کا نام ہے اور ساعات شمس و قمر کے اپنے مدار میں گردش کرنے کو کہتے ہیں اور یہ سب حادث مخلوق ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا ان سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی اور چیز کی تخلیق فرمائی تھی یا نہیں؟ تو احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے پہلے بعض چیزوں کو پیدا فرما چکے تھے۔

* * *

ارض و سما کی تخلیق کا بیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مطلب یہ کہ دو دن میں پیدا ہوئی ہے۔

عبداللہ بن سلام اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیٹھے جمعہ والی خصوصی ساعت کے بارے میں تذکرہ کر رہے تھے جس کی نسبت نبی کریم ﷺ سے نقل ہے۔ عبداللہ بن سلام کہنے لگے کہ میں اس ساعت کو خوب جانتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی تخلیق کی ابتدا اتوار کے دن فرمائی تھی اور جمعہ کے دن آخری ساعت میں فراغت ہوئی ہے، وہ ساعت جمعہ کی آخری ساعت ہی ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اتوار کے دن کیا چیز پیدا ہوئی؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن زمین کو پیدا فرمایا اور اس کو پھیلا دیا۔ پھر یہود نے پیر کے بارے میں پوچھا فرمایا اس دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے۔ پھر یہود نے منگل کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پانی کو اور بہت سی چیزوں کو پیدا فرمایا۔ پھر یہود نے بدھ کے بارے میں پوچھا فرمایا: اس دن غذا، درخت اور نہروں کو پیدا کیا گیا۔ پھر یہود نے جمعرات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ اس دن آسمان کو پیدا فرمایا۔ پھر یہود نے ہفتہ کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کیا اس دن آپ تھک گئے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ (اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کو تھکاوٹ ہو) پھر آیت نازل ہوئی:

”بلاشبہ ہم نے آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا اور ہمیں کوئی تکان نہ ہوئی۔“

(سورۃ ق آیت نمبر ۳۸)

وقتِ تخلیق زمانہ؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات خوب وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شمس و قمر کی پیدائش سے پہلے ہی بہت سی چیزوں کو پیدا فرما دیا تھا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ شمس و قمر کو جمعہ کے دن پیدا کیا گیا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن کل نباتاتی سامانات کو پیدا کیا گیا اور ان سے پہلے آسمان و زمین پھر درخت پرندے جانور اور پانی وغیرہ بہت سی چیزیں پیدا ہو چکی تھیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ سب چیزیں موجود تھیں شمس کل نباتات موجود تھے اور زمانہ چونکہ کل نباتاتی سامانات کا نام ہے، پس یہ کہنا درست ہے کہ تخلیقِ زمانہ سے قبل بہت سی چیزیں تخلیق ہو چکی تھیں اور اسی کا ثبوت بیان مقصود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت کی تائید ہوتی ہے جو دوسرے مقام پر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن نور کو پیدا فرمایا تھا اور اس نور سے مراد نورِ شمس ہی ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

الاعتراض

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ دن طلوعِ شمس سے غروبِ شمس تک کے وقت کا نام ہے اور پھر یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ شمس و قمر کو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے تخلیق کے بعد جمعہ کے دن پیدا فرمایا تھا جیسا کہ روایت میں گزرا تو شمس و قمر کی تخلیق جمعہ کے دن ہوئی اور اس سے پہلے یوم کا نام نہیں ہو سکتا حالانکہ آسمان اور زمین اور پانی وغیرہ کی تخلیق ہوئی گویا کہ شمس و قمر کی تخلیق سے پہلے آپ نے وقت ثابت کیا اور اس کو نام ایام دیا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ شمس و قمر سے پہلے نظام ایام تھے حالانکہ ایام کا تعین شمس و قمر پر موقوف ہے۔ اس لیے کہ یوم طلوع فجر سے غروب شمس تک کے وقت کا نام ہے۔ اگر آپ اس کی وضاحت فرما دیں [illegible] آپ کے کلام میں [illegible] تعارض [illegible] مناسب نہیں۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت کو جس کے لیے یوم کا لفظ بولا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے یوم [illegible] فرمایا [illegible] حالانکہ وہاں [illegible] شمس و قمر نہیں ہوں گے [illegible] اس لیے قرآن [illegible] ہے۔ "ولهم رزقهم فيها بكرة وعشيا" ان کے لیے جنت میں صبح و شام رزق ہوگا حالانکہ جنت میں [illegible] اس لیے کہ آخرت میں دن اور رات [illegible] سورج [illegible] موقوف ہے [illegible] کے باوجود (بکرۃ وعشیا) کہا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ہے کہ [illegible] آپ کے رب کی طرف سے [illegible] یہاں تک کہ قیامت آ جائے یا ان پر یوم عقیم کا عذاب آ جائے۔ (یوم عقیم کا عذاب اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کے بعد رات نہیں) حالانکہ قیامت کے دن شمس و قمر [illegible] معروف نظام [illegible] نہ ہوگا لیکن اس کے باوجود اسے یوم کہا گیا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ [illegible] آیات کریمہ کی تفسیر [illegible] کے مطابق ہے [illegible]

شمس و قمر کی تخلیق سے پہلے وقت کو جو یوم کہا گیا ہے اس یوم سے مراد ایک ہزار سال کی مدت ہے اور سال سے مراد ہماری دنیا کا سال ہے جو بارہ مہینے کا ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ فرمان کہ صبح و شام اہل جنت کو رزق ملے گا۔ اس صبح و شام سے مراد وہ مخصوص وقت ہے جسے ہم دنیا میں سورج کے طلوع اور غروب کی وجہ سے پہچانتے ہیں اور اسے صبح و شام کا نام دیتے ہیں مگر جنت میں [illegible] صبح و شام کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی اعتبار سے بکرۃ وعشیا کہا گیا ہے۔

اور یہ صرف ہماری تحقیق ہی نہیں بلکہ بعض علماء سلف بھی اسی کے قائل ہیں۔ حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے متعلق امور ایک ہزار سال تک کے لیے فرشتوں کے سپرد فرما دیتا ہے یہاں تک کہ جب ہزار سال پورے ہو جاتے ہیں تو اسی طرح دوبارہ ایک ہزار سال تک کے لیے [illegible] اور یہ سلسلہ اسی ترتیب سے چلتا رہتا ہے [illegible] "في يوم كان مقداره الف سنة" کی تفسیر میں فرمایا [illegible] اسی طرح "في يوم كان مقداره خمسين الف سنة" کی تفسیر میں فرمایا کہ [illegible] یوم [illegible] ہیں۔

اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے [illegible] ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شمس و قمر کی پیدائش سے پہلے آسمان و زمین اور [illegible] چیزیں پیدا فرمائیں اس کے مطابق سلف سے کچھ اقوال منقول ہیں جیسا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے درج ذیل آیت کی تفسیر منقول ہے۔

"فقال لها وللارض ائتيا طوعا او كرها قالتا اتينا طائعين"۔

"اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین سے فرمایا کہ تم دونوں برضا و رغبت یا زبردستی آؤ تو دونوں نے کہا ہم خوشی سے تابعداری کرتے ہیں"۔

اس روایت کی آخر میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] ارحم الراحمین کی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سے نکالا [illegible] نیکی نہیں کی تھی اور [illegible] سے استدلال کرتے ہیں۔ اس روایت میں [illegible]

اور حضرت [illegible] (اللہ تعالیٰ [illegible]) [illegible] کی طرف اس کے کلام اور [illegible] کی نسبت [illegible]

آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر جس قدر چاہا [illegible] اس کے مطابق پیدا فرمایا۔

سلف کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ [illegible] کے قائل ہیں جو ہم نے بیان کی ہیں۔ [illegible] قرآن و سلف کے [illegible] ہے کہ [illegible] اور [illegible] مقدم ہے۔ واللہ اعلم

اللہ باقی:

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۲۶-۲۷)

"ہر چیز فنا اور ختم ہو جانے کی صفت رکھتی ہے، آپ کے رب کی ذات برکت اور بزرگی والا ہے باقی رہے گی۔"

﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ (سورۃ القصص آیت نمبر ۸۸)

"اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات کو بقا دوام حاصل ہے اس کے علاوہ ہر چیز [illegible] شمس و قمر وغیرہ سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔ جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے کہ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ جب سورج بے نور ہو جائے گا اس کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ اور یہ قیامت کے روز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز کا فنا ہو جانا ایسی چیز ہے جس کے تمام اہل ادیان معتقد ہیں۔ خواہ وہ اہل اسلام ہوں یا اہل تورات و اہل انجیل اور مجوس وغیرہ۔ اسی لیے ہم نے اس بحث میں زیادہ دلائل پیش نہیں کیے۔ البتہ ایک قوم [illegible] نے اس سے اختلاف کیا ہے لیکن ہم ان کے قول کے غلط ہونے پر اس کتاب میں کوئی بحث کریں گے اور نہ کسی قسم کے دلائل پیش کریں گے۔ اس لیے کہ ان کا [illegible] بالکل ظاہر [illegible] دلائل قائم کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ لوگ اس عالم کے فنا کے قائل ہیں نہ بعث بعد الموت کے قائل ہیں۔ سب کے سب اہل ایمان ہونے کا قطعی طور پر عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ہلاک و فنا ہونے والی ہے [illegible] فنا کے بعد اللہ تعالیٰ [illegible] دوبارہ پیدا فرمائے گا اور [illegible] زندہ فرمائے گا اور یہ سب قیامت کے دن ہوگا۔

حقیقت اسماء اللہ تعالیٰ:

یہ بات بالکل واضح اور اکثریت کا [illegible] ہے کہ [illegible] جسم ہے یا قائم بالجسم اور جسم وہ [illegible] سے خالی نہیں [illegible] اگر مرکب ہے تو اس میں ترکیب [illegible] کا امکان بھی ہے اور اگر [illegible] ہے تو اس کے اندر بھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باری تعالیٰ کا یہ قول اس پر نہایت مضبوط اور قوی دلیل ہے

ترجمہ: "کیا انہوں نے اونٹ کی طرف نہیں دیکھا کہ اس کو کیسے پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کی طرف کہ اس کو کیسے بلند کیا گیا اور پہاڑوں کی طرف کہ ان کو کیسے نصب کیا گیا اور زمین کی طرف کہ اس کو کیسے بچھایا گیا" (سورۃ غاشیہ)

لیکن یہ دلیل اس شخص کے لیے ہے جو [illegible] عقل کے ساتھ غور و فکر کرے [illegible]

ہمارے رب تبارک و تعالیٰ نے [illegible]

تنبیہ:

[illegible]"

ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حرکت کی قسم اور زوال سے پاک و منزہ ہے۔

ہماری اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ قدیم اور اشیاء کی خالق و صانع ذات صرف وہی ایک ذات ہے جو ہر چیز سے پہلے تھی اور ہر چیز کے بعد بھی وہی رہے گی۔ سب سے اول بھی وہی اور سب سے آخر بھی وہی اول و آخر، قریب ہونے کی انتہا نہ زمین میں ہے اور نہ آسمان میں۔ وہ ذات موجود تھی جس وقت نہ زمانہ تھا نہ دن و رات نہ ظلمت نہ نور نہ آسمان نہ زمین نہ شمس نہ قمر نہ نجوم ان کے علاوہ ہر چیز حادث اور ختم ہونے والی ہے۔ وہ اکیلا تمام مخلوق کا خالق ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں بلکہ ہر کوئی اس کا محتاج ہے۔ وہ اپنے امور پر قادر و غالب ہے پاک ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم سے میرے بعد ہر چیز میں سوال کیا جائے گا یہاں تک کہ سائل کہے گا کہ یہ اللہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے لیکن اسے کس نے پیدا کیا۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ لوگوں نے اسی طرح کے سوالات کرنا شروع کر دیے۔ پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر تکبیر بلند کی اور فرمایا جو مجھ سے میرے خلیل نے کہا تھا۔ جو فرمایا تھا وہ میں نے آج دیکھ لیا۔ میں اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگ تم سے اس قسم کے سوال کریں تو تم انہیں جواب میں کہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے وہ ہر چیز سے پہلے تھا اور ہر چیز کے بعد بھی وہی رہے گا۔

حاصل کلام

جب ان تمام عقلی و نقلی دلائل سے معلوم ہو گیا کہ اشیاء کا خالق تو اس حال میں کہ اس کے سوا کوئی نہ تھا اسی نے اشیاء کو پیدا کیا اور ان میں مدبرانہ تصرفات کیے اور اقسام و انواع کی مخلوقات کو پیدا کیا وقت و زمان اور شمس و قمر کے اپنے افلاک میں جریان کی وجہ سے اوقات و ساعات معلوم ہوتی ہیں جن سے تاریخیں مرتب ہوتی ہیں اور لیل و نہار کے درمیان فاصلے قائم ہوتے ہیں لہٰذا اب ہم شمس و قمر سے پہلے کی مخلوقات کے بارے میں کلام کرتے ہیں اور ان میں بھی سب سے مقدم کیا ہے اس کے بارے میں بتاتے ہیں۔

وباللہ التوفیق

* * *

تخلیقِ اولین (قلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ولید کو بتایا کہ میرے بیٹے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ سب سے پہلی جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی، قلم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (جب پیدا فرمایا تو) اسے حکم دیا کہ لکھو تو اس نے قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ ڈالے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم ہے اور پھر اسے تمام امور لکھنے کا حکم فرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری سند سے مروی روایت بھی اسی طرح ہے۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ولید بن عبادہ بن صامت سے پوچھا کہ آپ کے والد ماجد نے بوقت وفات کیا وصیت فرمائی تھی؟ ولید نے کہا انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا اے میرے بیٹے! اللہ سے ڈرو اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ تم اس وقت تک اللہ سے ڈرنے والے نہیں بن سکتے اور ہرگز تم علم کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ تم اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لاؤ اور اچھی بری تقدیر پر یقین رکھو اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی چیز جو پیدا فرمائی وہ قلم تھا اور اس سے فرمایا "لکھو" قلم نے کہا اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر لکھو تو قلم اسی گھڑی جاری ہوا اور اس نے گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کے تمام امور لکھ دیئے۔ علامہ طبری فرماتے ہیں کہ ہم پہلے اس بارے میں علمائے سلف کے مختلف اقوال پیش کریں گے اور اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔

قلم کی تخلیق کے متعلق اقوال:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول حدیث رسول اللہ ﷺ کے موافق ہے۔ جو ان سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا اس سے فرمایا کہ لکھو قلم نے کہا اے میرے رب کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر لکھو تو جب قلم لکھنا شروع ہوا اور اس نے اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تمام چیزیں لکھ دیں پھر اللہ تعالیٰ نے پانی کے بخارات اوپر کی طرف بلند کیے اور اس سے آسمانوں کی تخلیق فرمائی۔

حضرت وکیع رحمہ اللہ کے طریق سے بھی یہی روایت مروی ہے اور شعبہ کے طریق میں ابن عباس سے منقول ہے کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا جس نے ان تمام باتوں کو لکھنا شروع کر دیا جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔ ابن عباس سے مروی ایک اور طریق میں بھی اس کے مثل مروی ہے اور معمر کے طریق میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق قلم ہے۔ عطاء بن سائب کے طریق میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے پہلی چیز جو میرے رب نے پیدا فرمائی وہ قلم ہے پھر اسے حکم دیا کہ لکھو تو اس نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات لکھ دیئے۔

دوم:

لیکن ابن اسحاق کا قول ہے کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ نور اور ظلمت ہے۔ سو وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور اور ظلمت کو پیدا فرمایا اور اس کے درمیان امتیاز کیا۔ پھر ظلمت سے سیاہ اندھیری رات بنائی اور نور سے روشن و چمکدار دن بنایا جو کہ دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے۔

علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ان دونوں اقوال میں سے میرے نزدیک درست اور صحیح قول "قول ابن عباس رضی اللہ عنہ" ہے اس لیے کہ وہ حدیث نبوی کے عین موافق ہے۔"

نکتہ:

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ دو قول جو آپ نے ذکر کیے ہیں۔ یعنی پہلا قول کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور دوسرا قول کہ سب سے پہلے ظلمت کو پیدا کیا اور ان میں آپ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ جو کہ ابن عباس کا قول ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس سے روایت کیا؟ تو یہ جواب ہوگا۔ جو کہ ابو ہاشم کے طریق سے مروی ہے اور وہ یہ سفیان ابو ہاشم سے نقل کرتے ہیں اور حضرت مجاہد سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کچھ لوگ تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور میں ان میں سے کسی کے بالوں کو پکڑ لوں تو ان کو جھاڑ کر رکھ دوں یعنی کچا کر دوں گا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی چیز کو پیدا کرنے سے قبل اپنے عرش پر تھا کہ سب سے پہلی چیز اس نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا پھر وہ قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھا شروع ہوا اور آج کل لوگ جو کچھ بھی کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے ہی فراغت ہو چکی ہے۔ یعنی قلم لکھ کر فارغ ہو چکا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں کہ سب سے پہلی مخلوق عرش الٰہی ہے۔ اور اس کے بعد قلم اور جو آپ نے نقل کیا ہے۔ اس کے مطابق سب سے پہلی مخلوق قلم ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول دونوں اقوال میں تعارض ہے۔

اسی طرح ابن اسحاق سے اس آیت کی تفسیر یوں کی:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾

"وہی ذات ہے جس نے آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور تھا اس کا عرش پانی پر"۔

تو فرمایا کہ پانی پر عرش الٰہی تھا اور عرش الٰہی پر اللہ عزوجل اپنی شان کے مطابق جلوہ افروز ہوئے پھر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور و ظلمت کو پیدا فرمایا۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ کی یہ تفسیر ان اقوال کے معارض ہے جو آپ نے ذکر کیے۔ چنانچہ ان سے مروی دونوں اقوال میں بھی تعارض پایا گیا۔

جواب:

سوال کا حل یہ ہے کہ تعارض دلائل کے بارے میں تو یہ کہا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت اگر صحیح سند سے ثابت ہے جو کہ آپ نے ذکر کی ہے تو اس کو ان سے ایک روایت قرار دیا جائے گا۔ اسی کو سفیان نے ابو ہاشم سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

لیکن جو کچھ ابو جعفر نے نقل کیا ہے وہ ان کی روایات کے موافق ہے جو ابن عباس سے [illegible] الاتقان میں [illegible] نے [illegible] قرار دیا ہے۔ یعنی سب سے پہلے قلم پیدا ہوا جیسا کہ حافظ [illegible] بہت سے [illegible] جانے کا [illegible] اس طرف چونکہ [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] روایت [illegible] ہے۔ جیسا کہ [illegible] ابن اسحاق نے [illegible] اور انہوں نے حضرت [illegible] اور فرماتے ہیں کہ [illegible] کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ حضرت مجاہد [illegible] حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ [illegible] انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم ہے۔ [illegible] قیامت تک لکھنے والے [illegible] لکھنے کا حکم [illegible] ہے۔ اس سے پہلے [illegible] یعنی سب [illegible] لکھا جا چکا ہے۔

دوسرا قول ثانی کا حل یہ ہے۔ کہ ابن اسحاق کا قول جو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور اور ظلمت کو پیدا کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عرش و پانی کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے نور اور ظلمت کو پیدا فرمایا۔ اس صورت میں ان کی تفسیر اور قول میں تناقض نہ ہو گا یہ تو اعتراض کا جواب اور توجیہ کا حل تھا۔

ورنہ ہمارے نزدیک رسول ﷺ کا قول و فرمان ہی زیادہ صحیح ہے اس لیے اس مسئلہ کی حقیقت و صورت کو سب سے زیادہ جاننے والے نبی ﷺ ہیں اور ان سے جو روایت کیا گیا ہے اس میں کسی چیز کا استثنا نہیں ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ سب سے پہلی جس شی کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ قلم ہے۔ معلوم ہوا کہ اس سے پہلے عرش تھا [illegible] سب سے [illegible] اس کے خلاف کوئی قول قبول نہیں کیا جائے گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے حضرات میں سے ابو صالح اور ابو ضحاک کا طریق اقرب الی الحق ہے جبکہ [illegible] اس بیچ کے راویوں میں سے کوئی بھی اختلاف نہیں کرتا [illegible] ابو ہاشم [illegible] میں [illegible] اختلاف [illegible] جیسا کہ ہم نے اس کا باب میں تذکرہ کیا ہے۔ [illegible] ابن اسحاق نے اپنے [illegible] چونکہ [illegible] نہیں کیا۔ [illegible] اس کی سند [illegible] تک نہیں پہنچائی [illegible] ناقابل قبول ہے۔ اس لیے زیر بحث مسئلہ [illegible] بالقیاس ہے یہ محض انسانی عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے خبر [illegible] ضروری ہے۔ جو کہ وحی یا [illegible] اس مسئلہ کی راہنمائی کرتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

تخلیق بادل:

قلم پیدا کرنے اور اس کے بعد تقدیر لکھنے کا امر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے باریک بادل کو پیدا فرمایا اور یہ وہی غمام (بادل) ہے جس کے بارے میں [illegible] نے اپنی کتاب [illegible] میں تذکرہ فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ہے

﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۱۰)

"یہ منتظر [illegible] کہ [illegible] اللہ تعالیٰ ان کے پاس بادلوں کے سائبانوں میں تشریف لائے۔"

بادل کی تخلیق عرش سے پہلے ہوئی [illegible] حدیث مبارکہ میں اسی طرح [illegible] ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک قوم رسول ﷺ کے پاس آئی [illegible] قریب پہنچے تو آپ نے انہیں بشارت دی [illegible] خوش ہو گئے [illegible] کہنے لگے کہ [illegible]

عطا کیجیے۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری پھر وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد یمن کے کچھ لوگ آئے۔ یہ لوگ جب مجلس میں پہنچے تو کہنے لگے۔ کہ ہم رسول ﷺ کی خدمت میں اس دین کی سمجھ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کائنات کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بشارت بنو تمیم نے قبول نہیں کی ہے کہ تم لوگ قبول کر لو۔ سب سے پہلے انہوں نے اس بشارت کو قبول کر لیا۔ وہ لوگ کہنے لگے ہم نے قبول کیا۔ پھر رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موجود تھا اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور ہر چیز کو اس نے واقع ہونے سے پہلے ہی لکھ دیا ذکر میں پھر اس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا۔ دوسری حدیث حضرت عمران بن حصینؓ خود کہتے ہیں۔ کہ اسی دوران ایک آدمی آیا اور اس نے مجھے کہا کہ تمہاری اونٹنی کھل کر بھاگ گئی ہے۔ میں اسے تلاش کرنے کے لیے نکلا۔ لیکن وہ اور اس کے درمیان سراب حائل ہو گیا۔ قسم ہے اللہ کی میں چاہتا تھا کہ کاش میں آپ کی مجلس کو ترک نہ کرتا۔ ان کی ایک اور روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے بنو تمیم تم خوش خبری قبول کرو۔ وہ لوگ کہنے لگے آپ ہمیں بشارت تو دے رہے ہیں تو ہمیں مال بھی عطا کیجیے۔ پھر دوبارہ یمن کے گروہ سے فرمایا: اے اہل یمن تم خوش خبری قبول کرو جب بنو تمیم نے قبول نہیں کی۔ وہ کہنے لگے ہم نے قبول کی اور آپ سے اس کائنات کی ابتدا کے بارے میں سوال ہے کہ کیسے ہوئی۔ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر تھا اور ہر چیز سے پہلے تھا اور لوح محفوظ پر تھا ہر چیز جو آئندہ ہونی تھی لکھ دی گئی ہے۔

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا اے عمران تمہاری اونٹنی رسی کھل کر چلی گئی ہے۔ میں اٹھ کر اس کی تلاش میں نکل پڑا۔ لیکن میرے اور اونٹنی کے درمیان سراب حائل ہو گیا۔ اس لیے میں نہیں جانتا کہ ان کے بعد رسول ﷺ نے کیا ذکر فرمایا۔

تخلیق کائنات:

اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ آسمان و زمین کے بعد کیا چیز پیدا ہوئی۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا۔ ان چیزوں سے پہلے کہ ان کو پیدا فرمائیں۔ پھر اس پر اپنی شان کے مطابق رونق افروز ہوا اور بعض فرماتے ہیں کہ عرش سے پہلے پانی کو پیدا کیا اور اس پر عرش کو رکھا جیسا کہ ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور دیگر اصحاب رسول ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ اور ان چیزوں کے علاوہ جو پانی سے پہلے پیدا ہو چکی تھیں اور کوئی چیز اس وقت تک پیدا نہیں ہوئی تھی۔

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ عرش آسمان و زمین کو پیدا کرنے سے پہلے پانی پر تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو ایک مٹھی بھر پانی سے لی۔ پھر اسے کھولا۔ اس میں سے دھواں اوپر کی طرف بلند ہوا پھر اس سے دو دن میں زمین کو پھیلایا اور پھر ساتویں دن تخلیق سے فراغت ہوئی۔

بعض فرماتے ہیں کہ قلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے کرسی کو پیدا فرمایا پھر عرش کو پھر ہوا اور اندھیرے کو۔ اس لیے کہ اس قول کی تائید ابو رزینؓ کی حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہمارا رب مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا۔ فرمایا بادل میں، اس کے نیچے ہوا تھی۔ اور اس کے اوپر بھی ہوا تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا۔ جب یہ بات ثابت ہو چکی تو یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا۔ تو یہ ممکن ہے کہ سب چیزیں پیدا فرمائیں تو وہ چیز وجود میں آ جائے

ثابت ہوا کہ پانی کی تخلیق عرش سے پہلے ہوئی ہے اور یہ درست ہے کہ [illegible] لوح محفوظ کی تخلیق بھی اسی وقت ہوئی۔

بعض علماء کا قول یہ بھی ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا اس وقت پانی ہوا کے اوپر تھا [illegible] بات ہے [illegible] پانی [illegible] سے پہلے تھا۔ [illegible] روایت سے [illegible] ہے [illegible] (اس کا عرش پانی پر تھا) کی تفسیر میں پوچھا گیا کہ پانی کس چیز پر تھا [illegible] ہوا کی پشت پر [illegible] کی روایت ہے۔

کائنات کس چیز کے جوہر سے بنی ہے

عبداللہ بن عمرو اور حضرت وہب [illegible] کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت [illegible] کا ذکر کیا اور کہا کہ تمام آسمان اور زمین اور سمندر ہوا کے اندر ہیں اور کرسی پر [illegible] عرش کے قدموں میں [illegible] ہیں [illegible] اسی طرح جس طرح [illegible] قدموں کے اندر ہیں۔

حضرت وہب سے پوچھا گیا کہ عرش کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ ایک چیز ہے جس نے تمام زمین اور آسمان اور سمندروں کو [illegible] کی طرح گھیرا ہوا ہے۔

پھر آسمانوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان کی کیا کیفیت ہے۔ فرمایا سات زمینیں [illegible] جزیروں کی طرح [illegible] ہوئی ہیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان سمندر ہے اور ایک بڑا سمندر ان سب کو محیط ہے [illegible] کے نیچے ہیں۔ [illegible] سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

ایام ستہ کے تمام [illegible] تخلیق کائنات میں صرف ہوئے

ایک روایت میں ہے کہ قلم اور دوسری مخلوقات کی پیدائش کے درمیان ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے جیسا کہ حضرت [illegible] سے منقول ہے [illegible] فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اس کے ساتھ تمام چیزیں [illegible] لکھ [illegible] تھا۔ پھر [illegible] ایک ہزار سال بعد اللہ تعالیٰ [illegible] کی [illegible] پیدا کی گئی تھی۔ [illegible] تعالیٰ نے [illegible] زمین کی پیدائش کا ارادہ فرمایا تو [illegible] کو پیدا فرمایا (اس تفصیل کے [illegible]) [illegible] اتوار [illegible] اس تفصیل میں [illegible] گیا ہے [illegible] کے دن [illegible] جمعہ [illegible] اور ہفتے کا [illegible] ہے۔ [illegible] سے مروی ہے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے [illegible] دن میں [illegible] پیدا فرمایا [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] ایک دوسرے [illegible] سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] پیدا فرمایا [illegible] دوسرے دن [illegible] پیدا فرمایا [illegible] ان کا نام [illegible] پیدا فرمایا اس کا نام [illegible] ہے [illegible] پیدا فرمایا [illegible] (یہ روایت [illegible] ہے)

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو [illegible] سے [illegible] روایت [illegible] ہے۔

[illegible] کے بارے میں [illegible] ان [illegible] کی [illegible] اللہ

[illegible] [illegible] آپ نے [illegible] ایک ہزار سال [illegible]

[illegible] [illegible]

علامہ [illegible] [illegible] قرآن [illegible] [illegible]

[illegible] فرمایا [illegible]

[illegible] یہی [illegible] قرآن [illegible]

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (سورۃ [illegible])

اور [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہزار سال [illegible] ایک دن ہوتا ہے۔

اسمائے ایام

ان ایام میں سے تخلیق کائنات کی ابتدا کس دن ہوئی اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اس کی ابتدا اتوار [illegible] حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ [illegible] تخلیق کی ابتدا [illegible] اتوار [illegible] ایک [illegible] حدیث میں ان سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ابتدا اتوار سے فرمائی [illegible] [illegible] فرمایا [illegible] مروی ہے کہ [illegible] کے وقت [illegible] تورات [illegible] حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ کی تفسیر میں منقول ہے کہ ایام آخرت میں سے ہر دن کی مقدار ایک ہزار سال ہے اور ابتدائے تخلیق اتوار کے دن ہوئی۔ حضرت [illegible] سے بھی یہی منقول ہے کہ ابتدائے تخلیق اتوار کے دن ہوئی۔

بعض فرماتے ہیں کہ ابتدائے تخلیق ہفتہ کے دن ہوئی۔ [illegible] محمد بن اسحاق سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل تورات [illegible] کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے تخلیق اتوار [illegible] اور اہل انجیل [illegible] [illegible] اور ہم مسلمان رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی وجہ سے [illegible] کہتے ہیں کہ ابتدائے تخلیق ہفتہ کے دن [illegible] [illegible] ابتدائے تخلیق کی بات [illegible] علماء [illegible] [illegible] ایک قول [illegible] [illegible] حدیث [illegible] [illegible] [illegible] جاتی ہیں۔

حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] [illegible] [illegible] قول [illegible] ہے۔

علامہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible] مثلاً ارشاد ہوتا ہے۔

> ترجمہ: "اللہ وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر عرش پر (اپنی شان کے مطابق) جلوہ افروز ہوا [illegible] پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔" [illegible]

دوسری جگہ ارشاد ہے:

> "آپ ان سے فرمائیے کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں پیدا فرمایا اور تم اس کے لیے شریک قرار دیتے ہو، وہ تو رب العالمین ہے۔ اس نے پہاڑوں کو زمین کے اوپر [illegible] زمین کے اندر برکتیں رکھیں اور اس میں غذاؤں کا اندازہ مقرر فرمایا۔" (حٰم السجدہ [illegible])

یہ سارا عمل چار دنوں میں ہوا۔ (اور یہ کل چھ دن ہو گئے) [illegible]

اہل علم کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں [illegible] کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

[illegible]

تھیں بلکہ جمعہ کا دن ایام ستہ ہی میں داخل ہے اور ان ایام ستہ کی ابتداء اتوار کے دن سے ہوئی جیسا کہ ہم نے بائبل میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا۔

اور یہ بات کہ جمعہ کے دن ہی تخلیق کائنات سے فراغت ہوئی اس بارے میں اخبار مرفوعہ آثار موقوفہ ہم عنقریب انشاء اللہ کسی مناسب مقام میں ذکر کریں گے۔

کس دن کیا چیز پیدا ہوئی ۔ اتوار و سوموار:

علمائے سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ کون سے دن کیا چیز پیدا ہوئی؟ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن اس کائنات کی ابتداء فرمائی یعنی اتوار اور پیر کو تمام زمین پیدا فرمائیں۔ منگل اور بدھ کو رزق و خوراک اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا جمعرات اور جمعہ کو آسمانوں کی تخلیق فرمائی اور جمعہ کی آخری ساعت میں اس سے فراغت ہوئی اس آخری ساعت میں آدم علیہ السلام کو بعجلت پیدا فرمایا اور یہی وہ ساعت ہے کہ جس میں قیامت قائم ہوگی۔

ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ نے ساتوں زمینوں کو دو دن یعنی اتوار اور پیر کو پیدا فرمایا اور ان کے اندر پہاڑ، معدنیات، ارزاق، درختوں اور جو چیزیں ان کے مناسب تھیں ان سب کو منگل و بدھ کے دن پیدا فرمایا۔ پھر آسمان کی تخلیق کی طرف توجہ فرمائی وہ اس وقت دھوئیں کی شکل میں تھا پس اس کو جسم واحد بنایا پھر اس کو ٹکڑے ٹکڑے فرمایا یہاں تک کہ سات آسمان ہو گئے یہ کام جمعرات و جمعہ کو ہوا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت میں بھی یہی بات ہے کہ زمینوں کی تخلیق اتوار و پیر کو ہوئی۔ پس ان تمام اقوال سے ثابت ہوا کہ زمین اور اس کی معدنیات کی پیدائش بغیر کسی تفصیل کے آسمان سے پہلے ہوئی اس لیے کہ ان حضرات کے نزدیک اس کی پیدائش کے دن اتوار اور پیر ہیں جو کہ ایام ستہ کے ابتدائی دن ہیں اور آسمان کی تخلیق کے دن ان کے علاوہ ہیں جو کہ یقیناً موخر ہیں۔

اور بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے زمین اور اس کے اندر کی تمام چیزیں تمام مادہ کی شکل میں پیدا فرمائیں پھر سات آسمان بنائے اس کے بعد زمین کو موجودہ ہیئت پر پھیلا دیا اور اس کو یہ صورت بخشی۔

اس کی تائید ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت سے ہوتی ہے جو کہ "والارض بعد ذلک دحھا" کی تفسیر میں مروی ہے کہ جس کا ماحصل یہ ہے کہ قرآن کریم کے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے زمین کو آسمان سے پہلے پیدا فرمایا اور دوسری جگہ بیان تخلیق میں آسمان کا تذکرہ زمین سے پہلے ہے جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کو زمین سے پہلے پیدا فرمایا۔ دونوں آیات میں تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے زمین کو جملہ معدنیات سے پیدا فرمایا لیکن اس کو موجودہ ہیئت پر پھیلایا نہیں اس کے بعد سات آسمان بنائے پھر زمین کو موجودہ شکل میں پھیلا دیا جو کہ ہمیں نظر آ رہی ہے۔ ایک دوسری روایت میں اس آیت کی تفسیر میں ان ہی سے یہ منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان کی تخلیق سے فارغ ہو گئے تو زمین میں موجود رزق معدنیات کو پھیلایا اور پہاڑوں کو نصب فرمایا معلوم ہوا کہ زمین کی نباتات و خوراک وغیرہ شمس و قمر کے بغیر ہو نہیں اگ سکتیں اس لیے ان سے پہلے شمس و قمر کا ہونا ضروری ہے جو کہ اشیاء سماوی میں سے ہیں اس سے بھی اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ زمین اور اس کی نباتات وغیرہ کو پھیلانے کا عمل آسمان کی تخلیق کے بعد ہوا ہوگا جیسا کہ قرآن کریم میں بھی آسمان کی تخلیق کا تذکرہ کے بعد فرمایا کہ "ہم نے اس کے بعد زمین کو پھیلایا

اور اس میں سے اس کا پانی اور نباتات نکالیں"۔ (سورۃ النازعات آیت نمبر ۳۰، ۳۱)

علامہ طبری فرماتے ہیں زیر بحث مسئلہ میں ہمارے نزدیک درست قول وہی ہے جس کے قائلین نے کہا اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار کے دن پیدا فرمایا اور آسمان کو جمعرات کے دن اور ستارے چاند سورج کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا اس لیے کہ اس قول کی صحت پر حدیث مرفوع وارد ہوئی ہے جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا درج بالا قول "کہ زمین کو پیدا کیا لیکن پھیلایا نہیں۔ پھر آسمان کو پیدا کرنے کے بعد اس کو پھیلایا۔ اور اس میں سے پانی و نباتات نکالے پہاڑوں کو نصب کیا گیا"۔ اس کے معارض نہیں۔ جس کو ہم نے ترجیح دی ہے اس لیے کہ ہم نے تخلیق زمین کا ذکر کیا اور دحو ارض (پھیلانا) کا بحث کر رہے ہیں۔ اور دحو کے معنی کی حکایت ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں جس سے اس کی تائید ہوتی ہے

> "کیا تم خلقت کے اعتبار سے زیادہ سخت اور دشوار ہو یا آسمان جس کو ہم نے بنایا اور اس کی چھت کو بلند کیا پھر اس کو ہر اعتبار سے درست کیا اور رات کو تاریک و دن کو روشن بنایا اس کے بعد زمین کو بچھایا، پھیلایا اور اس سے اس کے پانی اور نباتات کو نکالا اور پہاڑوں کو نصب کیا"۔ (سورۃ النازعات آیت نمبر ۲۷ تا ۳۲)

پس اگر یہ کہا جائے کہ اہل علم کی ایک جماعت نے باری تعالیٰ کے قول "والارض بعد ذلک دحٰھا" میں تعارض سے بچنے کے لیے یہ توجیہ کی ہے کہ "بعد ذلک" "مع ذلک" کے معنی میں ہے اور آپ نے بعد ذلک کو اسی معنی میں رکھا جو قبل کا متقابل ہے تو آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ معروف و اصل معنی بعد کا کلام عرب میں وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ یعنی قبل کا متقابل نہ کہ معنی مع۔ اور جب کلام میں توجیہ کی جاتی ہے تو اس کے معروف و مشہور معنی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہاں بعد کو اس کے اصل معنی ہی میں استعمال کیا جائے گا۔

مسئلۃ الباب میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت عتیق (خانہ کعبہ) کو دنیا کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل پانی کے اوپر چار ستونوں پر پیدا فرمایا۔ پھر اس کے نیچے سے زمین کو بچھانے کا عمل ہوا۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دنیا کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل بیت اللہ کو چار ستونوں کے اوپر پانی کے اوپر رکھا گیا پھر زمین کو اس کے نیچے بچھایا گیا۔

اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ بیت اللہ کو اللہ تعالیٰ نے زمین سے دو ہزار سال پہلے پیدا فرمایا اور اس کے نیچے سے زمین کو بچھایا گیا۔ ان روایات سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ زمین کی تخلیق دو مرحلوں میں ہوئی ہے اس تمام تر تفصیل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ زمین کی تخلیق قبل السموات ہوئی ہے لیکن اس کو بچھانے اور پھیلانے کا عمل تو اس کے تمام آسمانوں کے بعد ہوا۔ ابو بکر سے مروی ہے کہ یہود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمد ﷺ آپ ہمیں بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایام ستہ میں کون کون سی چیزیں پیدا فرمائی ہیں آپ نے فرمایا زمین کو اتوار اور پیر کے دن، پہاڑوں کو منگل کے دن، شہروں، رزق، نہریں، آباد جگہیں اور ویرانے بدھ کے دن، آسمان و ملائکہ کو جمعرات کے دن پیدا فرمایا اور جب جمعہ کے دن کی تین ساعات باقی رہ گئیں تو پہلی ساعت میں اموات، دوسری میں آفات اور تیسری میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ یہود کہنے لگے آپ کی بات درست ہے اگر اس کا اتمام کرتے ہو۔ نبی کریم ﷺ ان کا مقصد سمجھ گئے اور ناراض ہوئے۔

تب ان پر یہ آیت نازل ہوئی

﴿ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ ﴾ (سورۃ ق آیت نمبر ۳۸-۳۹)

"ہمیں کسی قسم کی تھکاوٹ نہیں ہوئی اور جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں آپ ان پر صبر کیجئے"

نقد

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ابھی تو آپ نے پچھلی روایات سے یہ ثابت کیا تھا کہ زمین کی تخلیق آسمان سے قبل ہوئی اور اس مسئلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو آپ نے مؤید پایا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ روایت اس کے معارض نہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان کی تخلیق زمین سے پہلے ہوئی جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا اسے حکم دیا لکھ۔ تو اس نے کہا اے میرے رب کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر لکھو۔ پس قلم قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھنا شروع ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے پانی کے بخارات کو بلند فرمایا وہاں سے سات آسمان بنائے پھر ایک مچھلی کو پیدا فرمایا اور اس کی پشت پر زمین کو بچھایا اس مچھلی نے حرکت کی جس کی وجہ سے زمین ڈگمگانے لگی تو پہاڑوں کے ذریعے اسے استقرار بخشا گیا یہ پہاڑ زمین پر فخر جتاتے ہیں اور پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴾ (سورۃ القلم آیت ۱)

"ن۔ قسم ہے قلم کی اور ان چیزوں کی جنہیں لکھنے والے لکھ رہے ہیں"۔

یہاں قلم سے مراد قلم تقدیر ہے۔ اعمش کے طریق میں بھی یہی روایت تھوڑے مختلف الفاظ کے ساتھ مطولاً مروی ہے۔ ایک طریق میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا اسے حکم دیا کہ لکھ (لکھو) اس نے کہا کیا لکھوں فرمایا کہ تقدیر لکھو پس قلم قیامت تک ہونے والے تمام امور کو لکھنا شروع ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو پیدا فرمایا اور پانی سے بخارات کو بلند فرمایا کہ اس سے آسمان بنایا اور زمین کو مچھلی کی پشت پر بچھایا۔ اس مچھلی میں حرکت و اضطراب پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے زمین ڈگمگانے لگی تو پہاڑوں کے ذریعے اسے استقرار بخشا۔ یہ پہاڑ زمین پر فخر سے سر بلند کرتے ہیں۔

اور عطاء بن سائب کے طریق میں ابو الضحیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے حکم دیا کہ لکھ (لکھو) اس نے سب سے قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ ڈالے۔ پھر مچھلی کو پانی پر پیدا فرمایا اور زمین کو اس کے اوپر بچھا دیا۔

جواب:

ان تمام روایات کے جواب میں کہا جائے گا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ان کی ان روایات کے معارض نہیں جو کہ ہم نے پچھلے مواقف میں ذکر کی ہیں صرف "ثم" کی تعبیر سے یہ تعارض محسوس ہوتا ہے لیکن درحقیقت میں تعارض نہیں اس لئے کہ [illegible] کہتے "قد اعطیتک [illegible] ثم [illegible]" البدایۃ جلد ۱ صفحہ ۲۰ اس توجیہ میں ان سے مروی روایت سے ہوتی ہے جس میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا سوائے ان چیزوں کے جو اس نے پانی سے قبل پیدا کیں پھر جب مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو پانی سے دھواں نکالا اور اسے پانی سے بلند فرمایا اور اس کا نام سماء رکھا پھر

یہ پانی جس طرح پر تھا اسے ایک [illegible] شکل میں بنا دیا پھر اس نے [illegible] کرتے ہوئے [illegible] دو دن [illegible] زمین [illegible] پہاڑوں کو [illegible] میں [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] سے فرمایا ہے۔ (پہاڑوں سے مراد [illegible]) [illegible] پانی [illegible] اور پانی [illegible] بیان ہوا [illegible] بھی [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] بنایا [illegible] اس وجہ سے [illegible] قول [illegible] کے مناسب نہیں ہے جو کہ ذکر ہوا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں: اس مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آسمان اور زمین کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو پانی سے دھواں نکالا [illegible] بخارات سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ پانی سے بہت بلند ہوا [illegible] اس لیے [illegible] چیز سے بلند ہو [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] جب آسمان [illegible] شکل میں تھے [illegible] اس کے بعد پانی خشک کر کے زمین بنا دی گئی۔ [illegible] آسمانوں کی تخلیق دو مرحلوں میں ہوئی ہے اور زمین کی تخلیق بھی دو مرحلوں میں ہوئی جس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے آسمان کو [illegible] شکل میں [illegible] بعد میں [illegible] آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور [illegible] کی طرف توجہ فرمائی [illegible] اس تقریر پر تمام روایات متفق ہو جاتی ہیں [illegible] کہتے ہیں کہ آسمان پہلے بنا اور زمین بعد میں [illegible] سے استدلال کرتے ہیں [illegible] سے مراد [illegible] زمین کا [illegible] حالت میں [illegible] ہے اور اس [illegible] آسمان کی تخلیق زمین سے مقدم ہے۔ جیسا کہ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ پانی کے [illegible] کی طرف [illegible] سے آسمان اور [illegible] پانی رہ گیا تھا اسے خشک کر کے زمین بنائی گئی۔

یہ تمام تفصیل [illegible] سے متعلق تھی [illegible] اور [illegible] کا ذکر [illegible] ہے۔ [illegible] کے متعلق [illegible] ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں۔

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ نے زمین کے اندر پہاڑوں اور [illegible] کے لیے [illegible] مناسب [illegible] قرآن کریم [illegible] ہے۔

ترجمہ: "آپ [illegible] کیا تم [illegible] جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا [illegible] اس کے [illegible] اور اس نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ [illegible] اور اس میں برکت رکھی اور اس میں [illegible] غذائیں [illegible] چار دن میں [illegible] پوچھنے والوں کے لیے یہ بیان کافی ہے۔"

ان حضرات کا بیان ہے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی [illegible] اس وقت [illegible] کی شکل میں تھا [illegible] پانی کے [illegible] سے ظاہر ہوا تھا (اس سے مراد پانی کے

اندر سے [illegible] کا خزانہ ہے اس میں جو کچھ کہ آسمان والوں [illegible] کے نیچے سے [illegible] سات آسمان اور سات زمین جمعرات اور جمعہ [illegible] مسند احمد میں حضرت [illegible] سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] اور [illegible] بعد کے دن پیدا فرمایا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کو [illegible] کے دن پیدا فرمایا۔ اس وجہ سے لوگ اس دن کو [illegible] قرار دیتے کرتے ہیں۔

علامہ طبری فرماتے ہیں اس باب میں سب سے صحیح روایت وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] پیدا فرمائی۔ [illegible] درخت، پانی، شہر، آبادی اور ویرانے بدھ کے دن پیدا فرمائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو اتوار کے دن، درختوں کو پیر کے دن، مکروہ اشیاء منگل کے دن اور نور کو بدھ کے دن پیدا فرمایا (صحیح مسلم) لیکن روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما زیادہ صحیح اور قریب الی الصواب ہے اور علامہ [illegible] کا بھی یہی خیال ہے۔

جمعرات اور جمعہ

اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے جو کہ اس سے پہلے دھوئیں کی شکل میں تھے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے "ثم استوی الی السماء وھی دخان" (حٰم السجدہ آیت ۱۱) کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ دھواں پانی کے سانس لینے کی وجہ سے ظاہر ہوا تھا [illegible] آسمان اصلی شکل میں بنا کر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے سات آسمانوں کی موجودہ شکل میں ڈھالا اور یہ عمل جمعرات اور جمعہ کے دن ہوا اور جمعہ کا نام جمعہ اسی لیے پڑا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی تخلیق جمع فرمائی اور ان کی طرف وحی فرمائی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

﴿وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا﴾

ترجمہ: "اور اس نے ہر آسمان میں اس کے امر کی وحی فرمائی۔"

اس آیت میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آسمان میں اس کی مخلوق یعنی فرشتے پیدا فرمائے اس کے علاوہ سمندروں اور پہاڑوں اور جنت کی [illegible] آسمان دنیا کو ستاروں کے ساتھ زینت بخشی ان ستاروں کو زینت کے ساتھ ساتھ شیاطین سے حفاظت کا ذریعہ بھی بنایا۔ پس جب اللہ تعالیٰ اپنی چند پسندیدہ چیزوں سے فارغ ہوئے تو اپنے [illegible] کے موافق عرش پر مستوی ہوئے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا فرمایا اور جمعہ کی آخری ساعت میں فراغت ہوئی اس ساعت میں [illegible] یہی وہ ساعت ہے جس میں قیامت قائم ہوگی۔ ابن جریر [illegible] سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] پہاڑ اور درخت بدھ کے دن پیدا فرمائے [illegible] جمعرات کے دن [illegible] جمعہ کے دن پیدا فرمائے یعنی جمعہ کے دن تمام چیزوں کی تخلیق سے فراغت ہوئی۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ [illegible] بعد کے دن پیدا فرمایا [illegible] ابن عباس [illegible] یہی [illegible] ہے

آدمؑ کو جنت سے کب نکالا گیا:

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جمعہ کے دن آدم کو پیدا کیا۔ وہ جمعہ کے دن [illegible] پیدا [illegible] یہاں تک کہ [illegible] باقی رہ گئی تو [illegible] الاوقات [illegible] دوسری ساعت میں [illegible] آسمان [illegible] اور [illegible] جنت میں [illegible] جمعہ کا [illegible] آخری ساعت میں جنت سے نکالا۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین میں جانوروں کو جمعرات کے دن پھیلایا اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا فرمایا اور یہ آخری مخلوق تھی جو ساعات جمعہ سے آخری ساعت میں پیدا ہوئی۔

وقت کی مقدار:

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ سابقہ دلائل [illegible] اور [illegible] بعض آثار سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آسمان و زمین اور ان کے مابین موجود اشیاء کی تخلیق کل چھ دن میں [illegible] ہر دن دنیا کے [illegible] ایک ہزار برس کا تھا لہٰذا کل مدت چھ ہزار برس [illegible] اور [illegible] احادیث کے حوالے سے [illegible] قلم تقدیر کی تخلیق اور آسمان و زمین کی ابتدائے تخلیق کے درمیان ایک ہزار سال کا فصل ہے۔ چونکہ قلم سب سے پہلی مخلوق ہے لہٰذا نتیجہ نکلا کہ ابتدائے خلق سے لے کر [illegible] تک کل مدت [illegible] کے امکان کے ساتھ سات ہزار سال ہے اور یہ بات [illegible] ثابت ہو چکی ہے کہ [illegible] تخلیق کے بعد سے [illegible] تک کل مدت [illegible] کے امکان کے ساتھ سات ہزار سال ہے سو ان مقدمات کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ اس کائنات کی ابتدائے خلق سے لے کر [illegible] کی مدت [illegible] ہزار سال ہے اور [illegible] کے اعتبار سے چودہ دن ہے [illegible] کائنات کے بعد [illegible] قیامت آنے تک جو اس کائنات کے بننے سے پہلے بھی [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] ذات ہے [illegible] ہر چیز سے پہلے [illegible] اور ہر چیز کی فنا کے بعد بھی رہے گا۔

تنبیہ:

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے کہ ایام ستہ جو تخلیق کائنات میں صرف ہوئے ان میں سے ہر دن ہمارے دنوں کے ایک ہزار برس کا تھا [illegible] متعارف ہے یعنی طلوع شمس سے غروب شمس تک کا وقت اس لیے کہ قرآن کریم میں مطلق [illegible] اور اس کی مقدار [illegible] جو آپ نے بیان کی ہے اس کا وہاں تو بیان [illegible] لہٰذا [illegible] قرآن کے [illegible] معروف ہے۔ [illegible] یہ بات [illegible] قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قرآن کریم کے ان معانی کے ساتھ خطاب فرماتا ہے جو [illegible] اور یہاں ایام [illegible] معنی طلوع شمس سے غروب شمس کے وقت کے برابر وقت ہے۔ یعنی آپ نے غیر معروف [illegible] درست نہیں اور یہ بات [illegible] سے بھی [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا قول صرف "کن" ہوتا ہے اور وہ چیز وجود میں آ جاتی

[illegible] یہ وضاحت بیان کریں کہ ان ایام تخلیق [illegible] ہزار سال [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]

[illegible]:

وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (سورۃ القمر)

"ہمارا حکم تو [illegible] آنکھ جھپکنے کی طرح ہے۔"

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] جو قول [illegible] اور [illegible] کہ یہ مسئلہ [illegible] اس میں [illegible] کی بنیاد پر کسی چیز کا ثبوت نہیں ہو سکتا [illegible] قول صحیح [illegible] سکتی ہے۔ اور اگر قول [illegible] جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] علم کے مطابق [illegible] میں سے کسی نے بھی اس کے خلاف قول اختیار نہیں کیا۔

مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا، ان میں سے ہر دن تمہارے شمار کے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر ہے اور یہی ہے "وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ" (سورۃ الحج) کی تفسیر میں مروی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی تخلیق فرمائی اور حضرت ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کے مابین چیزوں کو تخلیق فرمایا [illegible] ایک دن [illegible] ایک دن کی مقدار ایک ہزار سال کی ہے۔ اور حضرت [illegible] سے [illegible] [illegible] کی تفسیر میں مروی ہے [illegible] ہر دن ایک ہزار سال کے برابر ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اور [illegible] خلق [illegible]

اور حضرت کعب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق کا آغاز [illegible] اتوار [illegible] اور جمعہ کے دن اس سے فراغت ہوئی ان میں سے ہر دن ایک ہزار سال کے برابر تھا۔

حضرت مجاہد سے بھی یہی منقول ہے کہ ایام [illegible] میں سے ہر دن تمہارے شمار کے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر تھا اور [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] پانی [illegible] آسمان [illegible] تخلیق کائنات میں چھ ہزار سال صرف ہوئے [illegible] جواب [illegible] کے جواب [illegible] اس لیے کہ [illegible] ایام [illegible] تو [illegible] اس وقت [illegible]

[illegible]

دن اور رات سے پہلے کیا تخلیق کیا گیا

اہل نظر [illegible] دن اور رات [illegible] ہے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو دن سے پہلے بنایا اور اپنے قول [illegible] سے استدلال کرتے ہیں کہ [illegible] روشنی نکل جائے تو [illegible] کے ساتھ [illegible] روشنی [illegible] باقی [illegible] کا نام [illegible] کا نام

[illegible] جب سورج کی روشنی غائب ہو جاتی ہے تو آسمان و زمین [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible]

سورج اور چاند کی پیدائش اور ان کی صفت

علامہ طبری فرماتے ہیں [illegible] نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے [illegible] [illegible] تفصیل میں اہل علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] پھر ان دونوں کو پیدا فرمایا اور ان کی عظمت [illegible] ان میں سے ایک کو رات کی نشانی اور دوسرے کو دن کی نشانی [illegible] ہے رات اور دن کی [illegible] میں اختلاف حالات کا سبب [illegible] علمائے سلف کے اقوال ہیں۔

سورج کی سجدہ گزاری

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے [illegible] رہے تھے اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا [illegible] میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کہاں غروب ہوتا ہے [illegible] طرف یہاں تک کہ [illegible] عرش کے نیچے پہنچ جاتا ہے اور سجدہ میں گر جاتا ہے اور اس کے ساتھ [illegible] تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم [illegible] نبی کریم ﷺ نے [illegible] طلوع ہونے کی جگہ سے [illegible] اور فرمایا کہ (قرب قیامت کو عرش کے نیچے) سورج [illegible]

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول [illegible]

فرمایا [illegible]

[illegible]

[illegible]

﴿ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا﴾ [illegible]

[illegible]

روایت

[illegible]

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری [illegible] مخلوق کو عذاب [illegible]

[illegible]

﴿وسخر لکم الشمس والقمر دآئبین﴾ [illegible]

[illegible]

فرمایا [illegible] بیان ہے۔

سورج اور چاند کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] Air Force [illegible]

[illegible]

[illegible]

﴿ أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ﴾ [illegible]

''خدا کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟''

اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔

[illegible]

یہ شہر سورج کے طلوع و غروب ہونے کی جگہ واقع ہیں اور اس کے پیچھے تین قومیں منسک، تاقیل اور تاریس آباد ہیں اور ان سے پہلے یاجوج و ماجوج ہیں۔ یعنی قوم عاد و ثمود کی باقیات ان دونوں کے درمیان ہیں۔

شب معراج جبرئیل علیہ السلام مجھے ان اقوام کی طرف لے گئے۔ میں نے یاجوج و ماجوج کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کی دعوت دی مگر انہوں نے میری دعوت سے انکار کر دیا پھر مجھے قوم عاد و ثمود کی باقیات کی طرف لے جایا گیا میں نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے قبول کر لیا اور سر تسلیم خم کر دیا پس وہ ہمارے دینی بھائی ہیں پس ان میں سے جو کوئی نیک عمل کرے گا وہ تمہارے نیکوکاروں کے ساتھ ہوگا اور جو کوئی برائی کرے گا وہ تمہارے بدوں کے ساتھ ہوگا پھر مجھے منسک، تاقیل اور تاریس کی طرف لے جایا گیا پس میں نے انہیں اللہ کے دین (اسلام) کی دعوت دی مگر ان لوگوں نے میری دعوت کو جھٹلا دیا اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی پس یہ لوگ یاجوج و ماجوج اور ان تمام لوگوں کے ساتھ جہنم میں ہوں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

غروب ہونے کے بعد فرشتے سورج کو اپنی اڑان کی رفتار کے مطابق لے کر ساتویں آسمان پر پہنچا دیتے ہیں جہاں سورج سجدہ ریز ہو جاتا ہے اس کے ساتھ ہی اس پر مقرر فرشتے بھی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد پھر اسے آسمان دنیا کی طرف اتارا جاتا ہے یہاں تک کہ فجر ہو جاتی ہے اور جب یہ عریہ سے نیچے اترتا ہے تو دن پوری طرح نکل آتا ہے۔

مزید فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے انتہائی مشرق میں ساتویں سمندر پر ظلمت کا ایک پردہ بنایا ہے جس کی تاریکی کی مقدار ازل تا ابد راتوں کی تاریکی کے برابر ہے۔ جب سورج کے غروب ہونے کا وقت آن پہنچتا ہے تو ایک فرشتہ جو رات پر مقرر ہے آ کر اس اندھیری چادر میں سے ایک مٹھی ظلمت کی لے کر مغرب کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنی انگلیوں کے درمیان سے بتدریج ظلمت چھوڑتا چلا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ شفق کی سرخی کو بھی نگاہ میں رکھتا ہے جب شفق غائب ہو جاتی ہے تو بقیہ تمام ظلمت کو یکدم چھوڑ دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنے پروں کو پھیلا دیتا ہے یہاں تک کہ انہیں زمین کے دونوں قطروں اور آسمان کے کناروں تک پہنچا دیتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے جہاں تک اللہ چاہتا ہے فضا سے باہر نکال دیتا ہے اس کے بعد رات کے اندھیرے کو اپنے پروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے ہانکتا ہوا مغرب میں پہنچ جاتا ہے اس کے مغرب میں پہنچتے ہی مشرق سے صبح طلوع ہو جاتی ہے اور رات کا فرشتہ اپنے دونوں پروں کو سمیٹ لیتا ہے اور وہاں موجود ظلمت کو اپنے ہاتھوں کے ساتھ اپنی مٹھی میں اسی طرح بھر لیتا ہے جیسے اس نے حجاب ظلمت سے مٹھی بھری تھی۔ پھر اس ظلمت کو مغرب کے پاس ساتویں سمندر میں رکھ دیتا ہے۔ اور جب یہ ظلمت مغرب سے مشرق کی طرف چلے گی تو قیامت برپا ہو جائے گی۔

پس دن کی روشنی مشرق کی طرف سے پھوٹنے اور رات کی تاریکی مغرب سے پھیلنے کا یہی سبب ہے۔ چاند اور سورج کا اپنی طلوع کی جگہ سے غروب تک جانے اور پھر وہاں سے ساتویں آسمان تک بلند ہونا اور عرش کے نیچے سجدے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ وقت آ جائے جب اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول نہ کرے گا زمین میں گناہ بکثرت ہو جائیں گے نیک کام ناپید ہو جائیں گے کوئی نیکی کا حکم نہ کرے گا برائیاں پھیل جائیں گی اور کوئی اس سے منع کرنے والا نہ ہوگا۔

اور قیامت کے قریب جب سورج ایک رات عرش الٰہی کے نیچے رکا رہے گا اور سجدہ ریزی کے بعد اجازت طلب کرے گا کہ

اسے جہاں سے نکلنا ہوتا ہے [illegible] یہاں تک کہ [illegible] ان کے پاس [illegible] اور [illegible] کی بجائے اجازت نہ ملے گی [illegible] اس وقت [illegible] تب [illegible] [illegible] اور ان کی [illegible] ہو گی [illegible] میں [illegible] وہ [illegible] ان [illegible] ہو کر نکلیں گے [illegible] کے دنوں میں [illegible] [illegible] ایک شخص [illegible] کے بعد [illegible] [illegible] ہو گا [illegible] خیالات [illegible] اپنے [illegible] سے پہلے [illegible] جس کے بعد [illegible] جب [illegible] کی روشنی [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] اپنے وقت سے [illegible] کی جگہ [illegible] خوف [illegible] [illegible] باہر نکلے [illegible] دل میں خوف [illegible] اللہ [illegible]۔ جس کے بعد ہر شخص کے گھر [illegible] اور شہروں کی مسجدیں [illegible] اٹھے ہوں گے اور بقیہ رات اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے اور توبہ و استغفار کرتے ہوئے گزار دیں گے۔ جب کہ باقی قوم (غافلین) خوابِ غفلت میں پڑے رہیں گے۔

حتیٰ کہ جب سورج اور چاند عرشِ الٰہی کے نیچے [illegible] اور [illegible] گے تو جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس اللہ کا پیغام لے کر آئیں گے کہ تم اپنے غروب ہونے کی جگہوں پر لوٹ جاؤ اور آج [illegible] تمہیں ہمارے پاس سے روشنی [illegible] اس وقت یہ دونوں [illegible] روئیں گے [illegible] آسمانوں والے اور عرشِ الٰہی اٹھانے والے [illegible] ان کے اس رونے میں موت اور قیامت کے خوف کی شامل ہو گا۔

حم پھر فرمایا کہ تین راتیں جب لوگ ان کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے اچانک یہ دونوں ان کی پشت یعنی مغرب کی طرف سے طلوع ہوں گے [illegible] کی رنگت [illegible] جیسی [illegible] چاند [illegible] [illegible] دونوں [illegible] [illegible] [illegible] ان کی [illegible] [illegible] وقت [illegible] ان کو سورج اور چاند [illegible] والے [illegible] [illegible] یہاں تک کہ [illegible] پھر جبرئیل [illegible] ان کے [illegible] مغرب کی طرف [illegible] اس وقت یہ دونوں اپنے [illegible] میں [illegible] [illegible] ہو جائیں گے۔

[illegible] بن خطاب [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]
آپ ﷺ نے فرمایا:

" [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible]
[illegible] "

[illegible] ہے؟

آپ ﷺ نے [illegible] اللہ تعالیٰ کے حضور [illegible]
[illegible]

اس وقت [illegible] رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ﴾ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۸)

"جس روز تمہارے رب کی بعض مخصوص نشانیاں نمودار ہو جائیں گی پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔"

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] سورج اور چاند [illegible]
دنیا [illegible] ہوگا۔

فرمایا کہ سورج اور چاند [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

حذیفہ بن الیمان [illegible] یا رسول اللہ ﷺ [illegible]
[illegible]

فرمایا [illegible] جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے [illegible]

گھروں میں پانی ڈال رہے ہوں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی اور صور پھونک دیا جائے گا اور (اگر) دو افراد کپڑے کی خرید و فروخت میں مشغول ہوں گے تو وہ سودا مکمل نہ کر سکیں گے اور نہ ہی دکاندار کپڑے کو تہہ کر سکے گا۔ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر لائے گا مگر اسے پینے نہ پائے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی

﴿ وَلَتَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴾ (سورۃ العنکبوت آیت ۵۳)

ترجمہ: "اور یقیناً (اپنے وقت پر) وہ آکر رہے گا، جبکہ اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو گی"۔

پھر جب صور پھونکا جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی اور اہل جنت اور اہل جہنم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے الگ الگ کر کے ان کے ٹھکانوں پر پہنچا دیا جائے گا تو اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ سورج اور چاند کو بلائے گا، یہ دونوں اس حال میں اس کے حضور لائے جائیں گے کہ یہ دونوں سیاہ اور بے نور ہوں گے اور گھبراتے اور بلبلاتے ہوں گے، ان کے قدم اس دن کی ہولناکی اور رحمان کے خوف سے کانپ رہے ہوں گے۔ عرش الٰہی کے سامنے پہنچ کر دونوں سجدہ میں گر پڑیں گے اور عرض کریں گے کہ اے ہمارے معبود! آپ ہماری عبادت اور فرمانبرداری کو جانتے ہیں اور دنیا میں آپ کے حکم کے مطابق تیز رفتار گردش اور طلوع و غروب کا حال بھی جانتے ہیں آپ ہمیں مشرکوں کے ساتھ عذاب نہ دیں ہم نے تو ہمیشہ آپ کی عبادت اور اطاعت سے کام لیا اور وہ خود ہی اس سے غافل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"ہم نے یہ طے کیا تھا کہ تمہیں ابتداء میں جس حالت سے پیدا کروں گا اسی حالت میں دوبارہ لوٹا دوں گا"۔

سورج اور چاند پوچھیں گے:

"آپ نے ہمیں کس چیز سے پیدا فرمایا"۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"اپنے عرش کے نور سے۔ پس تم اسی حالت پر دوبارہ لوٹ آؤ"۔

پس وہ دونوں اتنی چمک کے ساتھ روشن ہو جائیں گے کہ انہیں دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی، ان دونوں کی یہ چمک عرش الٰہی کے نور کی مرہون منت ہو گی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان:

﴿ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴾

"وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا"

عکرمہ کہتے ہیں کہ میں یہ حدیث سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس سے اٹھا اور دو ساتھیوں کے ساتھ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور انہیں اس قصہ کی خبر دی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں ان کی حدیث کے سلسلے میں پیش آیا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو حدیث سنائی تھی اس کو بھی بیان کیا۔ پس اس حدیث کو سننے کے بعد کعب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ میری حدیث کے سلسلے میں جو واقعہ پیش آیا تھا اس کی معافی میں اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرتا ہوں میں نے یہ

روایت یہودیوں کے حوالے سے بیان کی اور میں نہیں جانتا کہ یہودیوں نے اس میں کیا تبدیلی کی ہے اور آپ نے یہ روایت کتاب مجید (قرآن کریم) اور سید الانبیاء محمد المصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے بیان کی ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے یہ حدیث سنائیں تاکہ میں اسے یاد کر لوں تاکہ آپ کی بیان کردہ روایت میری بیان کردہ روایت کی جگہ لے اور میری بیان کردہ روایت کو متروک اور کالعدم قرار دے۔

عکرمہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوری حدیث دہرائی اور اس کا ایک ایک حرف میرے دل میں بیٹھ گیا مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دوبارہ بیان کی تو میں نے اپنے حافظہ میں کوئی کمی بیشی نہ پائی اور نہ ہی کوئی حرف یا واقعہ آگے پیچھے ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس علم و فضل کو دیکھ کر میرے دل میں ان کی طرف بڑھنے کی شدت سے خواہش اور تڑپ پیدا ہوئی اور ان سے حدیث نبوی ﷺ سننے کا میرا شوق دیوانگی کی حد تک بڑھ گیا۔ (اختتام طویل و عجیب حدیث)

* * *

علمائے متقدمین کے اقوال

ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

"اے امیر المومنین! چاند کے اندر جو سیاہ دھبے ہیں؟"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کیا تم نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی:

﴿فمحونا آية الليل﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۱۲)

"رات کی نشانی کو ہم نے بے نور بنایا۔"

کہا یہ اسی بے نوری کے اثرات ہیں"

یہ روایت ایک دوسرے انداز میں مروی ہے جس کے مطابق ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ چاند کے اندر سیاہی کیسی ہے؟ جس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی

﴿فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۱۲)

"رات کی نشانی کو ہم نے بے نور بنایا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا۔"

مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب وقت ابن الکواء نے چاند کے اندر سیاہی (دھبوں) کے بارے میں سوال کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ رات کی نشانی ہے جس کو مٹا دیا گیا ہے۔

ربیع بن ابی نجیح بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم جس چیز کے متعلق چاہو مجھ سے سوال کرو۔"

تو ابن الکواء نے کھڑے ہو کر پوچھا

"اے امیر المومنین! چاند میں سیاہی کیسی ہے؟"

حضرت علی نے فرمایا:

"اللہ تمہیں ہلاک کرے تم اپنے دین اور آخرت کے متعلق کیوں نہیں پوچھتے؟ پھر فرمایا: یہ رات کا مٹانا ہے۔"

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی سے سوال کیا

"چاند میں سیاہی کیسی ہے؟"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی

﴿وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۱۲)

نے [illegible] انسان کی تخلیق کے واقعات کی تفصیل سے بیان کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام [illegible] کی زندگی [illegible] واقعات اور [illegible] بار بار [illegible] کے [illegible] سمجھے ہیں [illegible] لہٰذا مصنف اس لیے [illegible] سے متعلق [illegible] بیان کیے ہیں۔

[illegible] کہہ سکتے ہیں کہ [illegible] بات [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] طرح [illegible] سے قاصر رہے [illegible] اس طرح [illegible] یہ تمام واقعات ہم نے احادیث نبوی ﷺ اور صحابہ کرام [illegible] کی روشنی میں [illegible] قصہ [illegible] کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں لہٰذا اب ہم اپنے اصل مقصود کی طرف آتے ہیں [illegible] انبیاء [illegible] کے واقعات [illegible] سب [illegible] کا [illegible] کی [illegible] ہوتے [illegible] کے [illegible] کی طرح [illegible] ہو سکے۔

اپنے مقصود کی طرف آتے ہوئے ہم سب سے پہلے اس بات کا ذکر کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بادشاہت، سلطنت [illegible] اور [illegible] انعامات اور [illegible] اس نے کفر [illegible] کیا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کیا [illegible] کے سامنے تکبر اور غرور کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے [illegible] دیا۔

اس کے بعد اس کے [illegible] اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل فرمایا [illegible] گلے میں پہنا دیا [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ

* * *

ابلیس لعین

اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کو بہت حسین بنایا اس کو شرف و بزرگی عطا کی اسے زمین اور آسمان دنیا پر بادشاہت بخشی اس کے علاوہ جنت کی حفاظت و دربانی کے اعزاز سے بھی نوازا مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے تکبر کا مظاہرہ کیا اور اپنی خدائی کا اعلان کر بیٹھا اور اپنے ماتحتوں کو اپنی عبادت کی دعوت دی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اسے راندۂ درگاہ کرتے ہوئے شیطان مردود بنا دیا اس کی شکل کو بگاڑ دیا اس سے تمام اعزازات چھین لیے اور اس پر اپنی لعنت فرمائی اور اسے اپنے آسمانوں سے نکال دیا اور آخرت میں اس کا اور اس کے پیروکاروں کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں اس کے غضب سے اور ایسے عمل سے جو اس کے غضب کا سبب بنے اور عطا کردہ نعمت کے بعد اس کے چھن جانے سے بھی اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

شیطان کی حقیقت اس کا فریب اور تکبر بیان کرنے سے قبل ہم ابلیس پر ہونے والے انعام و اکرام کا ذکر کریں گے پھر اس کی حکومت میں ہونے والے واقعات و حادثات اور پھر اس کی حکومت و سلطنت کے زوال کا سبب بھی بیان کریں گے اس کے علاوہ دیگر امور کا بھی تذکرہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

ابلیس فرشتہ تھا یا جن

ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس ؓ نے فرمایا۔

”ابلیس فرشتوں کے سرداروں میں سے تھا اور اس کا قبیلہ بڑا اہم اور سب سے معزز تھا وہ جنت کے باغات کا نگران تھا اور آسمان دنیا اور زمین پر اس کی بادشاہت تھی“۔

ایک اور روایت میں ابن عباس ؓ نے فرمایا:

”فرشتوں کا ایک قبیلہ جنات میں سے تھا اور ابلیس اسی قبیلے سے تھا۔ ابلیس آسمان اور زمین کے درمیان کا حکمران تھا“۔

ابو مالک اور ابو صالح ابن عباس ؓ سے اور مرہ ہمدانی ابن مسعود ؓ اور دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا

”ابلیس کو آسمان دنیا پر مقرر کیا گیا تھا اور اس کا تعلق فرشتوں کے اس گروہ سے تھا جسے جن کہا جاتا ہے۔ ان کا نام جن اس لیے رکھا گیا کہ یہ جنت کے محافظ و نگران تھے اور ابلیس بھی اپنی بادشاہت کے ساتھ ساتھ جنت کا محافظ و نگران تھا“۔

[illegible] ابن حزم ؓ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ [illegible]

[illegible]

فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ

[illegible]

سے تھا یعنی فرشتوں کی ہی ایک قسم سے ہے۔

[illegible] زمین پر [illegible] زمین پر فساد ہو گیا [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکوبی سے [illegible] فرشتوں [illegible] ان کے [illegible] ابلیس [illegible] تکبر [illegible] اس معنی کی [illegible] سے متعلق ہے [illegible] ابلیس نے تکبر [illegible] (اللہ تعالیٰ [illegible] ہے روایت کے علاوہ ہے (تحقیق)

ربیع کی روایت

ربیع بن انس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدھ کے دن فرشتوں کو، جمعرات کے دن جنوں کو اور جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ جنوں کی ایک جماعت نے زمین میں ناشکری و کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکوبی کے لیے فرشتوں کی ایک جماعت کو اتارا انہوں نے ان سے جنگ کی اور زمین جو فساد سے پر ہو گئی تھی ان سے خالی کی۔

ابلیس کی گمراہی اور رسوائی کے اصل سبب میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ ان میں ایک قول تو یہی ہے جو پہلے بیان ہو گیا ہے۔

دوسرا قول بھی ابن عباس ہی کی طرف سے منقول ہے

ابلیس آسمان دنیا، زمین اور ان کے درمیان تمام مخلوق کا بادشاہ اور منتظم تھا نیز جنت کا خازن اور نگران بھی تھا۔ ابلیس عبادات کی کثرت اور خشیت الٰہی [illegible] کی وجہ سے وہ خود پسندی کا شکار ہو گیا اور اپنے آپ کو بہت اعلیٰ و ارفع اور افضل و کامل سمجھنے لگا اور آخرکار اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی تکبر کا اظہار کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی پسندیدہ مخلوق کی تخلیق سے فارغ ہو گیا تو اپنے عرش پر مستوی ہوا۔ تو اس نے ابلیس کو آسمان دنیا کی بادشاہت پر مقرر کیا۔ ابلیس کا تعلق فرشتوں کے اس گروہ سے تھا جسے جن کہا جاتا ہے ان کا نام جن اس لیے رکھا گیا کہ وہ جنت کے نگہبان اور خازن تھے۔ اس عزت افزائی نے ابلیس کے دل میں تکبر پیدا کر دیا حتیٰ کہ اس نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے وہ میری ذاتی ریاضت کا انعام اور ثمر ہے۔

بقول علامہ طبری، موسیٰ بن ہارون ہمدانی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے کہ محمد بن حمید کی روایت میں ہے کہ ابلیس نے کہا مجھے فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے، پس جب اس کے دل میں تکبر آ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے خیال پر مطلع ہو گئے اور فرشتوں سے فرمایا:

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

"میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ

ابلیس گناہ کا مرتکب ہونے سے پہلے فرشتوں میں سے تھا اس کا نام عزازیل تھا اور وہ زمین کا باشندہ تھا اور [illegible] کوشش [illegible] سب سے بڑا عالم تھا یہی چیز اسے تکبر پر لے آئی اور وہ فرشتوں کے اس قبیلے سے تعلق رکھتا تھا

ابن عباس سے ہی ایک روایت اس طرح ہے کہ

ابلیس فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا اس کا نام عزازیل تھا اور وہ زمین کا باشندہ اور اس کو آباد کرنے والا تھا۔ فرشتوں میں سے زمین کے رہائشی فرشتوں کا نام جن رکھا گیا تھا۔

☆ سعید المسیبؒ سے روایت ہے کہ ابلیس آسمان دنیا کے فرشتوں کا سردار تھا۔

☆ تیسرا قول ابلیس پر لعنت کے سبب میں یہ ہے کہ دراصل یہ اس مخلوق کی باقیات میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور انہیں کسی چیز کا حکم دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

اس قول کو ماننے والوں کے پاس دلیل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا فرمائی اور اسے حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ بھیجی جس نے انہیں بھسم کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور مخلوق پیدا فرمائی اور ان سے کہا کہ میں نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے تم اسے سجدہ کرو انہوں نے بھی انکار کر دیا اللہ تعالیٰ نے آگ بھیج کر انہیں بھی بھسم کر دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو (موجودہ فرشتوں) کو پیدا فرمایا اور سجدہ کا حکم دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں آدم کو سجدہ کر دیا۔

اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابلیس اس مخلوق میں سے تھا جس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

☆ چوتھا قول اس کے بارے میں یہ ہے کہ یہ ان جنات کی باقیات میں سے ہے جو زمین میں رہتے تھے اور انہوں نے زمین میں خون بہایا اور فساد برپا کیا اپنے رب کے احکامات کی مخالفت کی پھر فرشتوں نے ان سے جنگ کی اور انہیں سمندری جزیروں اور پہاڑوں کی طرف بھگایا:

شہر بن حوشب سے "كَانَ مِنَ الْجِنِّ" "ابلیس جنوں میں سے تھا"۔
کی تفسیر منقول ہے کہ ابلیس ان جنوں میں سے تھا جن کو فرشتوں نے شہروں سے سمندری جزیروں اور پہاڑوں کی طرف دھکیل دیا تھا۔ کسی فرشتہ نے ابلیس کو چھپا لیا اور اپنے ساتھ آسمان پر لے گیا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرشتوں نے جنوں سے جنگ کی انہیں قتل کیا اور ابلیس کو قیدی بنا لیا جہاں یہ فرشتوں کے ساتھ عبادت کیا کرتا تھا جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ گزاری کا حکم دیا تو ابلیس نے انکار کر دیا۔ یہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾

"سب فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کیونکہ وہ جنوں میں سے تھا"۔

ہماری رائے:

میرے نزدیک صحیح اور درست بات وہی ہے جو اللہ کریم نے قرآن میں ارشاد فرمائی ہے:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ﴾

(سورۃ الکہف آیت ۵۰)

"یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ وہ جنوں میں سے تھا

اس لیے اسے سب کے ضمن میں ان احادیث سے نقل کیا۔

اس روایت میں ابلیس کی نافرمانی کا ذکر ہے تو یہ کہنا بھی درست ہے کہ یہ نافرمانی اس سبب سے ہوئی کہ [illegible] اس کے اندر سرکشی عادت کا دورہ غالب ہو گیا تھا۔ اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ یہ نافرمانی اس سبب سے ہوئی کہ [illegible] آسمان و زمین کی بادشاہت اور امانت جنت کی حفاظت اور بڑائی کی وجہ سے اس کی طبیعت خود پسندی و تکبر [illegible] یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان سب کے [illegible] نافرمانی اور بغاوت کا ذریعہ اور سبب ہے۔

لہٰذا اس کے متعلق کوئی [illegible] قطعی دلیل یا حجت کے طور پر [illegible] سے اس بارے میں ہم کو [illegible] اختلاف بیان [illegible] روایات ہیں ان سب کو ہم نے نقل کر دیا ہے۔

ایک اور قول روایت اس سلسلہ میں یہ بھی ہے کہ [illegible] سے پہلے زمین پر جنات تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ان کی طرف قاضی بنا کر بھیجا کہ وہ ان کے درمیان عدل و انصاف کے فیصلے کرے چنانچہ وہ ایک ہزار سال تک عدل و انصاف کے ساتھ ان کے درمیان فیصلے کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا نام حکم پڑ گیا اور یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا اور اس کی طرف یہ نام وحی کے ذریعے بھیجا گیا تھا۔ پس اس وقت اس کے دل میں تکبر داخل ہو گیا اور اس نے اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھا [illegible] اللہ تعالیٰ نے جنوں کے درمیان [illegible] دشمنی اور بغض و عداوت پیدا فرما دی جس کی وجہ سے انہوں نے آپس میں [illegible] یہاں تک کہ ان کے [illegible] داخل ہو گئے۔ [illegible] روایت کے [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] بات کی طرف اشارہ ہے:

﴿ أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴾ (سورۃ ق: آیت ۱۵)

"کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں (ہرگز نہیں) مگر یہ لوگ از سر نو (دوبارہ) پیدا کیے جانے کی نسبت شک میں پڑے ہوئے ہیں"۔

اسی طرح فرشتوں کا یہ کہنا:

﴿ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ ﴾ (سورۃ بقرۃ: آیت ۳۰)

"کیا آپ زمین میں ایسے (شخص) کو پیدا کریں گے جو اس (زمین) میں فساد اور خونریزی کرتا پھرے"۔

بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس وقت ابلیس کو جنات کی طرف [illegible] جب ابلیس نے [illegible] عذاب [illegible] قوم پر اترا تھا [illegible] آسمان پر چڑھ گیا اور فرشتوں کے درمیان رہنے لگا اور آسمان میں اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کی کہ ایسی عبادت اس کی مخلوق میں سے کسی نے نہ کی تھی [illegible] چلا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے سجدہ کا حکم ہوا اور ابلیس نے سرکشی اختیار کی۔

* * *

آدم علیہ السلام

تخلیق آدم علیہ السلام

انسان کی وراثت اور حضرت آدم [illegible] اللہ تعالیٰ نے ہمارے جد امجد ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا اور چاہا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے دل میں کچھ [illegible] اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (سورۃ البقرۃ: ۳۰)

"میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

جس کے جواب میں فرشتوں نے کہا

﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ﴾

"کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا؟"

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ فرشتوں نے یہ جواب اس وجہ سے دیا تھا کہ زمین پر انسان سے پہلے جن بستے تھے جنہوں نے فساد برپا کر دیا تھا [illegible] اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ لہٰذا جب بھی کوئی خلیفہ بنے گا وہ بھی تو ویسا ہی کرے گا پھر کہنے لگے

﴿وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾

"آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کی تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔"

جس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

﴿إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

"میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔"

یعنی میں ابلیس کے تکبر و غرور اور اس کی سرکشی کو جانتا ہوں [illegible] جو اس کے نفس میں [illegible] جب آدم علیہ السلام پیدا ہوں گے ابلیس کی سرکشی کا ظہور [illegible] تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔

ہمارے نزدیک اس آیت کی تفسیر میں [illegible] جو ہم نے اپنی کتاب "[illegible]" میں [illegible] ہیں [illegible] کا ذکر کر دیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی مٹی کا خمیر [illegible] کی طرف [illegible] آدم علیہ السلام کی تخلیق [illegible] پہلے [illegible] اللہ تعالیٰ

کہ آدم [illegible] کے پتلے [illegible] سے [illegible]

تخلیق آدم کس مٹی سے ہوئی؟

[illegible] ملائکہ [illegible] ہے

﴿ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۳۰)

ترجمہ: میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں انہوں نے عرض کیا: کیا آپ زمین میں کسی ایسے کا تقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا؟ آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کی تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔ فرمایا: میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔

ایک تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو زمین کی طرف مٹی لانے کے لیے بھیجا تو زمین نے کہا: میں پناہ مانگتی ہوں تجھ سے اس بات کی کہ تو مجھ سے کچھ کم کرے اور مجھے عیب لگائے۔ پس جبرئیل علیہ السلام واپس لوٹ گئے اور زمین سے کچھ نہ لیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا اے میرے رب! زمین نے آپ کی پناہ مانگی تھی میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کو بھیجا تو زمین نے ان سے بھی پناہ مانگی تب انہوں نے بھی اسے چھوڑ دیا اور واپس لوٹ آئے اور وہی بات کہی جو جبرئیل علیہ السلام نے کہی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا تو زمین نے ان سے بھی پناہ مانگی تو انہوں نے کہا میں بھی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں لوٹ جاؤں اور اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کروں۔ پس انہوں نے زمین سے مٹی لی۔ ملک الموت نے ایک ہی جگہ سے مٹی نہ لی بلکہ مختلف مقامات سے سرخ، سفید اور سیاہ رنگ کی مٹی لی (یہی وجہ ہے کہ بنی آدم مختلف صفات و مزاج پر پیدا ہوئے ہیں) ملک الموت مختلف قسم کی یہ مٹی لے کر آسمان کی طرف چڑھے اور اسے پانی سے تر کیا یہاں تک کہ وہ چکنی مٹی بن گئی [illegible] ایک مدت تک اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ خمیر ہو گئی اور اس میں بو پیدا ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اس قول:

﴿ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴾ (سورۃ الحجر آیت ۲۶)

ترجمہ: سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

میں اسی حالت کا بیان ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو بھیجا اور اس نے زمین کے اوپر کے حصے (ادیم) سے مٹی لی [illegible] اسی مٹی سے آدم کی تخلیق ہوئی اسی وجہ سے نام آدم رکھا گیا ہے کیونکہ وہ زمین کے اوپری حصے (ادیم) سے پیدا ہوئے اور اسی وجہ سے ابلیس نے کہا تھا کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے آپ نے مٹی سے پیدا کیا یعنی وہ مٹی جسے میں لایا ہوں۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آدم کا نام اس لیے آدم رکھا گیا کہ وہ زمین کے اوپر کے حصے (ادیم) سے پیدا ہوئے تھے ایک اور روایت بھی ان سے مروی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام زمین کے ادیم (اوپری سطح) سے پیدا کیا گیا ہے اس میں عمدہ اور ردی [illegible]

آدم کی مٹی ہر قسم کی تھی اس لیے ان کی اولاد بھی مختلف طرح طرح کی ہے۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا جو تمام زمین سے لی گئی تھی چنانچہ آدم کی اولاد زمین کی طرح ہے، کوئی سرخ ہے، کوئی سفید ہے، کوئی سیاہ اور کوئی درمیانہ، کوئی نرم اور کوئی سخت، کوئی خبیث اور کوئی پاک۔

اس کے بعد اس مٹی کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو اسے چکنا بنایا یہاں تک کہ وہ خشک ہو کر ٹھیکرے کی شکل میں تبدیل ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمإ مسنون﴾ (سورۃ الحجر آیت ۲۶)

"اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو تین چیزوں سے پیدا کیا گیا ہے صلصال، حما اور طین لازب سے۔ طین لازب عمدہ مٹی ہے اور حما سے مراد گارا اور کیچڑ، اور صلصال سے مراد ایسی مٹی ہے جسے کوٹ کر باریک کر دیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے صلصال کا مطلب ہے کہ ٹھیکری کی طرح خشک ہو۔

آدم علیہ السلام کا پتلا بننے کے بعد شیطان کی شیطانی

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا حکم دیا تو فرشتے زمین کی طرف سے مٹی لے آئے پھر اس مٹی کو (طین لازب) سے بنایا گیا پھر اسے (حما مسنون) اور (صلصال) بنایا گیا اور اس سے آدم کو پیدا کیا (کتاب الحجر) یعنی آدم علیہ السلام کو طین لازب سے اپنے دست قدرت سے بنایا اور چالیس راتوں تک ان کے پتلے کو ایسے ہی پڑا رہنے دیا۔ ابلیس اس پتلے کے پاس آیا اور اسے پاؤں سے ٹھوکر ماری جس سے اس میں آواز پیدا ہوئی اور وہ بجنے لگا۔ اللہ کے فرمان میں:

﴿من صلصال كالفخار﴾ (سورۃ الرحمن آیت ۱۴)

"ٹھیکرے کی طرح بجنے والی مٹی سے۔"

میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اس کے بعد شیطان آدم علیہ السلام کے پتلے کے منہ میں داخل ہو کر اس کی دبر سے باہر نکل آیا اور کہنے لگا اس آواز اور کھوکھلے پن کی وجہ سے جس سے تو پیدا کیا گیا ہے تیری کوئی حیثیت نہیں اور مجھے تجھ پر غلبہ و تصرف دیا گیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا اور اگر تجھے مجھ پر مسلط کیا گیا تو میں تیری حکم عدولی کروں گا۔

ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

﴿إني خالق بشرا من طين فإذا سويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له ساجدين﴾ (سورۃ ص آیت ۷۱، ۷۲)

"میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں، جب میں اسے پوری طرح بنا دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔"

جن اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دست قدرت سے بنایا تاکہ ابلیس اس پر تکبر نہ کر سکے اس کے باوجود جب ابلیس اپنے آپ کو آدم سے بڑا ظاہر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اس پر تم بھی تکبر کرتے ہو حالانکہ میں اس سے تکبر نہیں کرتا۔''

پس آدم علیہ السلام کا انسانی شکل کا پتلا تیار کیا گیا اور پھر چالیس روز تک اسے اسی حالت میں پڑا رہنے دیا گیا۔ فرشتوں کا اس کے قریب سے گزر ہوا تو وہ اسے دیکھ کر گھبرا گئے اور سب سے زیادہ گھبراہٹ ابلیس پر طاری ہوئی ابلیس جب بھی اس کے پاس سے گزرتا اس کو ٹھوکر مارتا جس کی وجہ سے اس میں آواز پیدا ہوتی جس طرح ٹھیکرے پر ٹھوکر لگنے سے آواز پیدا ہوتی ہے (من صلصال کالفخار میں اسی کا بیان ہے) ابلیس گھومتے وقت اس سے کہا کرتا کہ تجھے کس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ منہ کی طرف سے اس کے پیٹ میں داخل ہو جاتا اور پیچھے کی طرف سے باہر نکل جاتا اور فرشتوں سے کہتا تم اس سے مت ڈرو تمہارا رب بے نیاز (صمد) ہے جب کہ یہ (انسان) اندر سے کھوکھلا ہے اگر مجھے اس پر مسلط کیا گیا تو میں اس کو ہلاک کر دوں گا۔

نیکوں کے ہاں برا اور بروں کے ہاں نیک اولاد:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس دن تک خمیر بننے دیا پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں جمع کیا اور اس کے اچھے حصہ کو دائیں ہاتھ اور برے حصہ کو بائیں ہاتھ میں الگ الگ کر دیا پھر دونوں ہاتھوں کی مٹی کو آپس میں خلط ملط کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نیک لوگوں کے ہاں بری اولاد اور برے لوگوں کے ہاں نیک اولاد پیدا ہوتی ہے۔

روح کب پھونکی گئی:

ابن اسحاق روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کا پتلا بنا کر پھر اسے چھوڑ دیا اور اسے چالیس روز تک دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ مٹی ٹھیکرے کی طرح آواز دینے لگی اور پھر پانی کے بغیر خشک ہو گئی جب یہ (آدم) ایک اچھی طرح خشک ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے فرشتوں کے سامنے کہا اور کہا کہ جب میں اس میں روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا۔

آدم علیہ السلام کے جسم میں روح کا داخل ہونا:

ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اندر روح پھونکنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے فرمایا کہ جب میں اس کے اندر روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر روح پھونکی تو روح سر میں داخل ہوئی جس کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو چھینک آ گئی۔ جس پر فرشتوں نے کہا کہ ''الحمد للہ'' کہیں۔ الحمد للہ کہنے پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''رحمک ربک'' تمہارا رب تم پر رحمت کرے۔ اس کے بعد روح آنکھوں میں داخل ہوئی تو آدم علیہ السلام نے جنت کے پھل اور میووں کو دیکھا جب پیٹ میں پہنچی تو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور آدم روح کے ٹانگوں میں پہنچنے سے قبل ہی ان پھلوں اور میووں کی طرف کود پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے اسی جلد بازی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ (سورۃ الانبیاء: ۳۷)

"انسان بہت جلد باز مخلوق ہے۔"

اس کے بعد تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کا اظہار کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا: "کس چیز نے تجھے اپنے دست قدرت سے بنائے ہوئے کو سجدہ کرنے سے روکا؟" تو ابلیس نے جواب دیا: "چونکہ میں اس سے بہتر ہوں جبکہ یہ مٹی کا بنا ہوا ہے (آیت سے قبل الابلیس تک کی طرف اشارہ ہے) کیونکہ آپ نے مجھے آگ سے پیدا فرمایا۔" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تو یہاں سے نکل جا، تو مردود ہے اور تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔"

انسان فرشتوں سے بہتر ہے

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اندر روح پھونکی تو وہ روح ان کے سر کی جانب سے داخل ہوئی اور آدم کے جس حصہ میں پہنچی وہ گوشت اور خون بن گیا۔ جب روح ان کی ناف کے مقام پر پہنچی تو آدم علیہ السلام نے اپنے جسم کو دیکھا تو بہت خوبصورت معلوم ہوا۔ آدم علیہ السلام نے اٹھنا چاہا مگر اٹھ نہ سکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ "انسان جلد باز مخلوق ہے۔"

چھینک رحمت الٰہی کا سبب ہے

پھر بابا آدم مارے خوشی کے بے صبر ہو گئے۔ جب ان کے پورے جسم میں روح پھیل گئی تو آدم کو چھینک آئی تو انہوں نے الحمد للہ کہا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہی ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم! اللہ تجھ پر رحم کرے۔" اس کے بعد وہ فرشتے جو اس وقت ابلیس کے ساتھ تھے (یعنی یہی وہ فرشتے تھے جنہیں سجدہ کرنے کا حکم ہوا) ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ کیونکہ اس کے دل میں غرور و تکبر پیدا ہو چکا تھا۔ ابلیس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں، اور عمر میں اس سے بڑا ہوں اور خلقت کے اعتبار سے بھی اس سے قوی ہوں۔ آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے، اور آگ مٹی سے قوی ہوتی ہے۔ ابلیس کے سجدہ کرنے سے دور بھاگنے اور انحراف کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اسے ہر خیر سے محروم کر دیا اور بھلائی سے مایوس کر دیا اسے اپنی بارگاہ سے دھتکارا ہوا شیطان بنا دیا۔ یہ سب کچھ اس کی نافرمانی کی سزا کے طور پر ہوا۔

تحمید الٰہی بہترین عبادت ہے

روایت ہے کہ جب آدم کے جسم میں روح پھونکی گئی تو انہیں چھینک آئی تو انہوں نے کہا "الحمد للہ" اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: "تیرا رب تجھ پر رحم کرے" اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا لائے لیکن ابلیس نے کہا: میں آدم سے بہتر ہوں، آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا:

"اے ابلیس! تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا جبکہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا ہے۔"

جس کے جواب میں ابلیس نے کہا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نام سکھانا

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔

علماء تفسیر نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ [illegible] تمام چیزوں کے نام سکھائے گئے

ابن عباس سے مروی ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے [illegible]"

ابن عباس [illegible]

﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ (سورۃ البقرۃ ۳۱)

"اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھائے۔"

[illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر چیز کا نام سکھایا [illegible]

ایک روایت میں ابن عباس سے مروی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے آدم کو ہر چیز کا نام سکھایا حتیٰ کہ فسوہ اور ضرطہ کے الفاظ کے بولنے اور جسم سے ہوا خارج ہونے کی آواز کا نام بھی تو وہ آواز معلوم ہو جایا کرے۔

حضرت مجاہدؒ سے "علّمہ" کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔

ایک اور واقعہ میں مجاہدؒ سے یوں مروی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام سکھایا۔

سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر چیز کا نام سکھایا یہاں تک کہ اونٹ، گائے، بکری کا نام بھی سکھایا۔

قتادہؒ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام سکھایا کہ یہ پہاڑ ہے یہ سمندر، یہ فلاں اور یہ فلاں ہے۔ پھر فرشتوں کے سامنے ان چیزوں کو پیش کیا اور فرمایا کہ تم ان چیزوں کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۳۱)

ایک اور جگہ قتادہؒ ہی سے روایت ہے کہ جب فرشتے جواب نہ دے سکے تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا: "تم ان چیزوں کے نام بتاؤ"۔

پس آدم علیہ السلام نے مخلوق میں سے ہر صنف کا نام بتایا اور اسے اس کی جنس کی طرف منسوب کیا۔

حسنؒ اور قتادہؒ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام سکھایا کہ یہ گھوڑا ہے اور یہ خچر یا اونٹ ہے اور یہ جن اور یہ جنگلی جانور ہے اس کے علاوہ ہر نام کی کمائی کا طریقہ بھی بتا دیا۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ صرف چند اشیاء کا علم دیا گیا مگر ان میں بھی ان چند اشیاء کے تعین میں اختلاف واقع ہے۔

☆ ایک فریق کے مطابق فرشتوں کے نام مراد ہیں یعنی تمام فرشتوں کے نام اللہ تعالیٰ نے آدم کو سکھائے۔ جیسا کہ حضرت ربیع بن انسؒ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ "اسماء" سے مراد فرشتوں کے نام ہیں۔

☆ دوسرے فریق کے مطابق اس سے مراد اولاد آدم کے نام ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی تمام اولاد کے نام بتلا دیئے تھے۔

جیسا کہ ابن زید سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے مراد ان کی اولاد کے نام ہیں اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا دیئے تو ان کی اولاد کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرشتوں سے فرمایا ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ (البقرہ: ۳۱) اور یہ اس وجہ سے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں تو فرشتوں نے کہا تھا کہ کیا آپ ایسے کو نائب بنانا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد برپا کرے اور خون بہائے حالانکہ ہم آپ کی تسبیح و تحمید کرتے اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ (سورۃ بقرۃ آیت ۳۰)

بالفاظ دیگر فرشتوں نے یہ اعتراض جتایا کہ اگر آپ خلیفہ بنانا ہی چاہتے ہیں تو ہم اس کے زیادہ مستحق اور اہل ہیں کیونکہ ہمارے علاوہ کوئی اور نائب ہوگا تو وہ زمین میں فساد اور خون خرابہ کرے گا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو" یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو خلیفہ بناؤں تو تم میری اطاعت و

تسبیح و تقدیس بیان کریں گے اور نافرمانی سے بچیں گے اور اگر کسی اور کو خلیفہ بنا دیا تو بقول تمہارے وہ زمین میں فساد برپا کرے گا اور خونریزی کرے گا تو ذرا ان چیزوں کے نام تو بتاؤ۔ کیونکہ اگر تم ان چیزوں کا مشاہدہ و معائنہ کر کے اور تمہیں ان کے نام معلوم نہ ہوئے تو تم ان کے متعلق میرا حکم بجا نہ لا سکو گے اور جب تم ہی کچھ نہیں جانتے تو خلافت کیسے ممکن ہو گی اور یہی تمہارے استحقاق کی نفی ہے جو کہ ہو چکی ہے۔ لہٰذا تمہارا دعوائے استحقاق باطل ٹھہرا۔

اور جو تمہارے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنایا جائے بفرض تمہاری نظروں سے غائب اور اوجھل ہو اور تم اس کو نہ دیکھ سکو تو تم اس کے بارے میں خبر کیسے دے سکتے ہو کہ انہوں نے خلافت کا حق ادا نہیں کیا۔

اس لیے تمہارے دعوے کی دونوں ہی شقیں باطل ٹھہریں۔

☆ نہ تمہارا اپنے متعلق دعوائے استحقاق درست ہے اور

☆ نہ ہی دوسرے کے متعلق خونریزی اور فساد برپا کرنے کا حکم لگانا درست ہے۔

فرشتوں کو ہر اعتبار سے لاجواب کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انہیں اپنے دعوے کی سچائی معلوم ہو سکے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور چند دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی "ان کنتم صادقین" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ "اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو" کا مطلب یہ ہے کہ بنی آدم زمین میں فساد برپا کریں گے اور خون بہائیں گے۔

☆ اور ضحاک ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ "ان کنتم صادقین" کا مطلب ہے کہ "ان کنتم تعلمون" یعنی اگر تم علم رکھتے ہو کہ میں کسی کو زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔

☆ بعض حضرات کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے یہ اس لیے پوچھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کی ابتدا فرمائی تو فرشتے آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا رب جو چاہے کرے لیکن جو چیز بھی پیدا کرے گا وہ ہم سے زیادہ صاحب علم و فضل نہیں ہو سکتی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انہیں ہر چیز کا علم سکھایا تو ان اشیاء کو فرشتوں پر پیش فرمایا اور فرشتوں سے کہا اگر تم سچے ہو تو ان اشیاء کے نام بتاؤ۔ یعنی فرشتوں کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ صاحب علم و فضل مخلوق پیدا نہیں کر سکتا (یعنی فرشتوں نے اللہ کو مجبور سمجھ لیا) اس دعوے کے ابطال کے لیے یہ کرنا ضروری تھا۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ" کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام کے بارے میں فرشتوں سے مشورہ فرمایا، فرشتے کہنے لگے "کیا آپ ایسے کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد برپا کرے اور خون بہائے" یہ بات فرشتوں نے اس لیے کہی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فساد اور خونریزی سے زیادہ اور کوئی عمل ناپسندیدہ نہیں اور اپنے متعلق کہنے لگے کہ "ہم آپ کی تسبیح و تمجید اور تقدیس بیان کرتے ہیں" گویا فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے خود کو زیادہ فضل اور بزرگی والا گردانا اور خلافت کا حقدار گردانا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ اس مخلوق میں انبیاء و رسل، صالحین اور اہل جنت بھی ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق شروع کی تو فرشتے کہنے لگے اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پیدائش حضرت حوا [illegible]

[illegible]

فاخرج منها فانك رجيم و ان عليك لعنتي الى يوم الدين [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ساتھ سکون حاصل کرو۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

﴿وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾

"اور اسی سے اس کا جوڑا [illegible]"

[illegible] ایک عورت موجود تھی۔

حضرت مجاہد سے اسی طرح کی روایت کی گئی ہے۔

[illegible]

آدم و حوا کا امتحان

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام [illegible]

جو کچھ اور جہاں چاہو کھاؤ پیو — ایک درخت کے پھل سے روکنا ان کا امتحان تھا اور یہی انسانی فطرت کا پہلا تجربہ تھا جو ان پر لازمی طور پر جاری ہوا۔ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

”اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو بافراغت کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔“ (سورۃ البقرہ آیت ۳۵)

یہاں شیطان نے ان سے اپنی دشمنی کا اظہار کیا اور اپنی شرارت کو عمل میں لایا ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور درخت کا پھل کھانا ان کے لئے اچھا بنا کر پیش کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے اسے کھا لیا جس کے بعد ان کے اعضاء کے پوشیدہ حصے ظاہر ہو گئے اور وہ دونوں ایک دوسرے پر عیاں ہو گئے

ابلیس جنت میں؟

آخر ملعون جنت میں کیسے پہنچا اور یہ کارروائی اس نے کیسے کی؟

ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ابلیس نے ان دونوں کے پاس جنت میں داخل ہونے کا ارادہ کیا لیکن محافظ فرشتوں نے اسے روک دیا پھر وہ ایک سانپ کے پاس آیا اور وہ سانپ اس وقت چار ٹانگوں والے جانوروں کی شکل میں تھا اور اونٹ جیسا تھا ابلیس نے اس سے کہا کہ مجھے اپنے منہ میں چھپا کر جنت میں داخل ہو جا میں آدم تک پہنچنا چاہتا ہوں اس نے ایسا ہی کیا اور اسے لے کر محافظ فرشتوں کے پاس سے گزر گیا اور وہ حقیقت نہ جان سکے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی۔ ابلیس نے سانپ کے منہ میں بیٹھے بیٹھے آدم سے گفتگو کی مگر آدم نے توجہ نہ دی اس پر وہ باہر نکل آیا اور کہنے لگا اے آدم کیا میں تمہیں ایک ایسے درخت کی طرف رہنمائی نہ کروں جس کے پھل کو تم کھا لو تو اللہ تعالیٰ کی طرح بادشاہ ہو جاؤ گے یا ہمیشہ کی زندگی پا لو گے اور تمہیں کبھی موت نہ آئے گی اور اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا ہمدرد اور خیر خواہ ہوں۔ ابلیس نے یہ تمام حرکت صرف اس لیے کی تھی تاکہ ان کے جسموں سے جنت کا لباس اتر جائے اور ان کے پوشیدہ مقامات ظاہر ہو جائیں شیطان کو یہ معلوم تھا کہ ان کے پاس ایسا لباس ہے اس کی شرمگاہیں چھپی ہیں اور اسے اس چیز کا علم اس لیے تھا کہ وہ فرشتوں کی کتب کا مطالعہ کرتا رہا تھا جب کہ آدم علیہ السلام کو اس وقت تک لباس اور شرمگاہوں کو چھپانے کی اہمیت کا اندازہ نہ تھا۔

آدم علیہ السلام نے ابلیس کی بات ماننے سے انکار کر دیا مگر حوا آگے بڑھیں اور پھل کھا لیا پھر کہنے لگیں اے آدم تم بھی کھا لو میں نے کھایا ہے اور مجھے کوئی نقصان نہیں ہوا اس پر آدم نے بھی وہ پھل کھا لیا آدم کے پھل کھاتے ہی دونوں کے پوشیدہ مقامات ظاہر ہو گئے اور وہ اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس نے زمین کے جانوروں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ کون ہے جو مجھے اٹھا کر جنت میں داخل ہو جائے تاکہ میں آدم اور اس کی بیوی سے بات کر سکوں تمام جانوروں نے انکار کر دیا اس کے بعد اس نے سانپ سے کہا کہ اگر تو مجھے جنت میں پہنچا دے تو میں تجھے بنی آدم سے بچاؤں گا اور تیری حفاظت کی ذمہ داری لیتا ہوں پس سانپ نے ابلیس کو اپنے منہ میں بٹھایا اور جنت میں داخل ہو گیا۔ ابلیس نے سانپ کے منہ میں بیٹھے بیٹھے ہی آدم علیہ السلام سے

مخلوق [illegible] سانپ جنت کے دروازہ پر پایا تھا۔ [illegible] اللہ کی [illegible] اس [illegible] پر اللہ تعالیٰ نے [illegible] ہے۔

[illegible] سے [illegible] جو آپ [illegible] جہاں [illegible] ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب آدم و حوا کو جنت میں [illegible] اور ایک درخت [illegible] سے منع [illegible] اس درخت کی شاخیں گتھی ہوئی تھیں اور فرشتے اس کا پھل کھاتے تھے [illegible] آدم اور حوا کو اس کا پھل کھانے سے منع [illegible] جب ابلیس نے ان دونوں کو بہکانے کا ارادہ کیا تو وہ سانپ کے پیٹ میں داخل ہوا۔ سانپ اس وقت چار ٹانگوں پر بختی اونٹ کی طرح چلتا تھا اور بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ جب سانپ جنت میں داخل ہو گیا تو ابلیس اس کے پیٹ سے باہر نکلا اور اس (ممنوعہ) درخت کا پھل لے کر حضرت حوا کے پاس آیا اور کہنے لگا اس پھل کی طرف دیکھو اس کی خوشبو کتنی اچھی ہے اس کا ذائقہ کتنا اچھا اور رنگ کتنا خوبصورت ہے۔ [illegible] حوا نے [illegible] کھایا پھر حضرت آدم کے پاس پہنچیں اور کہنے لگیں اس پھل کی طرف دیکھو اس کی خوشبو کتنی اچھی اس کا ذائقہ کتنا عمدہ اور رنگ کیسا اچھا ہے۔ پس آدم نے بھی کھا لیا۔ [illegible] دونوں (آدم و حوا علیہما السلام) کے پوشیدہ اعضاء ظاہر ہو گئے پس آدم جلدی سے اس درخت کے تنے میں داخل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آواز دی "اے آدم تم کہاں ہو؟" آدم علیہ السلام نے جواب دیا "اے میرے رب! میں یہاں ہوں" فرمایا "باہر کیوں نہیں نکلتے؟" آدم کہنے لگے "مجھے آپ سے حیا آتی ہے" فرمایا "یہ درخت زمین میں سب سے زیادہ ملعون ہو [illegible] اس کے پھل کانٹوں میں تبدیل ہو جائیں [illegible] فرمایا کہ اس وقت جنت اور زمین میں [illegible] درخت سے زیادہ افضل کوئی درخت نہ تھا [illegible]" پھر فرمایا "اے حوا! تو نے میرے بندے کو دھوکا دیا [illegible] حمل [illegible] (بار بار) [illegible] کیا [illegible] حمل کا وقت ہوگا تو موت [illegible] اور سانپ سے فرمایا تو نے ابلیس ملعون کو اپنے پیٹ میں [illegible] کیا حتیٰ کہ [illegible] میرے بندے کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا لہذا تجھ پر لعنت ہو [illegible] تیرے پیٹ [illegible] داخل ہو جائیں [illegible] اور تیری خوراک مٹی ہوگی۔ تو [illegible] اولاد آدم کی دشمن ہوگی۔ جہاں بھی [illegible] نظر [illegible] اپنی [illegible] سے تیرا سر کچل دیں گے [illegible] جہاں [illegible] تیرا سر [illegible] گے۔

حضرت وہب سے پوچھا گیا کہ فرشتوں کی خوراک کیا ہے؟ فرمایا:

﴿ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴾

"اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

محمد بن قیس روایت کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو ایک درخت کے قریب [illegible] سے منع [illegible] اس کے علاوہ جہاں سے چاہیں [illegible] کھائیں

تب ہی شیطان آیا اور سانپ کے پیٹ میں داخل ہو گیا حضرت حوا سے گفتگو کی اور حضرت آدم کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ تمہارے رب نے اس درخت سے اسی لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم اس کو کھا کر فرشتے نہ بن جاؤ یا حیات ابدی نہ حاصل کر لو اور ان کے سامنے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا ہمدرد اور خیر خواہ ہوں۔ یہ سن کر حوا نے درخت کو کاٹا (کھانے کے لیے) تو وہ خون آلود ہو گیا اور ان دونوں (آدم و حوا) کے جسم پر جو لباس تھا اتر گیا اور پھر یہ دونوں جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپانے لگے اس پر ان کے رب نے انہیں یاد دلایا "کیا میں نے تمہیں اس درخت کے قریب جانے سے منع نہ کیا تھا اور کیا میں نے تمہیں نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ "تم نے کیوں کھایا تھا جب کہ میں نے منع کیا تھا؟"

آدم نے جواب دیا "اے میرے رب! حوا نے مجھے کھلایا"۔

حوا سے پوچھا: تم نے کیوں کھایا؟

حوا کہنے لگیں "مجھے سانپ نے کہا تھا"۔

سانپ سے پوچھا تم نے حوا کو ایسا کرنے کو کیوں کہا تھا اس نے جواب دیا "مجھے ابلیس نے کہا تھا" فرمایا "یہ ملعون اور دھتکارا ہوا ہے"۔

"اے حوا! جس طرح تم نے درخت کو خون آلود کیا ہے تم بھی ہر مہینے خون آلود ہو جاؤ گی"۔

"اور اے سانپ! تو تیری ٹانگیں کاٹ دے اور پیٹ کے بل رینگ کر چلا کر اور جو بھی (ابن آدم) تجھے دیکھے گا تیرا سر پتھر سے کچل دے گا"۔

اب تم زمین کی طرف اتر جاؤ اور تمہارے بعض تمہارے دشمن ہوں گے۔

ربیعؒ سے روایت ہے کہ ایک محدث نے بیان کیا:

شیطان جنت میں چار ٹانگوں والے جانور کی صورت بنا کر داخل ہوا اور بالکل اونٹ کی طرح معلوم ہوتا تھا پس اس پر لعنت کی گئی اور اس کی ٹانگیں ختم ہو گئیں اور وہ سانپ کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔

ابو العالیہؒ سے مروی ہے کہ اونٹوں میں سے ایک قسم وہ ہے جن کا جد امجد جنات میں سے تھا اور آدم علیہ السلام کے لیے تمام جنت جائز اور روا کر دی گئی تھی سوائے ایک درخت کے اور آدم و حوا دونوں سے فرمایا کہ تم اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اس کے بعد شیطان حضرت حوا کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کیا تمہیں کسی چیز سے منع کیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اس درخت سے۔ اس نے کہا "تمہارے رب نے اس لیے منع کیا ہے کہ تم اسے کھا کر فرشتے نہ بن جاؤ یا حیات ابدی حاصل نہ کر لو۔ پس حوا نے پہل کی اور اسے کھا لیا"۔

پھر حوا نے آدم سے کہا تو انہوں نے بھی کھا لیا۔ اس کے کھاتے ہی ان دونوں کو پیشاب پاخانہ کی حاجت ہوئی جب کہ جنت میں ایسا کرنا مستحسن نہیں۔

پھر یہ آیت تلاوت کی

ترجمہ: ”آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انہیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے“۔ (البقرۃ: ۳۶)

محمد بن اسحاق بعض علماء سے نقل کرتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور وہاں آسائش و نعمتیں دیکھیں تو کہنے لگے کہ کاش مجھے یہاں ہمیشگی نصیب ہو جائے۔ پس شیطان نے ان کی یہ کمزوری بھانپ لی اور پھر اسی راستے ان سے لغزش ہو گئی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ مجھ سے بعض اہل علم حضرات نے ذکر کیا کہ شیطان کا سب سے پہلا مکر و فریب جس کے ساتھ اس نے آدم و حوا کو بہکانے کی ابتداء کی وہ یہ تھا کہ ان دونوں کے پاس آ کر اس انداز سے رویا کہ دونوں غمزدہ ہو گئے انہوں نے پوچھا تم کس وجہ سے رو رہے ہو؟ شیطان کہنے لگا کہ میں تمہاری وجہ سے رو رہا ہوں کہ تم بھی تو کبھی مر جاؤ گے اور یہ تمام نعمتیں تم سے چھن جائیں گی۔ پھر ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اے آدم! کیا میں تمہاری ایسے درخت کی طرف راہنمائی نہ کروں جس کا پھل کھانے سے تم حیات ابدی کے مستحق ہو جاؤ گے اور یہ نعمتیں تمہیں ہمیشہ ملتی رہیں گی اور اس کے بعد کہنے لگا کہ تمہارے رب نے اس درخت سے اس لیے تمہیں منع کیا ہے کہ کہیں تم اسے کھا کر فرشتے نہ بن جاؤ یا حیات ابدی نہ حاصل کر لو اور قسم کھا کر اپنے ہمدرد اور خیر خواہ ہونے کا یقین دلایا۔ اور ان سے کہا ”اسے کھا لو فرشتے بن جاؤ گے اور ہمیشہ کی زندگی پا لو گے۔ پس اس نے دھوکے سے ان دونوں کو اپنی طرف مائل کر لیا“۔

”فوسوس“ کی تفسیر:

ابن زید ”فوسوس“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

شیطان نے حوا کی طرف درخت کے بارے میں وسوسہ ڈالا اور انہیں اس کے کھانے کی طرف مائل کیا پھر آدم کی نگاہ میں حوا کو حسین اور پرکشش بنا دیا جس پر آدم نے حوا کو اپنی صحبت کے لیے بلایا مگر حوا نے مشروط اقرار کیا اور شرط یہ لگائی کہ آدم انہیں درخت کے پاس لے جائیں گے۔ جب آدم حوا کو درخت کے پاس لے کر آئے تو حوا انکاری ہو گئیں اور کہا کہ پہلے اس درخت کا پھل کھائیں پھر قربت کا موقع دوں گی۔ پس دونوں نے اس میں سے کھا لیا۔ درخت کا پھل کھاتے ہی ان دونوں کے پوشیدہ اعضاء کھل گئے۔ آدم نے جنت میں بھاگنا شروع کر دیا۔

خدا تعالیٰ نے ندا دی ”اے آدم! کیا مجھ سے بھاگتے ہو؟“

عرض کیا: نہیں! بلکہ آپ سے حیا کرتا ہوں۔

فرمایا: ”اے آدم! کس وجہ سے اس میں مبتلا ہوئے ہو؟“۔

عرض کیا ”حوا کی طرف سے“۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کو مہینے میں ایک مرتبہ خون آلود کروں جیسا کہ اس نے درخت کو خون آلود کیا ہے نیز میں اسے کم عقل رکھوں گا حالانکہ میں نے اسے عقل مند اور بردبار پیدا کیا تھا اور یہ زمانہ حمل اور وضع حمل میں نہایت مشقت، تکلیف اور دکھ سہے گی حالانکہ میں نے اس کا زمانہ حمل اور وضع حمل بالکل آسان رکھا تھا۔

ابن زید کہتے ہیں کہ [illegible] اور [illegible] کے وقت تک [illegible]

سدی کہتے ہیں جب [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] ابلیس [illegible] آدم [illegible] جنت سے [illegible] دشمن [illegible] اور سانپ کے ساتھ زمین کی طرف اتار دیا گیا۔

اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۳۶)

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو سے مراد آدم و حوا ابلیس اور سانپ ہیں۔

ابو العالیہ بھی کہتے ہیں کہ اس سے مراد آدم و حوا، ابلیس اور سانپ ہیں۔

سدی نے ابن عباس، ابن مسعود اور دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] جنت سے [illegible] زمین کی طرف آدم و حوا، ابلیس اور سانپ کو اتار دیا۔

حضرت مجاہد سے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی منقول ہے کہ اس سے مراد آدم و حوا اور ابلیس اور سانپ کو اتارا۔

یوم جمعہ

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے [illegible] حدیث سے بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا تھا [illegible] جنت سے [illegible] زمین کی طرف اتارا [illegible] جمعہ کے دن [illegible]

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن کی پانچ خصوصیات ہیں

۱۔ پیدائش آدم علیہ السلام۔

۲۔ آدم علیہ السلام کا زمین کی طرف اترنا۔

۳۔ وفات آدم علیہ السلام

۴۔ ایک گھڑی ایسی ہے جس میں بندہ اللہ سے جو بھی مانگے گا اللہ تعالیٰ وہ عطا فرمائے گا جب تک کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔

۵۔ قیامت کا برپا ہونا۔

اور تمام مقرب فرشتے، آسمان، زمین، ہوائیں [illegible] سب کے سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں [illegible] قیامت واقع ہونے کی اطلاع موجود ہیں۔

ابولبابہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور سب سے زیادہ عظمت والا دن ہے۔ جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ خصوصیات ہیں

١۔ اسی دن آدم پیدا ہوئے۔

٢۔ آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا گیا۔

٣۔ وفات آدم علیہ السلام۔

٤۔ جمعہ کے دن میں ایک ساعت ایسی آتی ہے جس میں بندہ گناہ یا قطع تعلق کے علاوہ جو بھی دعا کرے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

٥۔ قیامت برپا ہوگی۔

اور ہر مقرب فرشتہ، آسمان، زمین، پہاڑ، ہوا اور سمندر تمام جمعہ کے دن قیامت برپا ہونے کے خوف سے ڈرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اور اسی دن آدم پیدا ہوئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے۔''

ایک دوسری حدیث میں ابو ہریرہ ہی سے اس طرح روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام دنوں کا سردار جمعہ ہے اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے بھی گئے اور جمعہ کے دن ہی قیامت قائم کی جائے گی۔

یوم پیدائش آدم علیہ السلام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''جمعہ سے بہتر کوئی دن نہیں جس میں سورج طلوع ہوتا ہو اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن اتارے بھی گئے۔''

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا

اے سلمان کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کے دن کیا ہوا۔

میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا اے سلمان کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کے دن کیا ہے؟ اسی دن تمہارے باپ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔

ابوہریرہ کعب سے نقل کرتے ہیں کہ تمام دنوں سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم پیدا کیے گئے اسی دن وہ جنت میں داخل ہوئے اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

سعید [illegible] سے مروی ہے کہ ''سب سے پہلا دن جس میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ہماری امت نے تو انہیں پیچھے آئی۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ہمارا الہام فرمائی اور ان کا جواب دیا

یہ جمعہ کا روز ہے (تیرا رب تجھ پر مہربان ہے)

سلمان فارسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے سلمان کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کا دن کیا ہے؟

میں نے عرض کیا نہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے جد امجد آدم پیدا ہوئے۔

جمعہ کے آخری وقت پیدائش آدم علیہ السلام

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ ہے، اسی دن آدم پیدا ہوئے، اسی دن جنت میں رہے، اسی دن زمین کی طرف اترے، اور اسی دن قیامت برپا ہوگی، اور اسی میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں جب کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتا ہے۔

عبداللہ بن سلام کہنے لگے "میں جانتا ہوں کہ وہ گھڑی کون سی ہے۔ وہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا "انسان جلد باز مخلوق ہے۔ عنقریب میں تم کو اپنی نشانیاں دکھانے والا ہوں۔ مجھ سے جلدی نہ چاہو"۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۳۷)

لیث اور مجاہد کی اسناد سے بھی یہی روایت ملتی ہے۔

حضرت مجاہدؒ سے "خلق الانسان من عجل" کی تفسیر میں روایت ہے کہ اس میں آدم علیہ السلام کے قول کی طرف اشارہ ہے جب تمام مخلوقات کے بعد جمعہ کے دن کی آخری گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا اور روح ان کی آنکھوں، زبان اور سر میں پہنچ گئی اور ان کے اعضاء میں زندگی دوڑی اگرچہ ان کے نچلے حصے میں ابھی روح نہ پہنچی تھی کہ آدم علیہ السلام نے کہا "اے میرے رب! آپ میری تخلیق سورج غروب ہونے سے پہلے ہی مکمل فرما دیں"۔

حسن اور حسین بن یزید کے طریق میں بھی حضرت مجاہدؒ سے معمولی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یہی روایت ملتی ہے۔

ابن زید سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ جمعہ کی آخری گھڑی میں آدم علیہ السلام کو جلدی سے پیدا کیا گیا اور ان کو بھی جلد باز بنا دیا گیا۔ (تخلیق میں جلدی کا اثر مزاج میں آگیا)

آدم علیہ السلام کا عرصہ قیام جنت:

بعض اہل علم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ حوا کو جس وقت جنت الفردوس میں رہائش عطا فرمائی جمعہ کے دن کی دو گھڑیاں گزر چکی تھیں جب کہ بعض تین گھڑیاں گزرنے کے قائل ہیں۔

ان حضرات سے بعض کے نزدیک جنت میں ان کا قیام پانچ ساعت اور بعض کے نزدیک تین گھڑی رہا۔ اسی طرح بعض کہتے تھے کہ جمعہ کے دن کی نویں یا دسویں ساعت میں انہیں جنت سے رخصت کیا گیا۔

چند علماء کے مطابق بھی آدم علیہ السلام جنت سے نویں یا دسویں گھڑی میں رخصت کیا گیا۔

میں نے علامہ طبری کا جب یہ روایت اپنے اساتذہ کے سامنے پڑھی تو انہوں نے "ثم" کے بعد تصدیق کی اور فرمایا کہ پانچ کا ذکر غلطی

سے پھوٹ گیا ہے یعنی جمعہ کے دن کی دنیاوی ساعت سے قبل ہی تو پورا ایک ہفتہ گزر رہا تھا اس کو ترتیب دیا گیا اس لیے ان کی طرف اشارہ ہے۔

اب بیان کردہ قول جس کے مطابق جمعہ کے دن دو ساعت گزرنے پر جنت میں ٹھکانہ ملا اور جمعہ کے دن ہی سات ساعت گزرنے پر زمین کی طرف اتارا گیا اس قول کے قائلین کی مراد اگر یہ جمعہ سے مراد دنیا کا دن مراد ہو جس کی مقدار وقت معروف ہے تو یہ قول صحت و درستگی سے دور نہیں بلکہ قریب ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے قبل علمائے متقدمین کے اقوال دلائل اور شہادات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آدم کو جمعہ کے دن آخری ساعت میں پیدا کیا گیا اور وہ دن ہماری دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر تھی اور اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ وہاں کی ایک گھڑی ہمارے ہاں کے تراسی برس کے برابر ہے اور یہ بات جو اس سے پہلے گزر چکی ہے کہ روح پھونکے جانے سے پہلے چالیس برس تک ٹھیکرا ہے کی شکل میں رہنے دیا گیا اور بلاشبہ یہ چالیس برس ہمارے [زمینی وقت] یہاں کے اعتبار سے ہی ہو سکتے ہیں پھر روح پھونکے جانے سے لے کر زمین کی طرف اتارے جانے تک کل وقت بقیہ تینتالیس سال کے برابر ہوا ہے لہٰذا مجموعہ ایک گھڑی کے برابر ہوا اور یہی ایک ساعت میں احادیث کے مطابق سب کچھ ہوا۔

اور اگر قائل کی مراد یوم جمعہ سے آخرت کا یوم جمعہ مراد ہو جس کی مقدار ہمارے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر ہے تو یہ بالکل باطل ہے کیونکہ تمام اہل علم احادیث کی وجہ سے اس پر متفق ہیں کہ آدم میں روح پھونکنے کا عمل جمعہ کے دن کی آخری ساعت میں غروب آفتاب سے قبل ہوا اور احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ ان کا جنت میں ٹھکانہ اور وہاں سے زمین کی طرف اترنا یہ سب کچھ اسی ساعت میں ہوا لہٰذا یہ بات مکمل طور پر واضح ہو گئی کہ یہ گھڑی درحقیقت اس یوم کی تھی جو ہمارے اعتبار سے اسی سال چار ماہ کے برابر تھی لہٰذا اس ساعت کے اعتبار سے چالیس برس تک آدم علیہ السلام ٹھیکرا ہے کی شکل میں رہے پھر روح پھونکے جانے سے لے کر زمین کی طرف اترنے تک تینتالیس برس چار ماہ تک کا عرصہ گزرا اور ان سب کا مجموعہ ایک گھڑی کے برابر ہے جو آخری گھڑی ہے۔

ابن عباس سے ایک روایت ملتی ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے دو نمازوں ظہر اور عصر کے درمیان نکلے اور پھر زمین کی طرف اتارے گئے اور ان کا جنت میں قیام آخرت کے حساب سے نصف دن کا تھا یعنی دن کے پانچ سو سال کے برابر۔ اس لیے کہ یوم آخرت کی مقدار بارہ ساعت ہے اور اس دنیا کے اعتبار سے ایک ہزار سال ہے۔

ہمارے نزدیک یہ قول گزشتہ تمام احادیث اور بزرگوں کے اقوال کے خلاف ہے۔

آدم علیہ السلام زمین کے کس حصہ میں اترے:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہندوستان کے علاقے میں زمین پر اتارا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو اتارا تھا۔

ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو ہند کی طرف اتارا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہوا کے اعتبار سے زمین کا سب سے بہترین خطہ ہند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہیں آدم کو اتارا تھا اور یہاں کے درختوں کو جنت کی ہوا سے تعلق جوڑا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آدم علیہ السلام کا قد:

[illegible]

[illegible]

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ﴾ (سورۃ الحج آیت ۲۶)

اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی زمین پر رکھا۔ اس وقت آدم علیہ السلام کے قدم زمین پر اور سر آسمان کو چھوتا تھا جس کی وجہ سے فرشتے ہیبت کھاتے تھے۔ پس ان کا قد مبارک ساٹھ ہاتھ کر دیا گیا جب آدم علیہ السلام نے فرشتوں کی مناجات و تسبیح اور آوازیں نہ سنیں تو بڑا رنج ہوا اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”اے آدم میں نے تمہارے لیے ایک گھر اتارا ہے تم اس کا طواف کرو جیسا کہ میرے عرش کا طواف کیا جاتا ہے اور تم اس کے پاس نماز پڑھو جیسے کہ میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔“

پس آدم علیہ السلام اس گھر کی طرف چلے اور ان کا ایک قدم اتنا لمبا کر دیا کہ ایک قدم رکھتے تو درمیان والی جگہ ایک بڑے جنگل کے برابر ہوتی تھی یہ جگہ بعد میں مسلسل جنگل اور غیر آباد رہی یہاں تک کہ آدم بیت اللہ کے پاس پہنچ گئے اور اس کا طواف کیا اور بعد میں آنے والے انبیاء بھی اس کا طواف کرتے رہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا قد مبارک ساٹھ گز کر دیا گیا تو انہوں نے کہا اے میرے رب میں آپ کے گھر (جنت) میں آپ کا پڑوسی تھا آپ کے سوا میرا کوئی رب نہیں تھا اور آپ کے سوا کوئی میرا نگہبان ہے۔ میں جنت میں بلا تکلف با فراغت کھاتا تھا اور جہاں چاہتا رہتا تھا اس کے بعد آپ نے مجھے ایک مقدس پہاڑ پر اتار دیا جہاں سے میں فرشتوں کی آوازیں سنتا تھا اور انہیں آپ کے عرش کے گرد مصروف طواف دیکھتا تھا۔ میں جنت کی ہوا اور خوشبو کو محسوس کرتا تھا پھر آپ نے مجھے زمین کی طرف اتار دیا اور میرا قد ساٹھ گز کر دیا میری آواز اور نظر کی حد میں بھی کمی ہو گئی اور میں جنت کی خوشبو تک سونگھنے کے قابل نہ رہا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! میں نے تیری غلطی کی وجہ سے تیرے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔

پہلا لباس

جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو برہنہ دیکھا تو ان کو حکم دیا کہ ایک دنبہ ذبح کریں جو کہ جنت سے نازل ہوا تھا جو آٹھ قسم کے جانوروں میں سے ایک ہے۔ پس انہوں نے ایک دنبہ ذبح کیا اس کی اون لی اور حوا نے اسے کاتا اور دونوں نے مل کر کپڑا بنایا۔ پس آدم علیہ السلام نے اپنے لیے ایک جبہ تیار کیا اور حوا نے اپنے لیے ایک دوپٹہ اور چادر تیار کی دونوں نے یہ لباس پہنا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے عرش کے بالمقابل زمین میں ایک جگہ میرا حرم ہے وہاں جاؤ اور اس جگہ میرا گھر تعمیر کرو پھر اس کا بھی طواف کیا جائے گا جس طرح تم نے فرشتوں کو میرے عرش کا طواف کرتے دیکھا ہے۔ اس جگہ میں تمہاری اور تمہاری اولاد کی بھی دعا قبول کروں گا بشرطیکہ وہ میری فرمانبرداری کا حق ادا کریں۔

کعبہ کی تعمیر کس پتھر سے ہوئی

آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب! میں یہ کام کیسے سر انجام دے سکتا ہوں کیونکہ میں اس جگہ سے واقف نہیں ہوں اور نہ ہی میں اتنا قوی ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا جو انہیں مکہ کی طرف لے گیا۔ آدم علیہ السلام کا جس کسی باغ پر سے گزر ہوتا

[illegible]

[illegible]

آدم علیہ السلام جس پہاڑ پر اترے تھے اس پر کھڑے ہو کر فرشتوں کی آواز سنتے تھے اور جنت کی ہوا سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ پھر انہیں پست قامت (ساٹھ ذراع) کر دیا گیا اور پھر وفات تک ان کا قد یہی رہا۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں آدم علیہ السلام جیسا حسن یوسف علیہ السلام کے علاوہ اولاد کسی کو نہیں ملا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین کی طرف اترے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیس قسم کے پھل انہیں توشہ (تحفہ) کے طور پر دیئے تھے جن میں سے دس چھلکے والے، دس گٹھلی والے اور دس ایسے تھے جن کا نہ چھلکا نہ گٹھلی۔

چھلکے دار پھل:

۱۔ اخروٹ ۲۔ بادام ۳۔ پستہ ۴۔ بندق ۵۔ خشخاش ۶۔ چھالیہ یعنی شاہ بلوط ۷۔ گول بلوط ۸۔ کھجور (یہ چھلکے دار بغیر گٹھلی) ۹۔ انار ۱۰۔ کیلا۔

گٹھلی دار پھل:

۱۔ آڑو ۲۔ خوبانی ۳۔ آلو بخارا ۴۔ کھجور ۵۔ غبیرا ۶۔ بیر ۷۔ شفتالو ۸۔ عناب ۹۔ کنار ۱۰۔ شاہ لوچ۔

چھلکے اور بغیر گٹھلی والے پھل:

۱۔ سیب ۲۔ بہی ۳۔ ناشپاتی ۴۔ انگور ۵۔ شہتوت ۶۔ انجیر ۷۔ لیموں ۸۔ خرنوب ۹۔ ککڑی (کھیرا اور ترنج) ۱۰۔ خربوزہ۔

جنت کی گندم:

کہا جاتا ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے آئے تو ان کے ساتھ گندم کی ایک تھیلی تھی بعض کہتے ہیں کہ گندم کی تھیلی جبریل علیہ السلام لائے تھے۔ جب آدم علیہ السلام کو بھوک لگی اور انہوں نے اپنے رب سے کھانا مانگا تو جبریل علیہ السلام نے اس تھیلی میں سے سات دانے نکال کر آدم علیہ السلام کی ہتھیلی پر رکھے۔ آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: "یہ وہی ہے جو آپ کے جنت سے اخراج کا سبب بنا" ان دانوں میں سے ہر ایک دانہ کا وزن ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم کے برابر تھا۔

کھیتی:

آدم علیہ السلام نے کہا: "میں ان دانوں کو کیا کروں"۔

جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: "ان کو زمین میں پھیلا دو۔"

جب آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک گھڑی میں اس کو اگا دیا اور کھیتی اگنے کا یہ طریقہ ان کی اولاد میں بھی جاری ہے۔

پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: "فصل کو کاٹو" پس انہوں نے اسے کاٹا۔ پھر کہا اس کو جمع کرو اور اپنے ہاتھوں سے رگڑو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا پھونک مار کر اس کے بھوسے کو اڑا دو۔

آدم علیہ السلام نے پھونک مار کر اس کا بھوسا اڑا دیا جس کے بعد صرف دانے باقی رہ گئے۔ پھر اس کے بعد وہ دو پتھر لے

[illegible]

[illegible]

﴿وقاسمهما إني لكما لمن الناصحين﴾ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

﴿فلا يخرجنكما من الجنة فتشقى﴾ [illegible]

"ایسا نہ ہو کہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔"

[illegible]

[illegible]

﴿فقلنا يا آدم إن هذا عدو لك ولزوجك فلا يخرجنكما من الجنة فتشقى إن لك ألا تجوع فيها ولا تعرى وأنك لا تظمؤ فيها ولا تضحى﴾ [illegible]

"اور اس پر ہم نے کہا کہ دیکھو یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہاں تو تمہیں یہ آسائش حاصل ہیں کہ نہ بھوکے ہو نہ ننگے، نہ تم پیاسے ہو اور نہ دھوپ تمہیں ستاتی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ابلیس کی بات مانی تو مشقت اٹھانی پڑے گی اور مشقت کا مطلب ان تکالیف کا اٹھانا ہے جو بھوک اور برہنگی کو ختم کرنے کے لیے انسان کو اٹھانا پڑتی ہے مثلاً زمین میں ہل چلانا، بیج ڈالنا، آبپاشی کرنا اور اس کی مسلسل نگرانی کرنا اور آدم علیہ السلام ہی مشقتوں کو جھیلتی ہے۔

اگر جبرئیل علیہ السلام یا فرشتے نہ ہوں کہ جس کا بیج ڈالنے کے بعد دو آٹا گوندھ کر پکا کر تیار روٹی جیسا کہ گزشتہ روایات میں گزرا ہے تو پھر مشقت تو نہ اٹھانا پڑی۔ جیسا کہ اللہ کا وعدہ ہے لہٰذا اس طرح سے وعدہ نہ پورا ہوا جاتا لہٰذا یہ ضرور پورا ہوگا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین چیزیں یعنی (ریحان) حجر اسود اور آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی نازل ہوئی تھیں۔ اور آدم کو اولاً ایک پہاڑ کی چوٹی پر اتارا گیا تھا۔ پھر پہاڑ کے دامن میں اتارا گیا اور زمین کے اوپر تمام مخلوقات جنات چوپائے پرندے وغیرہ کا بادشاہ بنا دیا۔ آدم علیہ السلام جب پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اترے تو انہیں آسمان کا کلام معلوم ہونا اور فرشتوں کی آوازیں غائب ہو گئیں۔

پھر زمین کی وسعت کی طرف نظر ڈالی تو اس میں اپنے سوا کسی اور کو نہ پایا تو وحشت اور تنہائی محسوس کی اور کہنے لگے اے میرے رب کیا میرے علاوہ کوئی اور آپ کی زمین کو عبادت سے آباد کرنے والا نہ تھا۔

آدم کے استفہام تقریری کا جواب:

آدم علیہ السلام کو جب زمین کی طرف اتارا گیا اور انہوں نے اس کی وسعت کو دیکھا اور اپنے سوا کسی کو نہ پایا تو کہنے لگے اے میرے رب کیا میرے علاوہ کوئی اور اس زمین کو آباد کرنے والا نہیں ہے جو آپ کی تسبیح و حمد اور بزرگی بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں جلدی اس میں تیری اولاد کو پیدا کروں گا جو میری تسبیح و حمد اور تقدیس بیان کیا کرے گی اور اس میں ایسے گھر بناؤں گا جو میری یاد کے لیے بلند کیا جائے گا ان گھروں سے میری صفات کی تسبیح پڑھی جائے گی اور میرے نام کا ذکر کیا جائے گا اور ان گھروں میں سے ایک گھر کو میں بزرگی کے ساتھ خاص کروں گا اور اپنے نام کے ساتھ اس کو نسبت دوں گا اور اس کا نام بیت اللہ رکھوں گا اور اس پر اپنی صفت جمال کا عکس ڈالوں گا اور پھر میں اس گھر کے ساتھ ہی ہوں گا اور اس گھر کو قابل حرمت اور امن والا بناؤں گا۔ اس کی حرمت کی وجہ سے اس کے ارد گرد اور اس کے نیچے اوپر کی چیزیں بھی قابل احترام ہوں گی۔ پس جس شخص نے اس کی حرمت کا خیال رکھا وہ میرے نزدیک قابل احترام ہوگا اور جس نے یہاں کے رہنے والوں کو ڈرایا تو اس نے گویا میری ذمہ داری اور امان میں خیانت کا ارتکاب کیا اور میری ذمہ داری بھی اس کی خونریزی کو جائز (مباح) بنا دے گی۔

میں اسے سب سے پہلا گھر بناؤں گا جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا ہو اور یہ گھر شہر مکہ کے وسط میں ہوگا جو کہ بابرکت شہر ہے اور اسی کی طرف گرد آلود اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز مقامات سے بکھرے ہوئے بالوں والے خاک میں اٹے ہوئے لوگ آئیں گے جو لرزتے ہوئے لبیک پڑھ رہے ہوں گے روتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے آ رہے ہوں گے۔ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے ہوں گے۔ پس جو شخص اس گھر کا ارادہ کرے اور سوائے ملاقات کے علاوہ اس کا کوئی اور مقصد نہ ہو تو گویا وہ میرا

ملاقات [illegible] میری [illegible] آیا [illegible] کہ میں [illegible] اور [illegible]
ان کی جو عبادت اور ضرورت [illegible] کروں۔

اے آدم! جب تم زمین پر رہو گے اس وقت تم اس کو آباد کرو گے اس لیے تمہاری [illegible] میں [illegible]
ہونے میں اس کو آباد [illegible]۔

جب آدم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ کی طرف آئیں جو ان کے لیے زمین پر اتارا گیا اور اس کا طواف کریں جس طرح انہوں نے فرشتوں کو عرش کے ارد گرد طواف کرتے دیکھا، اس وقت بیت اللہ ایک یاقوت یا موتی کا بنا ہوا تھا۔

عمر ابان سے روایت کرتے ہیں کہ بیت اللہ ایک یاقوت یا موتی کی شکل میں اتارا گیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو غرق کیا تو اس (بیت اللہ) کو آسمان پر اٹھا لیا اور صرف اس کی بنیادیں باقی رہ گئیں پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ تعمیر کرنے کا حکم دیا لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے دوبارہ بیت اللہ کی تعمیر کی۔

آدم علیہ السلام جب زمین پر آئے تو بہت روئے اور اپنی خطا پر [illegible] اور اپنی غلطی پر بہت زیادہ نادم ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ قبول کرنے کی درخواست کی اور خطا بخشی کی دعا کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت [illegible]

﴿فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۳۷)

”اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔“

کی تفسیر میں مروی ہے آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! کیا آپ نے مجھے اپنے دست مبارک سے پیدا نہیں کیا؟

فرمایا کیوں نہیں۔

عرض کیا اے میرے رب! کیا آپ نے میرے اندر اپنی طرف سے روح نہیں پھونکی؟

فرمایا کیوں نہیں۔

عرض کیا کیا آپ نے مجھے جنت میں ٹھکانہ نہیں دیا تھا؟

فرمایا کیوں نہیں۔

عرض کیا اے میرے رب! کیا آپ کی رحمت آپ کے غضب پر سبقت نہیں لے گئی؟

فرمایا کیوں نہیں۔

عرض کیا اے میرے رب! اگر میں توبہ کرلوں اور اپنی اصلاح کر لوں تو کیا آپ مجھے جنت کی طرف لوٹا دیں گے؟

فرمایا کیوں نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”فتلقى آدم من ربه كلمات فتاب عليه“ میں کلمات سے یہی کلمات مراد ہیں۔

قتادہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے کہا

اے میرے رب! آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں توبہ کرلوں اور اپنے اعمال درست کرلوں؟

فرمایا اس وقت میں تجھے جنت میں داخل کر دوں گا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس واقعہ کا قرآن مجید میں ان الفاظ میں ذکر ہے

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ﴾ (الاعراف ۷: ۱۷۲)

"اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ سب کہنے لگے: کیوں نہیں، ہم سب گواہ ہیں۔"

ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے پیدا ہونے والی اولاد سے وادی نعمان (عرفات) میں عہد لیا۔

یعنی آدم علیہ السلام کی پشت سے ان تمام لوگوں کو نکالا جنہوں نے ان کی اولاد میں پیدا ہونا تھا، تو ان کو اپنے سامنے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا پھر ان کو اپنے سامنے کر کے بات کی اور پوچھا:

﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ﴾

ابن عباس ؓ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جب رب نے آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو ہر وہ روح جو ان کی پشت سے قیامت تک پیدا ہونا تھی اسی وادی نعمان میں نکل پڑی پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور انہیں ان کی اپنی جانوں پر گواہ بنایا۔

ابن عباس ؓ یہ الفاظ بھی بیان کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو دحنا میں اتارا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ہر وہ جان جو ان کی پشت سے قیامت تک پیدا ہونا تھی اس کو نکالا، پوچھا: "الست بربکم" انہوں نے جواب دیا: بلیٰ۔ پھر ابن عباس ؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: [illegible] قیامت تک ہونے والے واقعات کا قلم [illegible]۔

یہ الفاظ بھی انہی سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت سے ان کی اولاد کو چیونٹیوں کی طرح نکالا اور دو مٹھیاں بھریں۔ دائیں مٹھی والوں کو کہا کہ تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ اور بائیں مٹھی والوں سے کہا کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ مجھے اس بات کی کچھ پروا نہیں۔

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا "واذ اخذ ربک" تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی پشت پر دایاں ہاتھ پھیرا اور اس سے ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا کہ میں نے جنت کو ان کے لیے اور ان کو جنت میں لے جانے والے اعمال کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔

دوبارہ آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا کہ میں نے دوزخ کو ان کے لیے اور ان کو دوزخ میں لے جانے والے اعمال کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔

ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو جنت کے لیے پیدا کرتا

ہے اور اس سے جنت کے حصول والے اعمال کراتا ہے یہاں تک کہ وہ کسی جنتی عمل پر ہی مرتا ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جب کسی کو دوزخ کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے جہنمیوں والے ہی اعمال کرواتا ہے یہاں تک کہ وہ دوزخ والے کسی عمل پر مرتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں داخل کر دیتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو مقام دحنا پر نکالا گیا تھا جیسا کہ ابن عباس سے آیت "اذ اخذ ربک" کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا تو اپنا ہاتھ ان کی پشت پر پھیرا تو ان کی پشت سے ہر وہ جان نکل آئی جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی اور پھر پوچھا "الست بربکم" تو ان سب نے کہا ہاں (بلیٰ) پھر اسی دن سے ہی قلم نے قیامت تک ہونے والے تمام معاملات کو لکھ لیا۔

اور بعض کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو ان کے جنت سے نکالے جانے کے بعد اور زمین پر اتارے جانے سے پہلے آسمان پر ہی نکالا تھا جیسا کہ حضرت سدی سے اس آیت "واذ اخذ ربک من بنی آدم" کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو جنت سے نکالا اور ابھی تک آسمان سے نہیں اتارا تھا کہ ان کی پشت کے دائیں جانب ہاتھ پھیرا اور ان کی اولاد کو سفید چیونٹیوں کی طرح موتیوں کے مانند نکالا اور ان سے فرمایا کہ میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ پھر ان کی پشت کی بائیں جانب ہاتھ پھیرا اور ان کی اولاد کو سیاہ چیونٹیوں کی شکل میں نکالا اور فرمایا کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ مجھے کوئی پروا نہیں۔

سدی نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے کے بیان سے اللہ تعالیٰ کی یہی مطلب ہے۔ پھر ان سے عہد لیا اور فرمایا "الست بربکم" انہوں نے جواب دیا "بلیٰ" اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک جماعت سے اطاعت کا اقرار لیا اور وہ تقیہ پر قائم رہی۔

ہابیل اور قابیل

روئے زمین پر سب سے پہلا قتل جو کیا گیا وہ آدم کے بیٹوں میں ہوا کہ ان میں سے ایک نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ قاتل کے نام میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض "قین" بعض "قاین" بعض "قابیل" اور بعض "قابن" کہتے ہیں۔

جس سبب سے یہ قتل ہوا اس میں بھی اہل علم کا اختلاف ہے۔

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ دونوں بھائیوں میں جھگڑے کی وجہ آدم کی ایک بیٹی سے نکاح تھا اور بعض فرماتے ہیں کہ قربانی کا قبول نہ ہونا اس کا سبب تھی جیسا کہ حضرت عبداللہ سے اس کی روایت سے یہ اختلاف واضح ہوتا ہے۔

اولاد آدم کے نکاح

ابن عباس، ابن مسعود اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آدم کے ہاں جو بھی لڑکا پیدا ہوتا اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوتی تھی اور وہ پہلے حمل سے پیدا ہونے والے بچے کا دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں سے نکاح کرا دیتے۔

یہاں تک کہ ان کے ہاں دو لڑکے (جن کے نام) ہابیل اور قابیل تھے پیدا ہوئے۔ قابیل کاشتکار اور ہابیل بکریاں پالتا تھا۔ قابیل بڑا تھا اور اس کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن ہابیل کی بہن سے زیادہ خوبصورت تھی۔ ہابیل نے قابیل کی بہن سے نکاح کرنا چاہا تو قابیل نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ میری بہن ہے جو میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے اور یہ تیری بہن سے زیادہ حسین و جمیل ہے، لہٰذا

اس سے شادی کرنے کا حکم دیا تو حق اپنا آپ کو سمجھتا ہے ان دونوں کے باپ نے ہابیل کا حکم مانا اور قابیل نے اسے ٹھکرا دیا۔ قابیل نے انکار کر دیا [illegible] ایک بہن [illegible] صورت [illegible] ہوئی۔ انہیں سے پہلے [illegible] اللہ نے [illegible] چنانچہ آدم [illegible] ہوئے [illegible] میں [illegible] کا [illegible] بیٹے [illegible] آسمان [illegible] قربانی [illegible] سپرد کرنے کے لیے [illegible] ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے آدم سے فرمایا:

اے آدم! کیا تم جانتے ہو، میرا ایک گھر زمین میں ہے۔

انہوں نے جواب دیا: اے اللہ نہیں۔

فرمایا: میرا گھر مکہ میں ہے تم وہاں جاؤ۔

اس کے بعد آدم نے آسمان سے کہا: میرے بعد میری اولاد کی امانت داری کے ساتھ حفاظت کرنا مگر اس نے یہ ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا اس کے بعد آپ نے زمین سے کہا، اس نے بھی انکار کر دیا۔ پھر پہاڑوں سے کہا انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ پھر قابیل سے کہا اس نے یہ ذمہ داری قبول کر لی اور کہا: آپ تشریف لے جائیں واپس آئیں گے تو آپ اپنے اہل خانہ کو اس حالت میں پائیں گے جو آپ کو خوش کر دے۔ جب آدم مکہ چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد قربانی کا واقعہ ہوا۔

قابیل نے فخریہ طور پر کہنا شروع کیا کہ ہابیل کی بہن کا میں زیادہ حق دار ہوں اس لیے کہ یہ میری بہن ہے اور میں تم سے بڑا بھی ہوں اور اپنے والد کا وصی بھی۔ جب دونوں نے قربانی کی تو ہابیل نے ایک صحت مند جانور اور قابیل نے غلہ کا ایک ڈھیر قربانی کے طور پر پیش کیا۔ ان کے بعد [illegible] ایک بڑا [illegible] سے صاف کر کے اس میں سے کھایا۔

جب آگ آئی تو اس نے ہابیل کی قربانی کو کھا لیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے قابیل سخت غصے میں آ گیا اور کہا کہ میں ضرور تمہیں قتل کر دوں گا تاکہ تم میری بہن سے نکاح نہ کر پاؤ۔ ہابیل نے جواب میں کہا کہ

ترجمہ: "اللہ تو متقیوں ہی کی نذر قبول کرتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور دوزخی بن کر رہے۔ ظالموں کے ظلم کا یہی ٹھیک بدلہ ہے"۔ (المائدہ: آیت ۲۷ تا ۲۹)

پس قابیل کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر لیا اور وہ اس کو قتل کرنے کے لیے تلاش کرتا رہا۔ ہابیل پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چرا رہا تھا قابیل ایک دن وہاں تلاش کرتے کرتے اس کے پاس جا پہنچا بکریاں کھا رہی تھیں اور ہابیل پاس سو رہا تھا قابیل نے ایک بڑا پتھر اٹھایا اور اس کا سر کچل دیا۔ ہابیل مر گیا اور قابیل نے اس کو ایسے ہی بے گور و کفن چھوڑ دیا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کا کیا کرے، تب اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے جو آپس میں بھائی بھائی تھے ان کو دیکھا انہوں نے آپس میں لڑائی کی اور ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ پھر قاتل کوے نے مقتول کوے کے لیے زمین میں گڑھا کھودا اور اس میں ڈال کر مٹی سے دبا دیا۔ جب قابیل نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا: ہائے افسوس! میں اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا [illegible] قرآن کریم میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے

ہوتے تھے جب شخص ذی غیرت آ گیا تو اس سے جو قتل ہوا یہ بہت بڑا اس کا نتیجہ ہوا۔

حضرت حوا علیہا السلام کی ہر مرتبہ جڑواں بچے پیدا ہوتے تھے ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ آدم علیہ السلام ایک بطن کے لڑکے کا نکاح دوسرے بطن کی لڑکی سے کرتے تھے۔ جب قابیل اور ہابیل بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان دونوں کا نکاح ان کی بہنوں سے اس طرح کر دیں۔ یہ اس وقت کا حکم تھا جب انسانوں کی تعداد کم تھی اور بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی اجازت ختم کر دی گئی۔

ابن اسحاق بعض اہل علم سے اور بعض اہل کتاب کے علماء سے نقل کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے قابیل کو حکم دیا کہ وہ اپنی جڑواں بہن کا نکاح ہابیل سے کر دے اور ہابیل کو حکم دیا کہ وہ اپنی جڑواں بہن کا نکاح قابیل سے کر دے۔ ہابیل نے تو اس بات کو مان لیا مگر قابیل نے انکار کر دیا اور اس بات سے تکبر کیا اور اپنی بہن کی طرف رغبت ظاہر کی اور کہا کہ ہم جنت سے ہیں اور ان دونوں کی پیدائش زمین میں ہوئی ہے اس لیے میں اپنی بہن کا ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گا۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ قابیل کی بہن نہایت حسین و جمیل تھی جس کی وجہ سے وہ اس پر فریفتہ تھا اور اس نے ہابیل سے اس بات پر بخل کیا۔

ان کے باپ آدم علیہ السلام نے کہا اے بیٹے یہ تیرے لیے حلال نہیں مگر اس نے اپنے باپ کی بات ماننے سے بھی انکار کر دیا پھر آدم نے کہا تم بھی قربانی کرو اور تمہارا بھائی ہابیل بھی قربانی کرے گا جس کی قربانی اللہ تعالیٰ نے قبول کی وہ اس کا مستحق ہو گا۔

قابیل زراعت پیشہ تھا اور ہابیل بکریاں چرایا کرتا تھا۔ قابیل نے قربانی کے لیے گندم پیش کی اور ہابیل نے اپنی عمدہ اور موٹی بکریوں میں سے ایک بکری قربان کی اور بعض کے قول کے مطابق ایک موٹا مینڈھا قربان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سفید آگ بھیجی جس نے ہابیل کی قربانی کو کھا لیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آگ کے ذریعہ ہی قربانی کی پہچان کی جاتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی قبول فرمالی اور وہ اس فیصلہ میں قابیل (قاتل) کی بہن کا حقدار بن گیا جس پر قابیل انتہائی غضبناک ہو گیا اس پر تکبر اور غصہ چھا گیا اور شیطان نے اسے پوری طرح مغلوب کر لیا۔ پس اس نے اپنے بھائی ہابیل کا پیچھا کیا وہ اس وقت بکریاں چرا رہا تھا تو قابیل نے وہاں پہنچ کر اسے قتل کر دیا یہی وہ قصہ ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کے ذریعہ اپنے پیارے نبی محمد ﷺ کو دی ہے۔ ملاحظہ کریں (سورۃ المائدہ آیت ۲۷ تا ۳۱)

قتل کے بعد وہ اس کو ہاتھوں میں اٹھائے پھرتا رہا اور جان نہ سکا کہ وہ اس کو کیسے چھپائے اس لیے کہ یہ بنی آدم علیہ السلام کا سب سے پہلا مقتول تھا۔

پس اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کریدنے لگا تاکہ قابیل (قاتل) کو دکھلائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چھپائے اس کو دیکھ کر کہنے لگا ہائے افسوس کیا میں اس کوے سے بھی گیا گزرا ہو گیا کہ میں اپنے بھائی کی لاش کو اس کی طرح چھپا دیتا۔

اہل تورات کہتے ہیں کہ جس وقت قابیل (قاتل) نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے؟

اس نے جواب میں کہا میں نہیں جانتا اس لیے کہ میں اس پر نگہبان نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے بھائی کے خون نے مجھے زمین سے پکارا ہے اب تو ملعون ہے۔ اس زمین میں جس کا منہ تیرے سے

جس نے کہا: اگر تو مجھے [illegible] ہاتھ بڑھائے گا [illegible] اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا [illegible]

آدمؑ کے بیٹے [illegible] (قابیل) [illegible] یہاں تک کہ [illegible] قتل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible] اپنے بھائی کے قتل [illegible] قاتل [illegible] قتل کر دیا [illegible] (قاتل) [illegible] قتل کر دیا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ جب [illegible] قرب حاصل کرنے کا [illegible] انہوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول کر لی اور دوسرے کی رد کر دی، جس کی قربانی رد کی گئی اس نے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آدمؑ کے دو بیٹے جنہوں نے قربانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی تھی ان میں سے ایک کی قربانی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دوسرے کی رد کر دی۔ ان میں سے ایک بڑا کاشتکار تھا اور دوسرا چرواہا۔ دونوں کو قربانی کا حکم دیا گیا تو آدم کا بیٹا (ہابیل) بکریوں کا چرواہا تھا اس نے ایک موٹی تازی، تندرست، خوبصورت اور اپنی پسندیدہ بہترین بکری کی قربانی دی اور دوسرا جو کاشتکار تھا اس نے بیکار، خراب اور اپنے بدترین ناپسندیدہ اناج کی قربانی دی۔ پس اللہ تعالیٰ نے بکریوں والے کی قربانی قبول کر لی اور اناج والے کی رد کر دی۔ ان دونوں کا قصہ قرآن کریم میں موجود ہے اور اللہ کی قسم مقتول بھائی دو آدمیوں سے بھی زیادہ قوی تھا۔ لیکن اس نے گناہ سے بچنے کے لیے اپنے بھائی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان دونوں بھائیوں کی ولادت کے وقت مال نہ تھا نہ ان میں سے کوئی بھی ایسا مسکین تھا کہ جس کو خیرات دی جاتی۔ قربانی صرف تقرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ تھا۔ اس طرح بیٹھے بیٹھے ان کے دل میں خیال آیا اور انہوں نے آپس میں کہا کہ کوئی ہم قربانی کریں [illegible] تقرب الٰہی حاصل کر لیتے۔ اس بات کی [illegible] تھا کہ [illegible] تقرب کا طریقہ قربانی تھا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا تو آسمان سے آگ آتی تھی اور اس قربانی کو کھا جاتی اور اگر راضی نہ ہوتا تو آگ بجھ جاتی۔ پس ان دونوں نے قربانی کی ان میں سے ایک چرواہا تھا اور دوسرا کاشتکار۔ چرواہے نے اپنی بکریوں میں سے موٹی تازی بکری قربانی کے طور پر پیش کی اور کاشتکار نے کچھ اناج قربانی کے طور پر پیش کیا۔ آگ ان دونوں کے درمیان اتری تو بکری کو کھا گئی اور اناج کو چھوڑ دیا۔ پھر وہ ایک دوسرے کو کہنے لگا۔

کیا تو لوگوں کے درمیان اس طرح چلے پھرے گا کہ لوگ جانتے ہیں کہ تیری قربانی قبول ہوئی اور میری رد ہو گئی؟ اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا اور لوگ مجھے دیکھیں کہ تم میں سے ایک بہتر ہے اور ایک کمتر۔ بلکہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔

دوسرے بھائی نے جواب دیا اس میں میرا کیا قصور ہے، اللہ تعالیٰ ان کی قربانی قبول کرتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ [illegible] دونوں کی قربانی کا قصہ [illegible] ہے۔ آدمؑ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت علی ابن ابی طالب [illegible] سے منقول ہے کہ [illegible]

اشعار پڑھے:

☆ شہر اور ان کے رہنے والوں کی حالت تبدیل ہو گئی۔

☆ [illegible]

☆ [illegible]

☆ [illegible]

[illegible] ان اشعار کے ساتھ دیا گیا

"اے ہابیل کے باپ یقیناً وہ دونوں [illegible]

[illegible]

بعض حضرات کہتے ہیں کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے نام

[illegible]

آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے نام

[illegible]

کیومرث کون تھا؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہمارے نزدیک سب سے پہلی بات:

[illegible]

[illegible]

اور [illegible] میں سے تھے [illegible] پہلی دفعہ زمین پر [illegible] ہوئی تھی۔

[illegible] سے ان کی طرح کی روایات مروی ہیں [illegible] آدم و حوا کے بچے کی ولادت ہوئی تھی۔

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حوا کا کوئی لڑکا زندہ نہ رہتا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر ان کا بچہ زندہ رہا تو اس کا نام عبدالحارث رکھیں گی تو جب ان کا ایک بچہ زندہ رہا تو انہوں نے اس کا نام عبدالحارث رکھا اور یہ عمل بھی القائے شیطانی کی وجہ سے تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حوا سے آدم علیہ السلام کے جو اولاد ہوتی تو انہیں اللہ تعالیٰ کا عبد قرار دیا جاتا اور ان کے نام عبداللہ، عبیداللہ وغیرہ رکھے جاتے تھے لیکن ان کی بہت جلد وفات ہو جاتی۔ ابلیس لعین ان دونوں کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تم ان بچوں کے نام اس کے علاوہ کچھ اور رکھتے تو یہ زندہ رہتے۔ اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آدم و حوا نے عبدالحارث رکھا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

> ترجمہ: ”وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔ پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو اسے ایک خفیف سا حمل رہ گیا جسے لیے لیے وہ چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو دونوں نے مل کر اللہ اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو نے ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے۔ مگر جب اللہ نے ان کو ایک صحیح و سالم بچہ دے دیا تو وہ اس کی بخشش و عنایت میں دوسروں کو اس کا شریک ٹھہرانے لگے۔“ (سورۃ الاعراف، آیت ۱۸۹، ۱۹۰)

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ حضرت حوا جب پہلے بچے کے ساتھ حاملہ ہوئیں اور انہیں نے بوجھ محسوس کیا۔ ابلیس لعین ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے حوا! تمہارے پیٹ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے کیا معلوم کیا ہے؟

اس نے پوچھا یہ کہاں سے نکلے گا؟ ناک سے یا کان سے؟

انہوں نے کہا میں نہیں جانتی۔

ابلیس لعین نے کہا اگر یہ صحیح سلامت نکل آیا تو کیا تم میری بات مانو گی اور جو میں کہوں گا اس پر عمل کرو گی۔

حوا نے حامی بھر لی۔

ابلیس نے کہا اس کا نام عبدالحارث رکھو (ابلیس لعین کا اصل نام حارث تھا)

حوا نے کہا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کیا کہ میرے خواب میں کوئی آیا اور اس نے اس طرح کی باتیں کیں۔

آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا تم اس سے بچ کر رہنا یہ ہمارا دشمن ہے جس نے ہمیں جنت سے نکلوایا تھا۔ پھر حضرت حوا کے پاس شیطان دوبارہ آیا اور اس نے اپنی بات کا اعادہ کیا۔ حضرت حوا نے حامی بھر لی۔ لہٰذا جب وضع حمل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے سلامتی کے ساتھ بچے کو پیٹ سے نکال دیا تو حضرت حوا نے وعدے کے مطابق بچے کا نام عبدالحارث کر دیا۔ سورۃ الاعراف کی آیت ۱۸۹، ۱۹۰ میں اسی کا ذکر ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علمائے فارس کی روایت ہے جیومرت آدم علیہ السلام ہی تھے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جیومرت کے ہاں مشی نامی بیٹا پیدا ہوا اس نے اپنی بہن مشیانہ سے نکاح کر لیا اس سے ایک بیٹا سیامک اور ایک بیٹی سیامی پیدا ہوئی۔ سیامک کی بیوی سیامی سے ہاں افرواک، دوشی، افراس، ہوشنگ نام کے لڑکے اور افراوی، ویزری نام کی لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان تمام کی ماں سیامی بنت مشی تھی جو ان کے باپ کی بہن اور ان کی پھوپھی تھی۔

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جیومرت کی کل مدت حکومت [illegible] اسی طرح [illegible] جس کا وقت بیان کیا گیا ان کی عمر ہے مشی [illegible] ایک بادشاہ تھے اور یہاں کے رہنے والے [illegible] کی اولاد سے ہیں اور باقی چھ بادشاہ جہاں [illegible] ان کے علاوہ ہیں وہ [illegible] کی [illegible] سے ہیں [illegible] کے پاس [illegible] جس [illegible] ملک کے تمام [illegible] کا پہلا [illegible] سب سے پہلے [illegible] کی حکومت [illegible] قائم ہوئی۔ [illegible] ان کا [illegible] کے بعض سے آدم کہا جاتا تھا۔

ہشام کلبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتے ہیں لیکن ہمیں جو کچھ معلوم ہے اس کے مطابق سب سے پہلا آدمی جس کی تمام روئے زمین پر حکومت قائم ہوئی وہ اوشہنج بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے اور اہل فارس یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ آدم علیہ السلام کی وفات کے دو سو سال کے بعد کے شخص ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ ہم تک پہنچنے والی خبر کے مطابق یہ بادشاہ نوح کے دو سو سال بعد کے ہیں جبکہ اہل فارس ان کو آدم علیہ السلام کے دو سو سال بعد کا آدمی قرار دیتے ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام سے بھی پہلے گزرے ہیں۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ ہشام کے اس قول کی توجیہ ناممکن ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اوشہنج بادشاہ اہل فارس کے نسب ناموں کی معرفت رکھنے والوں کے درمیان اس سے بھی زیادہ مشہور ہیں جتنا کہ اہل اسلام میں حجاج بن یوسف مشہور ہے اور ہر قوم اپنے آباؤ اجداد کے نسب اور حالات کو دوسروں کی نسبت زیادہ جانتی ہے لہٰذا کسی بات میں بھی اختلاف ہو تو اسی قوم کے اہل علم کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

اہل فارس کے بعض نسب دان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اوشہنج پیشداد اصل میں مہلائیل ہے اور ان کا باپ فرواک اصل میں قینان (ابن انوش) ہے اور سیامک اصل میں انوش ہی ہے اور مشی اصل میں شیث ہے اور جیومرت تو وہ آدم علیہ السلام ہیں۔ اگر یہ بات درست مان لی جائے تو اوشہنج آدم علیہ السلام کے زمانہ کا آدمی ہوتا ہے۔

اہل کتاب والوں کے بیان کے مطابق تو مہلائیل کی والدہ دینہ بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم کے ہاں ولادت اس وقت ہوئی تھی جب آدم علیہ السلام کی عمر تین سو پچانوے سال تھی۔ لہٰذا مہلائیل حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت چھ سو پانچ سال کے ہوں گے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی کل عمر ایک ہزار برس تھی۔

بعض علمائے فارس کا کہنا ہے کہ اوشہنج کا قول درست ہی نہیں ہے جنہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ان کی بادشاہت کا زمانہ وفات آدم علیہ السلام کے دو سو سال بعد تھا۔

آدم علیہ السلام کی عمر

آدم علیہ السلام کی عمر کے متعلق امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے حدیث روایت کی ہے۔

جو یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا اور ان میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور وہ زندہ ہو گئے تو آدم علیہ السلام کو چھینک آئی۔ انہوں نے الحمد للہ کہا، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: یرحمک اللہ اے آدم! پھر فرمایا: ان فرشتوں کی اس جماعت کے پاس جاؤ اور انہیں السلام علیکم کہو، پس وہ گئے اور کہا: السلام علیکم۔ انہوں نے جواب میں کہا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ پھر آدم علیہ السلام اپنے رب کے پاس لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیرا اور تیری اولاد کا آپس میں سلام ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے دونوں ہاتھ بند کر کے فرمایا: ان میں سے ایک کو اختیار کر لے۔ آدم علیہ السلام نے کہا: میں نے اپنے رب کا داہنا ہاتھ اختیار کیا (حالانکہ) میرے رب کے دونوں ہاتھ دائیں اور بابرکت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے سامنے کھولا تو اس میں آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کی صورتیں تھیں، ہر ایک کے پاس اس کی مدت عمر لکھی ہوئی تھی اور ایک کی عمر چالیس سال درج تھی۔ ان میں ایک جماعت انتہائی نورانی صورت تھی۔ آدم علیہ السلام نے پوچھا: میرے رب! یہ کون ہے جس پر نور چمکا ہوا ہے۔

فرمایا: یہ نبیوں اور رسولوں کی جماعت ہے جو میرے بندوں کی طرف بھیجے جائیں گے۔ اس جماعت میں ایک صاحب نور میں سب سے زیادہ روشن تھے جن کی عمر صرف چالیس سال لکھی ہوئی تھی۔

آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! کیا بات ہے کہ ان میں سب سے زیادہ چمکدار اور روشن چہرے والے کی عمر صرف چالیس سال؟

فرمایا: یہی اس کی تقدیر میں لکھا ہے۔

آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! میری عمر میں سے ساٹھ سال کم کر کے انہیں دے دیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں ٹھہرایا جتنا عرصہ چاہا، پھر زمین کی طرف اتارا اور وہ اپنی عمر کے ایام گزارتے رہے، اس کے بعد جب ملک الموت ان (آدم) کی روح قبض کرنے آیا تو آدم علیہ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت! تم میرے پاس قبل از وقت (جلدی) کیوں آ گئے؟

ملک الموت نے کہا: میں نے ایسا نہیں کیا۔

آدم نے کہا: ابھی میری عمر میں ساٹھ سال باقی ہیں۔

ملک الموت نے کہا: آپ کی عمر میں کچھ باقی نہیں ہے کیونکہ آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ میری عمر میں سے ساٹھ سال کم کر کے میرے بیٹے داؤد کو دے دیئے جائیں۔

آدم علیہ السلام نے کہا: میں نے ایسا نہیں کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام بھول گئے اور ان کی اولاد بھی اسی طرح بھول جاتی ہے۔ آدم علیہ السلام نے انکار کیا اور ان کی اولاد بھی اسی طرح انکار کرتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز تک ہونے والے لین دین کو لکھنے اور گواہوں کے ساتھ لکھنے کا حکم فرما دیا۔

ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جب آیت دین نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جس نے انکار کیا وہ آدم ؑ تھے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی پشت سے قیامت تک ہونے والی ان کی اولاد نکالی پھر ان کی اولاد ان پر پیش کی۔ آدم ؑ نے ان میں سے ایک کو زیادہ سفید و روشن دیکھا تو عرض کیا اے میرے رب یہ کون سا نبی ہے؟

فرمایا یہ تمہارا بیٹا داؤد ہے۔

عرض کیا اے میرے رب اس کی عمر کتنی ہے۔

فرمایا ساٹھ سال

عرض کیا اے میرے رب! اس کی عمر زیادہ کر دیجیے۔

فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم اپنی عمر سے اس کی عمر میں اضافہ کر دو۔ حضرت آدم ؑ کی عمر ایک ہزار برس کی تھی۔ انہوں نے اپنی عمر میں سے چالیس سال داؤد کو ہبہ (تحفہ) کر دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک کتاب میں لکھا اور فرشتوں کو اس پر گواہ بنایا۔ پھر جب آدم ؑ کی وفات کا وقت آیا اور فرشتے روح قبض کرنے کے لیے آئے تو آدم ؑ نے فرمایا کہ میری عمر کے ابھی چالیس سال باقی ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ وہ (چالیس سال) تو آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو ہبہ کر دیے تھے۔

آدم ؑ نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا تھا اور نہ ہی میں نے کوئی چیز ہبہ (تحفہ) کی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وہ کتاب پیش فرمائی اور فرشتوں کو گواہ کے طور پر پیش کیا۔ اس طرح آدم ؑ کے ایک ہزار سال پورے ہو گئے اور داؤد علیہ السلام کی عمر کے سو سال پورے ہو گئے۔

ابن عباس ؓ سے (سورۃ الاعراف کی آیت ۱۷۲ کی تفسیر میں) مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم ؑ کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی تمام اولاد کو جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی نکالا اور ان کو چیونٹیوں کی طرح ان کی پشت سے نکالا اور انہیں ان کی ذات پر گواہ بنایا۔ ان میں سے ایک شخص نور کی صورت میں تھا پھر آدم ؑ سے فرمایا یہ اولاد ہیں۔

عرض کیا اے میرے رب! آپ نے اس کی عمر کتنی مقرر فرمائی؟ فرمایا ساٹھ سال۔ پوچھا میری عمر کتنی ہے؟ فرمایا ایک ہزار سال اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی عمر اور دنیا میں ٹھہرنے کی مدت لکھ دی ہے۔ آدم ؑ نے عرض کیا اے رب اس کی عمر میں کچھ اضافہ کر دیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم چاہو تو تمہاری عمر سے کچھ اس کو دے سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے تقدیر پہلے ہی لکھ دی ہے۔

اور قلم تمام اولاد آدم کی تقدیر لکھ کر خشک ہو چکا ہے۔ یہ سن کر آدم ؑ خاموش ہو گئے۔ پھر آدم ؑ کی عمر میں سے چالیس سال داؤد کی عمر میں لکھ دیے گئے۔ اب آدم ؑ کی عمر نو سو ساٹھ سال ہو گئی۔ جب نو سو ساٹھ سال پورے ہو گئے تو ملک الموت آدم ؑ کے پاس آئے۔ آدم ؑ نے ان سے کہا آپ جلدی تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے کہا آپ نے اپنی عمر پوری کر لی۔ آدم ؑ نے کہا میں نے ابھی نو سو ساٹھ کیے ہیں میرے چالیس ابھی تک باقی ہیں۔ ملک الموت نے یہ سن کر کہا جو آپ نے کہا ہے میرے رب نے اس کی خبر دی ہے۔ آدم ؑ نے فرمایا اپنے رب کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو۔

[illegible] حضرت داؤد [illegible] آپ کی عمر [illegible]
[illegible] کے چالیس سال [illegible]
بیٹے داؤد کو دے چکے۔

[illegible] سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] آدم [illegible] کی پشت سے [illegible]
[illegible] ان میں سے ایک [illegible]
[illegible] پوچھا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] ان کی عمر [illegible] اللہ تعالیٰ نے
آدم [illegible] کی عمر میں سے چالیس سال [illegible] جب آدم [illegible] کی وفات کا وقت آیا تو [illegible] چالیس سال [illegible]
[illegible] بیٹے داؤد کو دے دیے تھے۔

سعید بن جبیر سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] آدم [illegible] ان کی پشت سے [illegible]
[illegible] ان کے [illegible] کے ساتھ پیش کیا اور [illegible] داؤد کو [illegible]
صورت میں پیش فرمایا۔ آدم [illegible] نے ان سے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ آپ کی اولاد میں سے ایک نبی ہیں۔ پوچھا کہ ان کی عمر
کتنی ہے؟ فرمایا ساٹھ سال۔ عرض کیا آپ میری عمر میں سے چالیس سال ان کو دے دیں۔

پھر [illegible] لکھ دیا [illegible] کے لیے چالیس سال لکھ دیے گئے آدم [illegible] کی عمر ایک ہزار سال تھی جب
انہوں نے [illegible] ملک الموت ان کے پاس [illegible] روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
فرمایا کیا میری عمر میں چالیس سال ابھی باقی نہیں رہے؟ ملک الموت [illegible] اللہ تعالیٰ کے پاس [illegible] آدم [illegible]
[illegible] عمر کے ابھی چالیس سال باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی عمر کے چالیس سال اپنے بیٹے داؤد کو
[illegible] چالیس سال لکھے ہوئے تھے۔

[illegible] آدم [illegible] وفات [illegible] انہوں نے اپنے بیٹے شیث [illegible]
اور ان کے لیے ایک وصیت نامہ [illegible] اپنے بیٹے شیث [illegible]
کی اولاد سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] شیث اور ان کی اولاد نے [illegible]
[illegible] کے پاس [illegible] قابیل [illegible] شیث اور ان کی اولاد [illegible]

[illegible] آدم [illegible] کی عمر [illegible] سال تھی [illegible]
سال تھی۔

[illegible] آدم [illegible]
[illegible] آدم [illegible] احادیث [illegible] ان کی عمر ایک ہزار
سال تھی [illegible] اپنے بیٹے داؤد [illegible] ان کی عمر ایک ہزار سال [illegible]
[illegible]

[illegible] بالکل غلط ہے۔

اعتراض

[illegible]

جواب اعتراض

[illegible]

آدم علیہ السلام کی تجہیز و تکفین

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نازل فرمائے [illegible] اور ان کے [illegible] سات دن اور رات تک [illegible] رہے۔

جب بوقت وفات [illegible] آدم علیہ السلام [illegible] اللہ تعالیٰ کی یاد [illegible] ہے۔

یحییٰ بن ضمرہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں [illegible] آدم علیہ السلام کا جب انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے [illegible] کفن اور خوشبو بھیجا اور ان کی قبر [illegible] یہاں تک [illegible] سے فارغ ہو گئے۔

جب آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو فرشتوں نے [illegible] اولاد آدم میں [illegible] جاری ہوگا۔

[illegible]

ہوا۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ میرے بندے! سب کے قاصد نے تمہیں یہ چیز دی ہے۔ تم نے تو یہ عمر داؤد کو دے دی تھی اور تمہاری ہی وجہ سے گئے وہ مدت بیت چکی۔ جب ان کی زندگی کی آخری گھڑی آئی تو فرشتوں نے تمہیں دینے کے بعد اور پانی کے ساتھ عاجز ہو کے مطابق عمل کیا اور کسی میں بھی طاقت نہیں کہ ان کے لیے کوئی شئی اور جو بخش دیا اور کہا کہ ان کے بعد ان کی اولاد میں بھی یہی طریقہ رہے گا۔

ابی بن کعب سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام کھجور کے لمبے درخت کی طرح طویل القامت تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو حضرت شیث علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ انہوں نے کہا آپ آگے بڑھیں اور ان کی تیس تکبیرات پڑھیں وہ اپنے والد پر نماز پڑھیں ان میں سے پانچ تو نماز کے لیے ضروری ہیں اور باقی تکبیرات فضیلت آدم علیہ السلام کی وجہ سے (اللہ تعالیٰ ان پر رحمت و سلامتی نازل فرمائے)۔

مدفن آدم علیہ السلام:

آدم علیہ السلام کے مدفن کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کا قول اس سے پہلے گزر چکا ہے۔
جب کہ دیگر حضرات کے بقول مکہ میں جبل ابو قبیس کی ایک غار میں مدفون ہیں اور اس غار کو غار الکنز کہا جاتا ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی سے نکلے تو انہوں نے آدم علیہ السلام کو بیت المقدس میں دفن فرمایا۔
"ہم جمعہ کے دن کو آپ کے یوم وفات کے طور پر مانتے ہیں۔ اس بارے میں روایات نقل ہو چکی ہیں دوبارہ لکھنا ضروری نہیں سمجھتے"۔

وفات حوا علیہا السلام:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ان کی وفات ہند کی پہاڑی پر ہوئی تھی وہ پہاڑ جس پر آپ کو اتارا گیا تھا اور حوا آدم کے بعد ایک سال تک زندہ رہیں اور اپنے خاوند کے ساتھ اسی غار میں دفن ہوئیں۔ جس کا ذکر گزر چکا ہے۔ آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کی جگہ دفن رہے یہاں تک کہ طوفان نوح علیہ السلام آیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو وہاں سے نکال کر تابوت میں رکھا پھر اس تابوت کو اپنی کشتی میں رکھ لیا طوفان کے بعد جب زمین خشک ہوگئی تو ان کے تابوت اسی جگہ دفن کر دیئے گئے جس جگہ طوفان سے پہلے دفن تھے۔

حضرت حوا علیہا السلام کے متعلق آتا ہے کہ وہ سوت کاتتی اور کپڑا بنتی تھیں آٹا گوندھتی روٹی پکاتی اور دیگر گھریلو امور سر انجام دیتی تھیں۔

اب ہم واپس قابیل کے قصے کی طرف لوٹتے ہیں اس میں اس کے اور اس کی اولاد نیز شیث علیہ السلام اور ان کی اولاد کے حالات بیان کریں گے۔

اس سے قبل جہاں ہم نے آدم علیہ السلام اور ان کے دشمن ابلیس کا تذکرہ کیا تھا تفصیل کے ساتھ بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق [illegible]

* * *

شیث سے یرد تک کا زمانہ

آگ کا پجاری:

ذکر کیا جاتا ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اپنے باپ سے بھاگ کر یمن کی طرف چلا گیا تو اس کے پاس شیطان آیا اور اس سے کہا کہ ہابیل کی قربانی کو آگ نے اس لیے کھا لیا کہ وہ آگ کی خدمت اور عبادت کرتا تھا تو بھی [illegible] تیری اور تیری اولاد کی عبادت کے لیے آگ [illegible] روشن کر [illegible] اس نے آتشکدہ تعمیر کیا اور آگ کا پجاری بنا۔

ابتدائی بنی آدم میں:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ قین نے اپنی بہن اشوث بنت آدم سے نکاح کیا تو اس سے ایک لڑکا حنوخ بن قین اور ایک لڑکی عذب بنت قین پیدا ہوئی پھر حنوخ بن قین نے اپنی بہن عذب بنت قین سے نکاح کیا تو اس کے بطن سے عیرد کے پیدا ہوئے پھر عیرد بن حنوخ نے [illegible] بنت حنوخ سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے ایک لڑکا لمک پیدا ہوا پھر لمک نے دو لڑکیوں سے شادی کی جن میں سے ایک کا نام عدی اور دوسری کا صلی تھا پھر عدی کے بطن سے ایک لڑکا [illegible] پیدا ہوا یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے قباب میں رہائش اختیار کی اور [illegible] مال کمایا۔ عدی کا دوسرا بیٹا [illegible] پیدا ہوا اور اس نے سب سے پہلے [illegible] بجانے کی ابتدا کی۔

اور صلی کے ایک لڑکا توبلقین پیدا ہوا اس نے سب سے پہلے تانبے اور لوہے کی صنعت ایجاد کی اور اس کی اولاد میں سے بڑے بڑے جابر اور فرعون صفت لوگ تھے اور [illegible] کے متعلق ایک شخص کا قول [illegible] تھا پھر قابیل کی اولاد [illegible] باقی [illegible] پھر ان کی نسل منقطع ہو گئی اور شیث سے آدم [illegible] کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شیث کو ابو البشر بھی کہا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اہل تورات سے قین کا نسب اس طرح مروی ہے کہ [illegible] ایک لڑکا [illegible] پیدا ہوا اور [illegible] کے عیرد اور عیرد کے [illegible] اور [illegible] کے لمک پیدا ہوا۔ پھر لمک نے عدی اور صلی سے نکاح کیا جس سے لمک کے ہاں [illegible] پیدا ہوئے۔

گانے بجانے کے آلات کا موجد

ابن اسحاق نے یہی روایت کی ہے کہ قین اور عدی کی اولاد کے بارے میں اتنا ہی بیان کیا ہے۔ لیکن بعض اہل کتاب سے منقول ہے کہ [illegible] آلات ایجاد کیے [illegible] ہوا۔ [illegible] نے

زندگی میں ایسا ہو گیا ہے۔ ان آیات میں بالخصوص [illegible] ہونے میں مشغول ہو گئی [illegible] اپنے آباء [illegible] انہوں نے [illegible] ان کے بعد [illegible] عورتیں [illegible] مشغول ہو گئے اور شراب نوشی اور بدکاری کو عام کر دیا گیا۔

زمانہ حسن و جمال کا اظہار

یہ بات پہلی ہے دو جگہ اس لیے کہ اس طرح کا ایک قول علامہ عکرمہ سے بھی منقول ہے اگر چہ انہوں نے [illegible] آکر ختم کیا [illegible] کہ یہ قصہ [illegible] حضرت نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے درمیان کا زمانہ ہے۔

یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے [illegible] ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی

"اور تم گزشتہ دور جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو۔"

فرمایا کہ یہ واقعہ نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے درمیان کے زمانے کا ہے جو ایک ہزار سال پر مشتمل تھا اور یہ دونوں آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ میدانی علاقہ میں اور دوسرا پہاڑی علاقہ میں رہتا تھا جو پہاڑی علاقوں میں رہتے تھے ان کے مرد حسین و جمیل [illegible] عورتیں بدصورت تھیں اور جو لوگ میدانی علاقوں میں رہتے تھے ان کی عورتیں حسین و جمیل تھیں اور مرد بدصورت تھے۔ ایک دن شیطان ایک غلام کی صورت میں میدانی علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں سے کسی کے پاس آیا اور اس کی خدمت کے لیے اس کے پاس [illegible] بانسری کی طرح کا ایک آلہ بنایا جس سے ایسی آواز نکلتی تھی جس کو اس سے پہلے کسی نے نہ سنا تھا [illegible] لوگوں میں بھی پہنچ گئی [illegible] جس میں یہ سب اکٹھے ہوتے [illegible] عورتیں مردوں کو لبھانے کے لیے [illegible] ایک [illegible] پہاڑی [illegible] عورتوں کے حسن و جمال کا ذکر [illegible] ان کی طرف [illegible]

اس سے پہلے [illegible] بیان کیا جا چکا ہے کہ [illegible] کو [illegible] کیا [illegible] سے [illegible] تھے۔

[illegible]

اہل فارس کے [illegible] اوشہنج ہی پہلا بادشاہ تھا اور وہ [illegible] ایک [illegible] کرتا تھا اور [illegible] سب سے پہلے [illegible] اوشہنج [illegible] کے [illegible] اوشہنج [illegible] انصاف [illegible] سے [illegible]۔

اوشہنج کا [illegible]

بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] طہمورث [illegible] جب [illegible] اور اس کی سلطنت [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ان [illegible] نے [illegible] کہا:

بے شک میں نے [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] عذاب [illegible] شیطان اور [illegible] پر [illegible] ان سے [illegible] ایک [illegible] کا [illegible] کی [illegible] سے [illegible] شیاطین نے ان سے اس بات کا [illegible] کیا اور [illegible] نے [illegible] اور جنات کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ [illegible] اس کے خوف سے جنگلوں، پہاڑوں اور وادیوں کی طرف بھاگ گئے اور [illegible] بادشاہ [illegible] اور [illegible] اوشہنج کی ولادت اور حکومت کا [illegible] اوشہنج کی موت کے بعد شیطان اور اس کے لشکر بہت خوش ہوئے اور وہ پہاڑوں اور وادیوں سے اتر کر [illegible] کے گھروں میں داخل ہو گئے۔

یرد یا یارد:

اب ہم یرد کے ذکر کی طرف آتے ہیں جس کو بعض لوگ یارد بھی کہتے ہیں [illegible] کے [illegible] کی [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] کی عمر [illegible] سال تھی۔ [illegible] کا [illegible] کے [illegible] نے [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کے [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] باپ کے انتقال کے [illegible] اس [illegible] کی [illegible] اس [illegible] کی [illegible] تھے۔

یرد کا نکاح:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ یرد نے ایک [illegible] سے نکاح کیا [illegible] جس نے [illegible] پیدا [illegible] سب سے پہلے [illegible] کو [illegible] ہے۔

[illegible] نے [illegible] روایت بیان کی ہے۔ انہوں نے [illegible] سب سے پہلے قلم سے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کے [illegible] پیدا ہوئے [illegible] سے [illegible]

ادریس علیہ السلام اور تورات

اہل تورات کی کتاب [illegible] میں [illegible] اور یہی ادریس ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت سے [illegible] آدم علیہ السلام کی [illegible] بعد انہوں نے ہی قلم سے باقاعدہ [illegible] کا آغاز کیا اور [illegible] سب سے پہلے [illegible] یہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قابیل کی اولاد [illegible] آدم علیہ السلام کی زندگی میں پیدا ہوا۔

وفات آدم علیہ السلام:

کہا جاتا ہے کہ جب اخنوخ کی عمر تین سو آٹھ سال ہوئی تو آدم علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر نو سو تیس سال تھی۔ ان کی وفات کے بعد اخنوخ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ان کے سامنے وعظ کیا جس میں انہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور شیطان کی نافرمانی کا حکم دیا اور یہ بھی کہا کہ وہ قابیل کی اولاد سے میل جول ختم کر دیں مگر قوم نے ان کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور شیث کی ایک جماعت کے علاوہ باقی جماعت قابیل کی اولاد کی طرف متوجہ ہو گئی۔

وفات ادریس علیہ السلام:

تورات میں مذکور ہے کہ تین سو پینسٹھ برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو دنیا سے اٹھا لیا، اس وقت ان کے والد کی عمر پانچ سو ستائیس سال تھی۔ ادریس کی وفات کے بعد ان کے والد چار سو پینتیس سال زندہ رہے اور یوں انہوں نے نو سو باسٹھ برس کی عمر پائی اور ادریس کی پیدائش اس وقت ہوئی جب یرد کی عمر ایک سو باسٹھ سال گزر چکی تھی۔

بتوں کی پوجا

[illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ یرد کے زمانہ میں بت تراشے گئے اور بہت سے لوگ اسلام سے پھر کر [illegible] ہو گئے

چار رسول:

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! رسولوں میں سے چار سریانی ہیں:

۱۔ آدم علیہ السلام

۲۔ شیث علیہ السلام

۳۔ نوح علیہ السلام

۴۔ اخنوخ علیہ السلام (وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے [illegible] اور اللہ تعالیٰ نے اخنوخ پر تیس صحیفے [illegible])

فضیلت ادریس علیہ السلام:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو اپنے [illegible] زمین [illegible] اللہ تعالیٰ نے انہیں [illegible] کا علم عطا کیا [illegible] اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے [illegible]۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے '' بے شک یہ بات سب سے پہلے جو ابراہیم اور موسیٰ پر نازل ہوئے تھے ان میں بھی ہے ''۔

اور کہا کہ جو قرآن میں آیا ہے '' الصحف الاولیٰ '' تو صحف سے مراد وہ صحیفے ہیں جو آدم و شیث کے بیٹوں پر نازل ہوئے تھے اور ادریس پیغمبر پر نازل ہوئے۔

بیوراسپ کو دعوتِ اسلام:

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں بیوراسپ نام کا ایک بادشاہ تھا ان تک بھی دعوت اسلام پہنچی تھی مگر مانتے نہیں۔ یہ شخص جادوگر اور سب بڑا تھا۔ اس کے پاس سونے کا ایک بانس تھا وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا یا کسی شہر کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا تو اس بانس کو منہ سے پھونک مارتا اس کے پاس ہر وہ چیز حاضر ہو جاتی جس کا وہ ارادہ کرتا تھا اسی وجہ سے یہودی پھونک مارتے ہیں۔

طہمورث:

فرس کا خیال ہے کہ اوشہنج کی موت کے بعد طہمورث بن یوجہان بن خباونداز بن نیو بن اوشہنج تخت پر بیٹھا گیا بعض لوگوں نے طہمورث سے اوشہنج تک نسب میں اختلاف کیا ہے بعض تو وہی نسب بیان کرتے ہیں جو میں نے اوپر ذکر کیا ہے اور بعض لوگ اس طرح بھی بیان کرتے ہیں طہمورث بن ایونجہان بن انکہد بن اسکہد بن اوشہنج۔

طہمورث کا نظام حکومت:

مجھے ہشام بن محمد الکلبی سے روایت پہنچی ہے کہ طہمورث بابل شہر کا سب سے پہلا بادشاہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے طہمورث کو ایسی شان و شوکت عطا فرمائی تھی کہ جس نے بھی مقابلہ کیا انسان تھا یا ابلیس بھی اس کے تابع ہو جاتے تھے وہ واقعی ایک قوی تیر انداز بھی تھا جس نے چالیس سال تک حکومت کی۔ اہل فرس کا خیال ہے کہ طہمورث تمام روئے زمین کا بادشاہ تھا اور اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھا گیا تھا۔ ایک دن بادشاہ نے کہا کہ ہم اللہ کی مدد سے اس کی مخلوق میں سے سرکشی اور نافرمانی کو ختم کر دیں گے وہ امور سلطنت چلانے میں نہایت چست تھا اور اپنی رعایا کے لیے انتہائی مشفق حاکم تھا اس نے بابل میں ایک عالی شان محل تعمیر کرایا اور اس میں رہنے لگا اور اس نے مختلف شہروں کا دورہ کیا۔

طہمورث کی بہادری:

ایک دن وہ چھلانگ لگا کر شیطان پر سوار ہو گیا اور اس پر سوار ہو کر زمین کے طول و عرض کا چکر لگایا پھر اس نے شیطان اور اس کے حواریوں کو خوب ڈرایا دھمکایا تب کہیں وہ ایک دوسرے سے جدا ہو کر دور زمین پر پھیل گئے اور طہمورث نے ہی سب سے پہلے اون اور بال سے لباس اور قالین بنائی اور اسی نے سب سے پہلے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو بادشاہوں کی سواری کے لیے زینت بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ کتوں کو پالیں تاکہ ان کی حفاظت اور درندوں سے بچاؤ اور شکار کے لیے کام آئیں۔

بیوراسپ کا عقیدہ:

بیوراسپ کا عقیدہ اس کی حکومت کے پہلے سال کے شروع ہی میں ظاہر ہو گیا تھا اس نے لوگوں کو ستارہ پرستی کی دعوت دینا شروع کی۔

ادریس علیہ السلام

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ اخنوخ بن یرد نے ہدانہ اور بعض روایت میں "ادانہ" بنت باویل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے پینسٹھ برس کی عمر میں شادی کی۔ جو اس کے بطن سے ایک لڑکا متوشلخ بن اخنوخ پیدا ہوا۔ متوشلخ کی پیدائش کے بعد اخنوخ تین سو سال تک زندہ رہے اس عرصہ میں اخنوخ کے ہاں بہت سارے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں اور تین سو پینسٹھ برس کی عمر میں اخنوخ کی وفات ہوئی۔

ادریس علیہ السلام کی اولاد

اہل تورات کے مطابق متوشلخ کی پیدائش اخنوخ کے گھر میں اس وقت ہوئی جب آدم علیہ السلام کی عمر چھ سو ستاسی سال تھی۔ پھر اخنوخ نے متوشلخ کو امر اللہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اسے اس کے گھر والوں کو وفات سے پہلے وصیتیں کیں اور وہ ان میں سب سے زیادہ علم والے تھے اور وہ جانتے تھے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ قین کی اولاد اور ان کے متعلق لوگوں پر عذاب نازل کرے گا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کو ان کے ساتھ میل جول سے باز رکھا۔

گھوڑا میدان جہاد میں

بعض روایات کے مطابق متوشلخ نے ہی سب سے پہلے اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جہاد جاری رکھا اور جہاد میں گھوڑے کو استعمال کیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر دین کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے۔ اخنوخ کی وفات تین سو پینسٹھ برس کی عمر میں ہوئی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ متوشلخ بن اخنوخ نے ایک سو ستاسی برس کی عمر میں عربا بنت عزرائیل (ابن حمید کی روایت میں عزرائیل ہے) بن انوشیل بن محویل بن قین بن آدم سے نکاح کیا۔ عربا کے بطن سے ایک لڑکا لمک بن متوشلخ پیدا ہوا۔

والد نوح علیہ السلام:

لمک کی پیدائش کے بعد متوشلخ سات سو سال تک زندہ رہا اسی دوران اس کے ہاں متعدد لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ نو سو انہتر سال کی عمر میں متوشلخ کا انتقال ہوا۔ پھر لمک بن متوشلخ بن اخنوخ نے ایک سو اسی برس کی عمر میں قینوش بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا۔ قینوش کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے نبی اللہ نوح علیہ السلام کو پیدا کیا۔

نوح علیہ السلام کی بیوی اور اولاد:

نوح علیہ السلام کے بعد لمک پانچ سو پچانوے سال زندہ رہا اس عرصہ میں اس کے ہاں متعدد لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں اور سات سو اسی سال کی عمر میں لمک کا انتقال ہو گیا۔ پھر پانچ سو برس کی عمر میں نوح علیہ السلام نے عمزرہ بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے شادی کی۔ عمزرہ کے بطن سے آپ کے تین بیٹے سام، حام اور یافث پیدا ہوئے۔

لمک کی جانشینی:

اہل تورات کا بیان ہے کہ لمک بن متوشلخ کی پیدائش کے وقت آدم علیہ السلام کی عمر آٹھ سو چوہتر برس تھی لمک نے بھی اپنے بزرگوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے دن رات بسر کیے۔ جب متوشلخ اپنی زندگی کے آخری ایام گزار رہا تھا تو اس نے

اپنے بیٹے متوشلخ کو اپنے تمام امور میں اپنا نائب بنایا اور اسے وہی نصیحت کی جو اس کے آباؤ اجداد نے کی تھی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ ادریس نے اپنی قوم کو کہا تھا اور انہیں قابیل کی اولاد سے میل جول رکھنے سے منع کیا تھا مگر وہ نصیحت قبول نہ کرتے اور سرکشی رکھتے تھے۔ پہاڑوں کے رہنے والے تمام لوگ قابیل کی اولاد (قابیلی) کے ساتھ مل کر برائیوں میں مشغول ہو گئے۔

پیدائش نوح علیہ السلام

کہا جاتا ہے کہ متوشلخ کا ایک دوسرا بیٹا بھی تھا جس کا نام صابی تھا اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ صابیہ فرقہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ متوشلخ کی کل عمر نو سو انیس سال تھی پھر لمک کی پیدائش کے وقت متوشلخ کی عمر ایک سو ستاسی سال تھی۔ پھر نوح علیہ السلام کی پیدائش لمک کے ہاں نزول آدم کے ایک ہزار چھپن سال بعد ہوئی۔

نوح علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آدم علیہ السلام کو فوت ہوئے ایک سو چھبیس برس ہو چکے تھے۔

نوح علیہ السلام اور دعوت دین:

جب نوح علیہ السلام نے دعوت الی اللہ شروع کی تو لمک نے انہیں کہا مجھے معلوم تھا کہ اس مقام پر ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ پس اے میرے بیٹے! تو مت ٹھہر اور نہ ہی ان کافروں کی پیروی کر۔ نوح علیہ السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے اور انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے مگر قوم ان سے پہلوتہی کرتی تھی اور دعوت دین پر کان نہ دھرتی تھی۔

قوم نوح علیہ السلام کو مہلت:

وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اس مدت سے آگاہ کیا جس مدت تک ان کی قوم کو مہلت دی گئی تھی اور انہیں کہا کہ آپ بھی انہیں کچھ مدت تک مہلت دے دیں تا کہ یہ لوگ گمراہی اور سرکشی سے باز آ جائیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کر لیں لیکن سرکش قوم اپنی گمراہی اور سرکشی سے باز نہ آئی یہاں تک کہ وقت مہلت گزر گیا۔

بعض لوگوں سے یہ روایت دوسرے الفاظ میں یوں مذکور ہے۔

نوح علیہ السلام کا زمانہ بادشاہ بیوراسپ کا زمانہ ہی تھا آپ کی قوم بتوں کی عبادت کرتی تھی آپ نے انہیں ساڑھے نو سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا لیکن ان کی ایک کے بعد دوسری نسل کفر کی پیروی کرتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا اور وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے۔

پیدائش و بعثت نوح علیہ السلام:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیاسی سال کی عمر میں لمک کے ہاں نوح علیہ السلام پیدا ہوئے اور اس زمانہ میں کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا جو لوگوں کو فحاشی اور منکرات سے روکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا اس وقت نوح علیہ السلام کی عمر چار سو اسی سال تھی۔ ایک سو بیس سال تک انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا لیکن ان کی قوم نے نوح کی کوئی بھی بات نہ مانی پھر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا جس وقت آپ نے کشتی بنائی اور اس میں سوار ہوئے اس وقت آپ کی عمر چھ سو سال تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کی طرف اپنا عذاب نازل کیا اور سرکشی اور نافرمانی کرنے والے اسی پانی کے عذاب میں غرق کر دیئے گئے۔ کشتی میں سوار ہونے کے بعد نوح علیہ السلام ساڑھے تین سو سال تک زندہ رہے۔

بادشاہ جمشید (جم شید)

جمشید کا حسن و جمال اور شاہی شان و شوکت

[illegible]

اسلحہ سازی، کپڑا بافی اور دیگر صنعتوں کی ایجاد:

[illegible]

مختلف پیشے اب شروع ہوئے:

[illegible]

[illegible]

انسانوں کی طبقاتی تقسیم:

[illegible]

شیاطین اور جنات سے جنگ:

[illegible]

سونا، چاندی، تانبا، رانگ، سیسہ، شیشہ اور جواہرات تھیں۔

دنیا کی اولین گاڑی اور پہلا ہوائی سفر

جمشید بادشاہ کے لیے شیاطین نے ایک گاڑی تیار کی، پھر جمشید نے اس گاڑی میں شیاطین کو آگے سے جوڑا اور پھر خود اس پر سوار ہو گیا۔ شیاطین سے سفر فضا میں اڑنے اور شہر دنباوند سے بابل تک کا سفر صرف ایک دن میں طے کیا اور یہ دن شمسی سال کے پہلے مہینے کا پہلا دن تھا۔ لوگ اس عجوبے کو اتنی شان سے دیکھنے لگے، بادشاہ نے یہ دن اور اس کے بعد پانچ دن عید کے لیے مقرر کرنے کا حکم دیا کہ ان دنوں میں خوشی منائی جائے۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ یہ عمل اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کیا تھا۔ چنانچہ اس کے بدلے میں انہیں گرمی، سردی، بیماریوں، بڑھاپے اور حسد سے محفوظ کر دیا گیا۔ لوگ پورے تین سو سال ان تمام تکالیف سے محفوظ رہے یہاں تک کہ جمشید کی حکومت کو پورے چھ سو سال گزر گئے۔

جمشید کی ناشکری:

چھ سو سال گزرنے کے بعد جمشید نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی کھلم کھلا ناشکری شروع کر دی اور سرکش ہو گیا اور جن و انس کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

کہ میں ہی تمہارا مددگار اور مالک ہوں اور میں اپنی قوت سے یہ تمام تکالیف دور کرتا ہوں۔ غرض اسی طرح کی بے ہودہ دوسری باتوں کے علاوہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا لیکن حاضرین نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس دعوے کے بعد اس کی عزت اللہ کے حکم سے خاک میں مل گئی اور فرشتوں کو اس کی مدد کرنے سے روک دیا گیا۔

جمشید کی ہلاکت:

بیوراسپ جسے ضحاک بھی کہا جاتا تھا کو پتہ چلا تو وہ بڑی تیزی سے جمشید کی طرف بڑھا تاکہ اس کا کام تمام کر دے۔ یہ سنتے ہی جمشید بھاگ نکلا لیکن بیوراسپ نے اسے جلد ہی پکڑ لیا اور آرے سے چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اسفتور اور بیوراسپ، جم کے تعاقب میں:

بعض دیگر روایات میں مروی ہے کہ جم نے تقریباً پانچ سو سال تک بڑے اچھے طریقے سے حکومت کا انتظام سنبھالا لیکن آخری سو سال کے عرصے میں خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا، پھر جب اس کے بھائی اسفتور نے سنا تو اسے غصہ آیا۔ وہ اس کے پیچھے پڑ گیا تاکہ اسے قتل کر دے اور جم وہاں سے بھاگ نکلا لیکن وہ اس سے کسی طرح بچنے میں کامیاب ہو گیا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چھپتا رہا بالآخر بیوراسپ نے اس کے ملک پر قبضہ کر لیا تو اسے آرے سے چیر دیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جم نے سات سو سولہ سال چار مہینے اور بیس دن تک حکمرانی کی۔

بادشاہ ضحاک یا جم:

وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ اسی طرح کی ایک حکایت دوسرے بادشاہ کے متعلق بھی مذکور ہے اگرچہ زمانوں کا اختلاف ہے تو پھر بقول وہب بن منبہ کے ”میں دونوں کو ایک ہی قصہ سمجھتا“ وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ: یہ روایت جمشید کے قول سے ملتی ہے۔

ایک نوجوان بادشاہ تھا اس نے ایک دن اپنے درباری لوگوں سے کہا کہ میں اپنی سلطنت و حکومت میں ایک خاص قسم کی لذت محسوس کر رہا ہوں مجھے بتاؤ کیا یہ ذائقہ اور لذت سب لوگ محسوس کرتے ہیں یا نہیں؟

درباریوں نے کہا: سب لوگ ایسا ہی محسوس کرتے ہیں۔

اس نے کہا: اس کی کیا دلیل و ثبوت ہے؟

کسی ایک درباری نے کہا: اے بادشاہ! جب تک تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا رہے گا لوگ اسی طرح خوشحال رہیں گے اور تم بھی خوش رہو گے۔

بادشاہ کا نفاذ شریعت:

بادشاہ نے اپنے تمام وزراء کو جمع کر کے انہیں خطاب کیا اور کہا کہ جس کام میں تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری دیکھو تو مجھے بتاؤ تاکہ میں اس پر عمل کروں اور جس کام میں تم اللہ کی سرکشی اور نافرمانی دیکھو مجھے اس سے منع کرو تاکہ میں اس کام سے بچوں۔ اس طرح اس نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نافذ کرتے ہوئے چار سو سال تک حکومت کی۔

مکالمہ اور ابلیس

جب ابلیس کو (اس بات کا) پتہ چلا تو وہ سیدھا بادشاہ کے پاس انسانی شکل میں آیا۔ بادشاہ نے کچھ خوف محسوس کیا تو ابلیس نے بادشاہ کو کہا کہ مت ڈرو میں ابلیس ہوں اور تو مجھے بتا کہ تو کون ہے؟

بادشاہ نے جواب دیا: میں آدم زاد ہوں۔

شیطان نے کہا: "اگر تو آدم زاد ہوتا تو تجھے کب کی موت آ چکی ہوتی جس طرح پہلے لوگوں کو موت نے آ لیا۔ تم ان میں سے نہیں ہو بلکہ تم رب ہو۔ لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلاؤ۔

یہی بات بادشاہ کے دل میں بیٹھ گئی۔

بادشاہ کا خدائی دعویٰ:

پھر بادشاہ منبر پر چڑھا اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے لوگو!

"جو بات میں نے اب تک تم سے چھپا رکھی تھی اب اس کے اظہار کا وقت آ گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ میں تمہارا رب ہوں اور تم میری عبادت کرو۔"

اس دعویٰ سے زمین کانپ اٹھی۔

بخت نصر اور گمراہ بادشاہ:

اللہ تعالیٰ نے حاضرین جلسہ میں سے کچھ کے پاس وحی بھیجی "کہ جو شخص میرے لیے ثابت قدم رہتا ہے میں اسے بہت قدر کی عطا کرتا ہوں اور جو میری نافرمانی اور سرکشی میں لگ جاتا ہے تو اسے گمراہ کر دیتا ہوں۔ مجھے میری عزت کی قسم! اس پر بخت نصر کو مسلط کر دوں گا جو اسے قتل کر کے تمام خزانہ اپنے ساتھ لے جائے گا اور کسی زمانے میں جو بھی حکمران اللہ کی نافرمانی شروع کرتا تو اللہ تعالیٰ اس پر بخت نصر کو مسلط کر دیتے جو ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا۔ یہ بادشاہ بھی اپنے دعوائے خدائی سے باز نہ آیا، اس نے اس کو قتل کر دیا اور تمام

تو اب جو کچھ بھی ہم زمین میں جمع ہوا اپنے ساتھ لے گئے۔

بعض حضرات سے مروی ہے۔ جمشید اور ضحاک کے درمیان کوئی زمانہ حائل ہے مگر ضحاک بھی تخت طمورث کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جمشید جم سے پہلے نوح کے ہم عصر تھے۔

ہشام بن کلبی کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ طہمورث کے بعد جم تخت نشین ہوا اور وہ اپنے اہل زمان کی نظر میں سب سے زیادہ حسین اور عظیم حیثیت کا مالک تھا۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ چھ سو سولہ برس تک جمشید نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے سلطنت کا انتظام چلایا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت پر اتر آیا تو ضحاک نے اس کی طرف چڑھائی کر دی تو اسے شکست ہوئی جمشید فرار ہو گیا اور ایک سال تک چھپا رہا۔ بالآخر ضحاک نے اسے پکڑ لیا اور اسے آرے سے چیر کر ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ جمشید نے کل سات سو سولہ برس حکومت کی۔

آدم و نوح علیہما السلام کی درمیانی مدت:

بعض متقدمین کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس صدیاں گزری ہیں اور وہ سب کی سب حق پر تھیں۔ دنیا میں کفر نوح کی بعثت سے کچھ عرصہ پہلے شروع ہوا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے نبی جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور توحید کی طرف بلانے کے لیے مبعوث کیے گئے نوح ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

﴿ کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ﴾

قتادہ و عکرمہ سے بھی یہی آیت کے معنی میں روایت کی گئی ہے۔

بعثت نوح علیہ السلام

نوح علیہ السلام کس قوم کی طرف مبعوث کیے گئے؟

پہلے ہم یہ اختلاف ذکر کر چکے ہیں یعنی ان میں سے بعض کا قول ہے کہ جب لوگ فواحش و منکرات شراب نوشی شہوت پرستی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کی طرف نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیوراسپ کا زمانہ تھا اور نوح علیہ السلام کو اسی کے پیروکاروں کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ بیوراسپ کا ذکر بھی ہم عنقریب کریں گے۔ ان شاء اللہ

قرآن مجید سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> ترجمہ: "حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہ مانا اور ایسے لوگوں کی پیروی کی جن کے مال اور اولاد نے ان کے نقصان میں اضافہ کیا اور جنہوں نے بہت بڑے فریب کی باتیں کیں اور جنہوں نے اپنی پیروی کرنے والوں سے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ود کو نہ سواع کو اور یغوث و یعوق اور نسر کو چھوڑنا اور یہ واقعہ ہے کہ ان لوگوں نے [illegible]

بعثت کے وقت نوح علیہ السلام کی عمر:

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کی طرف نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں اور ان [illegible] کی حدود کا علم دیں جو آدم علیہ السلام، شیث اور اخنوخ کے صحیفوں میں نازل ہوئے تھے۔ جس وقت نوح علیہ السلام کو نبوت سے نوازا گیا تھا اس وقت ان کی عمر پچاس برس کی تھی۔

عون بن ابی شداد کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نبوت عطا ہونے کے وقت ان کی عمر ساڑھے تین سو برس تھی اور ساڑھے نو سو سال تک لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے اور عذاب الٰہی کے بعد ساڑھے تین سو برس زندہ رہے۔

نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کے لیے بددعا:

ابن عمر سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو اعلانیہ و پوشیدہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف بلایا لیکن قوم نے ان کی ایک نہ سنی یہاں تک کہ تین سو برس بیت گئے چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نوح کو درخت لگانے اور چالیس سال بعد انہیں کاٹنے اور ان سے کشتی بنانے کا کہا۔ قرآن مجید میں ہے،

﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا﴾ (سورۃ ہود آیت ۳۷)

"اور ایک کشتی ہماری حفاظت میں اور ہمارے حکم سے تیار کرو"۔

پس نوح علیہ السلام نے درخت کاٹا اور کشتی بنانا شروع کی۔

طوفان نوح علیہ السلام:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے کسی پر رحم کرتے تو وہ ایک بچے کی ماں ہوتی"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک دعوت دی یہاں تک کہ آخری زمانے میں انہوں نے ایک درخت لگایا جب وہ بڑا ہو گیا تو اسے کاٹا پھر کشتی بنانا شروع کی جب ان کی قوم کے افراد وہاں سے گزرتے تو پوچھا کرتے یہ کیا؟ نوح علیہ السلام جواب دیتے کہ کشتی بنا رہا ہوں۔ تو قوم والے ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ خشکی پر کشتی بنا رہے ہو اسے چلاؤ گے کہاں؟ تو نوح علیہ السلام فرماتے کہ عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا۔ پھر جب وہ کشتی بنا کر فارغ ہوئے تو تنور سے پانی نکلنے لگا اور وہ پانی محلوں اور گلیوں میں بھرنے لگا تو بچے (بچہ) کی ماں خوفزدہ ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئی جب پانی وہاں تک پہنچ گیا تو مزید پہاڑ پر اوپر اپنے بچے کو لے کر چڑھ گئی یہاں تک کہ وہاں بھی پانی پہنچ گیا اور جب پانی وہاں پہنچا تو اس نے اپنے بچے کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا لیکن پانی اسے بچے سمیت بہا کر لے گیا۔ اگر رب العزت اس دن کسی پر رحم فرماتے تو وہ بچے کی ماں پر فرماتے۔

کشتی نوح کا رقبہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام نے چالیس سال تک ساگوان کے درخت لگائے پھر سو سال میں کشتی [illegible]

[illegible]

آپ نے کوے کے لیے دعا کی اس وقت سے وہ بھی پرندوں میں شمار ہونے لگا۔

حام کی قبر میں واپسی

عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے حام سے کہا: آپ ہمارے ساتھ چلیں تاکہ ہم اطمینان سے آپ سے مزید باتیں کر سکیں تو اس نے جواب دیا "جس شخص کا رزق ہی ختم کر دیا گیا ہو وہ کس طرح آپ لوگوں کے ساتھ جا سکتا ہے" پھر عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے لوٹ جا اور وہ دوبارہ مٹی میں چلا گیا۔

کشتی نوح کا ڈیزائن:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نوح علیہ السلام "جودی" پہاڑ پر کشتی چھوڑ گئے جس کی لمبائی تین سو ذراع اور چوڑائی پچاس ذراع اور اونچائی تیس ذراع تھی۔ کشتی پانی سے آٹھ یا چھ ذراع باہر تھی (یہاں ذراع سے مراد نوح علیہ السلام کے دور کے ذراع ہیں) اور وہ کئی منزلوں پر مشتمل تھی۔ کشتی کے تین دروازے تھے جو کہ بالترتیب ایک دوسرے کے اوپر نیچے تھے۔

نوح علیہ السلام کا صبر:

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام توحید الٰہی کی طرف بلاتے تو قوم کے لوگ آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے۔ یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو جاتے اور جب ہوش میں آتے تو کہتے اے میرے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما کیونکہ یہ نہیں جانتے۔

نوح علیہ السلام کی دکھ بھری دعا:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم سرکشی اور نافرمانی میں حد سے بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کھلے عام ہونے لگی اور لوگ سیدھے راستے پر چلنے کی بجائے مزید بگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے آباؤ اجداد بھی یہی کرتے تھے تو اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا

ترجمہ: "اے اللہ! میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی مگر میری دعوت کی وجہ سے مزید مجھ سے بھاگنے لگے"۔

اور اسی طرح دوسری دعا یہ کی

ترجمہ: "اے اللہ! تو زمین پر کسی کافر کو بستا نہ چھوڑ کیونکہ یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو بچے پیدا ہوں گے وہ بھی دنیا میں بدعمل ہی ہوں گے"۔ (سورۃ نوح)

کشتی کی تیاری کا حکم:

جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کشتی بنانے کا حکم دیا جسے قرآن نے ان الفاظ میں بتایا

﴿ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴾

کفار کا نوح سے مذاق:

اس حکم کے آتے ہی نوح نے کشتی تیار کرنا شروع کر دی اور جب قوم کے لوگ ان کے قریب سے گزرتے تو کہتے کہ یہ کشتی اب سے یہاں خشکی پر کس طرح چلے گی، مذاق کرتے اور تمسخر اڑاتے۔ نوح علیہ السلام جواب دیتے کہ اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو اور ہم پر ہنستے ہو تو عنقریب ہم تم پر ہنسیں گے جب اللہ تعالیٰ کا شدید عذاب تم کو پکڑ لے گا۔

کشتی میں سوار ہونے کا حکم:

اہل تورات کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ساگوان کی لکڑی سے کشتی تیار کرنے کا حکم فرمایا اور اس کو اندر باہر سے تارکول کا لیپ کرنے کا حکم دیا۔ اور حکم دیا کہ اس کی لمبائی اسی گز ہو اور چوڑائی پچاس گز اور اونچائی تیس گز ہو اور اس میں تین منزلیں بنائی جائیں اور روشن دان بنائے جائیں۔

جب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کشتی تیار کر لی تو حکم ہوا کہ اس میں ہر جاندار کے دو دو جوڑے سوار کریں اور ان لوگوں کو سوار کریں جو اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہیں، اور نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ جب تنور سے پانی نکلتا دیکھیں تو کشتی میں سوار ہو جائیں تو آپ نے اسی طرح کیا۔

اہل تورات کی روایت کے مطابق کشتی میں کل دس انسان اور باقی سب جانور تھے اور یام جو کہ آپ کا بیٹا تھا کفر کی وجہ سے اس میں سوار نہ ہو سکا اور ہلاک کر دیا گیا۔

شیطان کا کشتی میں دھوکے سے سوار ہونا:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے چیونٹی اور سب سے آخر میں گدھے کو کشتی میں سوار کیا تو ابلیس گدھے کی دم سے چمٹ گیا اور گدھے کو اندر جانے سے روکے رکھا تو نوح علیہ السلام نے گدھے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو داخل ہو جا اگرچہ تیرے ساتھ شیطان ہی کیوں نہ ہو جب شیطان نے یہ سنا تو گدھے کو چھوڑ دیا اور خود بھی گدھے کے ساتھ داخل ہو گیا۔ جب نوح علیہ السلام نے شیطان کو کشتی میں سوار دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے سوار کیا ہے۔ اے اللہ کے دشمن نکل جا کشتی سے۔ شیطان نے کہا اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ مجھے بھی اپنے ساتھ سوار کر لیں اور یوں شیطان کشتی کے اوپر والے حصہ میں سوار ہو گیا۔

یام بن نوح کی غرقابی:

جب نوح علیہ السلام سوار ہو گئے تو اپنے ساتھ تمام مومنین اور جانوروں کو لے لیا تو اسی وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔

ترجمہ: ''پھر ہم نے بہت برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور ہم نے زمین سے چشمے بہا دیئے پھر وہ سب پانی مل گیا اس کام کے لیے جو تجویز ہو چکا تھا'' (سورۃ القمر آیت ۱۱، ۱۲)

[illegible]

[illegible] ہم نے [illegible] کشتی اور [illegible] پانی میں چلتی تھی [illegible]
بچنے کے لیے [illegible] دی گئی۔

اسی وقت میں نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا اور [illegible] ہمارے ساتھ سوار ہو جا [illegible] اس نے کہا میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا، نوح نے کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں سوائے اس کے جس پر وہ رحم کرے اور دونوں کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ غرق ہونے والوں میں سے ہو گیا۔

طوفان کی لہریں:

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ پانی کی تند و تیز لہروں سے بچا کر پہاڑوں سے اونچی ہو کر [illegible] ہلاک کر دیا سوائے ان کے جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔

عوج بن عنق:

اہل کتاب کا گمان ہے کہ ایک (مبالغہ) عوج بن عنق بھی زندہ بچ جانے والوں میں سے تھا، جو بیٹھے اور اس [illegible] پانی گھٹنوں تک پہنچا پھر اس کے بعد بہتے بہتے ختم ہو گیا۔

آدم علیہ السلام کا جسد پاک کشتی میں:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چالیس دن اور چالیس رات تک بارش خوب برستی رہی یہاں تک کہ تمام وحشی جانور، چرند پرند سب جمع ہو کر نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ان میں سے دو دو جوڑے کشتی میں سوار کر لیے اور آدم علیہ السلام کے جسد پاک کو بھی کشتی میں رکھ لیا آپ کا جسد [illegible] مردوں اور عورتوں کے درمیان (بطور پردہ) حائل کر دیا۔

نوح علیہ السلام کے کشتی میں سوار ہونے اور اترنے کی تاریخ:

نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکار رجب میں کشتی میں سوار ہوئے اور دس محرم یعنی عاشورہ کے دن کشتی سے نیچے اترے۔ اسی وجہ سے لوگ اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ طوفان نوح میں نصف پانی بارش کی صورت میں آسمان سے اترا اور نصف پانی زمین سے چشموں کی صورت میں نکلا۔ کشتی نوح چھ ماہ تک [illegible] زمین کے چکر لگاتی رہی یہاں تک کہ [illegible] جودی پہاڑ پر جو [illegible] کے علاقے میں واقع ہے۔ جب کشتی جودی پہاڑ پر رک گئی تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ جو پانی اس کے اندر سے نکلا ہے اسے اپنے اندر سمو لے اور آسمان کو تھمنے کا حکم دیا یوں پانی ختم کر دیا اور باقی جو آسمان سے نازل ہونے والا پانی تھا وہ سمندر کی صورت میں آ گیا [illegible] تک پانی رکا رہا پھر وہ بھی زمین میں جذب ہو گیا [illegible] ایک حصہ [illegible] باقی اب بھی وہاں موجود ہے اور [illegible] ہو چکا ہے

تنور کس علاقے میں تھا؟

بعض روایات [illegible]

[illegible]

عاشورا کا روزہ

[illegible]

کشتی نوح کا سفر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طوفان کے بعد نوح علیہ السلام کتنا عرصہ زندہ رہے

[illegible]

اولاد نوح علیہ السلام

[illegible]

[illegible]

﴿ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴾

ہم نے اس کی اولاد ہی کو باقی رکھا۔ [illegible]

[illegible]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام کے ہاں سام پیدا ہوا اس کی اولاد سفید اور گندمی رنگ کی تھی دوسرا بیٹا حام پیدا ہوا اس کی اولاد کالی اور سفید تھی۔

تیسرا بیٹا یافث پیدا ہوا اس کی اولاد [illegible] سرخ اور زرد رنگ کی تھی۔

اور چوتھا بیٹا کنعان تھا جو طوفان میں غرق ہو گیا اسی کو عرب کنعان یام کے نام سے پکارتے ہیں۔

مجوسیوں کے خیالات

مجوسی طوفان نوح علیہ السلام سے انکاری ہیں ان کا کہنا ہے کہ دنیا جیومرت کے زمانے سے ہی باقی ہے وہ کہتے ہیں کہ جیومرت ہی اصل آدم علیہ السلام ہیں اور وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے رہے یہاں تک کہ فیروز بن یزدگرد بن شہریار کا زمانہ آ گیا ان میں سے بعض لوگ طوفان نوح کا اقرار بھی کرتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ صرف بابل شہر اور اس کے مضافات تک محدود تھا اور کہتے ہیں کہ جیومرت کی اولاد تو مشرقی جانب تھی اور پانی وہاں تک نہیں پہنچا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے

"اور نوح نے ہم کو پکارا سو ہم کیا خوب پکار پہنچنے والے ہیں اور ہم نے نوح اور ان کے اہل بیت کو بڑے غم سے نجات دی اور ہم نے صرف نوح ہی کی نسل کو باقی رکھا" (سورۃ الصافات آیت ۷۵ تا ۷۷)

جیومرت اور اس کے بارے میں اختلافی مضمون پہلے گزر چکا ہے۔

سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ" سے مراد سام، حام اور یافث ہیں۔

قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تمام انسان نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے کہ تمام انسان اولاد نوح علیہ السلام ہیں۔

روئے زمین کی تقسیم اور تاریخ کی ابتداء

محمد بن صالح اور شعبی سے مروی ہے کہ جس وقت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا اور زمین میں ان کی نسل ایک بڑی تعداد میں پھیل چکی تو ان کے بیٹوں نے تاریخ کی ابتداء نزول آدم علیہ السلام سے کی اور یہ تاریخ کا سلسلہ نوح علیہ السلام کی بعثت تک رہا پھر اس کے بعد نوح علیہ السلام سے تاریخ لکھنے کا سلسلہ جاری ہوا یہاں تک کہ زمین پر جو کچھ تھا وہ برباد ہو گیا۔ پھر نوح علیہ السلام اور ان کے ہمراہ کشتی سے اترے تو نوح نے اپنے بیٹوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔

سام کو زمین کا وسطی حصہ دے دیا گیا جس میں بیت المقدس، نیل، فرات، دجلہ، سیحون، جیحون اور فیشون کے علاقے تھے یہ تمام دریائے فیشون سے نیل کے مشرق اور جنوب والی ہواؤں کے چلنے کی جگہ سے شمالی ہواؤں کے چلنے کی جگہ تک پھیلا ہے۔

حام کو نیل کے مغربی کنارے سے شمالی ہواؤں کے چلنے تک کی جگہ مل گئی۔ یافث کو فیشون سے لے کر صبا کی ہواؤں کے چلنے کی جگہ تک کا علاقہ عطا کیا گیا۔

یہ سلسلہ تاریخ طوفان نوح علیہ السلام سے شروع ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالے جانے تک چلتا رہا۔

ان کے بعد تاریخ کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے یوسف علیہ السلام تک رہا۔

پھر یوسف ﷺ کی بعثت سے موسیٰ ﷺ کی بعثت تک چلا۔

موسیٰ ﷺ کی بعثت سے حضرت سلیمان ﷺ کی بعثت تک

سلیمان ﷺ سے عیسیٰ بن مریم ﷺ کی بعثت تک

عیسیٰ ﷺ بن مریم کی بعثت سے حضور اکرم ﷺ تک چلا رہا۔

غرض عربوں کے دور میں تاریخ کا یہ طریقہ رہا اور وہ یہی تاریخیں استعمال کیا کرتے تھے۔ جب کہ مسلمان نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے تاریخ شمار کرتے ہیں۔ صرف قریش اسلام سے قبل واقعہ فیل سے تاریخ شمار کرتے تھے۔ باقی تمام عرب کے لوگ مذکورہ بالا ایام کی تاریخ استعمال کرتے تھے۔ مثلاً جنگ بسوس سے تاریخ شمار کرنا اور کلاب اول اور ثانی سے تاریخ شمار کرنا وغیرہ۔ نصرانی آج تک ذوالقرنین بادشاہ کے زمانے سے تاریخ شمار کرتے ہیں۔

اہل فارس اپنے بادشاہوں کے زمانے سے تاریخ شمار کرتے ہیں آج کل وہ اپنے آخری بادشاہ یزدگرد بن شہریار کے زمانے سے تاریخ شمار کرتے ہیں۔ جو کہ بابل اور مشرق کا بادشاہ تھا۔

* * *

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عجمی نے اس بارے میں ذکر ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ وہ فرشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے اژدہا بنا دیا تھا۔

شعبی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص اور قرشت تمام سب سے ظالم بادشاہ تھے۔ ایک دن قرشت نے سوچا اور کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے اسے مسخ کر دیا اور اسے اژدہا بنا دیا۔ عرب اور عجم کے تمام اہل اخبار کا گمان ہے کہ اس نے تمام ملکوں پر قبضہ کیا اور وہ ایک ساحر و جابر تھا۔

ضحاک و سواد بادشاہ کا زوال:

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ ضحاک نے جمشید کے بعد تقریباً ایک ہزار سال تک حکمرانی کی۔ پھر ضحاک سے بعد سواد کی نرس میں آیا جو کوفہ کی طرف جانے والے راستے کی ایک جانب ہے اور تمام زمین کا بادشاہ بن بیٹھا اور لوگوں پر ظلم و ستم کی نئی داستان رقم کرنا شروع کی۔ ہزاروں لوگوں کو قتل کیا۔ اس نے سب سے پہلے سولی پر لٹکانے اور بدن کے مختلف اعضاء کاٹنے کی سزائیں تجویز کیں۔ زمین پر عشر مقرر کیا اور درہم جاری کیے اور سب سے پہلے گا، پھر اس کی مدح سرائی میں گانے گائے گئے۔

اژدھا نما پھوڑے:

بعض روایات میں ہے کہ ضحاک کے دونوں کندھوں پر اژدھے کی شکل کے پھوڑے نکل آئے اور جب تک وہ دو انسانوں کو قتل کر کے ان کا دماغ ان پر نہ لگاتا تو یہ پھوڑے حرکت کرتے رہتے تھے جس کی وجہ سے وہ شدید تکلیف محسوس کرتا تھا چنانچہ وہ روزانہ دو آدمی قتل کرنے کا حکم دیتا اور ان کا دماغ اپنے پھوڑوں پر لگاتا۔

ضحاک کی سرزنش:

اس کی بابت مزید کہا گیا ہے کہ بابل سے ایک شخص نکلا اور اس نے ایک جھنڈا گاڑ کر لوگوں کو اس کے پیچھے جمع کیا جب ضحاک کو اس شخص کی حرکت کا علم ہوا تو اس نے پوچھا کہ اس نے لوگوں کو کیوں جمع کیا ہے کہ اور وہ کیا چاہتا ہے تو اس شخص نے ضحاک کو کہا کہ کیا تو یہ گمان نہیں کرتا کہ تو تمام روئے زمین کا بادشاہ ہے تو اس نے جواب دیا کہ بے شک میں تمام روئے زمین کا بادشاہ ہوں تو اس شخص نے جواب دیا کہ اگر تو تمام روئے زمین کا بادشاہ ہے تو صرف ہمیں ہی کیوں قتل کرتا ہے تجھے چاہیے کہ قتل کو تمام لوگوں پر تقسیم کر دے (باری لگا دے)

چنانچہ ضحاک نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ روزانہ دو آدمی ترتیب سے لاتے رہیں اور کسی شہر یا گاؤں کو مخصوص نہ کریں بلکہ ہر شہر اور گاؤں سے آدمی لائے جائیں۔

سرزنش کرنے والے کی یادگار:

بعض لوگوں نے کہا کہ اہل اصفہان اسی جھنڈا اٹھانے والے کی اولاد ہیں اور یہ جھنڈا آج تک فارس کے بادشاہوں کے خزانوں میں محفوظ ہے جو کہ اصل میں شیر کی کھال کا تھا۔ مگر فارس کے بادشاہوں نے اس پر سونا اور ریشمی کپڑا چڑھا دیا تاکہ اس سے برکت حاصل کریں۔

ضحاک اور نمرود:

بعض دیگر روایات میں آتا ہے کہ ضحاک ہی نمرود تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے اسی بادشاہ

نے آپ کو قتل کر دیا۔

ضحاک کے زوال کا آغاز:

کہا جاتا ہے کہ افریدون جو جمشید کی نسل میں سے تھا، ضحاک سے پہلے گزرا تھا۔ وہ جمشید کی نویں پشت میں تھا اس کی جائے پیدائش [illegible] ان دو بچوں کے ساتھ گھر سے نکلا اور ضحاک کے گھر کی طرف گیا اور اس نے ضحاک کو [illegible] گیا ہوا تھا جس اس نے گھر میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔

ضحاک کی قید

جب ضحاک کو اس کی خبر پہنچی تو وہ واپس آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی طاقت سلب کر لی اور افریدون اس پر غالب آگیا اور افریدون نے اسے دنباوند کے پہاڑوں میں قید کر دیا۔ [illegible] گمان کرتے ہیں کہ وہ آج تک دنباوند کے پہاڑوں میں لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے اور سخت عذاب دیا جا رہا ہے۔

ہشام سے مروی ہے کہ ضحاک اپنے گھر میں موجود تھا جب افریدون [illegible] بیوراسپ ضحاک کے گھر پہنچا اور ضحاک کی [illegible] جب بیوراسپ نے دیکھا تو [illegible] رہا جب اس نے [illegible] افریدون نے [illegible] بیوراسپ کی عقل زائل ہو گئی پھر افریدون نے اسے پکڑ لیا اور دنباوند کے پہاڑوں میں قید کر دیا۔ [illegible] تمام [illegible] اور تخت شاہی پر [illegible] ہو گیا۔

بادشاہت کے اصل حقدار:

اہل فارس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت و سلطنت دراصل ارفخشذ بن سام اور ان کی اولاد [illegible] نسب تھا جس نے [illegible] کی وجہ سے بادشاہوں میں بادشاہت چلی آتی تھی۔

ضحاک نے [illegible] جس کا [illegible] تھا جب [illegible] ان کے بچوں کو ذبح کر دیتا تھا۔

بعض اہل کتاب کا قول ہے کہ ضحاک [illegible] کے زمانہ میں [illegible]

ضحاک کی ہلاکت

بعض اہل علم [illegible] بیوراسپ [illegible] کے خلاف [illegible] بیوراسپ کی [illegible]

جانے پر غضب ناک ہوا تھا۔ بالآخر اس نے ضحاک کو شکست دی اور لوگوں نے کاوی کو اپنا بادشاہ مقرر کر دیا۔ لوگ اس کی اطاعت کرنے لگے اور اس کا ہر حکم ماننے لگے۔

کاوی کا جھنڈا:

آج بھی کاوی کا جھنڈا عجم کے بادشاہوں کے پاس محفوظ ہے جسے وہ لے کر چلتے ہیں۔ جو ظلم و تشدد کے خلاف اٹھا تھا۔ بادشاہان فارس اس جھنڈے سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ بطور تبرک ایک دوسرے کو بھیجتے ہیں اور انتہائی اہم امور میں اس علم کو ہی سب جھنڈوں سے بلند رکھتے ہیں۔

افریدون کی تخت نشینی:

جب کاوی ضحاک کے قریب پہنچا تو ضحاک کاوی سے مرعوب ہو کر بھاگ نکلا اور کاوہ کے بیٹے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ لیکن کاوی جانتا تھا کہ وہ بادشاہت کا اہل نہیں تھا چنانچہ اس نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ جمشید کی اولاد میں سے کسی کو اپنا بادشاہ بنا لیں کیونکہ بادشاہت کے اصل حقدار وہی ہیں انہوں نے ہی ہمارے ملک کی بنیاد رکھی تھی اور ملک کا نظم و نسق ترتیب دیا تھا۔ چنانچہ افریدون بن اثفیان کو لوگوں کی بادشاہت کے لیے مقرر کیا اور اسے تخت شاہی پر بٹھا کر خود اس کے مددگار بن گئے۔ افریدون نے بادشاہت کا تاج پہنتے ہی ضحاک کی تمام املاک کو اپنی تحویل میں لے لیا اور ضحاک کو گرفتار کر کے دنباوند کے پہاڑوں میں قید کر دیا۔

مجوسیوں کا گمان ہے کہ ضحاک کو دنباوند کے پہاڑوں میں قید کر کے جنوں کو اس کی نگرانی اور حفاظت پر مامور کیا گیا۔

کاوی کی قیادت میں لوگوں کا ضحاک کے پاس پہنچنا

اہل علم کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ضحاک کا ظلم و تشدد شرافت کی تمام حدود پار کر چکا اور اس کا ظلم پھیلتا ہی چلا گیا اور اس کی طرف سے خیر کی کوئی امید نہ رہی تو ملک کے لوگ جمع ہو کر اس کے پاس پہنچے تاکہ اس سے بات چیت کی جائے لیکن سوال یہ تھا کہ ضحاک سے بات چیت کون کرے گا اور کون ان کا لیڈر بنے گا آخر سب لوگ کاوی پر جمع ہو گئے۔ یہی بادشاہ ضحاک سے بات چیت کرے گا اور اسے انصاف کرنے پر آمادہ کرے گا۔ کاوی نے بھی یہ ذمہ داری قبول کر لی اور ضحاک کے سامنے پہنچ گیا۔

کاوی کا انداز گفتگو:

کاوی نے ضحاک کو ان الفاظ میں سلام کیا

سلامتی ہو تمام شہروں کے بادشاہ پر یا صرف ایک شہر کے بادشاہ پر؟

ضحاک نے جواب دیا تمام شہروں کے بادشاہ پر۔ کاوی نے ضحاک سے کہا اگر آپ تمام شہروں کے بادشاہ ہیں تو یہ قتل عام اور ظلم و تشدد صرف ہمارے اوپر ہی کیوں؟ آپ اسے تمام لوگوں پر تقسیم کیوں نہیں کرتے؟ اس کے بعد کاوی نے وہ تمام مسائل جن میں تخفیف ممکن تھی بادشاہ کے سامنے بیان کر دیئے اور یہ باتیں ضحاک کے دل میں اچھی طرح اتار دیں

چنانچہ ضحاک نے بھی اپنے ظلم و ستم کا اقرار کیا اور آئندہ ان کی مرضی کے مطابق کام کرنے کا وعدہ کیا اور انہیں واپس جانے کا حکم دیا اور لوگ چلے گئے۔ کچھ دنوں بعد لوگ دوبارہ آئے اور اپنی حاجتیں بادشاہ کے سامنے پیش کیں تو بادشاہ نے ان کی تمام حاجتوں کو پورا کر دیا اور لوگ اطمینان سے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

ضحاک کی بادشاہت [illegible]

[illegible]

ضحاک کی عمر

[illegible] ضحاک نے ایک ہزار سال عمر پائی [illegible] حکومت کی [illegible]

[illegible] ایک ہزار سال [illegible]

[illegible] سب سے لمبی عمر پانے والا شخص صرف ضحاک ہے [illegible] ایک ہزار سال تھی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

﴿ [illegible] ﴾

[illegible] ہیں۔

ماجوج کا باپ ہے۔ جو کہ ترکوں کا چچا زاد بھائی ہے۔

یافث کی اہلیہ:

کہا جاتا ہے کہ یافث کی اہلیہ اربیسیہ بنت مرازیل بن الدرمسیل بن محویل بن خنوخ بن قینن بن آدم تھی اس سے یافث کے سات بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

یافث کی اولاد:

۱۔ جومر بن یافث (ابن اسحاق سے مروی ہے کہ وہ یاجوج ماجوج کا باپ تھا)

۲۔ ماریغ بن یافث۔ ۳۔ واکل بن یافث۔

۴۔ بوان بن یافث۔ ۵۔ توبیل بن یافث۔

۶۔ ہوشل بن یافث۔ ۷۔ تیرس بن یافث۔

اور ایک بیٹی شبکہ بنت یافث تھی۔

حام بن نوح کی بیوی:

حام بن نوح کی بیوی نحلب بنت مارب بن الدرمسیل بن محویل بن خنوخ بن قینن بن آدم تھی۔ اس سے حام کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔

۱۔ کوش بن حام ۲۔ قوط بن حام ۳۔ کنعان بن حام

حبش، ہند اور سندھ کی ولادت:

کوش بن حام بن نوح نے قرنبیل بنت بتاویل بن ترس بن یافث بن نوح سے شادی کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بطن سے کوش کے تین بیٹے (۱) حبش (۲) سندھ اور (۳) ہند پیدا ہوئے۔

مصریوں اور سوڈانیوں کے جد اعلیٰ:

قوط بن حام بن نوح نے بخت بنت بتاویل بن ترس بن یافث بن نوح سے شادی کی اس سے قوط کا ایک بیٹا قبط پیدا ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قبط ہے۔

کنعان بن حام بن نوح نے ارسل بنت بتاویل بن ترس بن یافث بن نوح سے شادی کی اس سے کالے رنگ کے بچے پیدا ہوئے جن کے نام (۱) نوبہ (۲) فزان (۳) زنج (۴) زغاوہ اور تمام سوڈانی ان کی نسل سے چلے۔

نوح علیہ السلام کی حام کے لئے بددعا:

ابن اسحاق سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ اہل تورات کا گمان ہے کہ یہ سب کچھ نوح علیہ السلام کی حام کے لئے بد دعا کی وجہ سے ہوا (کہ اس کی اولاد کالی پیدا ہوئی)

اس کا قصہ یوں ہے کہ نوح علیہ السلام ایک مرتبہ سو گئے تو ان کا ستر کھل گیا حام نے دیکھا لیکن ڈھانپا نہیں اور سام اور

[illegible]

اور جاسم یہ سب عرب تھے۔ ان کی بھی (فطری) زبان عربی تھی۔ اور فارس کے مشرق میں رہنے والے فارسی بولتے تھے۔

عرب عاربہ اور عرب مستعربہ:

ارم بن سام بن نوح کے بیٹے عوص بن ارم، غاثر بن ارم اور حویل بن ارم تھے۔ عوص بن ارم کے بیٹے عاد بن عوص اور عبیل بن عوص تھے۔ غاثر بن ارم کے بیٹے ثمود بن غاثر اور جدیس بن غاثر تھے۔ یہ سب عرب تھے اور یہ مضری زبان بولتے تھے۔ عرب ان لوگوں کو عرب عاربہ کہتے تھے کیونکہ یہ ان کی فطری زبان تھی اور اسماعیل بن ابراہیم کو عرب مستعربہ کہتے تھے کیونکہ انہوں نے ان امتوں کی یہ زبان ان لوگوں کے درمیان رہنے کی وجہ سے بولنا شروع کی تھی۔ جس کی بات ہوا۔ عاد، ثمود، عمالیق، امیم، جاسم، جدیس اور طسم ہی اصلی عرب تھے۔

عاد اس ریت سے لے کر حضرموت اور پورے یمن میں رہتے تھے اور ثمود حجاز اور شام کے درمیان حجر سے لے کر وادی القری اور اس کے اطراف میں رہتے تھے۔

جدیس طسم کے ساتھ ہو لئے اور وہ ان کے ساتھ یمامہ اور اس کے اطراف بحرین کے علاقہ میں رہائش اختیار کی۔ اس دور میں یمامہ کا نام جو ہوتا تھا۔ جاسم عمان میں رہتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی سام اور یافث کے لئے دعا اور حام کے لئے بددعا:

ابن اسحاق کے علاوہ کسی اور سے منقول ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام کے لیے دعا کی کہ اس کی نسل سے انبیاء اور رسول ہوں اور یافث کے لئے دعا کی کہ اس کی نسل سے بادشاہ ہوں اور انہوں نے دعا میں یافث کو سام پر فوقیت دی تھی اس کا ذکر پہلے کیا اور حام کے لئے بددعا کی کہ اس کی نسل کا رنگ تبدیل ہو جائے اور اس کی نسل سام اور یافث کی نسل کی غلام ہو۔

بعض کتب میں مذکور ہے کہ بعد میں نوح علیہ السلام کا دل حام کے معاملہ میں نرم پڑ گیا تو انہوں نے اس کے لئے دعا کی کہ اس کے بھائی اس پر رحم کریں اور پھر اپنے پوتے کوش بن حام اور جومر بن یافث بن نوح کے لئے دعا کی اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ان کے پوتوں میں سے ان کے پاس آئے اور ان کی اس انداز سے خدمت کی جس طرح کوئی حقیقی بیٹا باپ کی خدمت کرتا ہے۔ اس لئے انہوں نے پوتوں کے لئے دعائے خیر کی۔

سام اور یافث کی اولاد:

سام کے پانچ بیٹے تھے جن کے نام بالترتیب عابر، عیلم، اشوذ، لاوذ اور ارم تھے۔ یہ سب مکہ میں رہتے تھے۔ ارفخشد کی نسل سے انبیاء اور رسل اور دوسرے مختلف عظیم لوگ اور تمام اہل عرب اور مصر کے فراعنہ پیدا ہوئے۔

یافث بن نوح کی نسل سے تو کل سلطنت عجم کے تمام بادشاہ تھے اور فرس میں ان کا آخری بادشاہ یزدگرد بن شہریار بن پرویز تھا اور ان کا نسب جیومرت بن یافث بن نوح پر ختم ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ لاوذ بن سام بن نوح اور اس کے دوسرے بھائیوں میں سے ایک قوم جابر کی طرف گئی یا مصر نے اس پر انعام و اکرام کیا اور ان کو اپنے ملک میں جگہ دی ان میں سے ماذی بن یافث بھی تھا۔ کہا وہ ماذی ہے جس کی طرف ماذی تلواروں کو نسبت دی جاتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ [illegible]

[illegible]

ہند سندھ کی اصل حقیقت

حام بن نوح کی نسل میں تو یہ حیثیت ہوئی ہند سندھ اور مشرق و مغرب کے ساحلی علاقوں کے لوگ ہیں انہی میں سے نمرود بن کوش بن حام بن نوح تھا۔

بنو یقطن قحطان:

ارفخشد بن سام کا ایک بیٹا قینان تھا اس کا تورات میں ذکر نہیں، روایتوں سے یہی ثابت ہے کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس کے بارے میں کہا گیا ہے وہ اس قابل نہ تھا کہ کسی کتاب میں اس کا تذکرہ کیا جائے کیونکہ وہ جادوگر تھا اور اپنے آپ کو خدا کہتا تھا۔ تورات میں ارفخشد بن سام اور شالخ بن قینان بن ارفخشد کی پیدائش کا ذکر کیا ہے لیکن نسب میں قینان کا ذکر نہیں کیا گیا جس کی وجہ اوپر بیان ہو چکی ہے۔

شالخ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شالخ بن ارفخشد قینان کی نسل سے تھا اور شالخ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عابر تھا۔ عابر کے دو بیٹے تھے ایک کا نام فالغ تھا جس کے معنی عربی میں تقسیم کرنے والے کے ہیں اور یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ ان کے زمانے میں زمین تقسیم ہوئی تھی اور زبانیں خلط ملط ہو گئی تھیں اور عابر کے دوسرے بیٹے کا نام قحطان تھا۔

قحطان کے دو بیٹے یعرب اور یقطان تھے۔ وہ دونوں یمن میں آئے قحطان وہ پہلا شخص تھا جو یمن کا بادشاہ بنا اسے "ابیت اللعن" کا خطاب دیا گیا جیسا کہ بادشاہوں کو کہا جاتا تھا۔

ابراہیم خلیل اللہ:

فالغ بن عابر کا ایک بیٹا ارغو تھا ارغو کا ایک بیٹا سروغ نامی تھا اور ساروغ کا ناحور کا بیٹا تھا۔ اسی ناحور کا بیٹا تارخ تھا جس کو عربی میں آزر کہتے ہیں۔ تارخ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ابراہیم خلیل اللہ تھا۔

ارفخشد کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام نمرود تھا اور وہ دجلہ کے کنارے پر بستا تھا۔

لاوذ بن سام کے بیٹوں میں سے طسم اور جدیس یمامہ میں رہتے تھے اور عملیق بن لاوذ حرم اور اطراف مکہ میں سکونت پذیر تھے۔ اور ان کے بعض لوگ شام کی طرف چلے گئے وہ کنعانی تھے۔ مصر کے فراعنہ بھی عمالیق تھے۔ اور لاوذ بن سام کے بیٹوں میں امیم بن لاوذ بن سام بھی تھا اس کے متعدد بیٹے تھے جن میں سے بعض مشرق میں جا کر یافث کے پاس پہنچ گئے۔ ارم بن سام کے ہاں ایک لڑکا عوص بن ارم پیدا ہوا وہ احقاف میں رہتا تھا عوص کا ایک بیٹا عاد نامی بھی تھا۔

نمرود:

حام بن نوح کے چار بیٹے کوش، مصرایم، قوط، کنعان نامی تھے۔ بابل کا بادشاہ نمرود کوش ہی کی نسل سے تھا اور اس کا نام نمرود بن کوش بن حام تھا۔ اس کے باقی بیٹے مشرق و مغرب کے ساحلی علاقوں اور حبشہ وغیرہ ان میں رہتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ قبط [illegible] بن مصرایم کی اولاد میں سے تھے قوط ہند سندھ کی طرف آیا اور یہاں رہنے لگا۔

یافث بن نوح کے بیٹے جامر، موسیج، ماذی، یاوان، توبال، ماشج، تیرش تھے۔

فارس کے بادشاہ جامر کی اولاد میں سے ہیں۔ [illegible] کی اولاد سے اقوام [illegible] ہیں۔

اشخاص میں۔ پہلے یہ سب روم کے علاقے میں رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت [illegible] کی اولاد میں ایک واقعہ ہوا۔ جس کے سبب انہوں نے تمام سام اور یافث [illegible] ایک علاقے میں رہائش اختیار کی اور انہوں نے [illegible] کو وہاں سے نکال دیا۔

حضرت ہود علیہ السلام

ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس کی طرف وحی بھیجی [illegible] عاد کی قوم اور ان [illegible] اور اہل الاحقاف سام بن نوح کی اولاد میں سے تھے۔

ہشام بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ اہل حضر موت، جدیس، طسم، عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح کے بیٹے کی اولاد میں سے ہیں۔ [illegible] ارفخشد بن سام بن نوح ہیں۔

حضر موت بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہیں۔ اور یقطن قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہیں۔

ایک قول کے مطابق ہے جو کہ یمن والے اسماعیل علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں کرتے اور اہل فارس [illegible] عاد بن عوص کے بیٹے ہیں اور جدیس [illegible] بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں اور [illegible] عابر بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔

عملیق یعنی عرب اور طسم اور امیم لاوذ بن سام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔

عملیق عمالقہ کے باپ ہیں اور بربر بھی انہی میں سے ہیں۔ اور وہ ثمیلہ بن مارب بن فاران بن عمرو بن عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں سوائے صنہاجہ اور کتامہ کے کیونکہ وہ فریقش بن قیس بن صیفی بن سبا کے بیٹے ہیں۔

عربی بولنے والے ابتدائی لوگ:

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے عربی بولنے والے عمالقہ تھے جب وہ لوگ بابل سے کوچ کر رہے تھے تو اس وقت عملیق اور جرہم کو عرب عاربہ کہا جاتا تھا ثمود اور جدیس عابر بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں عاد اور عملیق [illegible] بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں۔

[illegible] عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں۔ نمرود بن کوش بن کنعان بن حام بن نوح کا بیٹا تھا۔ یہ بابل کا بادشاہ تھا اور ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بابل پر اسی کی حکومت تھی۔

عربی زبان کا آغاز

قوم عاد کو اس زمانے میں عاد ارم کہا جاتا تھا جب وہ لوگ ہلاک ہو گئے تو ثمود کو ارم کہا جانے لگا اور جب ثمود بھی ہلاک ہو گئے تو تمام نسل ارم کو ارمان کہا جانے لگا۔ یہی لوگ نبطی ہیں۔ یہ لوگ تو بابل میں رہتے تھے اور سب مسلمان تھے۔ یہاں تک کہ نمرود بن کوش بن کنعان بن حام بن نوح بابل کا بادشاہ بنا اس نے ان لوگوں کو بت پرستی کی دعوت دی اور یہ لوگ اس کی بات مان گئے اور بت پرستی کرنے لگے۔ یہ لوگ سریانی زبان بولتے تھے جس کے بعد ایک رات اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو مختلف کر دیا یہاں تک کہ ہر ایک دوسرے کی بات کو نہ سمجھ پاتے تھے [illegible] بولیاں تھیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

10

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اکم کی جانب سے آباد ہوئے ہیں۔

یمن اور شام نام کیوں رکھے گئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سام حام اور یافث کی اولاد کے حلیے:

[illegible]

[illegible]

سام اور اس کی اولاد کی عمر

[illegible]

مجدل شہر کی تعمیر

[illegible]

[illegible]

حضرت ابراہیم [illegible] پیدائش

[illegible]

[illegible]

ہوا آپس میں تفرقہ نہ ہو کہ ایک دوسرے پر ظلم کرنے لگیں تو ابتداً اس نے ملک کو ان تینوں میں تقسیم کر دیا۔ اس لیے اس نے تین حصے بنایا اور جو حصہ جس کی قسمت میں تھا وہ اسے مل گیا۔ اس طرح روم اور مغرب کے علاقہ جات سلم کے حصہ میں آئے، ترک اور چین طوج کے حصہ میں اور عراق اور ہند ایرج کے حصہ میں۔ نیز اس نے تاج و تخت ایرج کے حوالے کر دیا۔ افریدون کے فوت ہونے کے بعد ایرج کے دونوں بھائیوں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر دونوں نے مل کر تین سو سال تک حکومت کی۔

افریدون کے باپ:

اہل فارس کا گمان ہے کہ افریدون کے دس باپ تھے اور ہر ایک کو اثفیان ہی کہا جاتا تھا اور یہ انہوں نے اپنی اولاد کے بارے میں ضحاک سے ڈرتے ہوئے کیا تھا کیونکہ ان میں سے ضحاک کے ملک پر قبضہ کرنے کہ اس نے جمشید بادشاہ کے خون کا بدلہ لینا ہے۔

وہ مخصوص القاب کے ذریعے پہچانے جاتے تھے جیسے کہ ایک کو سرخ گایوں والا اثفیان اور ایک کو سفید و سیاہ داغ والی گایوں والا اثفیان اور ایک کو مٹیالے رنگ کی گایوں والا کہا جاتا تھا۔ ان کے نام اس طرح تھے۔ افریدون بن اثفیان پرگاو (زیادہ گایوں والا) افریدون بن اثفیان سیرگاو (چربی اور موٹی گایوں والا) افریدون بن اثفیان بورگاو (وحشی گدھوں کے رنگ کی گایوں والا) افریدون بن اثفیان اخشین گاو (پیلے رنگ کی گایوں والا) افریدون بن اثفیان اسپید گاو (سفید گایوں والا) افریدون بن اثفیان کیرگاو (مٹیالے رنگ کی گایوں والا)

لقب "کیہ":

افریدون وہ پہلا شخص ہے جس کو "کیہ" کا لقب دیا گیا جس کے معنی "پاکی" کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ روحانی اور اس سے مراد لی جاتی ہے کہ اس کا کام بہت مخلصانہ اور پاک ہے جو کہ روح سے تعلق رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "کیہ" کے معنی آرزو طلب کرنے والے کے ہیں۔ یہ بھی گمان کیا جاتا ہے کہ "کیہ" کے معنی خوبصورتی کے ہیں۔ کیونکہ جب اس نے ضحاک کو قتل کیا تو اس پر حسن و خوبصورتی چھا گئی۔

حلیہ:

اہل فارس اہل علم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بہت بھاری جسم، خوبصورت چہرے والا اور تجربہ کار شخص تھا اور وہ عموماً لوہے کی سلاخ سے قتال کرتا تھا جس کا سر بیل کے سر کی طرح تھا۔

بہادری:

اس کے بیٹے ایرج کو ملک یعنی عراق اور اس کے اطراف اس کی زندگی میں افریدون کی حکومت میں شامل تھا۔ اس نے تمام ملکوں پر قبضہ کیا اور مختلف علاقوں میں نقل مکانی کرتا رہا۔ وہ جس دن بادشاہ بنا تھا تو اس نے تخت پر بیٹھ کر کہا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید سے ضحاک پر غالب آنے والے ہیں ہم شیاطین اور اس کی فوج کو ذلیل و خوار کر دیں گے پھر لوگوں کو انصاف کرنے اور سیدھے راستے پر چلنے اور بھلائی کا معاملہ کرنے کی تلقین کی اور انہیں شکریہ ادا کرنے پر ابھارا اور ساتھ ہی ان کو ترغیب دی۔ اسی طرح کر کے پہاڑوں کو سات حصوں میں تقسیم کیا اور ان پر چاند اور دوسرے علاقوں کے تحفے خواہ جو کہ ان کی بارش بہت کو ظاہر کرتے تھے۔

ضحاک کا افریدون سے زندگی کی بھیک مانگنا

بات کا شکار ہونے کے بعد کہتے ہیں کہ جب حکومت پائی تو تین سو برس بعد بدلی اور اپنے آپ کو نہ گھٹنے کا اور اس میں خرچ کرنے کا اور اسے بتایا کہ اس کا ادا اس بات کا یا وہ جیسا اس کی نسبت ہوا اس کے خاندان میں سے تجاوز ہونے والا ہو وہ اس کو تاوان دے اسے اپنے حق سے زیادہ نہیں دینا ہوگا اس کے بدلے کچھ دیتی ہے۔

مختلف امور کا ذکر

افریدون وہ پہلا شخص ہے جس نے علم طب و نجوم کی تحقیق کی اور حیوانات پر سواری کی اور ... (اقحوان) سے علاج کیا اور ہاتھی کی سواری کی۔

بیٹوں کو زمین بانٹ دینا

افریدون نے اپنے تین بیٹوں سلم طوج اور ایرج میں زمین اس طرح تقسیم کی کہ طوج کو ترک کی ایک جانب اور چین کا مالک بنایا اور خزر و چین کو اپنا ... تھے اور ان کے اطراف میں جو بادشاہ تھے انہیں بھی ساتھ ملا دیا۔

سلم کو صقالبہ روم اور ان ممالک اور جو ملک ان کی حدود میں ہے ان کی بادشاہت دی

زمین کے وسط میں جو ملک تھا وہ ایرج کو دیا جو اس کے ساتھ تھا اور عراق اور ہند اس کی حکومت اپنے سب سے چھوٹے بیٹے ایرج کو دی۔ یہ علاقہ سب سے اچھا تھا۔ بابل کو ایران شہر اسی نسبت سے کہا جاتا ہے۔

اس تقسیم کی وجہ سے افریدون کے بعد اس کی نسل اور ان کی اولاد میں عداوت پیدا ہو گئی جیسا کہ ترک اور روم کے بادشاہ ایک دوسرے کے خون کا مطالبہ کرتے ہوئے جنگ کے لیے نکلے۔

طوج اور سلم نے جب یہ دیکھا کہ والد ایرج سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور اسے ترجیح دیتے ہیں تو انہوں نے اس سے بغض رکھنا شروع کر دیا اور حسد کی آگ بڑھتی رہی یہاں تک کہ دونوں نے مل کر ایرج پر حملہ کر دیا۔ طوج نے کمان کی طرف رسی کا پھندا پھینکا اور اس کا گلا گھونٹ دیا۔ ترکوں میں پھندے کا استعمال اسی وجہ سے ہے۔

ایرج کی اولاد:

ایرج کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام ونذ تھا اور دوسرے کا اسطوبہ تھا۔ اور ایک بیٹی تھی جس کا نام خورک تھا اسے خوزک بھی کہا جاتا ہے۔ سلم اور طوج نے ایرج کے مرنے کے بعد ان دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا اور صرف بیٹی باقی رہی۔

مہرجان۔

افریدون جس دن ضحاک پر غالب آیا وہ مہر ماہ کا روز مہر تھا۔ لوگوں نے ضحاک کے تسلط کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اس دن عید منانا شروع کر دی اور اس دن کا نام مہرجان رکھا۔

حاصل کلام

افریدون ایک نیک اور عادل بادشاہ تھا اس کا قد نو نیزوں کے برابر تھا اور اس کی کمر اتنی چوڑی تھی کہ اس کے تین حصے ہوں اور اس کی کمر کی چوڑائی تین نیزے تھی اور اس کے سینے کی چوڑائی چار نیزے تھی اور وہ اس ...

"انہوں نے جواب دیا: اے ہود! تم ہمارے پاس کوئی معجزہ لے کر نہیں آئے اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔" [illegible]

ہود کی تکذیب کا خمیازہ:

اس نافرمانی اور تکذیب رسول کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر تقریباً تین سال تک بارش کو روکے رکھا۔ یہ ان پر قحط مسلط کر دیا تھا کہ وہ بیمار پڑنے لگے پھر انہوں نے ایک وفد مکہ مکرمہ بھیجنے کے لیے تیار کیا تاکہ وہ ان کے لیے وہاں جا کر بارش کی دعا کرے۔

احسان البکری کی روایت

ابو وہب نے حارث بن احسان البکری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لیے آ رہا تھا کہ میرا گزر ربذہ میں بنی تمیم کی عورت کے پاس سے ہوا اس نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے بھی اپنے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے چلو گے؟ میں نے کہا ہاں! اور اس کو میں نے اپنی سواری پر سوار کر لیا اور اسے لے کر مدینہ پہنچا۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ نے کندھے پر تلوار لٹکا رکھی ہے اور سیاہ جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عمرو بن العاص لڑائی سے لوٹے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد آپ منبر سے نیچے اترے تو میں نے آپ ﷺ سے ملنے کی اجازت چاہی جس پر مجھے اجازت عطا فرما دی گئی۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ دروازے پر بنی تمیم کی ایک عورت موجود ہے جس کو میں اس کی خواہش پر آپ کے پاس لایا ہوں۔ آپ ﷺ نے کہا اے بلال! اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ پس وہ عورت اندر داخل ہوئی اور بیٹھ گئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا کیا تمہارے اور بنی تمیم کے درمیان کچھ معاملہ ہے؟ میں نے کہا ہے تو! اگر آپ ہمارے درمیان کوئی فیصلہ فرما دیں تو بہتر ہوگا کہ آپ دہنا کو اس قبیلے کے لیے حد فاصل بنا دیں۔ آپ نے فرمایا: بوڑھی عورت اس کام کے لیے کیسی رہے گی؟ بڑھیا بولی یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ کا یہ پریشان حال بندہ کہاں جائے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہی بہتر ہے۔ میں تو جنگل سے اپنی موت کو اٹھا لایا۔ اب مجھے کیا پتہ تھا کہ یہی بڑھیا میرے خلاف ہو جائے گی۔ میں خدا سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں عاد کے وفد کی طرح ہو جاؤں۔

آپ باوجود جاننے کے مجھ سے پوچھنے لگے کہ عاد کے وفد سے تمہاری کیا مراد ہے؟ میں نے کہا کہ میرا بیان کرنا ایسا ہے کہ جیسے جاننے والے کے سامنے بیان کرتا ہے پھر میں نے عرض کیا:

عاد کے وفد کی مکہ مکرمہ روانگی:

جب عاد قحط میں مبتلا کر دیے گئے تو انہوں نے اپنے کچھ لوگوں کو بھیجا تاکہ وہ ان کے لیے بارش کی دعا کریں اور پانی تلاش کریں یہ لوگ مکہ میں معاویہ بن بکر کے پاس پہنچے جہاں اس نے ان کو ایک مہینے تک شراب وغیرہ سے خاطر تواضع کی اور اپنی دو باندیوں سے ان کو گانے سنوائے پھر انہوں نے ایک آدمی کو جبال مہرہ پر بھیجا تاکہ وہ بارش کے لیے دعا کرے۔

دعا کا نتیجہ:

دنیا نوح علیہ السلام تا ابراہیم علیہ السلام

پچھلے صفحات میں ہم نے نوح علیہ السلام کی بعثت ان کی دعوت [illegible] طوفان [illegible] انسانی آبادی [illegible] زمین میں [illegible] پھیلانا [illegible] عذاب [illegible] بیان [illegible]۔ اب ہم یہاں [illegible] اور [illegible] کے [illegible]۔ اور ان کی [illegible] اور ان کا انجام [illegible] بیان کریں گے۔

قوم عاد:

قوم عاد بھی بتوں کی عبادت کرتی تھی۔ ایک کا نام صمدا، دوسرے کا صمود اور تیسرے کا نام ہرا تھا۔ جب یہ قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنی طاقت [illegible] حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف اپنے نبی ہود بن عبداللہ بن رباح بن [illegible] بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا تاکہ وہ ان کو اللہ کی وحدانیت اور اسی کی عبادت کی طرف بلائیں۔

بعضوں نے ہود علیہ السلام کا نسب اس طرح بیان کیا ہے: ہود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام [illegible] ہود علیہ السلام [illegible] ہم وہ بھی بیان کرتے ہیں۔

ہود علیہ السلام کا دعوت الی اللہ دینا:

جب ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی وحدانیت اور اسی کی عبادت کی طرف بلایا اور انہیں کہا کہ تم دوسروں پر ظلم نہ کرو تو ان کی قوم نے آپ کو جھٹلایا اور تکبر میں کہنے لگے کہ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ غرض یہ سرکش لوگ ہود علیہ السلام کی دعوت پر کیا ایمان لاتے، صرف چند اشخاص نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہود علیہ السلام کی دعوت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

ترجمہ: "کیا تم ہر اونچی جگہ پر [illegible] یادگار بناتے ہو [illegible] اور بڑے بڑے محل تعمیر کرتے ہو گویا تم ہمیشہ دنیا میں رہو گے اور جب کسی کو پکڑتے ہو تو [illegible] سختی سے پکڑتے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جن کو تم جانتے ہو۔ اس نے تمہاری مدد کی چوپایوں سے [illegible] اور باغوں اور چشموں سے کی۔ مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔" [illegible]

قوم عاد کا جواب

جو جواب ان لوگوں نے ہود علیہ السلام کو دیا تھا قرآن نے یوں نقل کیا ہے۔

ترجمہ: "کہنے لگے [illegible] ہمارے لیے برابر ہے [illegible]" [illegible]

[illegible]

بادل آیا اور اس میں سے پکارا گیا کہ تم دونوں اٹھو تو یہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور عاد میں سے کسی کو نہیں چھوڑا مگر اس شخص نے ان دونوں کو ان دونوں سے چھپا لیا یہاں تک کہ عذاب نے انہیں پکڑ لیا۔

ایک اور روایت:

ابو کریب نے ہم سے ایک اور روایت حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عاد پر قحط پڑا تو ایک شخص مہرہ کے پہاڑوں پر چڑھ گیا اور دعا کی جو یہ تھی:

> اے اللہ میں تیرے پاس کسی قیدی کی رہائی یا کسی مریض کی شفا کا سوال کرنے نہیں آیا بلکہ میں اس لیے آیا ہوں کہ تو عاد پر بارش برسا اور انہیں سیراب کر دے جس طرح تو انہیں پہلے سیراب کیا کرتا تھا۔

انتخاب میں غلطی:

جب یہ شخص دعا مانگ کر اٹھا تو آسمان پر بادل آئے تھے اور اس شخص کو اختیار دیا گیا کہ جو بادل چاہے دعا کے لیے پسند کر لے تو اب یہ شخص جو بادل آتا اس کو دوسری طرف بھیج دیتا یہاں تک کہ ایک سیاہ بادل آیا تو اس شخص نے کہا کہ تو عاد کی طرف چلا جا اور وہاں پہنچ کر ان کی منادی کرنے والے نے آواز دی کہ تو عاد کو راکھ بنا دے اور عاد میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑ۔ کہتے ہیں یہ کلام سن کر یہ شخص واپس چلا تو اپنی قوم کو دیکھا کہ بکر بن معاویہ کے ہاں شراب نوشی کر رہے ہیں۔

عاد کو واپسی کا اشارہ:

بکر بن معاویہ کو یہ پسند نہ تھا کہ وہ لوگ یہاں پڑے پڑے عرصہ تک ٹھہرے رہیں لیکن وہ انہیں کہہ بھی نہیں سکتا تھا اس لیے کہ وہ اس کے مہمان بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ بکر بن معاویہ نے انہیں گانے کے ذریعہ واپس چلے جانے کا اشارہ دیا۔

حارث بن حسان البکری سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی شکایت کرنے آپ ﷺ کی خدمت میں آ رہا تھا جب ربذہ کے علاقے سے گزرا تو بنی تمیم کی ایک بوڑھی عورت وہاں پڑی تھی اس عورت نے مجھے کہا کہ اے عبداللہ! رسول اللہ ﷺ سے مجھے بھی کام ہے کیا تم مجھے وہاں پہنچا دو گے۔ میں نے اس بوڑھی عورت کو اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ اور اسے لے کر مدینہ پہنچ گیا وہاں کالے جھنڈے لہرا رہے تھے میں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ عمرو بن عاص کا لشکر روانہ ہونے والا ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں آپ ان حضرات سے فارغ ہو کر گھر میں آئے یا شاید سواری پر سوار ہوئے تو میں اجازت حاصل کرنے کے بعد داخل ہوا اور بیٹھ گیا تب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہارے اور بنی تمیم کے درمیان کوئی معاملہ ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔

اور جب میں ربذہ کے علاقے سے گزر رہا تھا تو بنی تمیم کی ایک بوڑھی عورت نے مجھ سے کہا کہ مجھے بھی آپ کے پاس لے چلو اور اب وہ بوڑھی عورت دروازے پر کھڑی ہے چنانچہ آپ نے اسے اندر بلایا وہ اندر داخل ہوئی اور میں نے کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اگر آپ ہمارے درمیان کوئی فیصلہ فرما دیں تو اچھا ہو گا۔ بلکہ آپ دہناء کو اس قضیے کے لیے درمیان میں ڈال لیں۔ آپ نے فرمایا یہ بڑھیا اس کام کے لیے کیوں ہے؟ بڑھیا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا یہ پریشان حال مضری کہاں جائے گا۔

میں نے کہا کہ میری مثال تو وہی ہے۔ میں تو اللہ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ میرا ہی

میں نے عرض کیا کہ میں عاد کے قاصد کی مانند ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں لیکن آپ ﷺ نے مجھ سے بیان کرنے کو کہا، پھر میں نے کہا جب قوم عاد پر قحط مسلط کر دیا گیا تو انہوں نے ایک شخص کو بھیجا جو بکر بن معاویہ کے پاس گیا پس بکر بن معاویہ نے اسے ایک ماہ تک شراب پلائی اور دو گانے والیاں اسے گانا سناتی رہیں پھر وہ جبال مہرہ کی طرف نکلا وہاں پہنچا اور اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہا: اے اللہ میں تیرے پاس کسی قیدی کی رہائی یا کسی مریض کی شفا کی درخواست لے کر نہیں آیا ہوں بلکہ تو اپنے بندے کو سیراب کر دے جس طرح تو پہلے ان کو سیراب کیا کرتا تھا۔ اتنے میں وہاں ایک سیاہ بادل آیا اور کسی پکارنے والے نے بادل سے پکار کر کہا تو انہیں راکھ کا ڈھیر بنا دے اور عاد میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔

عادیوں کی ہلاکت:

(مجموعے کے ساتھ روایت مطابقت رکھتی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اسی عورت نے کہا کہ قوم عاد کی ہلاکت کی طرف [illegible] کہتے ہیں کہ عاد پر ہوا کا عذاب بھیجا گیا اور ہوا کا عذاب بھیجے جانے کے لیے ہوا کے خزانے کا صرف اتنی مقدار میں منہ کھولا گیا جتنا کہ انگوٹھی کا حلقہ ہوتا ہے (یعنی صرف اتنی مقدار کے کھلنے پر ہی اتنے بڑے طوفان نے انتہائی طاقتور لوگوں کو تنکے کی طرح اڑا دیا اور وہ لوگ خشک گھاس کی طرح ہو گئے ہوا پر ادھر ادھر اڑنے لگے)

عاد کا وفد مکہ کی طرف:

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ جب عاد پر قحط کو مسلط کیا گیا تو انہوں نے پانچ افراد منتخب کر کے ان میں سے ایک کے ساتھ کچھ لوگوں کو مکہ مکرمہ بھیج دیا تاکہ وہ ان کے لیے بارش کی دعا کریں۔ یہ کل ستر افراد تھا جو پانچ منتخب افراد کی معیت میں مکہ کی جانب روانہ ہوا جب یہ چودہ افراد [illegible] قیل بن عنز، لقیم بن ہزال بن ہزیل بن عتیل بن صد بن عاد اکبر، مرثد بن سعد بن عفیر، جلہمہ بن الخیبری (معاویہ بن بکر کا ماموں) لقمان بن عاد، لقمان بن [illegible] صد بن عاد الاکبر یہ سب مکہ گئے۔ معاویہ بن بکر کے پاس پہنچے تو اس نے ان کا بہت اکرام کیا۔ معاویہ بن بکر کا مسکن حرم سے باہر تھا یہ لوگ معاویہ بن بکر کے گھر ٹھہرے رہے کیونکہ معاویہ کی بہن ہزیلہ بنت بکر کی شادی لقیم بن ہزال سے ہوئی تھی جس سے چار بیٹے عبید بن لقیم، عمرو بن لقیم، عامر بن لقیم، عمیر بن لقیم پیدا ہوئے یہ سب عادی دوسری نسل سے ہیں۔

معاویہ بن بکر کی ناگواری:

یہ لوگ معاویہ بن بکر کے پاس آئے۔ جنہیں شراب پلائی اور دو گانے والیاں ان کو گانا سناتی رہیں۔ معاویہ بن بکر کو ان کا یہ طویل قیام ناگوار گزرا۔ عاد کے لیے اور جس مصیبت میں وہ گرفتار تھے اس سے نجات کے لیے یہ آدمی دعا کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے اور یہ لوگ شراب نوشی اور عیاشی میں مست تھے۔ معاویہ بن بکر سوچتا تھا کہ میں ان سے کیا معاملہ کروں؟ یہ میرے مہمان ہیں مروت کے ساتھ میں ان کو کہہ بھی نہیں سکتا کہ یہ لوگ چلے جائیں۔ معاویہ بن بکر اس سے تنگ آ گیا جو کہ وہاں عرصہ دراز سے ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ لیکن معاویہ نے اپنی دونوں گانے والیوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو اشعار کے ذریعہ [illegible] جب یہ لوگ [illegible] گئے۔

الا یا قیل ویحک قم فهینم　　لعل اللہ یصبحنا غماما
فیسقی ارض عاد ان عادا　　قد امسوا لا یبینون الکلاما
من العطش الشدید فلیس نرجو　　به الشیخ الکبیر ولا الغلاما
وقد کانت نساؤهم بخیر　　فقد امست نساؤهم عیامی
وان الوحش تأتیهم جهارا　　ولا تخشی لعادی سهاما
وانتم ها هنا فیما اشتهیتم　　نهارکم ولیلکم التماما
فقبح وفدکم من وفد قوم　　ولا لقوا التحیة والسلاما

ترجمہ: "اے قیل! تجھ پر افسوس ہے اٹھ اور دعا کر، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بادلوں سے سیراب کرے تاکہ وہ عاد کی سرزمین کو سیراب کرے گا۔ کیونکہ عاد بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر سخت پیاس ہے جس سے ہم نہ بوڑھوں سے بچے ہیں اور یہاں تم ان اوصاف جو چاہتے ہو عطا کیا جاتا ہے۔ بے شک وحشی جانور علانیہ ان کے سامنے آتے ہیں اور وہ تیر سے شکار نہیں کرتے۔ عورتوں کی شدت کی وجہ سے ہم کسی بات سے امید رکھتے ہیں نہ کسی بچے سے۔ خدا تمہاری قوم اور تمہارے وفد کی برائی کرے اور انہیں سلام و تحیت نہ کرے۔"

جب معاویہ نے یہ شعر درست کیے اور ان کی باندیوں نے اسے گایا تو قوم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ ہمیں بارش طلب کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اور ہم نے یہاں بہت سستی کر لی ہے۔ چلو حرم میں داخل ہو جاؤ اور اپنی قوم کے لیے بارش طلب کرو۔

مرثد کا اپنی قوم کو نصیحت کرنا

مرثد بن سعد بن عفیر جو ان میں شامل تھا اور مسلمان ہو چکا تھا مگر اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھا، بولا "واللہ تم کو بارش سے سیراب نہ کیا جائے گا جب تک کہ تم خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری نہیں کرو گے۔" یہاں مرثد بن سعد کا اسلام اپنی قوم پر ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ جلہمہ بن الخیبری نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

ابا سعد فانک من قبیل
ذوی کرم وامک من ثمود
فانا لن نطیعک ما بقینا
ولسنا فاعلین لما ترید
اتامرنا لنترک دین رفد
ورمل وآل صد والعبود
ونترک دین آباء کرام
ذوی رای ونتبع دین هود

ترجمہ: "اے ابو سعد! تو ایک کریم قبیلے سے ہے اور تیری ماں ثمود سے ہے۔ جب تک ہم زندہ ہیں ہرگز تیری اطاعت نہ کریں گے اور وہ کام نہ کریں گے جو تو چاہتا ہے۔ کیا تو ہمیں حکم کرتا ہے کہ ہم رفد، رمل، آل صد اور عبود کے دین کو چھوڑ دیں اور ہم

قوم عاد کا بیت اللہ میں دعا کرنا [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی شروع کی [illegible]

[illegible]

[illegible] اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے [illegible] بادل [illegible] اپنے لیے اور قوم کے لیے ان میں سے پسند کر لے تو اس نے [illegible] نہ کسی باپ کو اور نہ کسی باپ کے بیٹے [illegible] اس لیے انہیں محفوظ رکھا گیا۔

کالا بادل

اللہ تعالیٰ نے [illegible] قرآن نے یوں بیان فرمایا:

"یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا" نہیں بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ یہ ہوا کا طوفان ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر دے گا۔" (سورہ احقاف ۲۴، ۲۵)

ایک عورت نے بادل کے عذاب کا نظارہ کیا

[illegible] لوگوں نے دریافت کیا [illegible] آگے آگے [illegible]

عذاب کے وقت ہود علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گدھ منتخب کرنے کا طریقہ

[illegible]

لقمان بن عاد کی موت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہود علیہ السلام نے فرمایا وہ تمہیں جنت عطا کرے گا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تعالیٰ کی وحدانیت [illegible] انہوں نے [illegible]
[illegible] کرتے تھے [illegible]
[illegible] ان کے قد [illegible]

قوم عاد کا انجام

ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی [illegible]
[illegible] وادی میں [illegible]
گئے تو انہوں نے دیکھا کہ [illegible]
جلدی جلدی اپنے گھروں میں گھس گئے تھی آندھی نے ان کو وہاں [illegible] گھروں سے [illegible]
سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل [illegible]
جب پوری قوم [illegible] ہلاک کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے سیاہ رنگ کے [illegible] سمندر میں پھینک دیا
[illegible] ان کی لاشوں [illegible] قرآن میں اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے

ترجمہ: "(تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح پچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔"
(سورۃ الحاقہ آیت ۷)

ترجمہ: "اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ اس نے کہا اے برادران قوم، اللہ کی بندگی کرو، تمہارا کوئی خدا اس کے سوا نہیں ہے۔ تم نے محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں۔" (سورۃ ہود آیت ۵۰)

ترجمہ: "اس نے کہا اس کا علم تو اللہ کو ہے۔ میں صرف وہ پیغام تمہیں پہنچا رہا ہوں جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ جہالت برت رہے ہو۔" (سورۃ احقاف آیت ۲۳)

ترجمہ: "ہم نے ایک پیہم نحوست کے دن سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی۔" (سورۃ قمر آیت ۱۹)

ترجمہ: "جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر اس طرح پھینک رہی تھی جیسے وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں۔" (سورۃ قمر آیت ۲۰)

ترجمہ: "آخر کار ان کا یہ حال ہوا کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔" (سورۃ احقاف آیت ۲۵)

ترجمہ: "اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیے گئے۔" (سورۃ الحاقہ آیت ۶)

[illegible] کہتے ہیں کہ جب عاد پر [illegible] عذاب [illegible] آیا تو [illegible]
[illegible] ان کے گھروں کو تباہ و برباد کر دیا اور کسی چیز کو باقی نہ چھوڑا [illegible] تمام چیزوں کو تباہ کر دیا۔

* * *

قوم ثمود

صالح علیہ السلام کا قوم کو دعوت دینا

قوم ثمود نے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی [illegible] تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے [illegible] صالح علیہ السلام [illegible] قرآن پاک نے [illegible] بیان کیا ہے۔

[illegible]

ثمود کی بستی کہاں واقع تھی:

اللہ تعالیٰ نے [illegible] طاقت [illegible] وادی قریٰ [illegible] کے درمیان واقع تھی۔

قوم کا صالح علیہ السلام سے نشانی طلب کرنا

صالح علیہ السلام [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف [illegible] عذاب [illegible] قرآن نے اس قصہ کو یوں بیان کیا ہے

[illegible]

[illegible] عذاب [illegible]

[illegible]

[illegible] اپنے گھروں میں [illegible] (سورۃ [illegible])

پہلے دن تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے، دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ [illegible]

ہی ہوا [illegible] تمام لوگوں نے اپنے مرنے پر [illegible] مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

قوم ثمود کی عمریں اور رہائش کا بیان:

عمرو بن خارجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ثمود کو طویل عمریں عطا کی تھیں ان کی عمریں اس قدر لمبی ہوتی تھیں کہ جب ان سے کوئی شخص مٹی کا مکان بناتا تو وہ مکان ٹوٹ پھوٹ جاتا مگر وہ آدمی زندہ رہتا۔ چنانچہ جب انہوں نے یہ دیکھا تو پہاڑوں کو تراش کر ان کے اندر گھر تعمیر کرنے شروع کر دیئے اور یوں اپنے پہاڑوں کو انہوں نے اپنا مسکن بنایا اور زندگی ان پر فراخ کر دی گئی تھی۔

ثمود والوں کی سرکشی اور معجزہ طلبی:

کچھ عرصہ بعد قوم نے صالح علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ آپ کا رب ہمارے لیے کوئی معجزہ پیش کرے تاکہ ہم جان لیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ صالح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پہاڑ پھٹ کر اس سے ایک اونٹنی نکل آئی وہ اونٹنی ایک دن پانی پیتی اور دوسرے دن (بستی کے) تمام جانور پانی پیتے۔ جس دن یہ اونٹنی پانی پیتی تو اس دن بستی والے اپنے جانوروں کو پانی نہ پلاتے تھے۔

اللہ کی اونٹنی کا وافر دودھ:

یہ اونٹنی اتنا دودھ دیتی کہ ان کے تمام چھوٹے بڑے برتن بھر جاتے (تھوڑے دنوں بعد) اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کو وحی کے ذریعے مطلع کیا کہ تمہاری قوم اونٹنی کو ذبح کرے گی۔ جب صالح نے یہ بتلایا تو قوم سے کہا کہ تم لوگ اونٹنی کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو قوم نے انکار کیا اور کہا کہ ہم ہرگز یہ کام نہ کریں گے لیکن صالح علیہ السلام نے کہا کہ تم میں ایک بچہ ہوگا جو اس اونٹنی کو ذبح کرے گا تو پوری قوم نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ ہمیں اس بچے کی علامتیں بتائیں ہم اسے قتل کر دیں گے صالح علیہ السلام نے بتلایا کہ اس بچے کا رنگ سرخ زردی و سفیدی مائل ہوگا وہ ٹھگنا اور بھورے رنگ کا ہوگا۔

اللہ کی اونٹنی کے دشمن کی ولادت:

آپ بیان کرتے ہیں کہ اس شہر میں دو بوڑھے دوست رہتے تھے ان میں سے ایک کے لڑکا تھا اور دوسرے کی لڑکی۔ وہ دونوں اپنی اولاد کی شادی کرنا چاہتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن دونوں کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ اب تک تم نے اپنی اولاد کی شادی کیوں نہیں کی۔ دونوں نے ایک ہی جواب دیا کہ مناسب رشتہ نہیں ملا۔ بالآخر دونوں نے اپنی اولاد کی شادی کر دی۔ ان دونوں کے ہاں وہ بچہ پیدا ہوا جس کی نشانی صالح علیہ السلام نے بتائی تھی۔

اونٹنی کے قاتل بچے کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور وہ سب پہلے ہم سے کہا کرتے تھے کہ [illegible] صالح علیہ السلام [illegible]۔ حتیٰ کہ [illegible] ان میں سے [illegible] جب [illegible] صالح علیہ السلام [illegible] یہ تو وہ [illegible] اس وقت اللہ تعالیٰ نے [illegible] ہو جانے کا حکم [illegible] اس کے بعد سب [illegible] اونٹنی کو ذبح کرنے پر [illegible] جب کوئی [illegible] ان میں سے ایک بدبخت شخص نے [illegible] اور ان کو [illegible] تو یہ شخص آگے بڑھا اور جب اس نے [illegible] آدمی آگے بڑھے اور [illegible] بدبخت شخص آگے [illegible] اونٹنی کو ذبح کر ڈالا [illegible] ایک شخص صالح علیہ السلام [illegible] اونٹنی کو ذبح کر دیا گیا ہے صالح علیہ السلام اسی وقت وہاں پہنچے تو [illegible] آپ سے معذرت [illegible]۔ علامہ [illegible] سے اس کا [illegible] اور [illegible]۔

اونٹنی کے بچے کی تلاش:

صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ اگر تم اس اونٹنی کے بچے کو تلاش کر کے لاؤ تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر سے عذاب کو دور کر دے اب پوری قوم اونٹنی کے بچے کو تلاش کرنے لگی لیکن اونٹنی کے بچے نے جب اپنی ماں کو مضطرب دیکھا تو وہ اسی وقت قریب ہی کی پہاڑی پر چڑھ گیا لوگ تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو وہ پہاڑ پر چڑھنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑی کو حکم دیا کہ وہ اتنی دور ہو جائے کہ کوئی پرندہ بھی وہاں نہ پہنچ سکے چنانچہ پہاڑی اونچی ہو گئی [illegible] آ گئے۔

ثمود کا عذاب کے لیے تیار ہو جانا:

صالح علیہ السلام جب بستی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہی اونٹنی کا بچہ رو رہا ہے۔ وہ بچہ صالح علیہ السلام کے سامنے آیا اور شدت خوف کی وجہ سے تین مرتبہ بلبلایا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تمہیں تین دن کی مہلت دی جاتی ہے جتنا مزہ اٹھانا ہے اٹھا لو پھر اللہ کا عذاب تمہیں پکڑ لے گا اور اس وعدہ میں کوئی شک نہیں۔

صالح علیہ السلام نے قوم کو عذاب سے پہلے آنے والی علامات بھی بتا دیں کہ پہلے دن ان کے چہرے پیلے دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔

آل ثمود کے چہرے بگڑنا:

قوم ثمود جب پہلی صبح کو اٹھی تو ان کے چہرے زرد تھے جیسے ان کے چہروں پر ہلدی مل دی گئی ہو جب شام کا وقت ہوا تو سب مل کر چیخنے لگے کہ ہائے ایک دن گزر گیا اور عذاب قریب آ پہنچا دوسرے دن جب صبح کو اٹھے تو ان کے چہرے سرخ تھے جب شام ہوئی تو پھر چیخنے لگے کہ ہائے دو دن گزر گئے اور عذاب قریب تر ہو گیا جب تیسرے روز صبح اٹھے تو ان کے چہرے سیاہ تھے گویا کہ ان کے چہروں پر تارکول مل دیا گیا ہو اب وہ سب مل کر چیخنے لگے کہ ہائے عذاب سر پر آن پہنچا اب جب کہ انہیں بالکل یقین ہو گیا کہ عذاب ضرور آ کر رہے گا تو انہوں نے اپنے جسموں کو کفن میں لپیٹ لیا اور خوشبو لگائی (ان کی خوشبو صبر اور مقر درخت کا عرق ہوا کرتی تھی)

زوردار آواز:

[illegible]

[illegible]

قوم ثمود کے ایک فرد ابو رغال کا بیان

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ [illegible]

صحابہؓ [illegible]

آپ نے فرمایا:

[illegible]

عذاب کی جگہ داخل ہونے سے احتیاط

[illegible]

قوم ثمود کا واقعہ حدیث رسول کی روشنی میں

[illegible]

آپ نے [illegible]

[illegible]

حضرت صالح علیہ السلام کا انتقال

انتقال کے وقت آپ کی عمر اٹھاون برس تھی اور آپ نے تقریباً بیس برس تک اپنی قوم میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور وحدانیت کی دعوت دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کے انبیاء اور ان کے زمانے کے واقعات کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں اور تاریخی واقعات بھی بیان کر چکے ہیں۔ اب آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔

ابراہیم بن تارخ (آزر) بن ناحور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مولد

آپ کی جائے ولادت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ اہواز کے سوس نامی علاقے میں پیدا ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ بابل کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ واسط کے علاقے کسکر میں پیدا ہوئے اور بعض کے بقول آپ پیدا تو ورکاء میں ہوئے لیکن آپ کے والد ان کو وہاں سے بابل منتقل ہو گئے تھے۔

نمرود

اکثر قدیم علماء کا کہنا ہے کہ آپ نمرود بن کوش کے دور میں پیدا ہوئے اور اکثر مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ نمرود ازدہاق بیوراسپ کی طرف سے علاقے کا گورنر تھا اور ازدہاق ہی کے بارے میں بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ بابل کے آس پاس کے علاقے اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کی طرف نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اور علماء سلف کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ نمرود مستقل بادشاہ تھا اور اس کا نام ازدہاق یعنی ضحاک ہی تھا۔

محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق آزر کوثی کا رہنے والا تھا اور یہ علاقہ نمرود کی مشرقی سلطنت کا حصہ تھا اور یہ امر مشہور ہے کہ اس وقت نمرود کی حکومت زمین کے مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی تھی اور بابل پر بھی اس کی حکومت تھی البتہ ملک فارس کے زیر نگیں آنے سے پہلے اس کی حکومت صرف مشرقی علاقے کی تھی۔

حاکمین عالم

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پوری دنیا کی زمین پر حکومت کرنے والے تین بادشاہ گزرے ہیں:

۱۔ نمرود بن ارغو

۲۔ ذوالقرنین

۳۔ سلیمان بن داؤد

کیا ضحاک ہی نمرود تھا؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

[illegible]

مجوسیوں کی پیش گوئی

[illegible]

ولادت ابراہیم علیہ السلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے دلائل دیکھیں انہوں نے رات کے وقت ان کو باہر نکالا۔ ابراہیم علیہ السلام نے زمین و آسمان کو غور سے دیکھا اور فرمایا:

"بے شک وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا اور مجھے رزق عطا فرمایا اور مجھے کھلایا اور پلایا یہی میرا رب ہے اس کے علاوہ کوئی میرا معبود نہیں۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سورج، چاند اور ستارے کو دیکھنا:

پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک ستارہ نظر آیا اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا "یہ میرا رب ہے" آپ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا اور جب وہ غائب ہو گیا تو فرمایا میں غائب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر جو نظر اٹھائی اور چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا "یہ میرا رب ہے" اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا اور جب وہ غائب ہو گیا تو فرمایا کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ نہیں دکھائے گا تو میں بھی ان لوگوں میں سے ہو جاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں۔

پھر جب دن نکلا اور طلوع ہوا اور سورج کو دیکھا کہ اس کی روشنی تمام چیزوں سے زیادہ ہے تو فرمایا "یہ میرا رب ہے" یہ سب سے بڑا ہے مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا اے لوگو! جن چیزوں کو تم خدا کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔

قرآن مجید اس واقعہ کو یوں بیان کرتا ہے:

ترجمہ: "چنانچہ جب رات اس پر طاری ہوئی تو اس نے ایک تارا دیکھا کہا یہ میرا رب ہے مگر جب وہ ڈوب گیا تو بولا ڈوب جانے والوں کا تو میں گرویدہ نہیں ہوں۔ پھر جب چاند چمکتا نظر آیا تو کہا یہ میرا رب ہے۔ مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا ہوتا۔ پھر جب سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ ہے میرا رب یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی ڈوبا تو ابراہیم پکار اٹھا اے برادران قوم! میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو۔ میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کو بیٹے کا علم ہونا:

پھر جب ابراہیم علیہ السلام اپنے دین اور رخ کو درست کر چکے تو اپنے والد کے پاس آئے آپ اس وقت تمام باطل مذاہب سے بیزاری اختیار کر چکے تھے لیکن انہوں نے ابھی تک اس بات کا اظہار نہ کیا تھا جب اپنے والد کے پاس آئے تو بتلایا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں۔ ان کی والدہ نے بتایا کہ آپ کا بیٹا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو جنگل میں چھپانے کا سارا واقعہ بھی بتایا۔ یہ سب کچھ سن کر آزر بہت خوش ہوئے۔

[illegible] کا شعار:

آزر بت بنایا کرتے اور فروخت کرنے کے لیے ابراہیم علیہ السلام کو دیتے ابراہیم علیہ السلام ان بتوں کو لے جاتے اور فرماتے [illegible]

پیا" جب وہ تم پیاسے ہو تو اس کا سبب بتا آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے۔

میلے کی دعوت:

قوم اور اہل بستی کے ساتھ اس استہزاء کی خبر نمرود تک پہنچ گئی (پھر) ایک مرتبہ لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک میلے میں ساتھ لے جانے کی دعوت دی۔ جب کہ آپ وہاں جانا نہ چاہتے تھے) چنانچہ آپ نے اپنی حاجت کے خلاف نہ جانے کو ظاہر کرنا چاہا (قوم کے سامنے) ستاروں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں "سقیم" ہوں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ (ابراہیم کا یہ جواب سن کر) قوم کے لوگ الٹے پاؤں واپس چلے گئے۔

"سقیم":

سقیم کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ طاعون زدہ

۲۔ بیمار (یہ معنی راجح ہے)

قوم کے لوگ یہ جواب سن کر بھاگ گئے ابراہیم علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ جب وہ لوگ چلے جائیں تو ان کے بتوں کے ساتھ وہ معاملہ کریں جس کا وہ ارادہ کر چکے ہیں۔ لہٰذا جب وہ لوگ میلے میں چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام ان کے جھوٹے معبودوں کے پاس گئے۔ کھانا ان کے قریب کیا اور بطور استہزاء فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟ کیا بات ہے تم بولتے کیوں نہیں؟

نمرود کا ستارہ دیکھنا:

بعض صحابہؓ سے مروی ہے کہ نمرود کے دور میں ایک ایسا ستارہ طلوع ہوا جس کی وجہ سے سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ گئی نمرود اس سے بہت گھبرایا چنانچہ اس نے جادوگروں، کاہنوں اور قیافہ شناسوں کو بلوا کر اس کے بارے میں سوال کیا۔

انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی سلطنت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو آپ اور آپ کی سلطنت کی تباہی کا سبب بنے گا اور وہ بابل کا رہنے والا ہوگا۔

ضبط تولید کا بانی:

یہ سن کر نمرود ایک دوسری بستی بابل میں منتقل ہوا اور وہاں کے مردوں کو نکال دیا جب کہ عورتوں کو وہیں رہنے دیا اور حکم دیا کہ جب بھی کوئی لڑکا پیدا ہو اسے ذبح کر دیا جائے۔ چنانچہ متعدد بچوں کو قتل کر دیا گیا۔

پھر اچانک کسی ضروری کام کی وجہ سے واپسی آنا پڑا اور اس بستی کی نگرانی کے لیے اپنے سب سے زیادہ معتمد شخص آزر کو بلا کر اس بستی کا نگران بنا دیا اور اسے کہا کہ خیال رہے کہ تم نے اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کرنا۔ آزر نے جواب دیا میں اس عمل پر پختہ رہوں گا لیکن جب وہ بستی میں داخل ہوئے تو وہ اپنے آپ پر قابو نہ پا سکے اور گھر کے درمیان اپنی بیوی سے مباشرت کر لی پھر اسے ایک تہ خانہ میں ٹھہرایا جہاں وہ آزر کے لیے کھانا وغیرہ تیار کرتی تھی۔

ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اور پرورش:

جب کچھ عرصہ گزر گیا تو بادشاہ نے جادوگروں سے کہا تم جھوٹے ہو تم اپنے ماؤں کی طرف واپس چلے جاؤ لیکن وہ لوگ اپنے

عورتوں کی طرف لوٹ گئے اور اسی دوران میں ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے انہوں نے اس تہہ خانے ہی سے پرورش پائی کہ ایک ہفتہ میں مہینے کے برابر اور مہینے میں سال کے برابر بڑھتے۔ بادشاہ سب کچھ بھول چکا تھا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح پوشیدگی سے پرورش پائی تھی کہ ان کے ماں باپ کے علاوہ ان کو اور کسی نے نہ دیکھا تھا۔

ایک دن ابراہیم علیہ السلام کے والد نے اپنے دوستوں سے کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے جسے میں نے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کیا اگر میں اسے لے آؤں تو بادشاہ اس کو قتل تو نہ کر دے گا۔

انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس کا کوئی اندیشہ نہیں آپ اسے لے آئیں۔ پس وہ انہیں باہر لے آئے۔

ابراہیم علیہ السلام کی فکر انگیز باتیں:

جب ابراہیم علیہ السلام تہہ خانے کی فضا سے نکل کر باہر آئے تو ان کی نگاہ چوپایوں، جانوروں اور دوسری مخلوقات پر پڑی تو انہیں دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا یہ کیا ہے؟

تو انہیں ہر ایک چیز کا تعارف کرایا گیا۔ چنانچہ اونٹ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا گیا کہ یہ اونٹ ہے، گائے کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ گائے ہے۔ گھوڑے کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ گھوڑا ہے اور بکری کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ بکری ہے۔ یہ ساری باتیں سن کر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ ان سب کا کوئی پالنے والا بھی ہو۔

چاند سورج دیکھنے کے متعلق ایک اور روایت:

ابراہیم علیہ السلام رات کے وقت تہہ خانے سے نکلے تھے چنانچہ اس وقت جب انہوں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو انہیں "مشتری" ستارہ نظر آیا جسے دیکھ کر انہوں نے کہا "یہ میرا رب ہے" مگر جب تھوڑی دیر بعد وہ ستارہ غائب ہو گیا تو فرمایا کہ میں غائب ہو جانے والی چیزوں کو پسند نہیں کرتا یعنی میں ایسے رب کو پسند نہیں کرتا جو غائب ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ آپ قمری مہینے کے آخر میں تہہ خانے سے باہر آئے تھے اس لیے آپ نے ستاروں سے پہلے چاند کو نہیں دیکھا اور جب رات کا آخری حصہ ہوا تو چاند چمکتا ہوا نظر آیا تو اسے دیکھ کر فرمایا "یہ میرا رب ہے" جب چاند غائب ہو گیا تو فرمایا "اگر میرا رب مجھے سیدھا راستہ نہ دکھائے گا تو میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں گا جو بھٹکے ہوئے ہیں" جب صبح کا وقت ہوا تو سورج کو دیکھ کر فرمایا "یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے" جب سورج بھی غائب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا "اسلام لے آؤ" تو آپ نے عرض کیا "میں رب العالمین کے سامنے سر اطاعت خم کرتا ہوں" پھر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں حق کی دعوت دی اور فرمایا "اے میری قوم! جن چیزوں کو تم خدا کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں"۔

انوکھا دکاندار:

آپ کے والد بت بنا کر آپ اور آپ کے بھائیوں کے حوالے کرتے تاکہ انہیں فروخت کر آئیں۔ آپ ان بتوں کو لے جاتے اور یہ آواز لگاتے:

"کون ہے جو مجھ سے ایسی چیز خریدے جو نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان"۔

آپ کی ایسی آواز پر کوئی بھی آپ سے بت نہ خریدتا۔ جب کہ آپ کے بھائی تمام بت بیچ آتے اور آپ کسی کو بھی بت بیچے بغیر

واپس آ جاتے۔

باپ کو تبلیغ:

پھر آپ نے اپنے والد کو دعوت دین دی اور فرمایا:

ترجمۃ: ”ابا جان! آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام کر سکتی ہیں“۔ (سورۃ مریم آیت ۴۲)

ترجمۃ: ”باپ نے کہا ”ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرتا ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ بس تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے الگ ہو جا“۔

بت شکنی:

پھر ایک روز آپ کے والد نے کہا ہمارا ایک میلہ آنے والا ہے اگر تو اس میلے میں ہمارے ساتھ چلے تو تجھے ہمارا دین پسند آ جائے گا چنانچہ عید کا دن آیا تو شروع میں ابراہیم علیہ السلام ان کے ساتھ چل پڑے لیکن تھوڑی دور جا کر آپ نے کہا کہ میں بیمار ہوں اور لیٹ گئے اور کہا کہ میرے پاؤں میں تکلیف ہے یہ سن کر وہ سب چلے گئے۔ جب وہ ذرا دور ہو گئے تو ان کے کمزور لوگ باقی رہ گئے تو فرمایا:

”اور خدا کی قسم میں تمہاری غیر موجودگی میں ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا“۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۵۷)

یہ بات ان لوگوں نے سن لی لیکن پھر بھی چلے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بت خانے میں تشریف لائے یہ ایک بہت بڑی عمارت تھی دروازے کے سامنے سب سے بڑا بت رکھا ہوا تھا اس کے پہلو میں ایک چھوٹا بت رکھا ہوا تھا اس طرح ایک دوسرے کے پہلو میں کئی بت تھے۔ ہر ساتھ والا بت پہلے سے چھوٹا تھا مشرکین ان بتوں کے سامنے کھانا لا کر رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم واپس آئیں گے تو ہمارے معبود ان کھانوں میں برکت ڈال دیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب ان کھانوں کو دیکھا تو انہیں کہا ”تمہیں کیا ہوا کہ تم کھانا نہیں کھاتے؟“ جب وہ نہ بولے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ”تم بولتے کیوں نہیں؟ پھر انہیں دائیں ہاتھ سے مارا اور توڑنا شروع کیا۔ ایک ہتھوڑا لے کر ہر بت کو پاش پاش کر دیا (سوائے بڑے بت کے) پھر اس بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑا لٹکا دیا اور وہاں سے چلے آئے۔

ٹوٹے ہوئے بتوں کو دیکھ کر قوم کی گھبراہٹ:

جب قوم کے لوگ اپنے کھانے پینے کے لیے آئے تو بتوں کا یہ حال دیکھ کر

ترجمۃ: ”کہنے لگے ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کر دیا؟ یقیناً کوئی ظالم تھا۔ بعض لوگ بولے ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے سنا تھا جس کا نام ابراہیم علیہ السلام ہے“۔ (سورۃ انبیاء آیت ۵۹۔۶۰)

ابن اسحاق کی روایت یوں ہے کہ پھر ابراہیم علیہ السلام ان بتوں کی طرف آئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴾ (سورۃ الصافات آیت ۹۳)

ترجمۃ: ”اور پوری قوت سے ضرب شدید لگائی“

یہاں تک کہ جب سب سے بڑا بت باقی رہ گیا تو کلہاڑے کو اس کی گردن میں باندھ دیا اور اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے جب قوم کے لوگ واپس آئے اور اپنے بتوں کا حال دیکھا تو وہ پہچان نہ سکے اور اس معاملہ کو عجیب سمجھا اور کہا: "ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا ہے وہ تو کوئی ظالم شخص ہے" پھر کہنے لگے کہ ہم نے ایک نوجوان کے بارے میں سنا ہے جو انہیں برا بھلا کہتا ہے۔ وہ انہیں گالیاں دیتا ہے اور ان کا تمسخر اڑاتا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو اس طرح کرتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اسی نے یہ کام کیا ہے۔ یہ بات اس کے سرداروں تک پہنچی تو انہوں نے جواب دیا کہ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہی دیں کہ اس نے یہ جرم کیا ہے۔

بعض اہل تاویل جن میں قتادہ اور سدی وغیرہ بھی شامل ہیں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس شخص پر گواہ بنانے شروع کیے اس لیے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ اس کے بغیر ابراہیم علیہ السلام کے خلاف کارروائی کریں۔

"انہوں نے کہا تو پکڑ لاؤ اسے سب کے سامنے تاکہ لوگ دیکھیں (اس کی کیسی خبر لی جاتی ہے)"۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۶۱)

دوبارہ ابن اسحاق کی روایت شروع ہوتی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نمرود کے دربار میں:

جب ابراہیم علیہ السلام کو لایا گیا تو ساری قوم انہیں لے کر نمرود کے پاس جمع ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام سے انہوں نے پوچھا:

ترجمہ: "کیوں ابراہیم تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟" اس نے جواب دیا بلکہ یہ سب کچھ ان کے اس سردار نے کیا ہے ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں"۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۶۳)

اس بڑے بت کو اس بات پر غصہ آیا ہوگا کہ اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بتوں کی پوجا کی جائے حالانکہ وہ سب سے بڑا بت ہے۔ کافر لوگ نادم ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے ظلم کیا اور وہ بات نہ کہی جو اس نے کہی۔ جب وہ اس بات کو جان چکے کہ بت نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کسی چیز کو پکڑ سکتا ہے تو کہنے لگے کہ تم جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں تب تم نے ہمیں اس بات کی خبر کیوں نہ دی کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: "یہ سن کر وہ لوگ اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور (اپنے دلوں میں) کہنے لگے۔ "واقعی تم خود ہی ظالم ہو" مگر پھر ان کی مت پلٹ گئی اور بولے "تو جانتا ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں"۔ ابراہیم نے کہا "پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوج رہے ہو جو نہ تمہیں نفع پہنچانے پر قادر ہیں نہ نقصان۔ تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پوجا کر رہے ہو۔ کیا تم کچھ بھی عقل نہیں رکھتے"۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۶۴-۶۷)

معبودان باطل کے بارے میں دلائل:

پھر قوم کے لوگ آپ سے بحث کرنے لگے اور کہنے لگے کہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان سب میں ہمارا معبود بہتر ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

ترجمہ: "کیا تم لوگ اللہ کے معاملے میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہ راست دکھا دی ہے۔ اور میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا، ہاں اگر میرا رب کچھ چاہے تو وہ ضرور ہو سکتا ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز

پہنچا ہوا ہے پھر کیا تم ہوش میں نہیں آتے؟ اور میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈروں جب کہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو خدائی میں شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے جن کے لیے اس نے تم پر کوئی سند نازل نہیں کی۔؟ ہم دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ بے خوفی و اطمینان کا مستحق ہے؟ بتاؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو"۔

(سورۃ الانعام آیت ۸۰، ۸۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہت سی مثالوں اور عبرت آموز واقعات کے ذریعے ان کو سمجھایا تاکہ وہ جان لیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مناظرہ:

ابن عمر سے مروی ہے کہ پھر نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ جس کی تم عبادت کرتے ہو اور اس کی طرف دعوت دیتے ہو اس کی عظمت اور قدرت کو بیان کرتے ہو وہ کیا ہے؟

ترجمہ: "جب ابراہیم نے کہا: میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے تو اس نے جواب دیا: زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے۔ ابراہیم نے کہا: اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا۔ یہ سن کر وہ منکر حق ششدر رہ گیا"۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۸)

ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب تو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ نمرود نے کہا کہ میں ایسے دو قیدیوں کو بلاتا ہوں جن کو سزائے موت ہو چکی ہو تو ان میں سے ایک کو قتل کر دیتا ہوں تو گویا اس کو مار دیتا ہوں اور دوسرے کو معاف کر دیتا ہوں تو گویا اسے زندہ کر دیتا ہوں۔

ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکنے کا منصوبہ:

پھر نمرود اور اس کی قوم نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ایک اجتماعی فیصلہ کیا اور:

ترجمہ: "انہوں نے کہا: جلا ڈالو اس کو اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے"۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۶۸)

جلانے کا مشورہ دینے والا کون تھا:

مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے یہ آیت "حرقوہ وانصروا آلھتکم" عبداللہ بن عمر کے سامنے پڑھی تو انہوں نے فرمایا اے مجاہد جانتے ہو کس شخص نے ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا مشورہ دیا تھا؟ میں نے جواب دیا نہیں۔

فرمایا ایران کا ایک دیہاتی تھا۔

میں نے سوال کیا: کیا ایران میں بھی دیہاتی ہوتے تھے؟

فرمایا ہاں کرد ایران کے دیہاتی ہیں، انہی میں سے ایک شخص نے ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا مشورہ دیا تھا۔

جلانے کا مشورہ دینے والے کو سزا:

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ قرآن کا یہ جملہ "حرقوہ وانصروا آلھتکم" یہ مشورہ کردوں کے ایک ایرانی شخص نے دیا تھا۔

شعیب الجبائی سے مروی ہے کہ جس شخص نے (جلانے کا مشورہ دیا تھا) اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور قیامت تک وہ اس میں دھنستا رہے گا۔

قوم کا دور دراز سے لکڑیاں جمع کرنا

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب نمرود نے لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا تو لوگوں نے مختلف اقسام کی لکڑیاں جمع کیں یہاں تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابراہیم کی مخالفت میں ایک عورت نے یہ نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو ابراہیم کو جلانے کے لیے لکڑیاں لاؤں گی ان لکڑیوں میں خود آگ کی تحریک ہوئی اور تمام لوگوں نے دور دراز سے لکڑیاں جمع کیں۔

مخلوقات کا ابراہیم علیہ السلام کی مدد کے لیے اجازت طلب کرنا

بیان کیا جاتا ہے کہ جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو چاروں طرف سے آگ خوب بھڑک رہی تھی اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈالنے کے لیے تیار ہوئے تو آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات چیخ اٹھیں

”اے اللہ زمین میں ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جو تیری عبادت کرتا ہو اور اسی کی وجہ سے آگ میں ڈالا جا رہا ہے ہمیں اس کی مدد کرنے کی اجازت دیجئے“۔

اللہ تعالیٰ کا جواب:

”واللہ اعلم“ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ اگر ابراہیم علیہ السلام تم میں سے کسی سے مدد مانگے یا اس کو پکارے تو اسے ابراہیم علیہ السلام کی مدد کرنے کی اجازت دیتا ہوں لیکن اگر اس نے میرے علاوہ کسی اور کو نہیں پکارا تو میں ہی اس کا مددگار ہوں میں اسے بچاؤں گا جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا

ترجمہ: ”ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم پر سلامتی بن جا“ (الانبیاء: ۶۹)

چنانچہ وہ آگ ان کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی۔

ایک اور روایت۔ آگ کے الاؤ کی شدت۔

سدی سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا اس کے لیے عمارت بناؤ اور پھر اس کو آگ کے الاؤ میں ڈال دو چنانچہ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک مکان میں بند کر دیا اور لکڑیاں جمع کرنا شروع کر دیں یہاں تک کہ اگر کوئی عورت بیمار ہوتی تو وہ منت مانتی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء عطا فرمائی تو میں ابراہیم (کو جلانے) کے لیے لکڑیاں جمع کروں گی۔ جب انہوں نے بہت زیادہ تعداد میں لکڑیاں جمع کر لیں اور پھر انہیں آگ لگائی تو اتنی شدت سے آگ بھڑکی کہ اگر کوئی پرندہ اس کے اوپر سے گزرتا تو آگ کی حدت سے جل جاتا۔

ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کی تیاری

جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا وقت آ پہنچا تو آپ کو ایک بلند عمارت کے اوپر لے گئے ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا تو زمین و آسمان اور پہاڑ اور فرشتے پکارنے لگے۔ خدایا ابراہیم علیہ السلام آپ کی خاطر جلایا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اس کا بخوبی علم ہے اگر اس نے تمہیں پکارا ہے تو تم اس کی مدد کرو۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو یہ دعا کی

آگ کا سرد اور سلامتی والی ہو جانا:

جب کفار نے آپ کو آگ میں ڈال دیا تو اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا

(ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا ابراہیم پر۔ سورۃ الانبیاء آیت ۶۹)

اللہ کے حکم سے جبریل یہ ندا لگا رہے تھے۔

اس وقت دنیا میں جلنے والی ہر آگ بجھ گئی

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر آگ کو ٹھنڈے ہونے کے ساتھ سلامتی کا حکم نہ دیا جاتا تو ابراہیم علیہ السلام ٹھنڈک کی وجہ سے مر جاتے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سننے کے ساتھ ہی دنیا میں جلنے والی ہر آگ ٹھنڈی ہو گئی کیونکہ ہر آگ نے یہی سمجھا کہ اسے حکم دیا گیا ہے۔

جب آگ بجھ گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ اس میں ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ ایک اور شخص بھی موجود ہے ابراہیم علیہ السلام کا سر اس کی گود میں ہے اور وہ آپ کا پسینہ پونچھ رہا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ بادلوں کا فرشتہ تھا پھر ابراہیم علیہ السلام کو وہاں سے نکال کر اور آپ کو بادشاہ کے پاس لے گئے (کہا جاتا ہے کہ روئے زمین پر تمام تر آگ بجھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اب آگ نازل فرمائی جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں۔

بادلوں کا فرشتہ آپ کے ساتھ تھا۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی شکل میں بادلوں کا فرشتہ بھیجا وہ آپ کے پہلو میں بیٹھ کر آپ کو مانوس کرتا رہا نمرود چند روز تک ٹھہرا یہاں تک کہ جب اسے یقین ہو گیا کہ اب تک آگ ابراہیم علیہ السلام کو کھا چکی ہے تو وہ سوار ہو کر وہاں آیا اور دیکھا کہ آپ کے ارد گرد موجود تمام لکڑیاں جل چکی ہیں لیکن آپ صحیح سالم موجود ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک ہم شکل شخص بھی موجود ہے وہ واپس لوٹ آیا اور اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ابراہیم کو آگ میں زندہ دیکھا ہے شاید مجھے دھوکہ ہوا ہے میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ تا کہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں یہاں تک کہ مجھے یقین آ جائے چنانچہ اس کے لیے عمارت بنا دی گئی اس نے اس پر چڑھ کر دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے قریب آپ کا ایک ہم شکل بھی ہے۔

نمرود کا اللہ کی کبریائی کا اقرار کرنا

یہ منظر دیکھ کر نمرود نے بلند آواز سے کہا کہ تمہارا معبود بہت بڑا ہے کہ جس کی عزت اور قدرت کا یہ حال ہے جیسا کہ دیکھ رہا ہوں کہ کسی چیز نے آپ کو تکلیف نہیں پہنچائی کیا آپ اس سے (باہر) نکل سکتے ہیں؟

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

"ہاں میں نکل سکتا ہوں۔"

اس نے کہا کہ کیا آپ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر آپ کھڑے ہوں گے تو آگ آپ کو نقصان پہنچائے گی؟"

فرمایا: "نہیں ڈرتا"۔

ابراہیم علیہ السلام کا آگ کے گڑھے سے باہر نکلنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام گڑھے سے صحیح سالم باہر آئے۔ جب ابراہیم علیہ السلام باہر آئے تو نمرود نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ وہ دوسرا کون تھا جو آپ کا ہم شکل تھا اور آپ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا وہ سایہ کا فرشتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میرے پاس بھیجا تھا کہ وہ میرا دل بہلائے اور آگ کو میرے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دے۔

نمرود کا اللہ کے نام کی قربانی کرنا:

پھر نمرود نے کہا کہ آپ کے رب کی عزت و قدرت دیکھ کر میں اس کے حضور ایک بہت بڑی قربانی دے کر اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے چار ہزار جانور ذبح کرنے کو تیار ہوں۔

ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر کہا اللہ تعالیٰ اس وقت تمہاری کوئی بھی چیز قبول نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کو چھوڑ کر میرے دین کو اختیار نہ کر لیں۔

اس نے جواب دیا اے ابراہیم میں اپنی بادشاہت نہیں چھوڑ سکتا البتہ قریب ہے کہ میں آپ کے رب کے لیے قربانی کروں۔ چنانچہ نمرود نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف پہنچانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے قدرت نہ دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے اچھی بات جو نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے کہی وہ یہ تھی کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں پیشانی پونچھ رہے تھے تو نمرود نے اس وقت کہا تھا: ابراہیم! آپ کا رب کتنا اچھا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام کی پیش کش:

بعض حضرات سے مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو باندھ کر آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کیا آپ کو میری کوئی ضرورت ہے؟

فرمایا: آپ کی کوئی ضرورت نہیں۔

ابو سلیمان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آگ نے ابراہیم علیہ السلام کی رسی کے علاوہ کچھ نہیں جلایا۔

سارہ اور لوط علیہما السلام کا ایمان لانا:

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جب حضرت حق کی یہ نصرت دیکھی تو آپ کی قوم کے بعض لوگ آپ پر ایمان لائے جن میں آپ کے بھتیجے لوط بن حاران، ان کے ایک بھائی اور آپ کی چچا زاد سارہ بھی ایمان لے آئیں۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا:

یہ بھی آپ کی چچا زاد تھیں اور آپ کے بھائی ہاران کی بیٹی تھیں ایک قول یہ بھی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ حران کی بیٹی تھیں اس کی تفصیل سدی سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام شام کی طرف چلے گئے وہاں ان کی ملاقات سارہ سے ہوئی جو بادشاہ حران کی بیٹی تھیں انہوں نے اپنی قوم کے دین سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے اس شرط پر [illegible]

ابراہیم علیہ السلام کا باپ کو توحید کی دعوت۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو دعوت دی اور کہا: "اے ابا جان! آپ ان چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں اور نہ آپ کے کچھ کام آ سکتی ہیں۔"

مگر باپ نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا۔

پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی قوم کے درمیان فیصلہ ہو گیا کہ تم ہم سے جدا ہو جاؤ [illegible] چلے جانا ہی بہتر سمجھا اور قوم کو چھوڑ دیا۔

"ہم تم سے اور ان سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو بے تعلق ہیں اور تمہارے معبودوں کے کبھی قائل نہیں ہو سکتے اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی۔"

(سورۃ ممتحنہ ۴)

مصر کی طرف ہجرت:

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام نے وہاں سے ہجرت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی چچا زاد سارہ سے نکاح کیا اور لوط اور سارہ دونوں کو لے کر کسی ایسی جگہ کی تلاش میں نکلے جہاں وہ دین پر آسانی سے عمل کر سکیں۔ چلتے چلتے مقام حران میں پہنچے وہاں کچھ عرصہ رہے اور وہاں سے ہجرت کر کے مصر گئے۔

مصر کے بادشاہ کی نیت میں فتور

اس زمانے میں مصر میں پہلے فرعون کی حکومت تھی کہا جاتا ہے کہ حضرت سارہ بہت خوبصورت تھیں اور ابراہیم علیہ السلام کی ملازمت میں [illegible] تھیں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت عزت سے نوازا تھا۔ فرعون کے سامنے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا حسن بیان کیا گیا تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ کے ساتھ یہ عورت کون ہے؟

ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ میری بہن ہے۔ آپ نے اپنی بیوی اس لیے نہ کہا کہ اس بات کا خوف تھا کہ بیوی کی صورت میں وہ انہیں (ابراہیم علیہ السلام) کو قتل کر دے گا۔

فرعون نے کہا اس کو میرے پاس میری طرف بھیجو تاکہ میں اسے دیکھوں۔

اللہ تعالیٰ کا سارہ کی حفاظت کرنا:

ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہیں وہی پیغام سنایا جو فرعون نے بھیجا تھا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے انہیں فرعون کے پاس بھیجا وہ فرعون کے پاس پہنچ گئیں جب وہ داخل ہوئیں تو فرعون نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا جب فرعون نے یہ منظر دیکھا تو اسے سنگین معاملہ سمجھا اور کہا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میرے ہاتھ کو درست کر دے اللہ کی قسم میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں دوں گا بلکہ آپ کے ساتھ حسن سلوک کروں گا۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی [illegible]

بادشاہ کا حضرت سارہ کو عطیے کے [illegible]

بادشاہ نے حضرت سارہ [illegible] ہاجرہ [illegible] بطورِ عطیہ دی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ توریہ کرنا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین مرتبہ [illegible] اللہ کے لیے تھیں۔ [illegible] ہوں۔

[illegible]

[illegible]

آپ نے کہا: یہ میری بہن ہے۔

[illegible]

فرعون کا ہاتھ مفلوج ہونا:

[illegible] بھی ساتھ تھیں۔

حضرت سارہ علیہا السلام کی واپسی:

[illegible]

[illegible]

حضرت ابوہریرہؓ سے اس کے علاوہ عبدالرحمن بن ہشام بن محمد اور ابن جبیر بن رافع کے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے اس کے علاوہ امام محمد بن سیرین سے بھی یہ قول مروی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہاجرہ سے نکاح:

۱۲ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ایک قبطی خاتون تھیں۔ حضرت سارہ نے انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بطور ہدیہ دے دیا اور کہا کہ میں نے دیکھا کہ یہ عورت نیک و متقی ہے شاید اللہ تعالیٰ اسے اولاد دے دے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا خود بانجھ تھیں اور ابراہیم علیہ السلام کے بوڑھے ہونے تک کوئی اولاد نہ ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے نیک اولاد عطا فرما اور یہ دعا کرتے رہے یہاں تک کہ بوڑھے ہو گئے اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بھی بوڑھی ہو گئیں۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے مباشرت کی تو ان سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مصر فتح کر لو تو ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا اس لیے کہ ان کا تم پر صلہ رحمی کا حق لازم ہے۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ وہ کون سی رشتہ داری ہے کہ جس کی طرف حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا؟

فرمایا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ جناب ہاجرہ مصر سے تھیں۔

مصر سے روانگی اور فلسطین میں قیام:

کہا جاتا ہے کہ جب ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو سارہ رضی اللہ عنہا کو بھی رنج و ملال ہوا کہ ان کی اولاد نہیں ہے۔ ابراہیم علیہ السلام مصر سے چلے گئے وہ فرشتہ بھی آپ کے پاس آیا جس نے فرعون کے شر سے بچنے میں آپ کی مدد کی تھی۔ یہاں تک کہ آپ شام میں فلسطین کے مقام پر اترے۔

ابراہیم علیہ السلام کو تاج نبوت ملنا:

یہ شام کا علاقہ تھا حضرت لوط علیہ السلام مؤتفکہ کے مقام پر اترے جو کہ وہاں سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر یا اس سے کم تھا۔ اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو تاج نبوت پہنایا۔

ابراہیم علیہ السلام نے وہیں پر ایک کنواں کھودا اور مسجد بنائی۔ کنویں کا پانی بہت میٹھا تھا وہاں سے آپ کی بکریاں پانی پیتی تھیں۔

ابراہیم علیہ السلام کی نقل روانگی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ عرصہ وہاں رہے پھر وہاں کے لوگوں نے آپ کو تکالیف پہنچائیں جس کی وجہ سے آپ وہاں سے ہجرت کر گئے۔ رملہ اور ایلیا کے درمیانی علاقہ قط میں آکر ٹھہرے جب آپ وہاں سے چلے تو کنویں کا پانی خشک ہو گیا یہ حال دیکھ کر جس بستی والے آپ کے پیچھے آئے ندامت کا اظہار کیا اور معافی مانگی اور کہا کہ ہم اپنے ہاں سے ایک نیک اور متقی شخص کو نکال بیٹھے ہیں آپ واپس آ جائیں۔ آپ نے فرمایا میں جس شہر سے نکالا جاؤں اس شہر میں واپس نہیں جاتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ کنواں جس سے ہم اور آپ پانی پیتے تھے آپ کے چلے آنے کی وجہ سے خشک ہو گیا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ

(اس پر) آپ نے اپنے ریوڑ میں سے ایک بکری کا بچہ دیا اور [illegible] کنویں پر [illegible] ہو گئے تو وہاں سے میٹھا پانی نکلنے لگا۔ [illegible] اس کنویں سے پانی پینے [illegible] چلا۔ اس کنویں پر [illegible] ایک حائضہ عورت نے وہاں سے پانی لیا تو وہ پانی [illegible] ختم ہو گیا۔

ہلاکت قوم لوط علیہ السلام:

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت مال و دولت اور حشم و خدم عطا فرما رکھے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی ہلاکت کا ارادہ کیا تو ان کی طرف رسول بھیجے یہ قوم ایسا فعل (مرد مرد سے) بدفعلی کرتی تھی جس کا ارتکاب [illegible] کسی نے نہیں کیا تھا۔ [illegible] لواطت [illegible] استعمال ہوتا ہے [illegible] لواطت کے معنی آپ ان کی نسبت سے قوم کے [illegible] ہیں اس سے انگریزی کا لفظ Sodomy ہے جس کی نسبت سدوم بستی کی طرف ہے جو اس کے قریب ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے [illegible] تھے اور [illegible] بھی [illegible] اسے بھی [illegible] دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے انتہائی خوبصورت فرشتے بھیجے تاکہ وہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہ کو اسحاق کی پیدائش کی خوشخبری سنائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اسحاق سے ان کے بیٹے یعقوب بھی پیدا ہوں گے۔ جب یہ (فرشتے) ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ان کے ہاں گذشتہ چند روز سے کوئی مہمان نہ آیا تھا ان کے آنے سے ابراہیم علیہ السلام کو بہت خوشی ہوئی اور سمجھا کہ ان جیسے مہمانوں کی خدمت [illegible] چنانچہ گھر تشریف لے گئے اور ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے اور ان کے سامنے پیش کیا لیکن جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے (یعنی وہ کھانا نہیں کھا رہے) تو انہیں اجنبی سمجھ کر دل میں خوف محسوس کیا (فرشتوں) نے کہا خوف نہ کریں ہم تو لوط علیہ السلام کی طرف انہیں ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ آپ کی بیوی سارہ جو پاس کھڑی تھیں یہ سن کر ہنس پڑیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے ساتھ عذاب کا ارادہ فرمایا ہے۔ جب کہ قوم کو اس کی خبر بھی نہیں۔

اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری:

ترجمہ: ”پھر ہم نے ان کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی وہ بولی ہائے میری کم بختی! کیا اب میرے ہاں اولاد ہوگی جب کہ میں بڑھیا ہو گئی اور میرے میاں بھی بوڑھے ہو چکے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے“ فرشتوں نے کہا اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ اے ابراہیم کے گھر والو! تم لوگوں پر تو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ بہت قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے“ (ہود: [illegible])

اسحاق کی خوشخبری کے وقت ابراہیم اور سارہ کی عمر

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اس وقت حضرت سارہ علیہا السلام کی عمر ۹۰ سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس تھی جب ابراہیم علیہ السلام سے خوف دور ہو گیا تو انہیں اسمٰعیل اور اسحاق کی خوشخبری ملی تو فرمایا:

مرجھا [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

شعیب الجبائی سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو [illegible] جب اسحاق [illegible] تو اس وقت حضرت سارہ کی عمر [illegible] اور جب [illegible] سال تھی [illegible] جب [illegible] کا قول [illegible]

فرشتوں کی مہمانی

سدی سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے فرشتے بھیجے جو خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں [illegible] یہاں تک کہ [illegible] جب ابراہیم [illegible] تو خوش ہوئے اور [illegible] ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے اور ان کے سامنے رکھ دیا اور خود بھی بیٹھ گئے حضرت سارہ ان کی خدمت کر رہی تھیں اسی واقعہ کو قرآن مجید یوں بیان کرتا ہے۔

ترجمہ: ابراہیم (علیہ السلام) کی بیوی [illegible] (سورۃ ہود [illegible])

ابن مسعود کی قراءت میں [illegible] جب بچھڑا ان کے قریب کیا اور دیکھا کہ نہیں کھاتے تو [illegible] تم کھاتے کیوں نہیں؟ انہوں نے جواب دیا [illegible] ہم بغیر قیمت ادا کیے [illegible] نہیں کھاتے ابراہیم [illegible] قیمت فرشتوں نے پوچھا کیا قیمت ہے [illegible] اللہ کا نام [illegible] اور آخر میں [illegible] جبرائیل نے میکائیل کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ واقعی یہ شخص اس بات کا مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنا خلیل بنائے [illegible]

ترجمہ: مگر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو ان سے مشتبہ ہو گیا اور دل میں ان سے خوف محسوس کرنے لگا۔ (سورۃ ہود [illegible])

جب حضرت سارہ نے [illegible] دیکھا کہ ابراہیم [illegible] ان کا اکرام کر رہے ہیں اور وہ خود ان کی خدمت کر رہی ہیں تو ہنس پڑیں اور فرمایا کہ ہمارے مہمانوں پر تعجب ہے کہ [illegible] ان کی خدمت کر رہے ہیں اور وہ ہمارا کھانا نہیں کھاتے۔

* * *

بیت اللہ کی تعمیر

بیت اللہ کی تعمیر کا حکم:

کہا جاتا ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام و اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کریں اور اس میں عبادت اور ذکر کریں۔ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم نہیں تھا کہ یہ گھر کس جگہ تعمیر کریں کیونکہ اس کے لیے پہلے ان پر واضح نہیں تھا اس لیے ان کو قدرے پریشانی ہوئی۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمائی جو تیز جھکڑ تھی اس سے مذکورہ جگہ بنانے میں ان کو راہنمائی ہوئی وہ اس ہوا کے ساتھ چل پڑے اور ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی بیوی ہاجرہ اور چھوٹے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام نے بھی ہجرت کی۔ بعض نے کہا کہ راہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا تھا اور انہوں نے ہی بتایا کہ کام کس طرح کرنا ہے۔

مجوزہ جگہ کی طرف راہنمائی (روایت):

خالد بن عرعرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ مجھے بیت اللہ کے بارے میں بتلائیے کیا یہ گھر زمین میں سب سے پہلے بنایا گیا؟

فرمایا نہیں بلکہ وہ جگہ جہاں سب سے پہلے برکت رکھی گئی وہ مقام ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو وہاں داخل ہو گیا وہ امن والا ہو گیا اور اگر تو چاہے تو تجھے بتلاؤں کہ یہ بیت اللہ کس طرح تعمیر ہوا پھر واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میرے لیے گھر بناؤ۔ یہ حکم سن کر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ کو عاجز پایا تو اللہ تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمائی جو ایک تیز رفتار ہوا ہے جس کے دو سر ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہیں یہاں تک کہ ہوا مکہ پہنچی ہے اور وہاں بیت اللہ کا طواف کرتی ہے جیسے سانپ چکر لگاتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا کہ جہاں سکینہ ٹھہر جائے وہیں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کرو۔ ابراہیم علیہ السلام نے ایک گھر تعمیر کیا جہاں ایک پتھر کی ضرورت پڑی تو اسمٰعیل علیہ السلام جو ان کے مددگار بن رہے تھے ان سے فرمایا کہ جاؤ اور پتھر ڈھونڈ کر لاؤ وہ گئے اور پتھر تلاش کرنے لگے لیکن دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام پتھر اس جگہ پر نصب کر چکے ہیں۔

پوچھا اے ابا جان! یہ پتھر آپ کے پاس کون لایا؟

فرمایا وہ لایا جو تمہاری مدد پر بھروسہ نہیں کرتا۔ یہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے لے کر آئے ہیں۔

ایک اور روایت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا تو آپ کے ساتھ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بھی ہجرت کی۔ جب آپ مکہ پہنچے تو وہاں بیت اللہ کے مقام پر سر کے برابر ایک بادل دیکھا اس بادل سے آواز آئی کہ اس سائے کے نیچے تعمیر کریں اور اس میں کمی بیشی نہ کریں۔

زمزم:

ایک روایت میں ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کو شدید پیاس لگی اور حضرت [illegible] [illegible] پانی [illegible] [illegible] مروہ پر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو [illegible] آپ کون ہیں؟"

فرمایا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی والدہ ہوں۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تم دونوں کو کس کے سپرد کیا گیا؟

فرمایا اللہ تعالیٰ کے۔

جبرئیل علیہ السلام نے [illegible] [illegible] سے پانی نکلا [illegible] وہی کہتے ہیں کہ یہ پانی [illegible]۔

تیسری روایت:

[illegible] ابراہیم علیہ السلام [illegible] اللہ کے گھر [illegible] [illegible] آپ کے [illegible] [illegible] کہاں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے "العرج" نامی [illegible] [illegible] ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: "یاد کرو وہ وقت جب ہم نے ابراہیم کے لیے [illegible] (خانہ کعبہ) کی جگہ [illegible]" [illegible]

چوتھی روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ تعمیر کرنے کا حکم دیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

پوچھنے والا جوان [illegible] آپ کے پاس آیا۔

فرمایا جس نے تجھے [illegible] وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

اس قول کی تائید میں روایات (پہلی روایت)

دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ بیت اللہ کی طرف سفر کرتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جبریل علیہ السلام بھی گئے تھے، اور یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل بھی ساتھ گئے، ان کو یہاں اس لئے نکالا گیا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت سارہ کے دل میں حسد کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔

دوسری روایت

سدی اپنی سند سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ ہاجرہ سے نکاح کر کے استفادہ کر لیں میں آپ کو اس کی اجازت دیتی ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ سے مباشرت فرمائی جس کے نتیجے میں اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے پھر سارہ سے مباشرت کی تو ان سے اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے جب اسحٰق علیہ السلام بڑے ہو گئے تو اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام میں جھگڑا ہو گیا جس سے حضرت سارہ کو غصہ آیا اور انہوں نے حضرت ہاجرہ علیہا کو نکال دیا۔ پھر ان کو دوبارہ داخل ہونے کی اجازت دی پھر ایک مرتبہ ناراض ہو گئیں اور پھر ناراض ہو گئیں اور قسم کھائی کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ دوں گی اور پھر یہ کہنے لگیں کہ ان کی ناک یا ان کا کان کاٹ دوں تاکہ وہ بدنما ہو جائے پھر کہنے لگیں کہ نہیں ان کا (ختنہ) کر دیا جائے تو میری قسم پوری ہو جائے، چنانچہ حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کا ختنہ کر دیا، حضرت ہاجرہ نے کپڑے کا ایک ٹکڑا لے کر اس جگہ کا خون صاف کیا، اس وقت سے عورتوں میں ختنہ کا رواج چلا اس کے بعد حضرت سارہ علیہا نے کہا کہ تم میرے شہر میں نہیں رہو گی، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ حکم بھیجا کہ آپ مکہ چلے جائیں اس وقت مکہ میں بیت اللہ کا وجود نہیں تھا، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے (اسمٰعیل علیہ السلام) وہاں گئے اور بیت اللہ کی تعمیر کی جب آپ وہاں حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑنے لگے تو حضرت ہاجرہ نے کہا کہ آپ ہمیں یہاں کس کے پاس چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ (اس کے بعد سدی نے باقی واقعہ بیان کیا)

تیسری روایت:

مجاہد اور دوسرے اہل علم سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے سامنے بیت اللہ اور حرم کے نشانات ظاہر فرما دئے تو آپ نکلے اور آپ کے ساتھ جبریل علیہ السلام بھی تھے آپ جس بستی کے پاس سے گزرتے تو فرماتے کہ کیا مجھے اس بستی کے بارے میں حکم دیا گیا ہے، جبریل علیہ السلام جواب دیتے کہ آگے چلئے آپ چلتے رہے یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے اس وقت وہاں کانٹے اور جھاڑیاں تھیں اور "عمالیق" نامی قوم مکہ کے باہر حرم کے ارد گرد رہتے تھے۔ بیت اللہ کی جگہ ٹیلہ نما اور سرخ رنگ کی تھی اسے دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کیا مجھے یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا ہے؟

جبریل علیہ السلام نے ہاں میں جواب دیا، وہاں ایک چھپر بنا ہوا تھا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا کو وہاں چھپر بنانے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا۔

> ترجمہ: "اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد کے کچھ حصہ کو (میدان) مکہ میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسایا ہے، اے پروردگار میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم رکھیں تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں سے روزی دے، تاکہ یہ شکر کریں" ۔ (سورۃ ابراہیم: ۳۷)

پھر آپ واپس شام چلے آئے اور انہیں وہیں چھوڑ دیا۔

حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ

اسمٰعیل علیہ السلام [illegible]

چشمۂ زمزم

پھر انہوں نے اس جگہ پانی کی تلاش کی [illegible] اسمٰعیل علیہ السلام کے لیے پانی [illegible]

[illegible]

دوسری مختصر روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے [illegible] عرب خاتون نے منطقہ بنایا وہ حضرت ہاجرہ تھیں۔ فرمایا کہ جب حضرت [illegible]

آب زمزم سے متعلق ایک اور روایت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نکاح

[illegible]

پہلی بیوی کو طلاق - دوسرا نکاح

[illegible]

آب زمزم سے متعلق [illegible] روایت

[illegible]

[illegible]

بخاری باب یزفون

اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی (دوسری روایت)

[illegible]

حضرت ہاجرہ نے ان کو اجازت دے دی۔

اسمٰعیل علیہ السلام کی بیوی کی بدمزاجی

[illegible]

اسمٰعیل علیہ السلام کا چوکھٹ تبدیل کرنا

[illegible]

اسمٰعیل علیہ السلام کی دوسری شادی

کچھ عرصہ بعد ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اسمٰعیل علیہ السلام سے ملنے کی اجازت چاہی جس پر انہوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ وہاں ٹھہریں گے نہیں۔ آپ اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر آئے اور ان کی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا وہ شکار کے لیے گئے ہیں تھوڑی دیر میں آجائیں گے ان شاء اللہ آپ یہاں تشریف رکھیے اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے؟ [illegible] دودھ اور گوشت سے [illegible] ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لیے برکت کی دعا کی [illegible] سے بیٹھے آپ [illegible] ابراہیم علیہ السلام [illegible] اجازت [illegible] آپ تشریف رکھیں تاکہ میں آپ کے سر کو دھو دوں [illegible] آپ وہاں [illegible] پھر وہ ایک پتھر لے آئی اور [illegible] آپ نے اپنے سر کو [illegible] جھکایا اور اس نے [illegible] کے نشانات وہاں [illegible] پھر آپ نے [illegible] بائیں طرف کیا اور اس نے سر کا بایاں حصہ دھویا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے میرا سلام کہنا اور اسے کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ برقرار رکھے۔

خدمت گزار بیوی

اسمٰعیل علیہ السلام گھر تشریف لائے تو اپنے والد کی خوشبو محسوس کی اور اپنی بیوی سے پوچھا کیا کوئی شخص آیا تھا؟ اس نے کہا ہاں ایک آدمی خوشبو والا جو بوڑھا تھا آیا تھا [illegible] میں نے ان کا سر دھویا اور یہ ان کے قدموں کے نشانات ہیں۔ اسمٰعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ انہوں نے تمہیں کیا کہا؟ وہ بولی انہوں نے مجھے کہا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ برقرار رکھے۔ فرمایا وہ میرے والد ابراہیم علیہ السلام تھے۔

خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا حکم:

جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیت اللہ کی تعمیر کا حکم [illegible] تمہارے لیے بیت اللہ تعمیر کیا جائے [illegible] "ہاں اے [illegible]" [illegible] آیت [illegible] الحمد لله الذي وهب لي على الكبر اسمعيل واسحق [illegible] آپ نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحاق عطا کیے) کے درمیان [illegible] سال کا وقفہ [illegible] بھول گئی۔

تعمیر کعبہ کے لیے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذہنی طور پر تیار کرنا:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ زمزم کے پیچھے تیر [illegible] ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: [illegible] مجھے [illegible] اسمٰعیل علیہ السلام نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جواب ملا "لبیک شعب و لبیک" پھر آپ نے تمام دنیا کی طرف منہ کر کے یہی کہا تو وہاں سے بھی یہی جواب ملا۔ پھر آپ ۸ ذی الحجہ اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ منیٰ میں آئے آپ کے ساتھ اور مسلمان بھی تھے وہاں آپ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔ یہیں رات گزاری اور اگلے روز فجر کی نماز وہیں پڑھی پھر آپ عرفہ آ گئے اور وہیں ٹھہرے یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے ظہر اور عصر کی نماز اکٹھے پڑھی پھر آپ عرفہ میں موقف کی جگہ آئے وہاں ایک درخت کے پاس ٹھہرے یہی جگہ عرفہ کے اندر موقف ہے جہاں امام حج ٹھہرتا ہے اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دیتا ہے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھی وہاں سے چل کر مزدلفہ آئے وہاں مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھے پڑھی سب نے رات وہیں گزاری اگلے دن صبح کی نماز پڑھی اور پھر مزدلفہ میں "قزح" کے مقام پر ٹھہرے یہ مزدلفہ کا موقف ہے پھر جب صبح خوب روشن ہو گئی تو ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے وہاں سے چل پڑے آپ ان لوگوں کو اپنے افعال دکھاتے رہے اور تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ کبریٰ کی رمی کی منیٰ میں جانور ذبح کرنے کی جگہ آئے پھر سر منڈایا اور پھر وہاں سے لوٹ کر بیت اللہ آئے تاکہ لوگوں کو دکھائیں کہ طواف وداع کس طرح کرتا ہے پھر منیٰ میں آ کر رمی کی یہاں تک کہ حج سے فارغ ہوئے اور لوگوں کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔

حضور اکرم ﷺ اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج سکھاتے رہے۔

حضور اکرم ﷺ سے مروی روایت:

عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ۸ ذی الحجہ کو جبرئیل علیہ السلام آئے اور ابراہیم علیہ السلام کو منیٰ میں لے گئے وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اور اگلے دن فجر کی نماز پڑھی۔ پھر وہاں سے چل کر عرفات آئے وہاں پیلو کے درخت کے پاس گئے اور دوسرے لوگوں کے پاس اترے اور وہاں ظہر اور عصر اکٹھے پڑھی پھر وہیں ٹھہرے یہاں تک کہ مغرب کا ابتدائی وقت آ گیا پھر وہاں سے چلے اور مزدلفہ میں آئے اور مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھے پڑھی اور اگلے دن صبح کے ابتدائی وقت وہیں پر ٹھہرے رہے پھر وہاں سے چل کر منیٰ آئے رمی جمرہ کی جانور ذبح کیا حلق کرایا اور پھر بیت اللہ کی طرف لوٹ گئے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ اے محمد! دین ابراہیم کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تھے۔

اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ.

بھی ابراہیم علیہ السلام کے ذبح ہونے والے بیٹے کا ذکر۔

ذبیح کون تھے؟

امت محمدیہ کے متقدمین کا اس میں اختلاف ہے کہ ذبح ہونے والے کون سے بیٹے تھے۔ حضور اکرم ﷺ سے دونوں روایات مروی ہیں اگر یہ دونوں روایات صحیح ہیں تو کسی اور جانے کی ضرورت نہیں تھی البتہ قرآن مجید کے سیاق وسباق سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ ذبح ہونے والے اسحاق علیہ السلام تھے۔

دوسری روایت.

عباس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ "وفدیناہ بذبح عظیم" (ہم نے ایک بڑی قربانی سے ان کا فدیہ دے دیا) سے مراد اسحاق ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت عباس بن عبدالمطلب پر موقوف ہے مرفوع نہیں عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں

بھی مروی ہے کہ [illegible] صحیح [illegible] ذبیح اسحاق ہیں۔

پہلا قول: ذبیح اسماعیل علیہ السلام تھے

صنابحی سے منقول ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ وہاں ذبیح کا ذکر ہوا کہ اسحاق تھے یا اسماعیل تھے؟ امیر نے کہا تم نے خوب بات پوچھی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا اے ابن الذبیحین اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مال غنیمت عطا کیا ہے اس میں سے مجھے بھی دیں۔ آپ مسکرا دیے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ ذبیحین سے مراد کون تھے؟ آپ نے فرمایا کہ جب عبدالمطلب نے چاہِ زمزم کی کھدائی شروع کی تو منت مانی کہ اگر یہ کام آسان ہو گیا تو میں اپنا ایک بیٹا ذبح کروں گا پھر جب کام ہو گیا اور بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکل آیا لیکن ان کے والد سے ماموؤں نے ذبح نہیں کرنے دیا اور کہا کہ آپ اس بچے کے بدلے میں سو اونٹ قربان کر دو اور دوسرے ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

دوسرا قول: ذبیح اسحاق علیہ السلام تھے

ابن جریر نے حضرت مسروق سے مروی ہے کہ ذبیح اسحاق تھے اور ابوالاحوص سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس فخر سے کہا کہ میں فلاں بن فلاں کی اولاد میں سے ہوں۔ تو انہوں نے کہا یوسف بن یعقوب بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد میں سے ہوں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "وفدیناه بذبح عظیم" سے مراد اسحاق علیہ السلام ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے اسحاق علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔

شیطان کا بہکانا

اسحاق بن بشیر سے مروی ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا میں آپ کو اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بتاؤں؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا بتاؤ۔ انہوں نے کہا جب خواب میں ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق کا ذبح دکھایا گیا تو شیطان نے کہا اللہ کی قسم اگر میں ابراہیم کے گھر والوں کو اس سے بڑا امتحان کبھی نہ آئے گا۔ چنانچہ شیطان نے ایک جانے پہچانے شخص کا روپ دھارا اور حضرت سارہ کے پاس آ کر کہا ابراہیم علیہ السلام صبح بیٹے کو لے کر کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کسی کام کے لیے لے جا رہے ہیں۔ شیطان نے جواب دیا کہ نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ پھر کس کام کے لیے لے جا رہے ہیں؟ شیطان نے کہا ذبح کرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ ایسا نہیں کریں گے۔ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا ہاں ضرور ذبح کریں گے۔ سارہ نے پوچھا کیوں؟ شیطان نے کہا ان کا خیال ہے کہ ان کے رب نے ان کو حکم دیا ہے تو حضرت سارہ نے کہا اگر ایسا ہے تو ان کو رب کی اطاعت کرنی چاہیے۔ شیطان حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے مایوس ہو کر اسحاق علیہ السلام کے پاس پہنچا وہ اپنے باپ کے ساتھ جا رہے تھے ان سے کہا تمہارا باپ تمہیں صبح سویرے کہاں لے جا رہا ہے؟ انہوں نے کہا کسی کام کے لیے۔ شیطان بولا نہیں بلکہ تمہیں ذبح کرنا چاہتا ہے۔ اسحاق علیہ السلام نے فرمایا کیا میرا باپ مجھے ذبح کرے گا؟ شیطان بولا کہ ہاں۔ پوچھا کیوں؟ شیطان نے کہا ان کا خیال ہے کہ ان کے رب نے ان کو حکم دیا ہے تو اسحاق علیہ السلام نے فرمایا تو ان کو حکم ہے تو ان کو اطاعت کرنی چاہیے۔ شیطان ان سے بھی مایوس ہو کر ابراہیم علیہ السلام کی طرف گیا اور ان سے کہا

[illegible] ذبح [illegible]

[illegible]

[illegible] گا۔

ابراہیم کا بیٹے کو ذبح کرنے سے روکنا:

[illegible] اسحاق [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اسحاق [illegible]

[illegible] جنت میں داخل [illegible]۔

موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:

[illegible] نقل کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا [illegible] ابراہیم کے رب، اسحاق کے رب اور یعقوب کے رب [illegible] اس طرح کیوں کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مجھے ہر چیز کے مقابلے میں ترجیح دی اور اسحاق نے میری خاطر ذبح ہونے [illegible] تھا اور یعقوب [illegible] یہ واقعہ بھی روایات میں ہے۔

بعض کتابوں سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے [illegible] خواب دیکھا [illegible] اللہ تعالیٰ نے مجھے [illegible] اسحاق [illegible] کا قول بھی یہی ہے کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام تھے۔

ذبیح اللہ اسماعیل علیہ السلام ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں [illegible] تفصیل درج ذیل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی متعدد روایات سے مروی ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام تھے [illegible] ابراہیم علیہ السلام [illegible] انہوں نے [illegible] کے حوالے سے بتایا [illegible] اسماعیل علیہ السلام تھے [illegible] مجاہد، حسن وغیرہ کا قول بھی یہی ہے۔

[illegible] القرظی [illegible] ابراہیم علیہ السلام [illegible] اپنے بیٹے [illegible] تفصیلات [illegible] اسماعیل علیہ السلام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اسحاق [illegible] یعقوب [illegible] اسحاق [illegible] اسماعیل علیہ السلام [illegible]

ایک سابق یہودی عالم کا بیان

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تھے وہ شام کے علاقے میں تھے تو اس وقت ایک یہودی عالم مسلمان ہوا اور پکا مسلمان ہوا تو حضرت عمر نے اس سے پوچھا ابراہیم علیہ السلام کے کون سے بیٹے کو ذبح کیا گیا۔ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم! اے امیر المومنین وہ اسماعیل ہی تھے یہودی اس بات کو خوب جانتے ہیں لیکن وہ تم سے حسد کرتے ہیں اس لیے اسماعیل علیہ السلام کے بجائے اسحاق علیہ السلام کو ذبیح قرار دیتے ہیں۔ حسن بصری سے مروی ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ذبح ہونے والے اسماعیل علیہ السلام تھے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن کعب قرظی سے کئی مرتبہ سنا ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہی تھے۔

ذبیح اللہ کے متعلق امام طبری کے نزدیک پسندیدہ قول

البتہ طبری کی رائے یہ ہے کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام تھے قرآن کریم کے سیاق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت کر رہے تھے تو اس وقت آپ نے یہ فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جا رہا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائے گا اور دعا کی "اے رب مجھے اولاد عطا فرما جو صالحین میں سے ہو" یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ ہاجرہ کو جانتے بھی نہ تھے اور نہ ہی اس وقت تک اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ایک بردبار بچے کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی پھر ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔

نیز قرآن مجید میں جس بچے کی خوشخبری کا ذکر ہے وہ اسحاق علیہ السلام ہی ہیں جیسا کہ سورہ ہود میں ہے "اور ابراہیم کی بیوی (سارہ) کھڑی ہوئی تھی پس وہ ہنس پڑیں تو ہم نے ان کو اسحاق علیہ السلام اور ان کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری سنائی۔

اسی طرح قرآن مجید میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دل میں ان فرشتوں سے خوف محسوس کیا فرشتوں نے کہا کہ خوف نہ کیجیے اور پھر انہیں ایک دانشمند لڑکے کی خوشخبری سنائی تو ابراہیم کی بیوی چلاتی ہوئی آئی اور اپنا ماتھا پیٹ کر کہنے لگی (اے ہے ایک تو بڑھیا اور دوسرا بانجھ)۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں جہاں بھی بشارت کا ذکر ہے وہ آپ کی بیوی سارہ سے پیدا ہونے والے بچے کی بشارت ہے "[illegible] کی بشارت سے مراد اسحاق علیہ السلام ہوں گے

اور جن لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا (بلکہ اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں حکم دیا تھا) اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت اور پھر ان سے یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی (جس کا تقاضا یہ ہے کہ بشارت میں یہ اشارہ ہو کہ اسحاق زندہ رہیں گے) یہ دلیل درست نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسحاق کے ذبح کرنے کا حکم اس وقت دیا جب کہ وہ چلنے پھرنے لگے اور یہ ممکن ہے کہ اسحاق علیہ السلام کے ذبح ہونے کا حکم آنے سے پہلے یعقوب علیہ السلام پیدا ہو چکے ہوں اسی طرح ان لوگوں کی یہ بات بھی درست نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ میں پہنچ کر ذبح ہونے کا خواب دیکھا (جس کا تقاضا یہ ہے کہ ذبیح اسماعیل ہوں کیونکہ اسماعیل مکہ کے قریب رہتے

کے سبب کہ اسحاق تو بڑی عمر میں پیدا ہوئے تھے [illegible]

ہماری رائے:

ہمارے نزدیک دوسرا قول بہت مرجوح اور کمزور ہے کیونکہ [illegible] کے متعلق [illegible]

کچھ ہی تصور ہو سکتا ہے اور یہ بڑی طرف تصور نہایت کمزور ہے۔

جو یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قرآن [illegible] حضرت یعقوب [illegible] حضرت اسحاق [illegible] کے وقت اسحاق [illegible] بشارت [illegible] کی پیدائش کی بشارت [illegible] کلام میں [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیدا ہونے کے [illegible] قرآن مجید [illegible] حضرت سارہ [illegible] اور حضرت سارہ [illegible] بشارت [illegible] القرآن [illegible] اسماعیل علیہ السلام [illegible]

ذبح ہونے کا واقعہ اور اس کے سبب — پہلا سبب: ابراہیم علیہ السلام کا نذر ماننا

اس کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر کے شام کی طرف ہجرت کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے [illegible] نیک اور صالح بیٹا [illegible] جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائے گا اے میرے رب مجھے نیک لڑکا عطا فرما [illegible] نازل کرنے والے فرشتے آپ کے پاس آئے اور لڑکا پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو آپ نے نذر مانی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح ہے پس جب وہ بچہ جوان ہو کر [illegible] تو آپ سے کہا گیا کہ اپنی نذر پوری کرو۔

پہلے سبب کی تفصیل — اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری

مستدرک حاکم [illegible] سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ تجھے ایک بیٹے کی خوشخبری ہو جس کا نام اسحاق علیہ السلام ہے اور اسحاق کے بعد [illegible] جیسا کہ قرآن مجید میں [illegible] یوں کہا گیا ہے [illegible] عجیب بات ہے [illegible] نے کہا کیا تم خدا کی قدرت پر تعجب کرتی ہو [illegible] اللہ کی رحمت اور [illegible] بے شک وہ

اللہ تعریف و بزرگی کا مستحق ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] نذر کا [illegible]

جب حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اسمٰعیل علیہ السلام کو ورغلانا

[illegible]

شیطان کا ہاجرہ علیہا السلام کو ورغلانا

[illegible] اور ان کی آل شیطان کی چال سے بچ گئے۔

ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کا حوصلہ مندانہ جواب:

[illegible]

[illegible] اسمٰعیل علیہ السلام کا آداب فرزندی

[illegible]

باپ کا بیٹے کی گردن پر چھری چلانا:

[illegible]

ماتھے کے بل لٹا دیا تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ دیا۔

اسلام میں پہلی قربانی

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اوپر سے ایک ایسا مینڈھا اترا جو جنت میں چالیس سال تک چرتا رہا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو چھوڑ دیا اور اسے پکڑا۔ پھر وہ اسے جمرہ اولیٰ لے گئے وہاں سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ وسطیٰ میں آئے اور وہاں سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ کبریٰ میں سات کنکریاں ماریں پھر اسے بائیں طرف منحر میں لے گئے اور وہاں اسے ذبح کیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ابن عباس کی جان ہے یہ اسلام میں سب سے پہلی قربانی تھی۔ اس مینڈھے کا سر میزاب پر لٹکا دیا گیا۔

اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل لٹانا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو سعی کی جگہ پر شیطان نے آپ کا سامنا کیا، پھر دونوں کا دوڑ میں مقابلہ ہوا ابراہیم علیہ السلام آگے بڑھ گئے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کو جمرہ عقبہ لے گئے وہاں بھی شیطان آیا آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ وسطیٰ میں سامنے آ گیا وہاں بھی شیطان کو سات کنکریاں ماریں پھر آپ نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اسماعیل علیہ السلام نے سفید قمیص پہنی ہوئی تھی انہوں نے عرض کیا اے ابا جان! میرے پاس آپ کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں جس میں آپ مجھے کفن دیں لہٰذا اسے میرے جسم سے اتار دیں اور جلدی مجھے اس کا کفن دے دیں۔

مجاہد سے آیت کریمہ "وتلہ للجبین" کے تحت مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو منہ کے بل لٹایا اور بیٹا بولا اے ابا جان! آپ مجھے اس حال میں ذبح نہ کریں کہ آپ میرے چہرے کو دیکھیں۔ ہو سکتا ہے آپ کو مجھ پر رحم آ جائے۔ بلکہ آپ میرے ہاتھ کو میری گردن سے باندھ دیں اور زمین پر لٹا کر ذبح کر دیں۔

ہابیل کا مینڈھا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مینڈھا سفید رنگ کا سینگوں والا بڑی آنکھوں والا تھا۔ عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ اس جانور کو مقام ابراہیم پر ذبح کیا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جس مینڈھے کو ذبح کیا تھا یہ وہی مینڈھا ہے جسے آدم کے بیٹے ہابیل نے صدقہ کے طور پر اللہ کے سامنے پیش کیا تھا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ مینڈھا جنت میں چالیس سال تک چرتا رہا سیاہ سفید رنگ کا تھا۔ اس کی اون سرخ رنگ کی روئی کی طرح تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ تو ایک پہاڑی بکرا تھا۔

صدقہ کر دیا:

حضرت حسن سے مروی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ کے طور پر آسمان سے اتارا گیا ایک نر پہاڑی بکرا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان "وفدیناہ بذبح عظیم" سے مراد یہی ذبح عظیم ہے کہ یہ آپ کے بیٹے کا عوض بن گیا اور قیامت تک یہ سنت جاری ہے جانور کو خالص صدقہ کے طور پر ذبح کرنا یا قربانی کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا اے اللہ کے بندو! اپنا طریقہ بنا لو۔

امیہ بن ابی صلت نے بھی قربانی کے مذکورہ واقعہ کے متعلق اشعار کہے ہیں اور ان اشعار کا مفہوم معنی کی بیت [illegible]

کے مطابق یہ [illegible] ہے کہ [illegible] جب باپ بیٹا دونوں اللہ کے حکم کے آگے جھک گئے [illegible]
کرنے کے لیے [illegible]

[illegible]
تو اس [illegible] جس کا تذکرہ قرآن حکیم نے یوں بیان کیا ہے

﴿فلما اسلما وتله للجبين وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزي المحسنين﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیے جانے والے امتحانات ۔۔ امتحانات کی تعداد

ابراہیم علیہ السلام نے ان امتحانات میں سے ہر ایک [illegible] قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible] یوں فرمایا گیا "جب ابراہیم کے پروردگار نے چند باتوں میں ان کی آزمائش کی تو وہ ان میں پورے اترے۔"

☆ ان امتحانات کی تعداد کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جنہیں ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی ایسا دین نہیں تھا جس کے ساتھ کسی کی آزمائش کی گئی ہو اور [illegible] سوائے ابراہیم علیہ السلام کے، ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے متعدد باتوں سے آزمایا اور ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پورا کر دکھایا [illegible] "ابراہیم وہ ہے جس نے (وفا کی)" [illegible] ان امتحانات میں سے دس سورہ احزاب میں، دس کا سورہ براءت میں اور دس کا سورہ مومنون میں ذکر ہے اور فرمایا کہ یہ اسلام کے تیس حصے ہیں۔

ایک اور روایت میں ابن عباس سے مروی ہے کہ سورہ براءت میں اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر کیا ہے:

﴿التائبون العابدون الحامدون﴾

اور سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے:

﴿ان المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنات﴾

اور ان کا سورہ معارج میں یہ ہے:

﴿والذين هم على صلاتهم يحافظون﴾

☆ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ دس خصائل ہیں جن میں سے پانچ کا تعلق سر سے اور پانچ کا تعلق جسم سے ہے۔

☆ ابن عباس سے آیت "اذ ابتلی ابراھیم ربہ" کے تحت مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو [illegible] کے بارے میں [illegible] ان کی تعداد دس ہے۔ پانچ کا تعلق سر سے ہے اور پانچ کا تعلق جسم سے ہے۔ سر سے متعلق چیزیں یہ ہیں:

(۱) مونچھیں کترانا (۲) کلی کرنا (۳) ناک میں پانی ڈالنا (۴) مسواک کرنا (۵) سر میں مانگ نکالنا۔

اور جسم سے متعلق پانچ چیزیں یہ ہیں

[illegible] (۸) [illegible] (۹) بغل کے [illegible] (۱۰) پیشاب پاخانہ کے بعد پانی سے استنجا کرنا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ابن عباس کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت [illegible] ابراہیم [illegible] کی دس [illegible] ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) ختنہ کرانا (۲) زیر ناف بال مونڈنا (۳) [illegible] (۴) مسواک کرنا (۵) مونچھیں کاٹنا

(۶) [illegible] (۷) بغل کے بال اکھیڑنا۔

ابو ہلال کہتے ہیں اس میں ایک خصلت بھول گیا ہوں۔

ابو الجلد سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو جن باتوں سے آزمایا گیا وہ دس [illegible] کے لیے [illegible] باتیں [illegible] جو پہلی روایت میں بیان ہو گئیں۔

☆ تیسرا قول یہ ہے کہ امتحانات تو کل دس ہی تھے ان میں سے چھ کا تعلق انسان سے ہے۔

☆ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان میں سے چھ کا تعلق انسانی بدن سے ہے اور وہ یہ ہیں

(۱) زیر ناف بال مونڈنا (۲) بغل کے بال اکھیڑنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) مونچھیں کاٹنا (۵) جمعہ کو غسل کرنا

(۶) ختنہ کرنا۔

☆ چوتھا قول یہ ہے کہ امتحان سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو یہ فرمایا میں تجھے لوگوں کا پیشوا بناؤں گا اور حج کے مناسک بھی امتحان میں داخل ہیں۔

☆ [illegible] سے متعدد طریقوں سے یہ قول مروی ہے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا میں تجھے ایک معاملہ میں [illegible] ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ آپ مجھے لوگوں کا پیشوا بنانے والے ہیں؟ اللہ نے فرمایا ہاں ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری اولاد [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا عہد ظالموں کے لیے نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ گفتگو

[illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ ابراہیم نے عرض کیا کہ آپ نے میری [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ پھر عرض کیا کہ آپ نے ہمیں طریقہ عبادت سکھایا ہے [illegible] عرض کیا کہ آپ [illegible] ایمان لانے والوں کو اس شہر کے پھل عطا کریں گے جواب ملا ہاں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ [illegible] امتحان کا ذکر ہے [illegible] امتحان ہے جو اگلی آیت میں مذکور ہے [illegible] پیشوا بنانا [illegible] بھی یہی قول مروی ہے [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے علاوہ بیت اللہ کی تعمیر بھی اس میں شامل ہے۔ [illegible] حج [illegible] مقام ابراہیم، بیت اللہ کے پاس رہنے والوں کے لیے رزق [illegible] اور [illegible] میں [illegible] پیدا [illegible] بھی اس میں شامل ہے۔

☆ پانچواں قول یہ ہے کہ اس سے صرف "مناسک حج" مراد ہیں۔

☆ ابن عباس سے کئی طریق سے یہی مروی ہے کہ اس سے مراد مناسک حج ہے۔

☆ چھٹا قول یہ کہ ان کلمات میں ختنہ بھی شامل ہے۔

☆ شعبی سے متعدد روایات سے یہی مروی ہے کہ ان میں ختنہ کا حکم بھی شامل تھا۔

ساتواں قول یہ ہے کہ وہ چھ چیزیں تھیں۔

(۱) ستارہ (۲) چاند (۳) سورج (۴) آگ (۵) ہجرت (۶) ختنہ

☆ ابو رجاء کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے پوچھا کہ "واذ ابتلی ابراہیم ربہ" سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ نے ستارے کے ذریعے ابراہیم کی آزمائش کی وہ کامیاب ہو گئے پھر چاند کے ذریعے آزمایا اس میں بھی کامیاب ہوئے پھر سورج، آگ اور ہجرت اور ختنہ کے ذریعے آزمایا ان میں بھی کامیاب ہو گئے۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو ستارے، چاند اور سورج کے ذریعے آزمایا وہ اس میں عمدہ انداز سے کامیاب ہوئے۔ اور جان گئے کہ رب وہ ہے جو ہمیشہ رہتا ہے اور کبھی زائل نہیں ہوتا۔ وہ انہوں نے اپنے رخ کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرا۔ یقیناً وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے ذریعے آزمایا تو آپ اپنا ملک اور قوم چھوڑ کر شام چلے گئے پھر آگ کے ذریعے آزمایا تو آپ نے اس پر بھی صبر کیا پھر بیٹے کو ذبح کرنے اور ختنہ کرنے کے حکم سے آزمایا تو آپ نے انہیں بھی پورا کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر میں کلہاڑے سے ختنہ کیا۔

اس سلسلے میں احادیث مبارکہ

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: "وابراہیم الذی وفی" (ابراہیم وہ ہے جس نے وفا کی) تو اطاعت کو پورا کیا۔ پھر فرمایا جانتے ہو اس سے کیا مراد ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا

"ابراہیم علیہ السلام نے دن کے اول حصے میں چار رکعات کی پابندی کے ساتھ اپنے دن کو پورا کیا۔"

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا

"میں تمہیں بتلاؤں کہ ابراہیم کو (الذی وفی) کا خطاب کیوں ملا؟ پھر فرمایا کہ وہ ہر روز صبح اور شام یہ آیت پڑھتے تھے:

﴿فسبحن اللہ حین تمسون وحین تصبحون﴾ (سورۃ الروم آیت ۱۷)

"یعنی تسبیح کرو اللہ تعالیٰ کی جب کہ تم شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو۔"

ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ:

مختصر یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہر امتحان میں صبر کیا اپنے فرائض کو حسن خوبی سے انجام دیا اور اللہ کی

بہت سی نعمتوں پر فوقیت دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنا لیا اور بعد میں آنے والوں کے لیے پیشوا بنایا اور آپ کی اولاد میں نبوت، کتاب اور رسالت کو جاری فرما دیا۔ آپ کو عظیم مقام اور عزت عطا فرمائی۔

آپ کی اولاد میں سے نیکوکار، عمر دراز اور قیادت کرنے والے لوگ پیدا کیے جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہوتا تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو کھڑا کر دیتے اور ان کا ذکر نسلوں میں باقی رکھا آنے والے تمام لوگ ان کے پیچھے چلے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا و آخرت میں عزت عطا فرمائی۔ حق یہ ہے کہ کوئی بھی تعریف کرنے والا خواہ آپ کی صفات کتنی ہی زیادہ بیان کرے آپ کا مقام اس سے بھی بلند تر ہے۔

* * *

نمرود بن کوش بن کنعان

اب ہم اللہ تعالیٰ کے اس دشمن کا ذکر کرتے ہیں جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کی نصیحت کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کے بردبار ہونے سے دھوکہ کھایا۔

ذیل میں ہم نمرود اس کی بادشاہت اس کی سرکشی ابراہیم کو آگ میں ڈالنے وغیرہ کے واقعات کا ذکر کریں گے۔

نمرود نے اللہ تعالیٰ کی خوب نافرمانی کی لیکن پھر بھی اسے چار سو سال تک ڈھیل ملی لیکن اس کے بعد جب ڈھیل ختم ہوئی تو اسے عبرتناک سزا کے ذریعہ ہلاک کیا گیا۔

نمرود کا دعویٰ ربوبیت:

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زمین پر جو جابر بادشاہ گزرا وہ نمرود ہے لوگ اس کے پاس جاتے اور دربار سے روزی کھینچ کر کھانا حاصل کرتے ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام بھی اس غرض کے لیے گئے نمرود سب لوگوں کے پاس سے گزرا اور ان سے پوچھا تمہارا رب کون ہے؟

لوگوں نے کہا "آپ ہیں"۔

یہی سوال جب اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے"۔

نمرود نے کہا میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔

ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میرا رب مشرق سے سورج کو نکالتا ہے تو مغرب سے نکال کر دکھا۔

یہ سن کر وہ مبہوت ہو گیا اور آپ کو کھانے کے بغیر واپس کر دیا۔

ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کو رب ماننے سے انکار:

واپسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام ریت کے ایک سرخ ٹیلے پر سے گزرے اور فرمانے لگے کہ کیوں نہ میں ٹیلے سے کچھ لے لوں تاکہ بیوی خوش ہو جائے اور وہاں (ٹیلے) سے کچھ لیا اور اسے گھر لے جا کر ایک جگہ رکھ دیا اور سو گئے آپ کی بیوی نے اس گٹھڑی کو کھولا تو اس میں بہت شاندار گندم تھی اس نے اسے پکایا اور آپ کو بھی کھلایا اس وقت آپ کے گھر کوئی غلہ نہیں تھا (اس واقعہ کا آپ کو علم نہ تھا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟

بیوی نے کہا یہ وہی کھانا ہے جو آپ لے کر آئے تھے۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

مچھروں کا لشکر

اللہ تعالیٰ نے نمرود کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اس نے کہا "اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آ تو تیری بادشاہت سلامت رہے گی ورنہ نہیں"۔

نمرود نے کہا "کیا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے"۔

یہ کہا اور ماننے سے انکار کر دیا۔ فرشتہ تین مرتبہ آیا اور نمرود نے تینوں مرتبہ انکار کر دیا۔ پھر فرشتے نے کہا تو اپنے لشکر کو تین دن میں جمع کر لے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھروں کا ایک عظیم لشکر بھیج دیا یہ مچھر اتنے زیادہ تھے کہ سورج دکھائی نہ دیتا تھا یہ مچھر ان سب کا گوشت کھا گئے اور خون چوس گئے اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔

نمرود کے دعویٰ خدائی کا حال

ان میں سے کسی مچھر نے بادشاہ کو مطلقاً تکلیف نہ پہنچائی اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مچھر کو بھیجا جو اس کی ناک کے ذریعے سے اندر داخل ہوا اور چار سو سال تک اندر رہا اس دوران نمرود کو جوتوں سے مارا جاتا اور جو شخص نمرود کے سر میں جتنے زیادہ جوتے مارتا نمرود کو وہ اتنا ہی اچھا لگتا۔ نمرود کی حکومت بھی چار سو برس رہی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اسے عذاب دے کر ہلاک کیا نمرود نے آسمان تک بلند مینار بنوایا تھا لیکن خدا کا حکم اس کے ستونوں پر آیا اور وہ مینار ان کے اوپر گر پڑا۔

بعض صحابہؓ سے مروی ہے کہ نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ آپ نکل پڑے تو راستے میں اپنے بھتیجے لوط علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ آپ پر ایمان لے آئے۔ آپ نے اپنے متعلق بتایا "میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں"۔

نمرود کا بلندیوں میں خدا تلاش کرنا

نمرود نے یہ قسم کھائی کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے معبود کو ضرور تلاش کروں گا۔ چنانچہ اس نے چار گدھ پرندے منگوائے انہیں گوشت اور شراب سے پالا اور جب وہ خوب موٹے اور طاقتور ہو گئے تو ان کے بیچ ایک تابوت باندھا اور خود بھی اس تابوت میں بیٹھ گیا وہ پرندے اس کو اتنا اونچا اڑا لے گئے کہ پہاڑ ذرات معلوم ہوتے تھے اس نے دیکھا کہ سمندر نے دنیا کو گھیر رکھا ہے۔ پھر اور بلند ہوئے تو وہاں اسے اندھیرے نے آ گھیرا اب یکسر کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس مقام سے اس نے گوشت نیچے پھینکا جو ٹوٹ کر پہاڑوں پر گرا جب پہاڑوں نے یہ منظر دیکھا تو گھبرا گئے اور قریب تھا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے لیکن نہ ٹلے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف قرآن مجید میں یوں اشارہ فرمایا ہے:

> "انہوں نے اپنی ساری ہی چالیں چل دیکھیں، مگر ان کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا اگرچہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ ان سے ٹل جائیں"۔ (سورہ ابراہیم آیت ۴۶)

نمرود کے محلوں کا گرنا

نمرود بہت افسوس کے ساتھ اترا اور پہلی دفعہ نہ پہنچا تھا لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ اس طرح بھی کامیاب نہیں ہو سکا تو اس نے ایک بہت بڑا محل تعمیر کیا اس کا خیال تھا کہ اس پر چڑھ کر ابراہیم علیہ السلام کے خدا کو دیکھوں گا مگر وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہوا

اور شہر کا تمام ان کے حشر ونشر پر آ گرا اور مخلوق کی بہت سی زبانیں ہو گئیں اور بڑی اونچی عمارت اپنی جگہ سے خراب ہو گئی یا جس سے ان لوگوں کی بھی بات تھی جس کی وجہ سے ان کے اوپر سے آ پڑی تو خوفزدہ ہو گئے تھے کہ یہ کہیں ان کے اوپر نہ آ پڑے۔

محل گرنے سے بولیاں بگڑ گئیں:

اس وقت گھبراہٹ کی وجہ سے لوگوں کی زبانیں بدل گئیں اور وہ مختلف بولیاں بولنے لگے اس کی بناء پر تہتر بولیاں وجود میں آ گئیں جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام "بابل" پڑ گیا اس سے پہلے وہاں کے لوگ "سریانی" بولتے تھے۔

خدا کی تلاش کے لیے کوششیں:

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نمرود نے اپنے ایک وزیر کو حکم دیا کہ وہ ایک تابوت تیار کرے جب تابوت تیار ہو گیا تو اس نے تیز رفتار گھوڑے تیار کرنے کا حکم دیا جب گھوڑے تیار ہو گئے تو وہ اپنے ساتھی کو لے کر تابوت میں بیٹھ کر چڑھا اور اس سے پوچھا کہ دیکھو تمہیں کیا نظر آ رہا ہے۔

اس نے کہا کہ آسمان سے دور ہو رہے ہیں۔ یعنی ہم دور فضا میں آ گئے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ اس وقت آواز آئی اے سرکش کہاں کا ارادہ رکھتا ہے؟

پھر لوگوں نے گھوڑوں کے پروں کی آواز سنی تو سمجھے کہ آسمان سے کوئی حکم آیا ہے اس لئے زیادہ خوف زدہ ہو گئے کہ اپنی جگہ سے ہلنے کے قریب ہو گئے اس واقعہ کی طرف قرآن کریم میں اشارہ ہے "اگرچہ ان کا مکر اتنا سخت تھا کہ اس سے پہاڑ بھی ٹل جاتا"۔

نمرود کا ڈبے میں بیٹھ کر اڑنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر کے ضمن میں مروی ہے کہ نمرود نے دو اڑنے والے گدھ کے بچے لیے اور انہیں خوب پالا پوسا انہیں فربہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ جلدی موٹے تازے ہو گئے پھر ان کو ڈبے کے ایک کونے پر باندھا پھر وہ اپنے ساتھ ایک آدمی لے کر ڈبے میں بیٹھا پھر ان سے اوپر لے گیا یہاں تک کہ پھر صاحب سے پوچھا کہ دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے اس نے جواب دیا کہ مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا ایک مکھی کی طرح ہے۔ نمرود نے اس کی تصدیق کی پھر وہ نیچے آ گئے۔

نمرود کون تھا؟:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نمرود ساری دنیا کا حکمران تھا جب کہ بعض مؤرخین نے اس قول کو رد کیا ہے البتہ انھوں نے اس قول کے بارے میں تصدیق کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ضحاک بن اندر اسپ کے دور میں پیدا ہوئے اس واقعہ کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں اور ضحاک ساری زمین کا حکمران تھا۔ البتہ یہ روایت باعث تعجب ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ پوری زمین پر چار بادشاہوں نے حکومت کی ہے جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر۔

پہلا مومن بادشاہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام اور دوسرا مومن بادشاہ ذوالقرنین تھا۔

جبکہ کافر بادشاہ نمرود اور بخت نصر تھے بعض کے نزدیک نمرود ضحاک کی اولاد ہے جبکہ بہت سے مؤرخین کے نزدیک یہ بات درست نہیں کیونکہ نمرود کی نسبت نبطیوں کی طرف اور ضحاک کی نسبت عجم کی طرف ہے۔

بعض حضرات نے اس میں یوں تطبیق دی ہے کہ ضحاک نمرود بابل کے علاقے میں بادشاہ تھا وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا اس کا اصل وطن دماوند کے پہاڑ تھے جہاں افریدون نے حملہ کیا اور کامیابی حاصل کی اور اسے لوہے سے باندھ دیا۔

اسی طرح یہ کہتے ہیں کہ عرب سے پہلے عمار اور روم کے درمیانی علاقے کا حکمران تھا بیوراسپ اپنے دور میں ترکوں سے بڑھ کر مشہور ہوا اور حق کے ساتھ قائم ہوا جب دنیا میں اس کا تسلط بڑھ گیا تو عقل مندوں نے سمجھا کہ وہ اس علاقے پر حکومت کر رہا ہے۔ لہذا اس بات کا اظہار کسی نے نہیں کیا کہ کسی نے ایک ہزار سال تک حکومت کی ہو جبکہ ساری زمین پر۔

تاہم بعض مورخین کی رائے یہ ہے کہ بیوراسپ سے پہلے بابل میں نمرود کی چار سو سال تک حکومت رہی پھر نمرود کے بعد اس کی نسل کے ایک آدمی کی حکومت سو سال رہی جس کا نام نبط بن قعود تھا پھر اس کے بعد داوس بن نبط نے اسی سال تک حکومت کی پھر بلاش بن داوس نے ایک سو بیس سال تک حکومت اس کے بعد نمرود بن بلاش نے ایک سال اور چند مہینے حکومت کی ان کی کل مدت سات سو سال اور چند مہینے بنتے ہیں۔

یہ سب کچھ ضحاک کے دور حکومت میں ہوا۔ جب افریدون بادشاہ بنا تو اس نے نمرود بن بلاش کو قتل کر دیا اور نبطیوں پر ظلم ڈھانے اور ان کا قتل عام کیا کیونکہ یہ لوگ بیوراسپ کے ساتھی تھے۔

* * *

لوط علیہ السلام اور قوم لوط علیہ السلام

لوط علیہ السلام کی شام کو ہجرت:

اب ہم ابراہیم علیہ السلام کے دور کی چند باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں تھے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ نے اپنے چچا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ عراق سے شام کی طرف ہجرت کی۔ اس طرح سارہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ سارہ کے والد کا نام ہیبال تھا اور ان کے ساتھ آذر جو ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت کرتا تھا وہ بھی ساتھ تھا یہ حران کے مقام پر کفر کی حالت میں فوت ہو گیا۔

پھر یہ قافلہ مصر پہنچا اور وہاں فرعون کو پایا جس کا نام سنان بن علوان بن عبید بن عوج بن عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ فرعون، مصر ضحاک کا بھائی تھا اور ضحاک نے ہی اسے مصر کا گورنر مقرر کیا تھا۔

قوم لوط علیہ السلام اور اس کی بدکرداریاں:

پھر یہ قافلہ شام پہنچا۔ ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں اترے، اور لوط علیہ السلام اردن چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو سدوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ یہ لوگ اللہ کی نافرمانی کرنے والے اور بہت برے عیبوں میں مبتلا تھے قرآن کریم میں ان کے بارے میں یوں ذکر ہے:

ترجمہ: "لوط نے اپنی قوم سے کہا: تم تو وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا ہے کیا تمہارا حال یہ ہے کہ (شہوت رانی) مردوں کے پاس جاتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو؟"۔

ابن زید سے مروی ہے کہ جب کوئی مسافر وہاں سے گزرتا تو یہ لوگ اسے لوٹتے اور پھر اس کے ساتھ بدفعلی کرتے۔

وہ اپنی مجلسوں میں وہ کون سے ناپسندیدہ افعال کرتے تھے؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ جو شخص ان کی مجلس کے پاس سے گزرتا اسے کنکریاں مارتے تھے بعض نے کہا کہ وہ اپنی مجلسوں میں گوز (پاد) مارتے۔ بعض کا کہنا ہے کہ مجلسوں کے اندر ہی کھلے عام ایک دوسرے سے بدفعلی کرتے۔

پہلا قول حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے دو واسطوں سے اور اسی طرح چند دوسرے واسطوں سے بھی مروی ہے جب کہ دوسرا قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور تیسرا قول حضرت مجاہدؒ سے متعدد واسطوں سے اور ان کے علاوہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، ابن زید رضی اللہ عنہ، عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ہماری رائے:

میرے نزدیک واضح بات یہ ہے کہ ان کا ناپسندیدہ عمل یہ تھا کہ مجلس کے پاس سے گزرنے والے افراد کو کنکر مارتے اور ان پر آوازیں کستے اور یہ بات ایک حدیث میں موجود ہے چنانچہ ام ہانی رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ

قوم لوط کے لوگ راہ گیروں پر کنکر پھینکتے اور آوازے کستے اور بھی دوسرے ناپسندیدہ افعال ہیں جو وہ کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ وہ لوگ راہ گیروں کو کنکر مارتے اور آوازے کستے تھے۔

قوم لوط علیہ السلام پر دردناک عذاب:

ایک اور روایت میں رسول کریم ﷺ کا تفصیلی ارشاد مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ راستوں پر بیٹھ جاتے اور راہ گیروں کو کنکریاں مارتے اور آوازے کستے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاتے اور انہیں برے کاموں سے منع فرماتے اور ان حرکات پر دردناک عذاب سے خبردار کرتے مگر لوط علیہ السلام کے خبردار کرنے کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ ان کی سرکشی اور گمراہی میں مزید اضافہ ہوا اور وہ کہنے لگے اے لوط!

"اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے کر دکھا" (سورۃ العنکبوت: آیت ۲۹)

ان کے اس رویے سے تنگ آ کر لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ قوم کی سرکشی اور نافرمانی کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر کے انہیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا تو جبریل علیہ السلام کے ساتھ دو فرشتے بھیجے۔

جبریل علیہ السلام کے ساتھی:

بعض کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک فرشتہ میکائیل اور دوسرا اسرافیل تھا۔ وہ تینوں خوبصورت مردوں (ایسے لڑکے جن کی مسیں ابھی نہ بھیگی ہوں) کی شکل میں آئے تھے۔

بعض صحابہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط علیہ السلام کو ہلاک کرنے کے لیے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں دو فرشتے بھیجے۔ یہ فرشتے پہلے ابراہیم علیہ السلام کے ہاں مہمان بنے (اس مہمانی کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے) ان فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ قوم لوط علیہ السلام پر عذاب نازل کرنے کے لیے آئے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کا متعجب ہونا:

حضرت سعیدؓ سے مروی ہے کہ ان فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا "ہم اس بستی والوں کو (قوم لوط) ہلاک کرنے آئے ہیں کیونکہ بے شک یہاں کے لوگ ظلم کرنے والے ہیں"۔ (سورۃ العنکبوت: آیت ۳۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم ایسی بستی کو ہلاک کر دو گے جس میں چار سو مومن رہتے ہیں۔

فرشتوں نے جواب دیا: نہیں۔

پھر ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کیا تم ایسی بستی کو ہلاک کر دو گے جس میں چار سو ایمان والے رہتے ہیں؟

فرشتوں نے پھر کہا: نہیں۔

اس دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا "کیا تم ایسی بستی والوں کو ہلاک کر دو گے جس میں دو سو مومن رہتے ہیں۔

فرشتوں کی طرف سے پھر نفی میں جواب ملا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم ایسی بستی کو ہلاک کر دو گے جس میں سو ایمان والے رہتے ہیں۔ اس کے بعد چالیس، بیس پھر پانچ تک کا ذکر فرمایا۔

[illegible]

[illegible] ان پر عذاب نہیں آ [illegible]۔

مومنین قوم لوط علیہ السلام کی تعداد

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ [illegible] پر عذاب نازل [illegible] پچاس [illegible]

فرشتوں نے کہا [illegible] عذاب نازل نہیں کریں گے۔ [illegible] کے بارے میں سوال کیا۔

فرشتوں نے کہا اگر صرف دس افراد بھی ایسے ہوں گے تو بھی ہم عذاب نازل نہیں کریں گے۔ [illegible] افراد موجود ہوں اس بستی [illegible]

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو [illegible] کا علم ہوا تو فرشتوں سے کہا: ”لوط علیہ السلام تو [illegible] موجود ہیں۔ پھر ان پر عذاب کیسے نازل کرو گے؟“

فرشتوں نے جواب دیا: ”ہمیں بھی معلوم ہے کہ [illegible] لوط علیہ السلام موجود ہیں [illegible] کو نکال لیں گے سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہے۔ [illegible]

فرشتوں سے ملاقات:

پھر یہ فرشتے لوط علیہ السلام کی بستی سدوم کی طرف چل دیئے۔ ایک قول یہ ہے کہ [illegible] سب سے پہلے ان کی ملاقات لوط علیہ السلام سے ہوئی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی ملاقات بستی والوں میں سے سب سے پہلے لوط علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی۔

لوط علیہ السلام سے ملاقات:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے اور وہ اپنی زمین میں کام کر رہے تھے۔ [illegible] فرشتوں سے کہا گیا تھا [illegible] فرشتے وہاں پہنچے اور لوط علیہ السلام سے عرض کیا [illegible] کے لیے آپ کے ہاں مہمان بننا چاہتے ہیں۔ لوط علیہ السلام [illegible] گھر کی طرف چل دیئے [illegible] جا کر کہنے لگے۔

دنیا کی خبیث ترین قوم:

[illegible]

عذاب دینے کے لیے چار گواہیاں:

حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ لوط علیہ السلام اپنے کھیت میں کام کر رہے تھے کہ یہ فرشتے ان کے پاس آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ اگر لوط علیہ السلام ان کے خلاف چار مرتبہ گواہی دے دیں تو تمہیں اس بستی کو تباہ کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ یہ فرشتے آئے اور لوط علیہ السلام سے عرض کیا اے لوط علیہ السلام! ہم ایک رات کے لیے آپ کے مہمان بننا چاہتے ہیں۔

لوط علیہ السلام نے فرمایا: "کیا آپ لوگوں کو اس قوم کا حال معلوم ہے؟"۔

فرشتوں نے پوچھا "کیا حال ہے؟"۔

فرمایا میں اللہ کے نام سے گواہی دیتا ہوں کہ پوری روئے زمین پر یہ سب سے زیادہ برا عمل کرنے والے ہیں۔ یہ گواہی چار مرتبہ دی اور پھر فرشتے ان کے گھر میں داخل ہو گئے۔

لوط علیہ السلام کی بیٹیوں سے فرشتوں کی ملاقات:

بعض صحابہؓ سے مروی ہے کہ جب فرشتے ابراہیم علیہ السلام کی بستی سے نکل کر لوط علیہ السلام کی بستی کی طرف چل پڑے تو اس وقت دوپہر کا وقت تھا۔ نہر سدوم پر ان کی ملاقات لوط علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی جو اپنے گھر والوں کے لیے پانی لے رہی تھی۔ لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں جن میں سے بڑی کا نام ریثا اور چھوٹی کا نام زغرتا تھا۔

فرشتوں نے اس لڑکی سے کہا کیا تمہارا کوئی گھر ہے؟ اس نے جواب دیا "ہاں! البتہ تم اس وقت تک یہیں ٹھہرے رہو جب تک میں گھر سے نہ ہو آؤں" کیونکہ وہ لڑکی بھی اپنی قوم کی بد فعلی کی عادت کی بناء پر ان نوجوانوں کو دیکھ کر ڈر گئی تھی۔ گھر آ کر والد سے کہا کہ دو نوجوان شہر کے دروازے پر کھڑے ہیں اور آپ کے مہمان بننے کے خواہشمند ہیں۔ اتنے خوبصورت ہیں کہ میں نے کبھی اتنے خوبصورت نہیں دیکھے۔ اگر قوم نے انہیں دیکھ لیا تو ان کو رسوا کر دے گی کیونکہ لوط علیہ السلام کی قوم نے لوط علیہ السلام کو منع کر رکھا تھا کہ وہ مرد مہمانوں کو اپنے گھر میں نہ ٹھہرائیں گے بلکہ قوم ہی انہیں مہمان بنائے گی۔

لوط علیہ السلام ان مہمانوں کو لینے کے لیے گئے۔ اس وقت تک آپ کے اہل خانہ کے علاوہ کسی کو اس بات کا علم نہ تھا۔ جب مہمان آ پہنچے تو لوط علیہ السلام کی بیوی گھر سے نکلی اور قوم والوں کو بتایا کہ لوط علیہ السلام کے پاس ایسے خوبصورت (لڑکے) "مہمان" آئے ہیں کہ ایسے خوبصورت لڑکے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ یہ سننا تھا کہ پوری قوم لوط علیہ السلام کے گھر کی طرف دوڑ پڑی۔

لوط علیہ السلام کی پریشانی:

ابوجعفرؒ سے مروی ہے کہ جب یہ لوگ پہنچے تو لوط علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی ایک بھی شائستہ آدمی نہیں ہے۔ یہ میری (قوم کی) بیٹیاں ہیں کہ اگر تم چاہو تو ان کا تم سے نکاح کر دیتا ہوں کیونکہ یہ تمہارے لیے پاکیزہ تر ہیں۔

قوم کے لوگ کہنے لگے کہ ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ تم مردوں کو مہمان نہیں ٹھہراؤ گے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہاری (قوم کی) بیٹیوں سے ہم کو کوئی غرض نہیں۔ جب انہوں نے لوط علیہ السلام کی پیشکش کو قبول نہ کیا تو لوط علیہ السلام نے کہا "اے کاش! میرے پاس اتنی طاقت ہوتی کہ تمہیں سیدھا کر دیتا یا کوئی مضبوط سہارا ہی ہوتا کہ اس کی پناہ لیتا"۔

قتادہ نے یہ تمام واقعہ [illegible] روایات [illegible] ١٢ [illegible] بیان کیا ہے۔

[illegible]

فرشتوں کا لوط علیہ السلام کو حقیقتِ حال سے آگاہ کرنا

ایک روایت میں ہے کہ جب [illegible]

[illegible]

جب اس صورت حال سے لوط علیہ السلام کا دل گھبرا گیا تو فرشتوں نے اصل حقیقت بتاتے ہوئے کہا: اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے فرشتے ہیں یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتے۔ آپ رات کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے نکل جائیں اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تمہاری بیوی کہ جو آفت ان پر پڑنے والی ہے وہ اس پر بھی پڑنے والی ہے۔ جب لوط علیہ السلام کو علم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور قوم کو ہلاک کرنے آئے ہیں تو ان سے کہا کہ انہیں ابھی ہلاک کر دو۔

لوط علیہ السلام کا عذاب کے لیے جلدی کرنا

حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے لوط علیہ السلام کے پاس آئے اور وہاں جو واقعہ پیش آیا تو جبریل علیہ السلام نے لوط علیہ السلام سے کہا: "ہم اس بستی کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ یہاں کے لوگ ظالم ہیں۔"

لوط علیہ السلام نے کہا: "انہیں ابھی ہلاک کر دو۔"

جبریل علیہ السلام نے کہا: "ان کی ہلاکت کے لیے صبح کا وقت مقرر ہے کیا صبح کا وقت قریب نہیں ہے؟" اور لوط علیہ السلام سے کہا کہ رات کے وقت گھر والوں کو لے کر بستی سے نکل جائیں اور کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے سوائے لوط علیہ السلام کی بیوی کے کیونکہ وہ ضرور پیچھے مڑ کر دیکھے گی۔

پیچھے مڑ کر دیکھنا منع ہے

چنانچہ وہ نکل پڑے اور جب عذاب کا مقررہ وقت آیا تو جبریل علیہ السلام نے اپنے پروں کے ساتھ بستی کو اٹھایا اور اوپر لے گئے یہاں تک کہ آسمان والوں نے مرغوں کی بانگیں اور کتوں کی آوازیں سنیں پھر اسے الٹا دیا اور ان پر پتھروں کی بارش کر دی۔

لوط علیہ السلام کی بیوی نے جب یہ دھماکہ سنا تو پیچھے مڑ کر کہنے لگی ہائے میری قوم! تو ایک پتھر آیا اور اسے وہیں ڈھیر کر دیا۔

جبریل علیہ السلام کا قوم لوط علیہ السلام کو تھپیڑ مارنا

حضرت عطیہ سے مروی ہے کہ لوط علیہ السلام نے اپنی بیوی سے [illegible] مہمانوں کے بارے میں کسی کو نہ بتانا لیکن جب [illegible] خوبصورت شکلوں میں [illegible] قوم کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے لوط سے ان کے مہمانوں کو لینا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دیں [illegible]

لوط علیہ السلام کا معجزہ

[illegible]

[illegible]

فرشتوں نے کہا نہیں

[illegible]

فرشتوں نے جواب دیا کہ ہمیں کسی کی [illegible] جب تک [illegible] ہو چکی ہے۔ (یعنی [illegible] گواہی [illegible] [illegible]

گئیں)

یہ جب یہ باتیں ہو رہی تھیں [illegible] حضرت لوط کی طرف [illegible] [illegible] گئے۔ جب

لوط کی بیوی نے ان خوبصورت نوجوانوں (فرشتوں) کو دیکھا تو [illegible] قوم کی طرف [illegible] گئی اور انہیں بتایا کہ گھر میں ایسے

خوبصورت مہمان (نوجوان) آئے ہوئے ہیں۔ [illegible] جب [illegible] قوم [illegible] دوڑتے ہوئے آئے اور لوط کے

گھر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور [illegible] دروازے پر [illegible] گئے۔

لوط نے فرمایا: "تم مجھے میرے مہمانوں [illegible] رسوا نہ کرو۔ [illegible] یہ میری بیٹیاں [illegible] تمہارے [illegible] نکاح کر لو [illegible] وہ

تمہارے لیے حلال ہو جائیں گی۔"

انہوں نے کہا: "کیا ہم آپ کی بچیوں کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

اس پر فرشتوں نے کہا [illegible] کہ [illegible] ان لوگوں پر [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ اس کے

ساتھ ہی ایک فرشتے نے اپنا پر ان لوگوں کی آنکھوں پر مارا تو وہ سب اندھے ہو گئے اور کہنے لگے "ہم پر جادو ہو گیا ہے۔ یہاں سے

بھاگ چلو۔"

پھر صبح [illegible] نے اس بستی کو [illegible] اٹھا [illegible] آسمان تک [illegible] الٹ دیا۔

مجاہد کی بیان کردہ روایت:

مجاہد سے مروی ہے کہ [illegible] جبرئیل علیہ السلام نے اپنے [illegible] ان کے [illegible] سامان [illegible] اور [illegible] آسمان

یہاں تک کہ آسمان والوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں [illegible] زمین پر [illegible] دیا۔

مجاہد سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے انہیں اپنے [illegible] [illegible] مروی [illegible] روایت

میں ہے کہ [illegible] صبح [illegible] ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام [illegible] ان [illegible] کو اپنے پروں پر اٹھایا۔

ابو [illegible] سے [illegible] کی روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پروں پر [illegible] ساری بستی کو اٹھایا پھر اسے آسمان پر لے گئے

یہاں تک کہ آسمان والوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں پھر [illegible] پھینک دیا اور ان کے [illegible] سب سے

پہلے [illegible] گرنے لگے۔ قرآن مجید میں ہے کہ "ہم نے ان کی بستی کو [illegible] نیچے کر دیا اور ان پر [illegible] پتھروں کی بارش کر

دی"۔ (سورۃ الحجر [illegible])

قتادہ [illegible] کی بیان کردہ روایات:

حضرت قتادہ [illegible] سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے درمیان سے بستی کو [illegible] اٹھایا [illegible] یہاں تک کہ آسمان

والوں نے کتوں کی آوازیں سنیں اور [illegible] ایک دوسرے پر [illegible] الٹ دیا [illegible] اس وقت ان [illegible] میں [illegible] لاکھ افراد تھے۔

قتادہ سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ آسمان سے اس بستی کو [illegible] کے بعد [illegible] پر [illegible] پتھروں کی بارش

تھی گئی۔ سدوم کی بستی تین بستیوں کا مجموعہ تھی جو شام کے مدینے سے ... روز کی مسافت پر واقع تھی اس میں چار لاکھ افراد رہتے تھے کہا جاتا ہے۔ ایک عذاب یافتہ عذاب کا منظر کیسا ہے تھا اور قرار ہے تھے کہ سدوم پر آفت کا وقت آ گیا۔

سدی سے بیان کردہ روایت:

سدی بیان کرتے ہیں کہ جب آپ جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر اس بستی کے نیچے داخل کیا اور اس بستی کو اوپر اٹھایا یہاں تک کہ ان کو آسمان تک لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمان والوں نے ان کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں سنیں پھر انہیں الٹا کر زمین پر دے مارا۔ قرآن مجید میں ہے: ''اور الٹی ہوئی بستیوں کو دے پٹکا'' (سورۃ النجم آیت ۵۳)

بستی الٹ دینے کے بعد بھی جب لوگوں کی موت واقع نہ ہوئی تو ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ہم نے اس بستی کو اوپر نیچے کر دیا اور ان پر پتھروں کی بارش تہ بہ تہ برسائی'' (سورۃ ہود ۱۱، آیت ۸۲)

تباہ ہونے والی بستیوں کے نام:

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو لوط علیہ السلام کی بستی میں بھیجا تو انہوں نے اس بستی کو اپنے پروں پر اٹھایا اور آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ آسمان والوں نے ان کے مرغوں اور کتوں کی آوازیں سنیں۔ پھر اسے الٹا کر زمین پر دے مارا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کی بارش کی جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے: ''ہم نے اس بستی کو اوپر نیچے کر دیا اور ان پر پتھروں کی تہ بہ تہ بارش برسائی''۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی اور اس کے ارد گرد کی بستیوں کو ہلاک کر دیا۔ یہ کل پانچ بستیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ صبعہ ۲۔ صعرہ ۳۔ عمرۃ ۴۔ دوما ۵۔ سدوم۔

ان میں سدوم سب سے بڑی بستی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو اس عذاب سے بچا لیا البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی اس عذاب کا شکار ہو گئی کیونکہ وہ نافرمانوں میں سے تھی۔

* * *

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج و اولاد

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا مقام وفات:

اسحاق علیہ السلام کی والدہ حضرت سارہ کی موت کے بارے میں تفصیل سے بیان ہو چکی ہے لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ وہ کس مقام پر فوت ہوئیں۔

اس سلسلہ میں پہلا قول یہ ہے کہ ان کا انتقال شام میں ہوا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ کنعان کے علاقہ میں حبرون نامی بستی میں فوت ہوئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خرید کردہ زمین میں دفن کی گئیں اور کہا جاتا ہے کہ ہاجرہ کی وفات ہونے کے بعد وہ کوئی عرصہ زندہ رہیں۔ اس بات میں کلام ممکن ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سارہ کی اجازت کے ساتھ ہاجرہ سے ملنے آئے تو ہاجرہ کا انتقال ہو چکا تھا پھر روایت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سارہ تب تک زندہ تھیں۔

حضرت ہاجرہ کا انتقال:

سدی کی روایت میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اسماعیل علیہ السلام سے ملنے کا شوق پیدا ہوا تو سارہ سے اجازت چاہی انہوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ وہاں رات نہ گزاریں گے۔ ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہو کر مکہ آئے تو دیکھا کہ اسماعیل کی والدہ (حضرت ہاجرہ) کا انتقال ہو چکا تھا اور اسماعیل علیہ السلام نے قبیلہ جرہم میں نکاح کر لیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحب ثروت ہونے کی وجہ:

ابراہیم علیہ السلام کے پاس بہت سے مال مویشی تھے جس کی وجہ معلوم ہے۔ اس بارے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام آغاز میں غریب تھے اور ان کا ایک دوست تھا جس کے پاس غلہ وغیرہ بہت تھا ایک روز بیوی نے عرض کیا کہ آپ اپنے دوست کے پاس جا کر ہمارے لیے کھانا لے آئیں تو گئے۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلے لیکن وہ بھی تنگی میں تھا ابراہیم علیہ السلام کو کچھ نہ ملا۔ ابراہیم علیہ السلام خالی ہاتھ واپس آتے ہوئے شرمندگی محسوس کرنے لگے تو ایک ٹیلے کے پاس سے گزرے تو وہاں سے ریت اٹھا کر بوری میں بھر لی اور گدھے پر لاد کر گھر آئے اور تھک کر سو گئے۔ بیوی نے اٹھ کر گٹھڑی کھولی تو دیکھا کہ بہت عمدہ گندم موجود ہے تو اس نے کھانا تیار کیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام بیدار ہوئے تو بیوی نے کہا کہ آپ کھانا نہیں کھائیں گے؟

آپ نے تعجب سے پوچھا کھانے کے لیے کہاں سے؟

سارہ نے بتایا کہ اس گندم سے جس سے میں نے کھانا تیار کیا ہے آپ اپنے دوست سے لے کر آئے تھے۔ آپ نے دیکھا تو خوش ہوئے کہا ہاں میں اپنے دوست (اللہ تعالیٰ) سے لایا ہوں۔ پھر آپ نے کھیتی باڑی شروع کی اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا کہ آپ کی کھیتی میں خوب پیداوار ہوئی اور باقی لوگوں کی کھیتیاں خشک ہو گئیں۔ اب لوگ آپ کے پاس آتے اور غلہ لے جاتے تو آپ فرماتے جو لا الہ الا اللہ کہے گا اس کو غلہ ملے گا۔ پس کچھ نے کہا اور غلہ لے لیا اور کچھ نے انکار کیا اور خالی ہاتھ لوٹ گئے۔

سے بچے۔ اور جو انکار کرتا وہ دور ہی رہتا۔ قرآن مجید میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ "ان میں سے بعض تو آپ پر ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا ان کے لیے جہنم بھڑکتا ہوا کافی ہے"۔ (سورۃ نساء آیت ۵۵)

لوط علیہ السلام کا مال کے ساتھ اردن جانا

جب ابراہیم علیہ السلام کا مال اور مویشی بہت زیادہ ہو گئے تو انہیں اپنا گھر اور چراگاہ وسیع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ان کا گھر مدین کے دو شہروں کے درمیان تھا یا حجاز سے شام جانے والے راستے پر تھا۔ آپ کا بھتیجا لوط علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ تھا آپ نے اپنا مال اس سے بانٹ دیا اور اسے اختیار دے دیا کہ جہاں چاہے وہ جگہ لے لے۔ لوط علیہ السلام اردن چلے گئے اور ابراہیم علیہ السلام وہیں ٹھہرے رہے۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو مکہ کے قریب جانے اور اسماعیل علیہ السلام کو وہاں ٹھہرانے کا حکم دیا گیا۔

ابراہیم علیہ السلام کی قطورا سے شادی اور اس سے اولاد

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے قطورا بنت یقطن سے نکاح کیا یہ کنعانی عورت تھی اس سے چھ لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں

۱۔ یقشان ۲۔ زمران ۳۔ مدیان ۴۔ یسبق ۵۔ سوح ۶۔ بشر

اس طرح اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام سمیت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے۔ اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کا احترام کرتے تھے۔ (اسرائیلی روایت)

یقشان بن ابراہیم علیہ السلام نے رعوۃ بنت زمر بن یقطن بن لوذان بن جرہم بن یقطن بن عابر سے نکاح کیا جس سے بربر کا لڑکا پیدا ہوا۔

زمران بن ابراہیم علیہ السلام سے اہل اونار پیدا ہوئے جو ختم ہو گئے۔

مدیان کی اولاد مدین میں پیدا ہوئی جو شعیب علیہ السلام کی قوم تھی اور ان کی اولاد سے اللہ تعالیٰ نے وہاں انبیاء مبعوث فرمائے۔

ابراہیم علیہ السلام کا حران اور ہرمز جرد میں قیام:

محمد بن سائب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد حران کے علاقے کے تھے وہاں قحط سالی ہوئی تو ہرمز جرد کے قریب آگئے ان کے ساتھ ان کی بیوی تو تھی جو ابراہیم کی ماں تھی۔ محمد بن عمر بہت سے علماء سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا نام ابیونا تھا جو افرائیم بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کی لڑکی تھی۔ جب کہ بعض ان (بیوی) کا نام انمتلی کہتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام قید میں

ہشام بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے دادا نے [illegible] تھی اور ابراہیم علیہ السلام کا والد آزر بادشاہ کی طرف سے بتوں کا نگران تھا۔ ابراہیم علیہ السلام ہرمز جرد کے علاقہ میں پیدا ہوئے پھر وہاں سے بابل منتقل ہو گئے جب ابراہیم علیہ السلام بڑے ہوئے اور قوم کو دعوت حق دی تو قوم نے آپ کی شکایت نمرود سے کر دی جس نے آپ کو سات سال تک قید میں رکھا پھر اس نے ایک بہت بڑا گڑھا کھدوایا اور اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ بھڑکائی اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "حسبی اللہ و نعم الوکیل" پھر ابراہیم علیہ السلام آگ سے صحیح سالم و تندرست نکل آئے۔

[illegible]

[illegible]

حضرت ابراہیم ادہمؒ کی وفات ۔۔۔ حیرت ناک واقعہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضرب الامثال

☆ [illegible]

☆ [illegible]

☆ [illegible]

[illegible]

☆ [illegible]

ابراہیم علیہ السلام کا گھرانہ

ابراہیم علیہ السلام کے دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک کا نام ہاران تھا جو لوط علیہ السلام کے والد تھے۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ ہاران ہی نے حران شہر کو تعمیر کیا تھا اس لیے اس شہر کا نام حران پڑ گیا۔ جب کہ دوسرے بھائی کا نام ناحور تھا جن کا ایک بیٹا بتوئیل تھا اور بتوئیل کے بیٹے کا نام لابان تھا۔ بتوئیل کی ایک بیٹی تھی جس کا نام رفقہ تھا۔ رفقہ بنت بتوئیل کا نکاح اسحاق علیہ السلام سے ہوا اور یعقوب کی دو بیویاں لیا اور راحیل، لابان کی بیٹیاں تھیں۔

اسماعیل علیہ السلام کی اولاد

یہ بات تو ذکر پہلے ہو چکی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور بیوی ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ میں چھوڑ گئے تھے۔ [illegible]

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جو سیدہ بنت مضاض کے بطن سے تھے

۱۔نابت ۲۔قیذر ۳۔اذبل ۴۔مبشا ۵۔مسمع ۶۔ماشی ۷۔دما ۸۔اذر ۹۔طیما ۱۰۔یطور ۱۱۔نبش

۱۲۔قیذما

اسماعیل علیہ السلام کی عمر [illegible]

بعض روایات میں [illegible]

١۔ تیر کمان سے [illegible]
٢۔ [illegible]
٣۔ [illegible]
٤۔ [illegible]
٥۔ [illegible]

اسماعیل علیہ السلام کی تدفین

کہا گیا ہے کہ جب اسماعیل علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بھائی اسحاق علیہ السلام کو وصیت کی اور اپنی بیٹی کا نکاح اسحاق علیہ السلام کے بیٹے عیص سے کر دیا۔ [illegible] کے مطابق اسماعیل علیہ السلام کی عمر ایک سو سینتیس سال ہوئی اور آپ کو حجر میں اپنی والدہ حضرت ہاجرہ کے قریب دفن کیا گیا ہے۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مکہ کی گرمی کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں جنت کا ایک دروازہ آپ کی طرف کھول دیتا ہوں جس کی ہوائیں قیامت تک آپ پر چلتی رہیں گی چنانچہ وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

* * *

حضرت اسحاق علیہ السلام

اسحاق علیہ السلام اور ان کا گھرانہ:

سابقہ امتوں میں اہل فارس کے علاوہ کسی امت یا گروہ کی تاریخ معروف اور یقینی مرتب نہیں ہے کیونکہ اہل فارس کی حکومت "کیومرث" کے عہد سے متصل نسل در نسل چلی آ رہی تھی یہاں تک کہ ان کا خاتمہ بالآخر امت محمد ﷺ کے ہاتھوں ان کا اختتام ہوا۔

اس سے قبل ملک شام اور اس کے اطراف میں بنی اسرائیل میں حکومت و نبوت نسل در نسل چلی آ رہی تھی جس کی انتہا حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد فارس اور روم کے ذریعہ ہوئی جب کہ حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہم شروع کریں گے تو بنی اسرائیل کی حکومت کے اسباب زوال پر بحث کریں گے ان شاء اللہ

بہرحال اہل فارس کے علاوہ سابقہ امتوں میں سے کسی بھی امت کی تاریخ تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ ان امتوں کی کوئی نسل در نسل حکومت نہیں تھی کہ جس سے ان کی تاریخ اور ان کے حکمرانوں کی عمروں کا اندازہ کیا جا سکے البتہ بنی اسرائیل کی حکومت ایک عرصہ تک باقی رہی اور چونکہ ان کے زوال کی مدت بھی معلوم ہو جاتی ہے اس لیے ان کی حکومت کے زوال کے باوجود ان کی تاریخ کا علم ہو جاتا ہے۔

یمن کے حکمران:

اس کے علاوہ یمن میں بھی ایک حکومت قائم تھی ان میں حکمران بھی تھے مگر وہ نسل در نسل حکومت نہ تھی اگرچہ یکے بعد دیگرے حکمران آتے گئے مگر ان حکمرانوں کے درمیان لمبی طویل مدتیں تھیں جن تک مؤرخین کی رسائی نہیں ہے کیونکہ اولاً تو مؤرخین نے ان سے بے اعتنائی کی دوسرے یہ کہ ان کی حکومت بھی نسل در نسل حکومت نہیں تھی اگر تھی تو وہ دوسری حکومتوں کے تابع تھی جیسے عمرو بن ربیعہ بن حارث بن مالک بن عمرو بن نمارہ بن لخم کی حکومت حیرہ سے لے کر عراق میں شام اور حدود تک پھیلا ہوا تھا لیکن یہ حکومت اہل فارس کے زیر نگیں تھی اور بادشاہ کی حیثیت گورنر کی سی تھی۔ بنی لخم کی یہ حکومت اردشیر بابکان کے عہد سے شروع ہو کر نعمان بن منذر بن نعمان بن منذر کے قتل تک قائم رہی اس کے بعد عرب کا یہ سرحدی علاقہ ایاس بن قبیصہ طائی کے قبضہ میں چلا گیا (اس تمہید کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے اہل و عیال آل و اولاد کا تذکرہ شروع ہوتا ہے)

حضرت اسحاق علیہ السلام کے اہل و عیال:

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نے "رفقہ" بنت بتوئیل بن الیاس سے نکاح کیا ان کے بطن سے عیص و یعقوب علیہ السلام ہوئے عام خیال یہ ہے کہ یہ دونوں جڑواں تھے ان میں عیص بڑے تھے پھر عیص کا نکاح اپنی چچازاد بہن بسمہ بنت اسماعیل بن ابراہیم سے ہوا ان کے بطن سے روم بن عیص پیدا ہوئے چنانچہ بنو اصفر (رومی) سب ان کی اولاد ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اشبان بھی ان کی اولاد میں سے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ بسمہ بنت اسماعیل کے بطن سے ہیں یا کسی اور بیوی کے بطن سے۔

حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام

جب حضرت یعقوب علیہ السلام جنہیں (اسرائیل) کہا جاتا ہے ان کا نکاح اپنی ماموں زاد بہن لیا بنت لیان بن توبل سے ہوا جن سے آپ کے بیٹے روبیل شمعون لاوی یہودا زبالون یشجر اور ایک بیٹی دینا پیدا ہوئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دینا کا اصل نام ثمر ہے۔

لیا بنت لیان کی وفات کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی بہن راحیل بنت لیان سے نکاح کر لیا، ان کے بطن سے یوسف اور بنیامین (بنیامین کے معنی عربی زبان میں شداد کے ہیں) پیدا ہوئے۔

اسی طرح آپ کی دو کنیزوں "زلفا اور بلہہ" سے چار بیٹے دان بن یعقوب نفتالی بن یعقوب جاد بن یعقوب اور آشیر بن یعقوب پیدا ہوئے۔

اس طرح شمار کیا جائے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوئے۔

اہل تورات کے مطابق حضرت اسحاق علیہ السلام کی بیوی "رفقا" بنت بتوئیل آرمی تھیں حضرت اسحاق علیہ السلام کی چچا زاد تھیں اور ان سے عیص اور یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے یہ دونوں جڑواں تھے جب (یعقوب علیہ السلام) جوان ہوئے تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے ان سے کہا کہ کنعانی عورت سے نکاح نہ کریں بلکہ اپنے ماموں لیان بن ناہر کی لڑکی سے نکاح کر لیں۔

چنانچہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا نکاح کا ارادہ ہوا تو اپنے ماموں لیان بن ناہر کے ہاں نکاح کا پیغام لے کر چل پڑے۔ راستے میں انہیں رات ہو گئی اور وہ ایک پتھر سر کے نیچے رکھ کر سو گئے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی آسمان کے دروازے سے ملی ہوئی ہے اور اس سے فرشتے نیچے اتر رہے ہیں اور اوپر چڑھ رہے ہیں اس کے بعد یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے ہاں پہنچے اور ان کی بیٹی راحیل کے لیے نکاح کا پیغام دیا، ماموں کی دو بیٹیاں تھیں جن میں سے بڑی کا نام لیا اور چھوٹی راحیل تھی۔

بیان کا مہر

ان کے ماموں نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس نکاح کے لیے کچھ مال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ مال تو نہیں، آپ کے ہاں اجرت پر کام کروں گا جس کی آمدنی سے آپ کی بیٹی کا مہر ادا کر دوں گا، ماموں نے کہا کہ ٹھیک ہے اس کا مہر سات سال تک میرے ہاں ملازمت ہے۔

یعقوب علیہ السلام کا مطالبہ (راحیل)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے مگر میری یہ شرط ہے کہ آپ راحیل سے میرا نکاح کریں کیونکہ اسی واسطے میں آپ کی نوکری بھی کروں گا۔ ان کے ماموں نے کہا یہ بات میرے اور تمہارے درمیان طے ہو گئی۔ چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے سات سال تک اپنے ماموں کے ہاں نوکری کی۔ جب آپ نے مدت پوری کر دی تو ان کے ماموں نے اپنی بڑی بیٹی لیا کو رات کے وقت ان کے پاس بھیج دیا۔

ماموں کی وعدہ خلافی

جب صبح ہوئی تو یعقوب علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ماموں نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے حضرت یعقوب علیہ السلام ماموں کے پاس

پہنچے وہ اس وقت مجلس میں قوم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپ نے ماموں سے کہا کہ آپ نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ اور میری سات سال کی محنت رائیگاں کر دی ہے میری مطلوبہ کے علاوہ دوسری کو میرے پاس بھیج دیا۔

ماموں نے کہا بھانجے کیا تم اس معاملہ میں اپنے ماموں کو شرمندہ کرنا چاہتے ہو جبکہ میں تمہارا ماموں اور تمہارے باپ کی جگہ ہوں کیا تم نے کبھی دیکھا ہے کہ لوگ چھوٹی بیٹی کا نکاح بڑی بیٹی سے پہلے کر دیتے ہیں؟ اچھا اگر میری چھوٹی بیٹی سے بھی نکاح کرنا چاہتے ہو تو تمہیں مزید سات سال تک میری خدمت کرنا ہوگی۔

بہنیں دو اور خاوند ایک:

اس زمانہ کی شریعت میں دو بہنوں کو ایک ہی خاوند کے نکاح میں دیا جا سکتا تھا بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تورات کے ذریعہ اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ بہرحال حضرت یعقوب علیہ السلام نے مزید سات سال تک ان کی بکریاں چرائیں جس کے صلہ میں ان کے ماموں نے اپنی چھوٹی بیٹی (راحیل) بھی ان کے نکاح میں دے دی لیا کے بطن سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے چار بیٹے روبیل، یہودا، شمعون اور لاوی پیدا ہوئے اور راحیل کے بطن سے یوسف علیہ السلام اور بنیامین اور چند بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

لابان نے اپنی دونوں بیٹیوں کی رخصتی کے وقت دو باندیاں بھی دیں جو انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہبہ کر دیں (تحفہ) ان لونڈیوں کے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں سے رخصت ہوئے اور اپنے جڑواں بھائی عیص کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔

یعقوب علیہ السلام کو باندی کیسے ملی:

بعض اہل کتاب کا کہنا ہے کہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی راحیل کے ہاں اولاد نہ ہوئی اور رنجیدہ ہوئیں تو انہوں نے چاہا کہ میں اپنی باندی یعقوب علیہ السلام کو ہدیہ کر دوں تا کہ اس کے بطن سے اولاد ہو کر یعقوب علیہ السلام کی خوشنودی کا باعث بنے۔ چنانچہ راحیل نے اپنی باندی بلہہ ہبہ کر دی۔ چنانچہ اس باندی کے بطن سے "دان اور نفتالی" نامی دو بیٹے پیدا ہوئے۔

راحیل کی ضد میں لیا نے بھی اپنی باندی ہبہ کر دی اس کے بطن سے "جاد اور اشیر" نامی دو بیٹے پیدا ہوئے۔

بعد میں راحیل کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام اور بنیامین عطا کیے۔

عیص برادر یعقوب علیہ السلام بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام:

اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے اہل و عیال سمیت اہلیا یعنی فلسطین کی طرف روانہ ہوئے روانگی کے وقت آپ کو اپنے بھائی عیص کی طرف سے اپنے متعلق بہت اندیشہ تھا مگر آپ کو اس کی طرف سے خیر ہی پہنچی۔ عیص اپنے چچا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاں چلے گئے اور وہیں ان کی صاحبزادی بسمہ بنت اسماعیل علیہ السلام سے شادی ہو گئی۔ اور ان سے عیص کی متعدد اولاد پیدا ہوئیں چنانچہ ان کی نسل اتنی بڑھی کہ وہ شام میں اہل کنعان پر غالب آ گئے اور پھیلتے پھیلتے ساحل سمندر اور اسکندریہ کی سرحد اور اس سے آگے روم تک پہنچ گئے۔

عیص کا رنگ زردی مائل تھا اس وجہ سے ان کا نام ادوم پڑ گیا اور یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد کو بنو اصفر کہا جاتا ہے۔

عیص اور یعقوب کی پیدائش

[illegible]

[illegible] اور یعقوب [illegible]

[illegible] عیص [illegible] یعقوب علیہ السلام [illegible] یعقوب علیہ السلام نے اپنے بھائی کے خوف سے [illegible] یعقوب علیہ السلام [illegible] اپنے بھائی عیص کے ساتھ [illegible] یعقوب علیہ السلام [illegible] شام [illegible] جا کر آباد ہو گئے۔

مشہور ہے کہ [illegible]

یعقوب علیہ السلام کا [illegible]

[illegible]

یعقوب علیہ السلام کو والد کی دعا [illegible]

[illegible]

عیص شکار کی غرض سے نکل گئے ادھر ان دونوں کی ماں نے جو یہ باتیں سن رہی تھیں چنانچہ انہوں نے یعقوب سے کہا کہ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری ذبح کر کے بھونو اور بکری کی کھال خود پہن لو اور بھنی ہوئی بکری باپ کی خدمت میں پیش کرو اور انہیں بتاؤ کہ میں عیص ہوں۔ چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔

اسحاق علیہ السلام کی قیافہ شناسی اور دانائی:

جب یعقوب علیہ السلام والد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا "ابا جان! تناول فرمائیے"۔

انہوں نے پوچھا: "تم کون ہو؟"

یعقوب علیہ السلام نے کہا "میں آپ کا بیٹا عیص ہوں"۔

جب اسحاق علیہ السلام نے انہیں چھوا تو فرمانے لگے "چھونے سے تو عیص ہی معلوم ہوتا ہے مگر سانس یعقوب علیہ السلام کی معلوم ہوتا ہے"۔

ان کی والدہ نے فوراً کہا "یہ آپ کا بیٹا عیص ہی ہے اس کے لیے دعا فرمائیے"۔

حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا "اچھا! کھانا لاؤ"۔

انہوں نے کھانا پیش کیا اسحاق علیہ السلام نے تناول فرما لیا اس کے بعد فرمایا "میرے قریب ہو جاؤ" یعقوب علیہ السلام قریب ہو گئے"۔

اسحاق علیہ السلام کی دونوں بیٹوں کے لیے دعائیں:

اسحاق علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کے لیے دعا فرمائی "اے اللہ! اس کی اولاد میں سے انبیاء اور بادشاہ پیدا فرما"۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اٹھ کر گئے ہی تھے اتنے میں عیص بھی آ گئے اور عرض کیا۔

ابا جان! میں آپ کے حکم کے مطابق شکار لے آیا ہوں۔

اسحاق علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! تمہارا بھائی تم سے سبقت لے گیا ہے" یہ سن کر عیص کو غصہ آ گیا اور کہا بخدا میں اسے قتل کر دوں گا۔

اسحاق علیہ السلام نے فرمایا "بیٹا ایک دعا ابھی باقی ہے وہ دعا میں تمہیں دیتا ہوں:

"اے اللہ! عیص کی اولاد اتنی زیادہ ہو جتنے مٹی کے ذرات اور ان کا بادشاہ انہی میں سے ہو اور باہر کے کسی شخص کو ان پر مسلط نہ فرمانا"۔

یعقوب علیہ السلام کو ماں کی نصیحت:

اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کی والدہ نے عیص کے خوف سے اپنے بھائی لابان کے پاس چلے جانے کا حکم دیا چنانچہ آپ اپنے ماموں کے پاس چلے گئے۔

اسرائیل کیسے بنے:

ماموں کے پاس جاتے وقت یعقوب علیہ السلام رات کے وقت سفر کرتے اور دن کو کہیں چھپ جاتے اس وجہ سے آپ کا نام اسرائیل پڑ گیا۔ (اسرا، رات کو چلنے والا اور ایل کے معنی دوست) آپ نے چونکہ رات کو سفر کیا تھا اس لیے آپ کا نام "رات کا مسافر دوست" پڑ گیا (واللہ اعلم)

بہرکیف یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس پہنچ گئے یعقوب علیہ السلام کو رخصت کرتے وقت عیص نے کہا تھا اگر تم دعا کے معاملہ میں مجھ سے سبقت لے گئے ہو مگر قتل کے معاملہ میں میری رعایت کرنا۔ مجھے میرے رب نے اسحاق اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد بھی نبی بنایا۔

ماموں کی دونوں بیٹیوں سے نکاح:

ماموں کے ہاں یعقوب علیہ السلام کے دل میں اپنی ماموں زادی سے نکاح کا خیال پیدا ہوا ان کی دو بیٹیاں تھیں یعقوب علیہ السلام نے چھوٹی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا اور ان کے ماموں نے یہ نکاح اس شرط پر قبول کر لیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سات برس تک ان کی بکریاں چرائیں گے چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے وہ مدت پوری کر دی مگر ان کے ماموں نے اپنی بڑی بیٹی لیا کی شادی یعقوب علیہ السلام کے ساتھ کر دی۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تو چھوٹی (راحیل) کا رشتہ مانگا تھا تو ان کے ماموں نے کہا کہ اگر پھر سات سال تک کام کرو تو اس کے ساتھ بھی نکاح ہو سکتا ہے چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے مدت بھی پوری کر دی اور راحیل بھی ان کی زوجیت میں دے دی گئی۔ یعقوب علیہ السلام نے دونوں بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کر لیا اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾ (سورۃ نساء: پ ۴: ۲۳)

"اور یہ بات بھی تم پر حرام کی گئی ہے کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ اپنے نکاح میں رکھو مگر جو گزشتہ دور میں ہو چکا وہ ہو چکا"۔

اس سے یہی مراد ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے (ماضی میں) دو بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں جمع کیا تھا وہ اب حرام ہے۔

پھر لیا کے بطن سے یہوذا، روبیل اور شمعون پیدا ہوئے اور راحیل کے بطن سے یوسف اور بنیامین پیدا ہوئے۔ بنیامین کی ولادت کے دوران ہی راحیل کا انتقال ہو گیا۔

یعقوب علیہ السلام کی وطن واپسی

جب یعقوب علیہ السلام نے بیت المقدس واپسی کا ارادہ فرمایا تو ان کے ماموں نے بکریوں کا ایک ریوڑ ان کے ہمراہ کر دیا جب وہاں سے کوچ کیا تو خرچ کے لیے کچھ پاس نہ تھا۔ یعقوب علیہ السلام کی بیوی نے اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا کہ میرے والد یعنی اپنے نانا کے بتوں میں سے چند بت اٹھا لو شاید ان سے کچھ زاد راہ مل جائے۔ کیونکہ یہ راحیل کا بیٹا تھا اس لیے انہوں نے اس کام میں قباحت محسوس نہ کی۔ چنانچہ ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام نے وہ اٹھا لیے روانگی کے وقت یعقوب علیہ السلام کی گود میں دو لڑکے تھے آپ کو ان دونوں بچوں سے بہت پیار تھا تاکہ ان کی والدہ (راحیل) کی محبت کا کچھ ازالہ ہو سکے۔ دونوں لڑکوں میں سے آپ کو یوسف سے زیادہ محبت تھی۔

عیص کا غلام یعقوب:

جب شام پہنچ گئے تو یعقوب علیہ السلام نے اپنے سب ساتھیوں سے فرمایا کہ اگر کوئی تمہارے پاس آ کر پوچھے کہ تم کون ہو تو تم جواب میں کہنا کہ ہم یعقوب علیہ السلام کے نوکر ہیں جو عیص کا غلام ہے۔ چنانچہ ان کو راستہ میں عیص سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟

چرواہوں نے جواب دیا کہ ہم یعقوب علیہ السلام کے ملازم ہیں جو عیص کا غلام ہے۔ یہ سن کر عیص اپنے بھائی یعقوب علیہ السلام کو آزار پہنچانے سے باز آ گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام شام میں رہنے لگے۔

یعقوب علیہ السلام کی یوسف علیہ السلام سے وارفتگی:

یعقوب علیہ السلام کی توجہ کا مرکز یوسف علیہ السلام اور بنیامین تھے یوسف علیہ السلام کے ساتھ والد کی اتنی زیادہ محبت دیکھ کر بھائیوں نے ان سے حسد کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور ایک سورج اور چاند انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بات اپنے والد ماجد کو بتائی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾

"اے میرے پیارے بیٹے! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ تیرے در پے آزار ہو جائیں گے حقیقت یہ ہے کہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔" (سورۃ یوسف آیت ۵)

* * *

حضرت ایوب علیہ السلام

ایک قول کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام بھی حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ابن اسحاق نے ثقہ لوگوں کے واسطے سے وہب بن منبہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام روم سے تھے اور ان کا شجرہ نسب یوں ہے:

ایوب بن موص بن زارح بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم۔

ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے لوگ ایوب کا سلسلہ نسب یوں بیان کرتے ہیں:

ایوب بن موص بن رعویل بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ۔

بعضوں نے رعویل کے بجائے رازیل لکھا ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ آپ کے والد ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اسی دن ایمان لائے جب نمرود نے آپ کو آگ میں ڈلوایا تھا اور حضرت ایوب کی بیوی جنہیں قرآن میں تنکوں کے ساتھ مارنے کا حکم دیا گیا، حضرت یعقوب بن اسحاق کی بیٹی تھیں جن کا نام الیا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دے دی تھی۔

ایوب علیہ السلام کی اہلیہ اور والدہ:

مجاہد بن ابراہیم سے منقول ہے کہ لعین ابلیس نے ایوب علیہ السلام کی اہلیہ لیا بنت یعقوب علیہ السلام کے پاس آکر یوں پکارا ”اے لیا جو صدیق کی بیٹی اور صدیق کی بہن ہے“ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایوب علیہ السلام کی والدہ لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ عورت جنہیں تنکوں کے ساتھ مارنے کا حکم دیا گیا ہے وہ رحمت بنت افرائیم بن یوسف بن یعقوب ہیں۔ ملک شام کا علاقہ ”بثنیہ“ اور وہاں کی سرسبزی آمدن ان کے ملک میں ہوتی تھی۔

ایوب علیہ السلام کی آزمائش:

وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ ابلیس ملعون نے فرشتوں کو آپس میں ایوب علیہ السلام کے لیے دعا کرتے ہوئے سنا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ فرمایا اور ان کی تعریف فرمائی۔ ابلیس ملعون کے دل میں حسد و عداوت کا جوش اٹھا تو جلد ہی اس نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اسے ایوب علیہ السلام پر تسلط اور اختیار دیا جائے کہ وہ انہیں ان کے دین کے متعلق فتنے میں مبتلا کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے صرف ان کے مال پر تسلط عطا فرمایا جب کہ آپ کا جسم مبارک اور عقل وادراک اس کے اختیار سے باہر تھے پس شیطان نے بڑے بڑے جنات کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔

ایوب علیہ السلام کا مال ومتاع:

حضرت ایوب علیہ السلام کی ملکیت میں ملک شام کا علاقہ ”بثنیہ“ اپنی تمام آمدنی سمیت موجود تھا۔ اس علاقہ میں آپ کی ایک ہزار بکریاں مع چرواہوں کے، پانچ سو جوڑی بیلوں کی موجود تھیں جنہیں پانچ سو غلام ہانکتے تھے اور ہر غلام کی اپنی بیوی اور مال و

دولت بھی کثیر تھی اور بیٹوں کی بڑی تعداد کے ہوتے ہوئے آپ کا ساتھ ایک مثالی اتفاق تھا (قلب وروح و جسم میں) اور ہر بڑی سے بڑی نعمت حاصل تھی۔ جانور باغ بچے بھی تھے اور بھی ان سے زیادہ درست تھے۔ یہ سب نعمتیں آپ کی ملکیت تھیں۔

ابلیس کی ایوب علیہ السلام سے دشمنی

ابلیس نے اپنے کارندوں سے کہا کیا تم دیکھتے ہو کہ ان کی قوت، طاقت اور عمر ہے؟ کیونکہ اب مجھے ایوب علیہ السلام پر اختیار مل گیا ہے اور میں ایک ایسی تدبیر سوچتا ہوں کہ جس میں یہ ہے کہ لوگوں سے ان کا دامن چھوٹ جاتا ہے۔ تو جو مہلت جس میں آپ کے مال و جائداد و بیوی کو برباد کرنے کی قدرت بھی شامل تھی دے دی گئی۔ ابلیس نے ان کو برباد کر دیا اور انہوں نے اسی وقت آپ کا سارا مال و دولت ختم کر دیا۔

صبر ایوب علیہ السلام:

مگر حضرت ایوب علیہ السلام نے یہ سب دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور ذرا بھی اعتبار سے نہ ہٹے، اتنے عظیم صدمے نے انہیں ایک لمحہ کے لیے بھی عبادت خداوندی میں انہماک و توجہ سے اور نعمت خداوندی کے شکر سے غافل نہیں کیا جب ابلیس نے یہ صورت حال دیکھی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ اسے ان کی اولاد پر تسلط دے دیا جائے۔ یہ اجازت بھی مل گئی مگر آپ کا جسم و عقل آپ کے اختیار میں تھے۔

ایوب علیہ السلام کی گریہ وزاری:

چنانچہ اس ملعون نے آپ کی ساری اولاد کو ختم کر دیا اور ایوب علیہ السلام کی خدمت میں ان بچوں کے استاد کا بھیس بدل کر نہایت زخمی دل اور افسردہ ہو کر آپ کے پاس آیا اور بچوں کے متعلق ان کے جذبات کو برانگیختہ کرنے لگا جس سے حضرت ایوب علیہ السلام متاثر ہوئے اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور آپ نے ایک مٹھی خاک اپنے سر پر ڈالی جس سے ابلیس کو بہت خوشی ہوئی اور حضرت ایوب علیہ السلام کے اس عمل کو اپنے حق میں غنیمت جانا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے متنبہ ہوتے ہی فوراً توبہ و استغفار کی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ فرشتے اس توبہ کو لے کر فوراً آسمان پر پہنچے اور ابلیس کے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونے سے قبل وہ حاضر ہو گئے۔

شیطان کا ایوب علیہ السلام کو ایک اور امتحان میں ڈالنا:

پس جب مال و اولاد کی ہلاکت اور بیماری کا یہ عظیم صدمہ بھی عبادت خداوندی اور اطاعت شعاری سے نہ ہٹا سکا تو ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے آپ کے جسم پر تسلط کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم پر بھی اسے تسلط عطا فرمایا مگر آپ کی زبان، دل اور عقل اس کے تسلط سے باہر تھے چنانچہ جب آپ سجدہ میں مشغول تھے تو ابلیس نے آپ کے نتھنوں میں ایک پھونک ماری کہ سارا بدن [illegible] اور آپ کی حالت یہ ہو گئی کہ جسم مبارک میں تعفن پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے بستی والوں نے آپ کو بستی سے نکال دیا اور آپ کو بالکل چھوڑ گئے۔ سوائے آپ کی اہلیہ محترمہ کے کہ جب آپ کے پاس کوئی نہ رہا تھا اس وقت ساتھ رہیں، جن کا نام ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

آزمائش کی انتہا:

ایسے وقت آپ کی اہلیہ کے علاوہ اور کوئی بھی آپ کے پاس نہ جاتا تھا ان حالات میں آپ کی بیوی آپ کی تیمارداری اور

[illegible] اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا

ارکض برجلک هذا مغتسل بارد و شراب (ص: ۴۲)

ترجمہ: اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے اور پینے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے۔

چنانچہ ایوب علیہ السلام نے اس پانی سے غسل کیا اور پیا جس سے آپ کا حسن اور خوبصورتی واپس لوٹ آئی۔

ایوب علیہ السلام کی آزمائش کا کل دورانیہ

حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام بنی اسرائیل کے کوڑے کے ڈھیر پر سات سال اور کچھ ماہ پڑے رہے۔ ایک مرتبہ بھی آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اس مصیبت کو دور کرنے کی درخواست نہیں کی حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روئے زمین پر حضرت ایوب علیہ السلام سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا۔

مورخین کا آپ کی بیماری کی مدت میں اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصری کی مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدت سات سال اور کچھ ماہ تھی۔

ایوب علیہ السلام کی وفات:

[illegible] حضرت ایوب علیہ السلام کے تذکرے کو یوسف علیہ السلام کے تذکرے پر مقدم کیا ہے [illegible] حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانے میں نبوت کے [illegible] حضرت ایوب علیہ السلام کی عمر ترانوے سال تھی انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے صاحبزادے [illegible] کی وصیت کی اور آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹے بشر بن ایوب کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا اور ان کا لقب "ذوالکفل" رکھا [illegible] حضرت ذوالکفل تمام عمر شام ہی میں [illegible] آپ کا انتقال ہوا [illegible] وفات کے وقت ذوالکفل نے اپنے بیٹے [illegible] کے لیے [illegible] کی وصیت فرمائی۔ حضرت ذوالکفل کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت عطا فرمایا ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: شعیب بن ضیفون بن عنقا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم علیہم السلام۔

* * *

حضرت شعیب علیہ السلام

شعیب علیہ السلام کے نسب میں اختلاف ہے۔ یہود کے ہاں ان کا نسب نامہ یہ ہے شعیب بن مدیان بن ابراہیم۔ ابن اسحاق اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام ابراہیم سے نہ تھے بلکہ آپ ان لوگوں کی اولاد سے تھے جو ابراہیم پر ایمان لائے تھے اور ان کے دین کی اتباع کرتے تھے اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کی البتہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی آپ کی دادی تھیں۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شعیب علیہ السلام کا اصل نام "یثرون" اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی آنکھیں کمزوری بینائی سے معذور تھیں۔ چنانچہ سعید بن جبیر کہتے تھے:

﴿وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا﴾ (سورۃ ہود آیت ۹۱)

ترجمہ: "ہم تجھے اپنی قوم میں ضعیف پاتے ہیں"۔

شعیب علیہ السلام خطیب الانبیاء:

"وانا لنراک فینا ضعیفا" کی تفسیر میں سفیان فرماتے ہیں کہ شعیب نابینا تھے۔

شریک نے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ آپ کی بینائی کمزور تھی اور آپ کا لقب خطیب الانبیاء تھا۔ آپ انبیاء میں بڑے درجے کے خطیب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدین کی طرف مبعوث فرمایا تھا اور مدین والوں کو "اصحاب الایکہ" بھی کہا جاتا ہے اور عربی زبان میں "ایکہ" کے معنی درختوں کے جھنڈ کو کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور ناپ تول میں لوگوں کے ساتھ کمی کرتے تھے اور لوگوں کے اموال کو زبردستی دبا کر ہڑپ کر لیتے تھے۔

ناپنے اور تولنے میں کمی والی قوم:

اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان پر رزق کے اعتبار سے فراخی کر رکھی تھی اور انہیں خوشحالی دے رکھی تھی کہ باوجود ان کے کفر کے حالات بہت اچھے تھے چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ﴾ (سورۃ ہود آیت ۸۴)

ترجمہ: "اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور تم ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو، میں تمہیں آسودہ حالت میں دیکھتا ہوں اور تم پر ایک گھیرنے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں کہ میں تم سے عذاب کو ہٹا نہ سکوں گا"۔

میں حق تعلیم [illegible] رضی اللہ عنہ جب حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ وہ انبیاء کے خطیب ہیں اور یہ اس وجہ سے فرماتے کہ قوم کے ساتھ [illegible] آپ کا انداز بیان نہایت اچھا تھا۔

گمراہی اور سرکشی کا انجام:

لیکن جب اہل قوم کی سرکشی اور گمراہی میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت اور آپ کا وعظ ان پر کارگر نہ ہوا تو عذاب الٰہی کے خوف سے ڈرانے کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو حق تعالیٰ نے انہیں عذاب دینے کا ارادہ فرما لیا۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ (الشعراء آیت ۱۸۹)

ترجمہ: ”پھر ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آن پکڑا، بلاشبہ وہ ایک بڑے خوفناک دن کا عذاب تھا۔“

چنانچہ کتب تفاسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے انہوں نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت گرمی کا عذاب نازل فرمایا جس نے ان کا سانس لینا دوبھر کر دیا وہ لوگ بھاگ کر گھروں میں چلے گئے تو گھروں میں بھی ان کو نجات نہ ملی چنانچہ وہ بھاگتے ہوئے گھروں سے نکل کر جنگل کی طرف چلے گئے وہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کا سایہ کر دیا جس سے انہیں ٹھنڈک اور راحت حاصل ہوئی چنانچہ ہر شخص دوسرے کو بلانے لگا جب سب جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ برسائی جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ تھا ”سائبان کے دن کا عذاب“ اور واقعی یہ بڑا خوفناک دن کا عذاب تھا۔

عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ

مختلف مفسرین کے اقوال:

☆ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام دو قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

۱۔ اپنی قوم اہل مدین کی طرف

۲۔ اصحاب الایکہ کی طرف جو درختوں کے جھنڈوں میں رہنے والے لوگ تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ فرمایا تو سخت گرمی ان پر مسلط کر دی اور عذاب والا [illegible] ایک بادل کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ جب وہ ان کے قریب ہوا تو یہ لوگ اس کی ٹھنڈک سے امید وابستہ کرکے اس کی طرف نکل پڑے جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اس سے آگ برسنا شروع ہو گئی۔

☆ حضرت یزید الجریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک ساتھی نے بعض دوسرے علماء سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا کہ قوم شعیب نے جب ایک حکم [illegible] تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رزق [illegible] انہوں نے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] فرمائی [illegible] یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر [illegible] کا ارادہ کر لیا تو ان پر گرمی مسلط کر دی اور [illegible] ان کی [illegible] کر کے سایہ دار [illegible]

پانی انہیں تکلیف دیتا تھا یہاں تک کہ ان کی قوم کا کوئی آدمی باہر نکلا اس نے ایک سائبان کے نیچے ٹھنڈک پائی تو بہت راحت محسوس ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ ٹھنڈی ہوا میں بیٹھنے کے لیے ادھر آ جاؤ وہ جلدی سے اس کی طرف نکلے جب تمام لوگ اکٹھے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس بادل سے ان پر آگ کے شعلے گرا دیے۔

- ☆ واحدی نے یزید بن معاویہ سے نقل کرتے ہوئے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انہیں سخت گرمی ہوئی اور گرمی نے انہیں ان کے گھروں سے جنگل کی طرف نکال دیا پھر ایک بادل سائبان کی شکل میں ظاہر ہوا تو سب اس کے نیچے چلے گئے پھر جب وہ سب اس کے نیچے ہو گئے تو آگ نے اوپر سے آن پکڑا۔
- ☆ حضرت قتادہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ عذاب نے قوم شعیب پر سایہ کیا۔
- ☆ حضرت ابن جریج اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا تو شدید گرمی اور لو نے گھیر لیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک بادل کا ٹکڑا ظاہر کیا تو قوم کے تمام لوگ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے اس کی طرف گئے تو وہاں جمع ہو گئے اور معاملہ برعکس ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وہیں سے عذاب نازل فرما دیا۔
- ☆ ابن زید نے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف بادل کی شکل کے سائبان جیسا ان کے سروں پر مسلط کر دیا جب کہ دوسری طرف سورج کی تپش اس قدر تیز کر دی کہ زمین پر موجود ہر چیز بھسم ہو گئی چنانچہ سب لوگ اس سائبان کے نیچے چلے گئے اور جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سے سائبان کو ہٹا دیا اور سورج کی تپش کو اور تیز کر دیا جس سے وہ اس طرح جلنے لگے جیسے ٹڈی کڑاہی میں ابالی جا رہی ہو۔
- ☆ حضرت ابن عمرو بن جریر نے روایت کی ہے کہ زید بن اسلم کی تفسیر میں یہ بات کہی کہ "عذاب یوم الظلۃ" کے دن کا عذاب جس کو بھی لگتا تو اسے جلا ڈالتا۔

ایک برائی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ﴾ (سورۃ ہود آیت ۸۷)

ترجمہ: "اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ یا یہ کہ ہم کو اپنے مال میں اپنی خواہش کے مطابق تصرف کرنے کا حق نہ ہو؟"

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جن برائیوں کے سبب حضرت شعیب علیہ السلام قوم کو منع کرتے تھے ایک یہ تھی کہ تم لوگ سکوں کو کاٹ کر استعمال کرتے تھے یعنی ان کی مذمت کی گئی کہ وہ درہم و دینار کو ادا کرتے وقت ان میں سے تھوڑا سا حصہ کاٹ کر رکھ لیتے تھے۔

ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ قوم شعیب کو درہم کاٹنے پر عذاب دیا گیا یہ بات مجھے قرآن کریم کی اس آیت سے مل گئی۔

نسب کے اعتبار سے یعقوب کے ترجمہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

یعقوب علیہ السلام اور ان کا گھرانہ

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام یعقوب علیہ السلام اور عیص کی ولادت کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے اور ایک سو ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے صاحبزادوں نے آپ کی قبر آپ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں بنائی جو حبرون نامی بستی میں ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ایک سو سینتالیس سال ہوئی آپ کے صاحبزادے [illegible] ان کی اولاد کو حسن دیا تھا کہ باقی لوگوں میں سے کسی کو نہ ملا تھا۔

جناب ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ "راحیل" کو حسن کا ایک بہت بڑا حصہ دیا گیا تھا۔

یوسف علیہ السلام کا بچپن

حضرت یوسف علیہ السلام کی ولادت کے تھوڑی مدت بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے انہیں اپنی بہن کی پرورش میں دے دیا تھا۔

اس زمانے میں جو واقعہ پیش آیا تھا حضرت مجاہد اس کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی پھوپھی جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی سب سے بڑی اولاد تھیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا کمر بند انہی کو ملا کیونکہ وہ ان میں سب سے بڑی تھیں اسی کا حق سمجھا جاتا تھا اور ان کا قاعدہ یہ تھا کہ جس کے گھر سے متعلق چوری کا پتہ چلے تو اسے خدمت کے لیے دے دیں۔ کسی کو قیدی بنا لیا جاتا تھا کوئی اس بارے میں اس سے جھگڑا نہیں کر سکتا تھا اور اس وقت کے دستور میں جرم کا طریقہ یہ تھا۔

یوسف علیہ السلام پھوپھی کے پاس

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے یوسف علیہ السلام کو بچپن ہی سے ان کی پھوپھی کی تربیت میں دے دیا تھا اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام بچپن ہی سے اپنی پھوپھی کے پاس رہے اور انہیں بھی جتنی محبت یوسف علیہ السلام سے تھی اتنی کسی اور سے نہ تھی۔

جب یوسف علیہ السلام جوانی کی عمر کو پہنچ گئے تو یعقوب علیہ السلام کے دل میں بیٹے کی محبت نے جوش مارا اور اپنی بہن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اب یوسف کو میرے پاس بھیج دو، میری بہن نے کہا اب تو میں ایک گھڑی یوسف کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔

جب ان کی پھوپھی نے کہا کہ خدا کی قسم اب تو میں کسی قیمت پر بھی یوسف علیہ السلام کو نہیں چھوڑ سکتی۔

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں بھی نہیں چھوڑ سکتا۔

اس پر یعقوب علیہ السلام کی بہن نے کہا کہ آپ چند روز ان کو یہاں رہنے دیجئے تاکہ میں اسے دیکھ دیکھ کر اطمینان حاصل کر لوں شاید اس کے بعد میں اسے چھوڑنے پر راضی ہو جاؤں۔

جب یعقوب علیہ السلام وہاں سے چلے آئے تو یوسف علیہ السلام کی پھوپھی نے ان کا کمر بند لیا اور یوسف علیہ السلام کے کپڑوں کے نیچے ان کے جسم کے ساتھ باندھ دیا اور گھر میں آواز لگا دی کہ میرے باپ (اسحاق) کا کمر بند گم ہو گیا ہے پتہ لگاؤ کس نے اٹھایا ہے۔

چنانچہ پورے گھر کی تلاشی لی گئی مگر کمر بند کہیں نہ ملا تو

انہوں نے کہا کہ گھر میں موجود تمام افراد کی تلاشی لی جائے۔ چنانچہ تلاشی کے دوران وہ کمر بند یوسف علیہ السلام کی کمر سے بندھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

﴿ لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴾ [illegible]

"[illegible]"

حسد کی آگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت یوسف علیہ السلام روتے ہوئے پکارتے جاتے اے میرے ابا جان! آپ کہاں ہیں؟ کاش آپ کو معلوم ہو کہ آپ کی لونڈیوں کے بیٹے میرے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔

یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنا:

بھائیوں میں سے یہودا نے کہا کیا تم نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا کہ تم اسے (یوسف علیہ السلام) کو قتل نہیں کرو گے۔ چنانچہ پھر انہوں نے مارنا چھوڑ دیا اور گھسیٹتے ہوئے کنویں کی طرف لے گئے اور انہیں کنویں میں لٹکا دیا مگر آپ کنویں کی منڈیر کے ساتھ چمٹ گئے۔ چنانچہ جب مجبور کیا گیا تو انہوں نے آپ کے ہاتھ باندھ دیئے اور آپ کا کرتہ اتار لیا یوسف علیہ السلام نے فریاد کی کہ بھائیو! میرا کرتہ تو دے دو جس سے میں کنویں میں اپنا ستر چھپا سکوں (بطور کفن) کہنے لگے کہ چاند سورج اور ستاروں کو بلا لو وہ تمہارا دل بہلائیں گے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔

بہرحال انہوں نے آپ کو کنویں میں لٹکا دیا اور کنویں کے درمیان پہنچے تو آپ کو چھوڑ دیا کہ (معاذ اللہ) آپ کی جان نکل جائے کنویں میں آپ پانی پر گرے قریب ہی ایک چٹان تھی آپ اس پر کھڑے ہو گئے۔ جب بھائیوں نے آپ کو کنویں میں ڈالا تو آپ رونے لگے۔ چنانچہ انہوں نے فوراً آپ کو آواز دی آواز دینے کا مقصد یہ تھا کہ معلوم کریں کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں۔ مگر آپ یہ سمجھے کہ شاید انہیں رحم آ گیا ہے آپ نے کنویں میں سے ان کی پکار کا جواب دیا جب آپ کا زندہ و سلامت ہونا ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے چاہا کہ پتھر سے آپ کا سر کچل دیں۔ (معاذ اللہ)

یہودا کا ترس کھانا:

مگر یہودا نے دخل اندازی کر کے انہیں اس حرکت سے روکا اور کہا کہ تم نے مجھ سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ تم اسے قتل نہیں کرو گے اس کے علاوہ یہودا نے آپ کے لیے کھانے وغیرہ کا بھی انتظام کر دیا۔

کنویں میں وحی آنا:

اسی کنویں میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ ان بھائیوں کو ایک دن ان کی ان حرکتوں کے متعلق جو انہوں نے آپ کے ساتھ کی ہیں بتائیں گے جبکہ وہ اس بات کے متعلق لاعلم ہوں گے چنانچہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد خداوندی

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ (سورۃ یوسف آیت ۱۵)

ترجمہ: "اور ہم نے یوسف علیہ السلام کو وحی کی کہ ایک وقت آئے گا جب تو ان لوگوں کو ان کی یہ حرکت جتائے گا" یہ اپنے فعل کے نتائج سے بے خبر ہیں۔

کا بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔

یہ روایت محمد بن ثور نے معمر کے واسطے سے اسی طرح نقل کی ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک نے بھی معمر کے واسطے سے اسی طرح فرماتے ہوئے سنا اور ابن جریج نے بھی اس آیت کا یہی مطلب ارشاد فرمایا ہے۔

برادران یوسف علیہ السلام کا باپ کو بتانا:

شام کے وقت سب بھائی روتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یوسف علیہ السلام کو تو

حضرت یوسف جیسا [illegible] ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتا ہے اے ابا جان! آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہم پر بھروسہ نہیں کرتے ہم تو ان کے خیر خواہ ہیں۔

یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنا

بھائیوں میں سے ایک نے کہا کیا تم نے پختہ عہد نہیں کیا تھا کہ (یوسف علیہ السلام) کو قتل نہیں کریں گے، چنانچہ یوسف کو انہوں نے مارا پیٹا اور گھسیٹتے ہوئے کنویں کی طرف لے گئے اور ان کو رسی سے باندھ کر کنویں کی منڈیر کے ساتھ لٹکا دیا۔ [illegible] آپ کا کرتا اتار لیا یوسف علیہ السلام نے فریاد کی [illegible] کنویں میں [illegible] (العیاذ باللہ) [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] دکھائی دیتا تھا۔

پھر جب انہوں نے آپ کو کنویں میں [illegible] کنویں کے درمیان پہنچے تو آپ کو چھوڑ دیا [illegible] معاذ اللہ آپ کی جان نکل جائے کنویں میں ایک چٹان تھی آپ اس پر کھڑے ہو گئے۔ جب بھائیوں نے آپ کو کنویں میں ڈال دیا تو آپ رونے لگے۔ چنانچہ انہوں نے [illegible] آواز دی ان کا مقصد یہ تھا کہ معلوم کریں کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں۔ مگر آپ یہ سمجھے کہ شاید ان کو رحم آ گیا ہے آپ نے کنویں میں سے ان کی پکار کا جواب دیا جب آپ کے زندہ ہونے کی اطلاع ان کو معلوم ہوئی تو انہوں نے چاہا کہ پتھر سے آپ کا سر کچل دیں (معاذ اللہ)

یہودا کا ترس کھانا

مگر یہودا نے [illegible] اس حرکت سے روکا اور کہا کہ تم نے مجھ سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ تم اسے قتل نہیں کرو گے اس کے علاوہ یہودا نے آپ کے لئے کھانے وغیرہ کا بھی انتظام کر دیا۔

کنویں میں وحی آنا

اس کنویں میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تسلی دی کہ وہ ان بھائیوں کو ایک دن ان کی زیادتی کے متعلق جو انہوں نے آپ کے ساتھ کی ہے ضرور آگاہ کریں گے اور اس وقت ان کو اس بات کا علم نہ ہوگا جیسا کہ [illegible] ارشاد خداوندی ہے

﴿ وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴾ (سورۃ یوسف، آیت ۱۵)

ترجمہ: "اور ہم نے یوسف علیہ السلام کو وحی کی کہ [illegible] ان لوگوں کو ان کی اس حرکت سے آگاہ کرو گے اور وہ تمہیں پہچان نہ سکیں گے۔"

کا بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔

یہ روایت محمد بن ثور نے [illegible] کے واسطے سے نقل کی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی [illegible] کے واسطے سے اسی طرح فرمایا ہے اور ابن جریج نے بھی اس کا یہی مطلب ارشاد فرمایا ہے۔

برادران یوسف علیہ السلام کا بات بنانا

شام کے وقت سب بھائی روتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یوسف علیہ السلام کو تو

بھیڑیے نے کھالیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ایسی کوئی بات نہیں بلکہ تم نے اپنی طرف سے ایک بات گھڑ لی ہے۔ لہٰذا اب میں صبر کروں گا۔

کنویں پر قافلہ آنا:

اسی دوران ایک قافلہ وہاں آکر ٹھہرا اور انہوں نے پانی بھرنے والے کو بھیجا تو جب اس نے ڈول پھینکا تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام آ گئے۔ چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ ایک لڑکا مل گیا ہے

﴿ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ ﴾ (سورۂ یوسف آیت ۱۹)

ترجمہ: "مبارک ہو یہاں تو ایک لڑکا ہے"۔

کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکالا تو آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دینے لگے۔

یہ کنواں بیت المقدس کی زمین میں ہے جس کے نشانات وغیرہ بھی لوگوں کو معلوم ہیں۔

اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکالا تھا اس نے اپنے ایک ساتھی کو آواز دی تھی جس کا نام بشریٰ تھا۔

چنانچہ سدی نے "یا بشریٰ" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ان کے ساتھی کا نام بشریٰ تھا اور محمد بن عمرو سدی سے بھی یہی نقل کرتے ہیں کہ اس کے ایک ساتھی کا نام بشریٰ تھا جیسے آپ لوگ "اے زید!" پکارتے وقت کہتے ہیں۔

بھائیوں کا پیسے کھرے کرنا:

جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اس بات کا علم ہوا کہ قافلے والوں نے انہیں نکال لیا ہے تو وہ ان کے پاس پہنچے تو قافلے والوں نے انہیں کچھ رقم دے کر خرید لیا اور خریدنے میں انہوں نے کچھ زیادہ دلچسپی نہ دکھائی کہ کہیں زیادہ قیمت نہ لگانی پڑ جائے۔

قافلہ والوں نے یوسف علیہ السلام کو مخفی رکھنا:

یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے بعد انہوں نے بطور سامان تجارت کے چھپا دیا تاکہ دوسرے تاجر ان میں شرکت کا دعویٰ نہ کریں۔ آیت کریمہ

﴿ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ﴾ (سورۂ یوسف آیت ۱۹)

ترجمہ: "ان لوگوں نے ان کو مال تجارت سمجھ کر چھپا لیا"۔

کی تفسیر میں مجاہد فرماتے ہیں کہ پانی لانے والے نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ تو کسی کا سامان تجارت ہے جو ہم نے لے کر رکھ دیا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں اس کا اندیشہ تھا کہ اگر ان ساتھیوں کو اس کی قیمت کا علم ہو گیا تو یہ اس میں اپنی شرکت کا مطالبہ کریں گے چنانچہ ان تاجروں کو مصر لے جانے کے دوران یوسف علیہ السلام کے بھائی پانی بھرنے والے کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ اس کو اچھی طرح باندھ کر رکھو کہیں بھاگ نہ جائے۔ بہرحال وہ یوسف علیہ السلام کو لے کر مصر پہنچ گئے اور اعلان کیا کہ کون شخص اس

غلام واقعی تجارت پیشہ ہے۔

کہا جاتا ہے ایسا ہونا بھی ممکن ہے۔

سدی کے قول کے مطابق ان دو شخصوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں سے خرید لیا تھا، ان کا خیال ہوا کہ اگر ہم یہ کہیں گے کہ ہم نے اسے خرید لیا ہے تو ہمارے ساتھی اس میں شرکت کی خواہش کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ اگر ہم سے ان کے متعلق پوچھا جائے تو ہم کہیں گے کہ یہ سامان تجارت ہے جو اس کنویں والوں نے فروخت کرنے کے لیے ہمارے سپرد کیا ہے۔

بیچنے کی ارزانی

کہا جاتا ہے کہ یوسف کے بھائیوں کا خیال تھا کہ یہ زر خرید غلام تھا جب بیچا تو وہ بیچنے میں ارزاں تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ انہیں بیس درہم میں فروخت کیا اور ہر بھائی کو دو دو درہم حصہ ملے۔ اور یہ جو درہم گن کر لیے ان کا وزن نہیں کیا گیا تو کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں دستور یہ تھا کہ وزن اوقیہ سے ہوتا تھا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا تھا لہٰذا درہم اگر چالیس سے کم ہوتے تو ان کا وزن نہیں کیا جاتا تھا۔

اور بعض کا قول ہے کہ بائیس درہم میں سودا ہوا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ بیس درہم میں سودا ہوا تھا۔

یوسف علیہ السلام بازار مصر میں:

ذکر کیا جاتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو بازار مصر میں فروخت کرنے والے کا نام مالک بن ذعر بن نویب بن عفقا بن مدیان بن ابراہیم خلیل اللہ تھا۔

اور جس شخص نے آپ کو خریدا اور اپنا غلام بنایا تھا اسے قرآن کریم نے "عزیز" کہا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کا نام "قطفیر" تھا اور ابن اسحاق سے منقول ہے کہ اس کا نام "اطفیر بن روحیب" تھا اور یہ شخص عزیز مصر کے لقب سے مشہور تھا اور مصر کے تمام خزانے اس کے زیر انتظام رہتے تھے۔

بادشاہ مصر

اس وقت مصر کا بادشاہ قوم عمالقہ کا ایک شخص، ریان بن الولید تھا اور بعض حضرات نے اس کا سلسلہ نسب اس طرح لکھا ہے

ریان بن الولید بن ثروان بن اراشہ بن قاران بن عمرو بن عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ ایمان لے آیا تھا اور ان کے دین کو قبول کر لیا تھا اور یوسف علیہ السلام کی زندگی ہی میں اس کا انتقال ہو گیا تھا اس کے بعد سلطنت مصر قابوس بن مصعب بن معاویہ بن نمیر بن السلواس بن قاران بن عمرو بن عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام کے ہاتھ آئی۔ یہ کافر تھا یوسف علیہ السلام نے اسے دعوت دی مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

یوسف علیہ السلام مصر میں کتنی عمر میں پہنچے

بعض علماء نے روایات کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سترہ سال کی عمر میں مصر پہنچے اور عزیز مصر نے آپ کو قافلے والوں سے خرید لیا اس کے پاس آپ تیرہ سال تک رہے اور تیس سال کی عمر میں فرعون مصر (ولید بن ریان) نے آپ کو وزیر

ہو چکا تھا۔ ایک سو بیس سال کی عمر میں یوسف علیہ السلام کی وفات ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدائی اور پھر ملاقات کے دوران بائیس سال کا عرصہ تھا۔ مصر میں یعقوب علیہ السلام نے اپنی محبت یوسف علیہ السلام کے لیے پائی تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جب مصر تشریف لائے تو آپ کے خاندان کی تعداد ستر تھی۔

یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے گھر میں:

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب "اطفیر" حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر لایا تو اس نے اپنی اہلیہ سے جس کا نام "راعیل" تھا کہا "اس کو عزت دار رکھو، مجھے امید ہے کہ یہ ہمیں نفع پہنچائے۔ یعنی بالغ ہونے کے بعد ہماری تجارت اور ہمارے بعض کاموں میں ہماری رہنمائی کرے اور" "یا ہم اسے بیٹا بنا لیں" اور یہ بات عزیز مصر نے اس وجہ سے کہی تھی جیسا کہ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ عزیز مصر نامرد تھا، عورتوں کی طرف رغبت نہیں تھی جب کہ اس کی بیوی "راعیل" انتہائی حسین و جمیل اور ناز و نعمت میں پلی ہوئی تھی۔

زلیخا:

جب حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر تینتیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں علم و حکمت عطا فرمائے۔

مجاہد نے حکمت کی تفسیر عقل کے ساتھ فرمائی ہے مگر آپ کو ابھی نبوت نہیں ملی تھی۔ اسی دوران "راعیل" زوجہ عزیز مصر نے (جس کے گھر میں آپ نے پرورش پائی تھی) اپنے نفس کے متعلق ورغلایا اور سب دروازے بند کر دیے تاکہ نفسانی خواہش پوری کر سکے اور یوسف علیہ السلام کے سامنے ان کے حسن و جمال کی تعریفیں شروع کر دیں تاکہ انہیں رغبت پیدا ہو۔

چنانچہ سدی سے منقول ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ:

﴿ ولقد همت به و هم بها ﴾ (سورۃ یوسف آیت ۲۴)

ترجمہ: "وہ اس کی طرف بڑھی اور یوسف بھی اس کی طرف بڑھتے اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتے"۔

کی تفسیر میں یہ روایت کیا ہے کہ عزیز مصر کی بیوی یوسف علیہ السلام سے کہنے لگی کہ تمہارے بال کتنے خوبصورت ہیں یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ تو مرنے کے بعد سب سے پہلے میرے جسم کو چھوڑ دیں گے۔ پھر اس نے کہا: اے یوسف! تمہاری آنکھیں کتنی حسین ہیں۔ آپ نے جواب دیا: مرنے سے پہلے میرے جسم سے نکل بہہ جائیں گی۔

اس نے کہا: "اے یوسف! تمہارا چہرہ کتنا خوبصورت ہے۔ آپ نے جواب دیا: یہ تو مٹی کی غذا ہے جو اسے کھا جائے گی۔

غرضیکہ وہ اسی طرح آپ کی خوبیاں گنوا کر شوق دلاتی رہی یہاں تک کہ یوسف کا بھی ارادہ ہونے لگا تھا۔

یعقوب علیہ السلام کی زیارت:

یوسف علیہ السلام کی ابھی تک یہ اضطراری کیفیت تھی کہ اچانک حضرت یعقوب علیہ السلام کی شبیہ مبارک کی زیارت ہوئی جو انگلی منہ میں لیے ہوئے فرما رہے تھے: اے یوسف! یہ کام مت کرنا کیونکہ جب تک تم یہ کام نہیں کرو گے تمہاری مثال اس پرندے کی سی ہوگی جو فضا میں اڑ رہا ہو اور جب تم نے یہ کام کر لیا تو تمہاری مثال اس پرندے کی سی ہوگی جو زمین پر گر پڑا ہو، وہ اڑنا چاہتا ہے مگر اڑ نہیں سکتا۔ نیز جس وقت تک تم اس سے بچے رہو گے اس وقت تک تمہاری مثال اس طاقتور بیل کی سی ہے جس سے کوئی بھی زراعتی کام

نہیں ہے کیونکہ [illegible]

[illegible] ہے۔

یوسف علیہ السلام کا باہر کو بھاگنا

یوسف علیہ السلام نے جب [illegible]

[illegible]

یوسف علیہ السلام کی کیفیت

”همّ بها“ کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] کا خیال ہے کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مبارکہ تھی جس میں انہوں نے اپنی انگلی [illegible] دروازے کی جانب سے [illegible] کا قول یہ ہے کہ آپ نے دیوار پر لکھا ہوا دیکھا:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۲)

ترجمہ: ”زنا کے قریب نہ جاؤ وہ بے حیائی ہے اور بہت بری راہ ہے۔“

عزیز مصر کا اچانک آنا:

حضرت یوسف علیہ السلام کو جیسے ہی اس برہان کے ذریعے تنبیہ کی گئی تو [illegible] دروازے کی جانب [illegible] دروازے تک پہنچنے سے پہلے اس نے یوسف علیہ السلام کو جا لیا اور پیچھے سے قمیص پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پھٹ گئی [illegible] اس آیت کریمہ

﴿ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ ﴾ (سورۃ یوسف: ۲۵)

ترجمہ: ”دونوں دروازے کی طرف [illegible]“

کی تفسیر میں اسی طرح منقول ہے۔

زلیخا کی بہتان طرازیاں

[illegible]

راعیل (زلیخا) کے چچا زاد کی عقل مندی

راعیل کے چچا زاد بھائی نے کہا "اس کا فیصلہ قمیص سے ہو سکتا ہے اگر یوسف علیہ السلام کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور یوسف علیہ السلام جھوٹا ہے اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔ چنانچہ قمیص لائی گئی تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔

یہ دیکھ کر عزیز مصر نے کہا:

ترجمہ: "یہ تم عورتوں ہی کی فریب کاری ہے بے شک تمہارا فریب بہت عظیم ہے۔ اے یوسف! تو اس واقعہ کو نظر انداز کر دے اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ یقیناً تو ہی خطا کاروں میں سے ہے"۔ (سورۃ یوسف آیت ۲۸، ۲۹)

حضرت یوسف علیہ السلام کی بردباری:

ابو اسحاق نوف شامی سے نقل کرتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام اس واقعہ کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتے تھے مگر جب اس عورت نے فوری اپنے شوہر سے کہا "کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری گھر والی پر نیت خراب کرے؟ اس کے سوا کیا سزا ہو سکتی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا اسے سخت عذاب دیا جائے"۔ (سورۃ یوسف آیت ۲۵)

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کو غصہ آ گیا اور انہوں اپنی صفائی میں کہا تھا "اسی نے مجھے پھانسنے کی کوشش کی تھی"۔

یوسف علیہ السلام کی طرف سے گواہان:

اس میں اختلاف ہے کہ جس نے یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دی وہ کون تھا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ "وشھد شاھد من اھلھا" (اس عورت کے اپنے کنبہ والوں میں سے ایک شخص نے (قرینے کی) شہادت پیش کی) کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں۔

چنانچہ سدی کہتے ہیں کہ وہ ایک بچہ تھا جو گہوارے میں لیٹا ہوا تھا اور اس کی تائید میں ایک حدیث بھی ملتی ہے۔

چار شیر خوار بچوں کا باتیں کرنا:

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار اشخاص ایسے ہیں کہ جنہوں نے بالکل بچپن میں کلام کیا ہے علاوہ ان میں آپ نے "شاہد یوسف" کا بھی ذکر فرمایا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جن چار افراد نے بچپن میں کلام کیا وہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت فرعون کی کنگھی کرنے والی عورت کا بیٹا۔

۲۔ جریج (عابد بنی اسرائیل) کی طرف سے غلط طریقے سے منسوب کیا جانے والا بچہ۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ (شاہد یوسف علیہ السلام)

اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ وہ خود قمیص تھی جو پیچھے سے پھٹی ہونے کی وجہ سے صفائی کا ذریعہ بنی۔

قمیص کی شہادت:

چنانچہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے "وشھد شاھد من اھلھا" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پیچھے سے

[illegible] ہوئی تھی۔ [illegible] چنانچہ جب [illegible] حضرت [illegible] پیچھے سے [illegible] [illegible]

[illegible] کی [illegible] [illegible]

تاہم یوسف علیہ السلام [illegible] [illegible]

[illegible]

اور [illegible] [illegible] [illegible] تھی۔

عزیز مصر کی بیوی کی اس حرکت کا عورتوں میں چرچا

جب اس سارے واقعہ [illegible] مصر کی عورتوں میں [illegible] اور [illegible] چنانچہ عورتوں میں یہ بات [illegible] ہو گئی کہ عزیز کی بیوی اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے [illegible] محبت [illegible] ہم تو دیکھتی ہیں کہ وہ صریح غلطی کر رہی ہے۔ (سورۃ یوسف آیت ۳۰)

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے:

یوسف علیہ السلام کی محبت ان کے "شغف قلب" [illegible] [illegible] [illegible] (جیسے کہ ہم پہلے [illegible]) "شغاف قلب" دل کے غلاف اور پردے کو کہا جاتا ہے [illegible] [illegible] یہ مطلب نکلتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی محبت اس کے دل کی تہہ میں اتر چکی تھی۔

زنان مصر کی دعوت اور دیدار یوسف علیہ السلام

جب عزیز مصر کی بیوی نے سنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اس کی محبت [illegible] زبان زد عام ہے اور اس واقعہ [illegible] تو اس نے [illegible] ان کے لیے مسند [illegible] اور [illegible] چنانچہ جب سب آ گئیں [illegible] [illegible]

حضرت [illegible] عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں کے لیے [illegible] کیا تھا۔

ادھر تو اس نے یہ انتظام کیا ہوا تھا اور دوسری طرف [illegible] حضرت یوسف [illegible] جب وہ ان کے [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام کو حکم دیا [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام ان کے سامنے [illegible] عورتوں نے حسن یوسفی کا مشاہدہ کیا تو [illegible] اپنے ہاتھ کاٹ لیے [illegible]

"خدا کی پناہ! یہ انسان نہیں [illegible] فرشتہ ہے۔" (سورۃ یوسف آیت ۳۱)

عزیز مصر کی بیوی کی بے حیائی

جب عزیز مصر کی بیوی نے دیکھا کہ [illegible] ہاتھ کاٹ [illegible] ان کے سامنے [illegible] "عزیز مصر کی بیوی [illegible]"

تو جب انھوں نے ان کے سامنے یوسف کو [illegible] تو ان کا اثر یہ ہوا کہ [illegible] کے [illegible] ہاتھ کاٹ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہو گیا۔

یوسف علیہ السلام کا انتخاب

یوسف علیہ السلام نے جو کچھ [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اے میرے رب! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں اس بات سے مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اس کام سے [illegible] اور [illegible] اگر آپ نے [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] ان کی طرف [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ نے آپ کو [illegible] قبولیت دعا کی خبر دی اور آپ سے ان کے مکر و فریب کو دور کر دیا اور [illegible] سے آپ کو بچا لیا۔

یوسف علیہ السلام کو قید کرنا

اس واقعہ کے بعد عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت کی نشانیاں دیکھنے کے باوجود یہی مناسب سمجھا کہ آپ کو ایک مدت تک قید میں ڈال دے۔ صداقت کی نشانیوں سے مراد قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہونا، چہرے پر [illegible] کے نشانات، عورتوں کا اپنے ہاتھوں کو کاٹنا اور خود عزیز مصر کا آپ کی پاک دامنی کو تسلیم کرنا ہے۔

یوسف علیہ السلام کو قید کرنے کی وجہ

سدی سے مروی ہے کہ عزیز مصر کا یوسف علیہ السلام کو قید رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی بیوی نے کہا: "اس عبرانی لڑکے نے مجھے لوگوں میں رسوا کر دیا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یا تو مجھے باہر نکلنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

پھر ان لوگوں کو یہ سوجھی کہ ایک مدت کے لیے قید کر دیں [illegible] [illegible] [illegible] (یوسف: ۳۵)

اس کے بعد انھوں نے سات برس تک حضرت یوسف علیہ السلام کو قید میں رکھا [illegible] [illegible] سات سال تک قید میں رہے۔

یوسف علیہ السلام کے قید خانہ میں ساتھی

جب یوسف علیہ السلام قید خانہ میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

تھا، یہ تمہید صرف امتحان لینے کو تھی پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے خواب کی تعبیر ارشاد فرمائی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو صرف مذاق کیا ہے ہم نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا تھا۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جس بات کے متعلق دریافت کرتے ہو اب تو اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (اور دونوں میں سے کسی کا خواب)

غیر اللہ سے مدد مانگنا

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے "ساقی" سے جس کے بارے میں آپ کو گمان تھا کہ یہ رہا ہو جائے گا، فرمایا کہ اپنے آقا کے پاس میرا تذکرہ کرنا اور اسے بتانا کہ مجھے ناحق قید کیا گیا ہے۔

چنانچہ شیطان نے یوسف علیہ السلام کو اپنے رب کا ذکر کرنا بھلا دیا، تو شیطان کی جانب سے حضرت یوسف علیہ السلام پر یہ غفلت طاری کر دی گئی۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام نے ساقی سے فرمایا کہ اپنے بادشاہ کے سامنے میرا تذکرہ کرنا تو آواز آئی کہ تم نے میرے سوا کسی کو کام کے لیے چن لیا لہٰذا اب تمہاری قید کا زمانہ مزید لمبا کر دیں گے۔ یوسف علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار! مصیبتوں کی کثرت سے میرے دل پر پریشانی طاری ہو گئی تھی جس کی وجہ سے میری زبان سے یہ کلمہ نکل گیا۔ ہلاکت ہو میرے بھائیوں کے لیے (کہ وہی اس پریشانی کا سبب ہے)

عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یوسف علیہ السلام نے وہ کلمہ نہ کہا ہوتا جس میں کسی دوسرے شخص سے انہوں نے رہائی کی درخواست کی تھی تو اتنی لمبی مدت قید میں نہ رہتے۔

ابو ہذیل صنعانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت وہب کو یہ کہتے سنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ ابتلاء، یوسف علیہ السلام کی مدت اسیری اور بخت نصر کا زمانہ ایک جتنا ہے۔ (سات سال)

بادشاہ کا خواب:

اس کے بعد بادشاہ مصر نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔

سدی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ مصر کو ایک ڈراؤنا خواب دکھایا۔ اس نے خواب دیکھا کہ "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی"۔ اے اہل دربار! مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خوابوں کا مطلب سمجھتے ہو۔

اگلے روز اس نے تمام جادوگروں، کاہنوں، انگلیاں لگانے والوں اور قیافہ شناسوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے یہ خواب ذکر کیا (جب ان سے کچھ نہ بن پڑا) تو کہنے لگے کہ "یہ تو یوں ہی پریشان خیالات ہیں اور ہم اس قسم کے پریشان والے خوابوں کی تعبیر سے واقف نہیں"۔

ان دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا اب ایک مدت کے بعد اس کو یوسف کی بات یاد آئی۔ اس نے کہا کہ میں تم کو اس خواب کی تعبیر لا دیتا ہوں مجھ کو ذرا قید خانہ تک جانے کی اجازت دو چنانچہ انہوں نے اس غلام کو یوسف کی خدمت میں بھیج دیا وہاں پہنچ کر اس نے عرض کیا اے یوسف اے صدیق! اس خواب کی تعبیر بتا دیجئے کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی گائیں ان کو کھا رہی

تھیں اور سات بالیں ہری ہیں اور سات خشک۔ یہ خواب بڑی شان کا ہے۔

سدی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ تعبیر سن کر جب وہ ساقی ان کے لئے گیا تو ساقی کو یوسف کی بات یاد آ گئی۔

بادشاہ کے خواب کی تعبیر

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر کے مطابق موٹی تازی گایوں سے مراد سات سال تھے جن میں پیداوار خوب ہوئی اور سات دبلی گایوں سے مراد خشکی اور قحط سالی کے سات سال مراد تھے اسی طرح سات سبز خوشوں سے سات سرسبز سال اور سات خشک بالیوں سے سات خشکی کے سال مراد تھے۔

یوسف علیہ السلام کی دربار شاہی میں جانے کی شرط:

جب وہ ساقی یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر لے کر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور ساری تعبیر بادشاہ کو سنائی تو بادشاہ کو سمجھ آ گئی کہ یہی یوسف علیہ السلام کی بات ہی سچی ہے چنانچہ اسی وقت اس نے حکم دیا کہ انہیں میرے پاس لایا جائے۔

سدی کہتے ہیں کہ جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر سنی تو انہیں اپنے پاس آنے کا حکم دیا جب بادشاہ کا قاصد آپ کو بلانے کے لئے آیا تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تو اپنے بادشاہ کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا اصل قصہ کیا ہے جنہوں نے چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے بے شک میرا پروردگار ان کی فریب کاریوں سے خوب واقف ہے۔

سدی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے قاصد کے ساتھ ہی اس معاملے کی تحقیق کے بغیر ہی قید سے نکل جاتے تو عزیز مصر کے دل میں ہمیشہ یہ کھٹکا رہتا کہ یوسف علیہ السلام نے شاید میری بیوی کو چاہنے کی کوشش کی ہو۔

شاہ مصر کا عورتوں کو بلانا:

جب قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کا پیغام لے کر بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس نے سب عورتوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا "جب تم یوسف علیہ السلام کو اپنی خواہش کے لیے آمادہ کر رہی تھیں تو تمہارے ساتھ کیا حقیقت پیش آئی تھی"۔

سدی کہتے ہیں کہ جب بادشاہ نے ان سے یہ سوال کیا تو وہ کہنے لگیں "خدا پاک کی قسم ہم کو یوسف علیہ السلام میں ذرا سی بھی برائی کی بات معلوم نہیں ہوئی" لیکن عزیز مصر کی بیوی نے کھل کر بتا دیا کہ اس نے یوسف علیہ السلام کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے پھسلایا تھا اور یوسف علیہ السلام اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا "جب عزیز مصر کی بیوی نے یہ بات سنی تو کہنے لگی" اب جب کہ بات کھل گئی ہے تو میں سچائی بیان کرتی ہوں کہ میں نے ہی یوسف علیہ السلام کو اپنی آرزو پوری کرنے کے لیے آمادہ کرنا چاہا تھا اور بلاشبہ وہ پاک دامن ہے۔"

یوسف علیہ السلام کے انکار کی وجہ:

جب یوسف علیہ السلام کو بادشاہ کے بلانے کی اطلاع ملی تو آپ نے قید سے باہر آنے سے انکار کر دیا اور عورتوں کے معاملے کی تحقیق کرنے کا مطالبہ کر دیا اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ میرے آقا (عزیز مصر) کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی کوئی خیانت نہیں کی

[illegible]

یوسف علیہ السلام کی عجز و انکساری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابن عباس [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا [illegible]

تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا "میں اپنے نفس کی برأت نہیں کرتا [illegible] رب بڑا غفور و رحیم ہے"۔

شاہ مصر کا یوسف علیہ السلام کو اپنے مصاحبوں میں شامل کرنا:

جب بادشاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی [illegible] اور آپ کی امانت [illegible] تو اس نے کہا "آپ ہمارے ہاں قدر و منزلت رکھتے ہیں اور آپ کی امانت پر پورا بھروسہ ہے" (سورۃ یوسف: [illegible])

یوسف علیہ السلام خزانوں کے امین

جب یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کا یہ رویہ دیکھا تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ "مجھے [illegible] ملک کے خزانوں پر [illegible] حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں" (سورۃ یوسف: [illegible])

[illegible]

شیبہ [illegible] کہتے ہیں کہ مجھے اس ملک کے خزانوں پر مامور کر دو [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ غلوں کی نگرانی اور حفاظت کا کام میرے سپرد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ بات [illegible] باقی اہل [illegible] معلوم ہے کہ [illegible] اطفیر (عزیز مصر) کا انتقال ہو گیا اور بادشاہ مصر ریان بن ولید نے اس کی بیوی راعیل کا نکاح یوسف علیہ السلام سے کر دیا۔

جب وہ آپ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا: کیا یہ اس سے بہتر نہیں [illegible] تم نے ارادہ کیا تھا"

عزیز مصر نامرد تھا

بیان کیا جاتا ہے کہ اس عورت نے جواب دیا: اے سچے انسان! تم مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ جیسے تم دیکھ رہے ہو میں ایک حسین و جمیل عورت ہوں، مال و دولت کی فراوانی ہے اور جب کہ میرا خاوند نامرد تھا اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال عطا کیا ہے اس وجہ سے میں اپنے نفس سے مغلوب ہو گئی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کے پاس آئی تو کنواری تھی۔ ان کے بطن سے یوسف علیہ السلام کے دو لڑکے افرائیم اور منشا پیدا ہوئے۔

سدی کہتے ہیں کہ بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو مصر کا وزیر خزانہ بنا دیا اور آپ کی حکومت قائم ہو گئی۔ تمام تجارت اور خرید و فروخت کے معاملات آپ ہی کے زیر نگرانی طے پاتے تھے۔

قحط سالی سے بچنے کی تدبیر:

جب یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزانوں پر مکمل اختیار و قدرت حاصل ہو گئی اور آپ کا عہدہ [illegible] ہو گیا تو اس وقت سرسبزی والے سات سال گزر رہے تھے اس دوران آپ نے [illegible] کا حکم دیا [illegible] بالیوں [illegible] کے بعد [illegible] لوگوں کو [illegible]

فلسطین میں بھی قحط

اس ہولناک قحط سالی کی لپیٹ میں آنے والے علاقوں میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا مسکن فلسطین بھی شامل تھا۔ آل یعقوب کو بھی [illegible] کا سامنا کرنا پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو غلہ حاصل کرنے کے لیے مصر بھیجا۔

بعض مفسرین [illegible] حضرت یعقوب علیہ السلام کی [illegible] نے اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا [illegible]

برادران یوسف علیہ السلام مصر میں

جب برادران یوسف علیہ السلام دربار میں پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے [illegible] یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے۔ آپ نے ان سے پوچھا: تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ [illegible]

انہوں نے کہا ہم لوگ ملک شام سے آئے ہیں۔

آپ نے پوچھا تم یہاں کیوں آئے ہو۔

انہوں نے کہا ہم اناج اور غلے کے حصول کے لیے آئے ہیں۔

یوسف علیہ السلام نے ان کو جواب میں فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ تم مجھے جاسوس معلوم ہوتے ہو۔ تمہاری تعداد کتنی ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم دس ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ تم دس نہیں بلکہ دس ہزار ہو۔ تم میں سے ہر ایک ہزار آدمیوں کا سردار ہے۔ بتاؤ کیا بات ہے۔

انہوں نے کہا "ہم سب بھائی ہیں اور ایک سچے شخص کی اولاد ہیں۔

اور اپنا تعارف کرانے لگے "ہم بارہ بھائی تھے ہمارے ایک بھائی سے ہمارے والد صاحب کو بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ وہ ہمارے ساتھ جنگل میں گیا تو وہیں ہلاک ہو گیا اور وہ ہم سب بھائیوں میں ہمارے والد کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔

یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کے بعد تمہارے والد کو کس سے تسکین ملتی ہے؟

انہوں نے جواب دیا

"ہمارا ایک بھائی ہے جو ہلاک شدہ بھائی سے بھی چھوٹا ہے اور اس کا ماں جایا ہے"۔

یوسف علیہ السلام کا بنیامین کو طلب کرنا

یوسف علیہ السلام نے فرمایا: "میں تمہاری اس بات پر کیسے یقین کروں کہ تمہارا والد بڑا نیک ہے جب کہ وہ تم میں سب سے چھوٹے بھائی سے محبت کرتا ہے اور بڑوں سے نہیں۔ اچھا اب تم ایسا کرو کہ اپنے بھائی کو میرے پاس لاؤ کہ میں بھی اسے دیکھوں اگر آئندہ تم میرے پاس اس بھائی کو لے کر نہ آئے تو تمہارے لیے نہ میرے پاس غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا"۔

برادران یوسف علیہ السلام نے کہا "ہم اس کو اپنے والد صاحب سے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے یقین مانو کہ ہم یہ کام ضرور کر لیں گے"۔

یوسف علیہ السلام نے کہا: "اچھا تم ایسے کرو کہ کوئی ایک بھائی میرے پاس بطور گروی (رہن) چھوڑ جاؤ تاکہ تمہاری واپسی کا مجھے یقین ہو جائے۔

☆ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب لوگوں کی یہ پریشانی دیکھی تو آپ کے دل میں ان کی ہمدردی پیدا ہو گئی اور آپ لوگوں میں غلہ تقسیم کرنے لگے مگر آپ ایک شخص کو ایک اونٹ سے زیادہ غلہ نہ دیتے تھے تاکہ سب لوگوں میں غلہ برابر تقسیم ہو جائے اور سب لوگوں کو آسانی سے غلہ مل سکے۔

اسی دوران آپ کے بھائی اناج کی تلاش میں مصر پہنچے یوسف علیہ السلام نے تو انہیں فوراً پہچان لیا مگر وہ آپ کو نہ پہچان سکے اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی۔ یوسف علیہ السلام نے ہر بھائی کے لیے ایک اونٹ غلہ دینے کا حکم فرمایا اور ان سے فرمایا کہ تم اپنے باپ شریک بھائی کو بھی ساتھ لے کر آنا تاکہ تمہیں ایک اونٹ غلہ زیادہ مل سکے "کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں ناپ تول میں پورا کرتا ہوں اور میں بہترین مہمان نواز بھی ہوں لہٰذا میں تمہاری خیر خواہی کرنے کو کہتا ہوں اگر تم سوتیلے بھائی کو ساتھ نہ لائے تو تمہارے لیے میرے پاس کوئی غلہ نہ ہوگا اور میرے شہروں کے قریب بھی مت آنا"۔

[illegible]

[illegible]

یعقوب علیہ السلام کا بیٹوں کو سمجھانا

[illegible]

[illegible] (سورۃ یوسف: آیت ۶۶)

یعنی اگر تم سب ہلاک ہو جاؤ یا تم گھیر لیے جاؤ تو اس سے معذور سمجھے جاؤ گے۔

جب انہوں نے ان کو اپنے پیمان دے دیے تو انہوں نے کہا: "ہمارے اس قول پر اللہ نگہبان ہے۔"

جب انہوں نے بنیامین کو بیٹوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی تو انہوں نے وصیت کی کہ شہر میں ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا، کہیں نظر نہ لگ جائے کیونکہ وہ سب حسین و جمیل، جوان اور قد و قامت والے تھے اور فرمایا کہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہونے کی بات حضرت یعقوب نے اس وجہ سے فرمائی تھی کہ وہ سب خوبصورت اور حسین و جمیل تھے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں انہیں نظر نہ لگ جائے۔ قرآن میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

ترجمہ: "اور یعقوب نے کہا: میرے بچو! مصر کے دار السلطنت میں ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے جانا۔ میں اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو تم سے ٹال نہیں سکتا۔ حکم صرف اللہ ہی کا ہے، میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے اور ہر ایک بھروسہ کرنے والے کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ جب وہ انہی راستوں سے جن کا حکم ان کے والد نے انہیں دیا تھا گئے، کچھ نہ تھا کہ اللہ نے جو بات مقرر کر دی ہے وہ اس میں انہیں ذرا بھی بچا لیتا، مگر یعقوب کے دل میں ایک خیال تھا جسے انہوں نے پورا کر لیا، بلاشبہ وہ ہمارے سکھلائے ہوئے علم کے عالم تھے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (سورۃ یوسف: آیت ۶۷، ۶۸)

برادران یوسف علیہ السلام پھر یوسف علیہ السلام کے سامنے

جب برادران یوسف ان کے پاس دوبارہ پہنچے تو انہوں نے اپنے حقیقی بھائی بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرا لیا۔

"یہ سب جب یوسف کے پاس پہنچ گئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا کہ میں تیرا بھائی (یوسف) ہوں پس جو کچھ یہ کرتے رہے اس کا کچھ رنج نہ کر۔" (سورۃ یوسف: آیت ۶۹)

چنانچہ [illegible] اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ [illegible] اپنے بھائی کو پہچان [illegible] کی مہمان نوازی کی اور [illegible]

[illegible]

پہنچے تو [illegible] تو آپ نے [illegible] سے [illegible] نے [illegible] بات آپ نے [illegible] بات یوسف اپنے بھائی کی [illegible] تھے [illegible] [illegible] سے پہنچ کر ان کے [illegible]۔

یہ حالات [illegible] جب [illegible] یوسف [illegible] پہنچے تو ان سے [illegible] تو آپ نے انہیں [illegible] بات [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام نے [illegible] ان کی شکل و صورت [illegible] ان کا [illegible]۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ [illegible] آپ نے اپنے مہمان خانے میں [illegible] بات [illegible] ان کا خوب اکرام و مہمان نوازی کی۔

اس کے بعد آپ نے بھائیوں سے مخاطب ہو کر کہا میں دیکھتا ہوں کہ یہ نوجوان جسے تم لائے ہو اس کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے لہٰذا میں اسے اپنے ساتھ [illegible] تمام بھائیوں کو دو دو کر کے الگ الگ کمروں میں ٹھہرایا اور اپنے حقیقی بھائی کو اپنے ساتھ ٹھہرایا جب وہ تنہائی میں الگ ہوئے تو آپ نے فرمایا میں تمہارا بھائی یوسف ہوں لہٰذا ان سوتیلے بھائیوں نے جو سب سے پہلے ہم سے سلوک کیا ہے تم اس سے غم زدہ نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا اچھا صلہ عطا فرمایا ہے اور جو بات میں نے تم کو بتائی ہے اپنے بھائیوں کو مت بتانا اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا ہے:

"پھر جب یوسف کے حضور پہنچے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس الگ بلا لیا اور اسے بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی ہوں (جو کچھ یہ لوگ) اب تک [illegible] اس کا غم نہ کر [illegible]۔"

بنیامین کو روکنے کی یوسفی تدبیر

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے [illegible] سامان [illegible] کی حاجت پوری کر دی تو [illegible] پیمانہ [illegible] کی بوری میں رکھ دیا [illegible] اپنے بھائی کے [illegible] پانی پیا جاتا [illegible] آپ نے اپنے بھائی [illegible] ان کے متعلق [illegible]۔ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی روانگی کے وقت ان کا سامان تیار [illegible] اپنے بھائی کے سامان [illegible] رکھا کہ اس سے متعلق [illegible]۔

برادران یوسف علیہ السلام کے قافلہ کو روکنا

جب ان بھائیوں کا قافلہ روانہ ہونے لگا تو شاہی خدمت گاروں میں سے ایک نے پکارا "[illegible] تم لوگ چور ہو" [illegible] کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ہر ایک بھائی کو الگ الگ [illegible] سامان [illegible] کی [illegible] ان کے بعد [illegible] کہ ان کے پاس [illegible] سے [illegible] ان کے بھائی [illegible] کے

کر دیے گئے تھے، ان کو پا جائے اور انھیں [illegible] یہ بات بیان کی گئی [illegible]
[illegible] ایک پیالہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کیونکہ یہی تھی [illegible] قاصد نے کہا کہ بادشاہ کا پانی پینے کا پیالہ گم ہو گیا ہے [illegible] قافلہ
والوں سے [illegible] جو اسے لے آئے [illegible] چوری ہوا [illegible] انہوں نے
اس بات کی [illegible] ان کے سامان میں [illegible] انہوں نے اس [illegible]
نے [illegible] چوری [illegible]
اللہ کی قسم [illegible] یہ بات [illegible]
شاہی خادموں نے ان سے کہا اچھا تو جس نے چوری کی ہو اس کی سزا کیا ہونی چاہیے؟ تو انہوں نے کہا [illegible] ہماری شریعت میں اس کی
سزا یہ ہے کہ جس شخص کے سامان میں وہ پایا جائے اس نے چوری کی ہے اور اس شخص کو غلام بنا لیا جائے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قالوا فما جزاؤه ان كنتم كاذبين قالوا جزاؤه من وجد في رحله فهو جزاؤه﴾

ترجمہ: خدمت گاروں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو چوری کی سزا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی
سزا یہی ہے کہ جس کے سامان میں وہ چیز پایا جائے وہی اس کا بدلہ ہو۔

یعنی فرماتے ہیں کہ [illegible] اعلان ہوگا۔

برادران یوسف کے سامان کی تلاشی:

اب حضرت یوسف علیہ السلام نے تلاشی شروع کی اور [illegible] سے پہلے اپنے دوسرے بھائیوں کی بوریوں میں تلاش کرنا
شروع کیا اور آخر میں اپنے بھائی کی بوری میں سے [illegible] حضرت قتادہ فرماتے
ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یوسف علیہ السلام جس بوری کی تلاشی لیتے تو پہلے استغفار کرتے اس خیال سے کہ [illegible] کی طرف سے ان پر
چوری کی تہمت لگی [illegible] جب سب تلاشی ہو گئی [illegible] بھائی
[illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] انہوں نے کہا
[illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کے
لیے تدبیر کی [illegible] اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے [illegible] حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

مقصد یہ ہے کہ بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق آپ بھائی کو [illegible] نہیں رکھ سکتے تھے [illegible] بادشاہ کا قانون [illegible]
کہ چوری [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] آپ نے [illegible] ان کے

بنا دیا اور قوم نے اپنی شریعت کے فیصلے پر پہنچتے ہوئے اپنی تہذیب کے طریقے سے انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی اس تدبیر کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق تو آپ انہیں نہیں روک سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ تدبیر سمجھائی اور آپ نے اس پر عمل کیا جس سے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

بنیامین کے بھائیوں نے یوسف پر تہمت لگائی

جب بھائیوں نے یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگے:

﴿ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل﴾

ترجمہ: "اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کا حقیقی بھائی بھی چوری کر چکا ہے۔"

کہا جاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نانا کا ایک بت چرا کر اسے توڑ دیا، اسی پر ان کے بھائی عار دلاتے تھے۔

ابن جریر حضرت مجاہد سے ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نانا کا ایک بت چرا کر توڑ دیا تھا اور اسے راستے میں پھینک دیا تھا اسی پر ان کے بھائی عار دلاتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ گھر میں ان کے والد صاحب جانور ذبح کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب بھائی کھانے پر بیٹھے تھے تو اچانک حضرت یوسف علیہ السلام کی نظر ایک گوشت والی ہڈی پر پڑی تو آپ نے اس میں سے چھپا لیا اسی کی وجہ سے ان کے بھائیوں نے یہ بات کہی۔

بہرحال یہ بات سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے تو کوئی بات نہ کی لیکن اپنے دل میں چپکے سے کہا تم تو چوری سے بدتر درجہ میں ہو جو بنیامین کے بھائی پر چوری کا الزام لگا رہے ہو اور خدا ان سب کو خوب جانتا ہے۔

بنیامین اور دوسرے بھائیوں میں تکرار

سدی کہتے ہیں کہ جب بنیامین کے تھیلے سے پیالہ برآمد ہوا تو سب بھائیوں کی گردنیں جھک گئیں۔ اور غصے میں آ کر بنیامین سے کہنے لگے کہ اے راحیل کی اولاد! حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی یوسف اور بنیامین کی والدہ! ہمیشہ تمہاری طرف سے ہمیں مصائب کا سامنا کرنا پڑا تم نے یہ پیالہ کب اٹھایا؟ بنیامین نے کہا کہ بلکہ راحیل کی اولاد کو تم سے تکلیفیں پہنچی ہیں کہ تم نے میرے بھائی کو جنگل میں لے جا کر ہلاک کر دیا اور جس نے یہ رکھا ہے تو اسی نے تمہارے تھیلوں میں پونجی رکھ دی تھی اسی نے میرے کجاوے میں یہ پیالہ رکھ دیا ہوگا۔ پھر یعقوب کے بیٹوں نے کہا ہم کا تذکرہ نہ کرو ورنہ سب پکڑے جائیں گے۔

برادران یوسف واپس عزیز مصر کے پاس:

اس کے بعد سب بھائی لوٹ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں آئے۔ آپ نے ان کے سامنے وہی پیالہ منگوا کر اسے بجایا اور اپنے کان کے قریب کر کے فرمایا کہ یہ پیالہ بتا رہا ہے کہ تم بارہ بھائی تھے۔ اور تم نے اپنے ایک بھائی کو بیچ ڈالا تھا۔ جب بنیامین نے یہ سنا تو سجدہ میں گر پڑے اور عرض کیا کہ بادشاہ سلامت آپ ذرا اس پیالے سے پوچھئے کہ میرا بھائی اس وقت کہاں ہے؟ آپ نے اسے دوبارہ بجایا اور فرمایا کہ وہ زندہ ہے اور تم اسے عنقریب دیکھ لو گے۔ بنیامین نے کہا کہ میرے ساتھ جو چاہو کرو کیونکہ اگر میرے بھائی کو میرے بارے میں پتہ چل گیا تو وہ مجھے چھڑا لے گا۔ یہ سن کر یوسف اندر چلے

[illegible]

یعقوب علیہ السلام کی اولاد کا قصہ

[illegible]

[illegible]

بنیامین کے بدلے ضامن:

[illegible]

[illegible]

شمعون کا مصر میں ہی رک جانا:

[illegible]

ہوئی تھی۔

ناامید تو کافر ہی ہوتے ہیں

پھر یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو دوبارہ مصر جانے اور یوسف اور بنیامین کی تلاش کرنے کا حکم دیا اور ان سے کہا کہ جاؤ اور مصر پہنچ کر یوسف اور اس کے بھائی کا پتہ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے ناامید تو کافر ہی ہوا کرتے ہیں۔

پھر یوسف علیہ السلام کے دربار میں

یہ سب بھائی مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے دربار میں داخل ہو کر کہا: "اے عزیز! ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو بہت تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم یہ تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں سو آپ ہمیں پورا غلہ دے دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے بے شک اللہ صدقہ کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے"۔ جو تھوڑی پونجی یہ لے کر آئے تھے اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ ردی درہم تھے جو وہ لائے تھے دوسرا یہ ہے کہ وہ گھی اور اون تھا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ صنوبر اور بطم کے بیج تھے چوتھا یہ ہے کہ وہ تھیلے اور رسیاں تھیں پانچواں یہ ہے کہ وہ درہم اتنے کھوٹے تھے کہ ان کی کوئی قیمت نہیں بن سکتی تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو غلہ پورا پورا ناپ کر دیں۔ سدی سے مروی ہے کہ ہم پر صدقہ کیجئے کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان کھوٹے درہموں کے مقابلے میں ہمیں زیادہ غلہ دیں اور دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ ہمارا بھائی ہم پر صدقہ کر دیں یعنی آزاد کر دیں۔

یوسف علیہ السلام کا اپنے آپ کو ظاہر کرنا:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ باتیں کیں تو یوسف علیہ السلام بے قابو ہو گئے۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے ارادے سے کہا: "کیا تم کو وہ معاملہ بھی معلوم ہے جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا۔ جب تم جہالت میں مبتلا تھے۔ (بھائیوں نے سوچا کہ یہ معاملہ ہمارے سوا کسی کو معلوم نہیں تھا) یوسف علیہ السلام نے کچھ پلٹ کر دیکھا کہ تم اس کی جدائی کا ذکر سن رہے ہو یہ سن کر وہ کہنے لگے کیا واقعی تو ہی یوسف ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ یقیناً اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ ایک جدائی کے بعد ہمیں آپس میں ملا دیا۔ یقیناً جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اور تکالیف پر صبر کرتا ہے تو اللہ ایسے نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

یوسف علیہ السلام کا معاف کرنا:

سدی سے مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے بتلایا کہ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے تو یہ بھائی معافی مانگنے لگے اور کہنے لگے: "اللہ کی قسم! اس میں شک نہیں کہ اللہ نے تجھے ہم سب پر فضیلت دی اور بے شک ہم ہی خطاوار تھے" یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے اللہ تم کو معاف کرے اور وہ سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جب یہ تعارف ہو چکا تو یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کے بارے میں پوچھا۔

یعقوب علیہ السلام کی طرف قمیص بھیجنا:

سدی سے مروی ہے کہ یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میرے والد صاحب کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا جب سے آپ گئے ہیں آپ کے غم میں نابینا ہو گئے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم میرا یہ کرتہ لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو وہ بینا ہو جائیں گے۔

اور جب قافلہ والوں کو مصر سے روانہ ہوئے کچھ دیر ہوئی تب قافلہ مصر سے باہر نکلا تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ آج میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

ابو الہیثم الہمدانی سے مروی ہے کہ ہوا قافلہ پہنچنے سے پہلے یعقوب علیہ السلام تک پہنچ گئی اور یہ خوشبو یعقوب علیہ السلام تک پہنچی تو انہوں نے محسوس کرتے ہی یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ آج یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اگر چہ تم یہ سمجھو کہ میں سٹھیا گیا ہوں۔

یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آٹھ راتوں کی مسافت ہے جس سے یہ خوشبو یعقوب علیہ السلام کو پہنچی تھی۔ حسن سے مروی ہے یہ جو اسی فرسخ تھی۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو یہ سوال جواب بڑھاپے کی بات کی اور "ولا ان تفندون" کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم یہ نہ سمجھو کہ بڑھاپا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے عقل سٹھیا گئی ہے (لیکن یہ حقیقت ہے خوشبو واقعی آ رہی ہے)

اس وقت حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ اللہ کی قسم آپ پرانی بھول میں ہیں۔ لیکن جب آخر خوشخبری دینے والا بھی آ گیا (یعنی وہ قمیص لے آیا) جو یوسف علیہ السلام نے بھیجی تھی۔ جس کا نام یہودا بن یعقوب تھا تو اس نے یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کی خوشخبری دی۔

قمیص دیکھ کر بینائی لوٹ آنا:

سدی سے مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میری یہ قمیص لے جاؤ میرے والد کے چہرے پر ڈال دو تو یہودا نے کہا پہلے میں یوسف علیہ السلام کی قمیص خون میں لت پت لے کر گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے اب اس کا بدلہ یہ ہے کہ اب یہ قمیص بھی میں لے کر جاؤں گا اور والد کو بتاؤں گا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں تو جس طرح پہلے غم پہنچایا تھا اب خوشی کا ذریعہ بنوں گا آپ نے ان کو بھیج دیا ہے۔

چنانچہ جب یہ قمیص لے کر گیا اور یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا تو ان کی بینائی لوٹ آئی اور یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم سے کہا کرتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے یہ بات اس لیے فرمائی کیونکہ یوسف علیہ السلام نے یہ خواب سنایا تھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں اور اس خواب کی تعبیر تو یعقوب علیہ السلام جانتے تھے ان کے بیٹے نہیں۔

بیٹوں کا باپ کے سامنے شرمندہ ہونا

بیٹوں نے کہا اے ابا جان! ہمیں معاف کر دیں بے شک ہم غلطی کرنے والے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا عنقریب میں تمہارے لیے مغفرت طلب کروں گا۔ بعض نے کہا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے آخری رات کے لیے دعا کو مؤخر کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی رات کے لیے مؤخر کیا۔

آل یعقوب علیہ السلام کی مصر روانگی:

جب یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور مصر میں داخل ہونے سے پہلے ان کا استقبال کیا۔

وصال یوسف ؑ:

مصر آنے کے بعد یعقوب ؑ ۱۷ سال زندہ رہے۔ جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو یوسف ؑ کو بلوایا اور ان سے عہد لیا کہ مجھے یہاں سے لے جا کر [illegible] دفن کرنا۔ یوسف ؑ نے ایسا ہی کیا اور [illegible] میں دفن کیا اور [illegible] آپ کے بعد یوسف ؑ نے بھی وصیت کی کہ مجھے بھی [illegible] قریب [illegible] چنانچہ جب [illegible] یوسف ؑ کی قبر کھود کر [illegible] شام میں دفن کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ [illegible] یعقوب ؑ اور یوسف ؑ کی جدائی [illegible] سال رہی۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ جدائی [illegible] یعقوب ؑ یوسف ؑ سے ملنے کے بعد ۱۷ سال زندہ رہے پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ یوسف ؑ کی عمر [illegible] تھی۔

آل یوسف ؑ:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یوسف ؑ اپنے والد کے انتقال کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے۔ یوسف ؑ کے ۲ بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام افرائیم اور منشا تھے۔ افرائیم کے ہاں نون اور نون سے یوشع پیدا ہوئے [illegible] موسیٰ بن عمران ؑ سے پہلے گزرے ہیں اور بعض یہودیوں کا خیال ہے کہ موسیٰ بن منشا ہی نے خضر کی تلاش میں سفر کیا تھا۔

* * *

ثم ان شاء اللہ تعالیٰ

پختہ یہ قول ہونے کی دلیل

اور یہ بات کہ خضر علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام سے پہلے نبی ہوئے تو قول کے زیادہ قریب ہے تو جب صحابی نے رسول اکرم ﷺ سے نقل فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ تمام زمین کے سب سے بڑے عالم ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس شخص کی تلاش میں بھیجا (خضر علیہ السلام) اور رسول اللہ ﷺ کی بات کو درست ماننا ضروری ہے کیونکہ (تمام ملاقات میں تو یہ واقعات میں سب سے زیادہ واضح ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کی ملاقات:

حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ نوف بکالی کا خیال ہے کہ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہیں تھے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا (یہ جملہ بطور تنبیہ فرمایا) ابی بن کعب نے مجھ سے رسول اکرم ﷺ کی طرف سے یہ ارشاد نقل کیا کہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے خطاب کر رہے تھے تو کسی نے سوال کیا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے فرمایا میں۔ کیونکہ انہوں نے اس کے جواب میں یہ نہیں کہا کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور ان کا یہ جواب ان کے شایان شان نہیں تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس جواب پر گرفت فرمائی اور فرمایا کہ تم میں سے بڑا عالم میرا بندہ ہے جو تمہیں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ملے گا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ میں اس سے کس طرح مل سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک تھیلی میں مچھلی ڈال کر سفر شروع کرو جہاں وہ مچھلی تم سے گم ہو جائے بس وہیں تم کو وہ ملے گا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی تھیلی میں ڈالی اور غلام کو ساتھ لے کر چل پڑے اور غلام سے فرمایا کہ جب یہ مچھلی گم ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔

قطرہ کا سفر:

دونوں ساحل سمندر پر پیدل چل پڑے یہاں تک کہ ایک چٹان کے پاس پہنچے وہاں موسیٰ علیہ السلام لیٹ گئے مچھلی تڑپی اور تھیلی سے نکل کر سمندر میں چلی گئی جس راستہ پر مچھلی اللہ تعالیٰ نے وہاں سے پانی روک دیا تو وہ راستہ ایک سرنگ کی جانب بن گیا یہ ایک عجیب معاملہ تھا۔ پھر دونوں چل پڑے۔

دوپہر کے کھانے کا وقت:

جب کھانے کا وقت ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے غلام سے فرمایا ہمارے لیے کھانا لاؤ اس سفر میں تو بہت تھکاوٹ ہو گئی۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام سے آگے بڑھے تو انہیں تھکاوٹ ہوئی۔ غلام نے آگے جواب دیا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ جب ہم چٹان کے پاس آرام کے لیے ٹھہرے تو اس وقت مچھلی نے عجیب انداز کا راستہ اختیار کیا اور میں آپ سے اس کا تذکرہ کرنا بھول گیا اور یہ بھلانا شیطان کی طرف سے تھا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی وہ مقام تھا کہ جہاں ہم جانا چاہتے تھے پس دونوں قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس ہوئے۔

موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کی ملاقات

جب وہ چٹان کے پاس پہنچے تو وہاں ایک آدمی اپنے اوپر کپڑا ڈال کر لیٹا ہوا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کیا اس نے تعجب

سے کہ [illegible] زمین میں سلام کہاں سے آیا؟ [illegible] موسیٰ [illegible] علم [illegible] فرمایا [illegible] آپ سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] آپ [illegible] صبر [illegible] کسی بات [illegible] جب تک [illegible] نہ کر دوں۔

دونوں کا اکٹھے سفر کرنا

دونوں ساحل سمندر پر چل پڑے تو ایک کشتی ملی [illegible] حضرت خضر کو پہچانتا تھا اس نے ان کو بغیر کرایہ کے [illegible] اور کیا اسی وقت اس کے سامنے ایک چڑیا آئی جس نے سمندر میں چونچ ڈالی، یہ دیکھ کر حضرت خضر نے فرمایا کہ اس چڑیا کے سمندر میں چونچ مارنے سے جتنا پانی اس کی چونچ میں آیا ہے اب پانی اور کل سمندر کے پانی کے درمیان جو نسبت ہے وہ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے علم کے درمیان وہ نسبت بھی نہیں۔ (یعنی ہمارا علم اس سے بھی کم تر درجہ کا ہے)

کشتی میں سوراخ کرنا

کشتی میں بیٹھنے کے دوران حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پریشان ہو گئے اور فرمایا کہ انہوں نے تو ہم پر یہ احسان کیا کہ کرایہ کے بغیر ہم کو سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی کا تختہ نکال دیا ہے تاکہ یہ سب غرق ہو جائیں یہ تو بڑی بری بات ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میری اس بھول پر گرفت نہ فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلی مرتبہ موسیٰ علیہ السلام سے بھول ہو گئی تھی۔

بچے کا قتل

پھر دونوں کشتی سے باہر نکل آئے اور چل پڑے تو دیکھا کہ ایک بچہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو خضر علیہ السلام نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا، یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ نے بلاوجہ ایک معصوم بچے کو مار ڈالا آپ نے بہت برا کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے یہ جواب سن کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے بعد میں کوئی چیز پوچھوں تو آپ میری رفاقت چھوڑ سکتے ہیں۔

تیسرا واقعہ دیوار درست کرنا

پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ دونوں ایک گاؤں میں پہنچے دونوں کو بھوک لگی ہوئی تھی چنانچہ انہوں نے بستی والوں سے کہا کہ ہمیں کھانا کھلاؤ لیکن انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا، وہاں ایک دیوار گرنے کو تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا، یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بستی والوں نے تو ہماری مہمانی تک ادا نہیں کی [illegible] آپ نے ان کا کام بلا معاوضہ کر دیا اگر آپ چاہتے تو آپ مزدوری لے لیتے۔

وقت جدائی

یہ سن کر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اب یہ ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کاش!

موسیٰ علیہ السلام صبر کر لیتے تو ہمیں ان کے مزید واقعات معلوم ہوتے۔

خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ واقعے کے متعلق روایات پہلی روایت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے اور حر بن قیس بن حصن فزاری کے درمیان اختلاف ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کون تھے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ خضر علیہ السلام تھے، ان کے پاس سے ابی بن کعب گزرے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم دونوں میں اختلاف ہو رہا ہے کہ جس سے موسیٰ علیہ السلام ملے تھے، کیا آپ نے حضور اکرم ﷺ سے ان کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سنا ہے کہ ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ آپ ایسے شخص کو جانتے ہیں جو آپ سے بڑا عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا کیوں نہیں ہمارا ایک بندہ خضر ہے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ان سے ملنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو نشانی قرار دیا اور فرمایا کہ جب یہ مچھلی گم ہو جائے تو اس شخص سے تمہاری ملاقات ہوگی۔

موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے نشانات کے پیچھے پیچھے چلتے رہے سمندر میں ایک جگہ ان کے غلام نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس جگہ چٹان کے پاس ٹھہرے تھے (وہاں مچھلی گم ہو گئی تھی) مچھلی میں بتانا بھول گیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہمیں اسی جگہ جانا تھا اور پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات تلاش کرتے ہوئے واپس چل پڑے وہاں ان دونوں کی ملاقات خضر علیہ السلام سے ہوئی پھر وہ واقعہ پیش آیا جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔

دوسری روایت:

قرآن مجید کی آیت "و اذ قال موسی لفتاہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین" کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم مصر میں آ گئی اور وہاں رہنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی کہ اپنی قوم کے سامنے ان دنوں کا تذکرہ کرو جن میں اللہ نے ان پر انعام فرمایا کہ بنی اسرائیل کو نجات عطا فرمائی انہوں نے اپنی قوم سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تذکرہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سے انعامات عطا فرمائے انہیں آل فرعون سے نجات عطا فرمائی اور دشمنوں کو ہلاک کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے بعد نبی موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر بنایا اور مجھے اپنے لیے منتخب فرمایا اور مجھ پر اپنی محبت نازل کی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہر وہ نعمت عطا کی جو تم نے اللہ سے مانگی اور تمہارا نبی تمام اہل زمین سے افضل ہے اور تم تورات پڑھنے والے ہو خلاصہ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا تذکرہ فرمایا۔

بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا حقیقت وہی ہے جو آپ نے بیان کی ہے اور ہم کچھ پوچھنا چاہتے ہیں اے اللہ کے نبی یہ بتائیے کہ کیا روئے زمین پر آپ سے بڑا بھی کوئی عالم موجود ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تو اسی وقت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر نازل ہوئے اور فرمایا کہ آپ کو کیا معلوم کہ میں اپنا علم کہاں رکھتا ہوں؟ دیکھو سمندر کے کنارے ایک شخص رہتا ہے (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خضر ہیں) تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرا ان سے ملنا کیسے ہو؟ آپ میری ان سے ملاقات کرا دیجئے اللہ نے فرمایا کہ آپ سمندر کی طرف چلیں سمندر کے کنارے آپ کو ایک مچھلی ملے گی اسے پکڑ لیں اور اپنے غلام کو دے دیں اور پھر سمندر کے کنارے چلنا شروع کر دیں جب مچھلی تم سے جدا ہو کر سمندر میں گر کر غائب ہو جائے تو وہیں وہ

مطلب [illegible] ہوئی۔

(موسیٰ علیہ السلام نے اپنے غلام کو ساتھ لے کر سفر شروع کیا) جب بہت طویل سفر طے کیا تو اپنے غلام سے مچھلی کے بارے میں پوچھا تو غلام نے بتایا کہ جب ہم چٹان کے قریب ٹھہرے تھے تو اسی وقت مچھلی [illegible] تب مچھلی کی جگہ [illegible] کی طرف سے گئی اور جب اس نے اندر [illegible] تو پایا کہ اس نے ایک سرنگ سی بنا دی تھی۔

یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا اور پھر وہاں واپس چلے اور اس پانی پر آگے گئے جہاں وہ مچھلی گئی تھی موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کے ذریعے اس سے پانی دور کرتے تھے اور اسی طرح آپ پانی دور کرتے ہوئے یہاں تک جا پہنچے [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] مچھلی کے پیچھے چلتے گئے یہاں تک کہ ایک جزیرہ میں پہنچ گئے جو [illegible] کی وہاں ان کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے سلام کیا تو حضرت خضر نے جواب دیا اور کہا: تمہارے علاقے میں سلام کہاں سے آ گیا؟ آپ نے بتایا میں موسیٰ ہوں تب خضر علیہ السلام نے پوچھا بنی اسرائیل والے موسیٰ؟ آپ نے جواب دیا جی ہاں۔ خضر علیہ السلام نے ان کا استقبال کیا اور کہا کہ آپ یہاں کیوں تشریف لائے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم عطا فرمایا ہے اسے سیکھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کو لے کر چل پڑے اور کہا کہ آپ مجھ سے میرے کسی عمل کے بارے میں سوال نہ کریں یہاں تک کہ میں خود اس کی حقیقت بیان کروں پھر دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے اور سمندر کے دوسرے کنارے تک پہنچے تو خضر علیہ السلام نے اس کشتی کا تختہ نکال دیا یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ نے اس کی کشتی کا تختہ نکال دیا ہے تا کہ وہ غرق ہو جائیں آپ کا یہ عمل درست نہیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بقیہ قصہ بیان کیا۔

تیسری روایت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا اے اللہ! آپ کا کون سا بندہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا جو مجھے یاد کرتا ہے اور بھلاتا نہیں پھر پوچھا اے اللہ! سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ فرمایا جو خواہش کی پیروی نہیں کرتا۔ پھر پوچھا اے اللہ! آپ کا کون سا بندہ زیادہ عالم ہے؟ فرمایا جو اپنے علم میں اضافہ کے لیے لوگوں سے علم حاصل کرے کہ شاید کوئی ایسا کلمہ پا لے جس سے راہ حق نظر آ جائے اور گمراہی سے بچ جائے موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! کیا زمین میں ایسا کوئی شخص ہے (ایک روایت میں ہے کہ کیا زمین میں ایسا مجھ سے زیادہ علم والا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: وہ کون ہے؟ جواب دیا کہ وہ خضر علیہ السلام ہے۔

عرض کیا کہ میں اسے کہاں تلاش کروں؟ جواب ملا کہ سمندر کے ساحل کی اس چٹان پر جہاں مچھلی چھلک کر سمندر میں گر جائے۔ موسیٰ علیہ السلام اس کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اس چٹان تک پہنچے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی تھی (حضرت خضر سے ملاقات ہوئی) دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ کچھ عرصہ رہنا چاہتا ہوں خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ میرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں رکھتے عرض کیا کیوں نہیں؟ خضر علیہ السلام نے کہا اگر آپ میرے

ساتھ رہنا چاہا۔ خضر نے اس شرط پر کہ مجھ سے کسی کی اجازت ہے آپ مجھ سے کسی معاملہ میں سوال نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ میں خود اس کی حقیقت آپ کو بتا دوں، دونوں چل پڑے یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے اور خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے اس کا تختہ نکال دیا تاکہ اس کے سوار غرق ہو جائیں؟ آپ کا یہ فعل درست نہیں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے تو آپ سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ سے بھول ہو گئی ہے آپ میری بھول کو معاف کر دیں اور میرے کام کو مشکل نہ بنائیں پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ دونوں نے ایک بچے سے ملاقات کی (جو کھیل رہا تھا) خضر علیہ السلام نے اسے مار ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے ایک پاکیزہ معصوم بچے کو مار ڈالا آپ نے بہت ہی عجیب کام کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ پھر آخر قصے تک بیان فرمایا۔

ایک اور روایت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دیوار کے متعلق موسیٰ علیہ السلام کا تعمیر کرنا اپنے لیے اور کسی غرض یا فائدے کے لیے تھا البتہ کشتی کو توڑنا اور غلام کو قتل کرنے کے متعلق تنبیہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے تھی۔ پھر جب تینوں واقعات ہو چکے تو خضر علیہ السلام نے فرمایا اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔

اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے سفر کیا اس جگہ پہنچے جہاں دو سمندر آپس میں ملتے تھے وہ جگہ ایسی تھی کہ پوری روئے زمین کے مقابلے میں اس جگہ سب سے زیادہ پانی تھا اللہ تعالیٰ نے وہاں ابابیل کی طرح ایک پرندہ بھیجا وہ اپنی چونچ کے ذریعے پانی پینے لگا خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا بتلائیے کہ اس پرندے نے سمندر کے پانی میں کتنی کمی کی؟ فرمایا کچھ بھی نہیں کی، خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ میرا اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں کہ جتنا اس پرندہ کی چونچ کا پانی اور اس سمندر کا پانی۔

کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا خیال تھا کہ آپ زمین پر سب سے بڑے عالم ہیں اس لیے آپ کو خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا حکم دیا گیا۔

قصہ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہاں چند یہودی بھی موجود تھے تو کسی یہودی نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہ نوف نے کعب سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو موسیٰ علم کی طلب میں سفر پر گئے وہ موسیٰ بن میشا تھے نہ کہ موسیٰ علیہ السلام بن عمران، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا نوف واقعی ایسا کہتا ہے پھر فرمایا کہ نوف نے جھوٹ کہا ہے۔

اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ مجھے ابی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے بتایا کہ بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے اللہ! اگر زمین میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ عالم ہے تو مجھے اس کا پتہ بتا دیجئے اللہ نے فرمایا کہ ہاں میرے بندوں میں سے ایک بندہ تم سے زیادہ عالم ہے اور پھر ایک جگہ بتائی اور اس سے ملاقات کرنے کی اجازت دے دی۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ ایک نوجوان لڑکے کو لے کر چلے اور آپ کے پاس ایک بھنی ہوئی مچھلی بھی تھی آپ سے کہا گیا کہ جب یہ مچھلی زندہ ہو جائے وہاں آپ کا مطلوب ساتھی آپ کو مل جائے گا۔

موسیٰ علیہ السلام اپنے غلام کے ساتھ مچھلی لے کر چلتے رہے یہاں تک کہ ایک چٹان پر پہنچے جہاں ایک چشمہ تھا جس کا نام آب

حیات تھا اس کی خصوصیت یہ تھی کہ جو اس کا پانی پی لیتا وہ ہمیشہ زندہ رہتا اور اگر وہ پانی کسی مردہ پر پڑتا تو وہ زندہ ہو جاتا چنانچہ جب وہ دونوں حضرات وہاں ٹھہرے اور وہ پانی مچھلی سے لگا تو وہ زندہ ہو گئی اور اس نے اس سمندر میں اپنا راستہ بنا لیا لیکن موسیٰ علیہ السلام کو پتہ نہ چلا اور وہ آگے چلے گئے۔

جب وہ اس جگہ سے ایک مرحلہ آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے غلام سے کہا ''ہمارا کھانا لاؤ'' اس سفر میں بہت تھکاوٹ ہوئی۔ غلام کو اس وقت ساری بات یاد آ گئی اس نے کہا کہ جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو اس وقت مچھلی نے سمندر میں راستہ بنا لیا تھا اور میں یہ بات آپ کو بتانا بھول گیا اور یہ بات شیطان کی طرف سے تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام واپس لوٹے یہاں تک کہ اس چٹان کے پاس پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو چادر اوڑھے لیٹا ہوا ہے موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا اس نے جواب دیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے کہا کہ موسیٰ بن عمران ہوں۔ اس نے پوچھا بنی اسرائیل والے موسیٰ؟ فرمایا کہ ہاں پوچھا آپ یہاں کیوں تشریف لائے حالانکہ آپ کی قوم کو آپ کی ضرورت ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں آپ کے پاس رہنمائی کا علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں خضر علیہ السلام نے کہا آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے (اس کی وجہ یہ تھی کہ خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کچھ غیب کی باتیں بھی بتا رکھی تھیں) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں (میں آپ کے ساتھ صبر کروں گا) خضر علیہ السلام نے کہا آپ ان چیزوں پر کیسے صبر کر سکتے ہیں جس کی پوری حقیقت کا آپ کو علم ہی نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا اگرچہ مجھے ایسی بات نظر آ جائے جو میری طبیعت کے خلاف ہو خضر نے کہا کہ اگر آپ میرے پیچھے چلنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیجیے گا یہاں تک کہ میں خود اس کی حقیقت آپ کو بتاؤں پھر دونوں سمندر کے کنارے کنارے چل پڑے لوگوں سے ملتے رہے اور کشتی وغیرہ تلاش کر رہے تھے یہاں تک کہ ان کے پاس سے مضبوط اور نئی کشتی گزری اس سے پہلے ان کے پاس سے ایسی مضبوط اور خوبصورت کشتی نہیں گزری تھی۔ انہوں نے کشتی والے سے درخواست کی کہ ہمیں بھی سوار کر لے انہوں نے ان دونوں کو سوار کر لیا جب دونوں کنارے کے قریب ہو گئے اور حادثہ وغیرہ سے مطمئن ہو گئے تو خضر علیہ السلام نے ایک تیشہ نکالا اور اسے کنارے پر لگے ہوئے ایک تختے سے مار کر نکال دیا پھر اس پر تختے رکھ کر جوڑنے لگے (اس عمل کی وجہ سے کشتی کی خوبصورتی میں کمی واقع ہوئی) یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے زیادہ نامناسب کام کیا ہوگا کہ آپ نے اس کا تختہ نکالا ہے کہ کشتی والے غرق ہو جائیں یہ تو بہت نامناسب عمل ہے حالانکہ انہوں نے ہمیں سوار کیا اور اپنی کشتی میں بٹھا دیا اور سمندر میں اس جیسی کوئی کشتی بھی نہیں تھی۔ پھر آپ نے اسے کیوں پھاڑ ڈالا؟ خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمہیں کہا تھا تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا بھول کی وجہ سے جو مجھ سے وعدہ خلافی ہوئی (آپ مجھے اس پر معاف فرما دیجیے) اور اس پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کیجیے اور میرے معاملہ میں تنگی پیدا نہ کیجیے۔

پھر دونوں کشتی سے نکل آئے اور چلتے رہے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے وہاں بچے کھیل رہے تھے ان میں ایک لڑکا جو ان سب سے زیادہ ذہین مالدار اور خوبصورت معلوم ہوتا تھا خضر علیہ السلام نے اسے پکڑا اور ایک پتھر لے کر اس کے سر پر مارا جس کی وجہ سے اس کا سر شدید پھٹ گیا اور وہ مر گیا موسیٰ علیہ السلام نے جب اس نامناسب کام کو دیکھا کہ ایک بچے کو کسی جرم اور غلطی

کے بغیر قتل کر دیا تو وہ صبر نہ کر سکے اور کہا کہ آپ نے ایک معصوم اور بے گناہ جان کو بلا وجہ قتل کر ڈالا آپ نے بہت ہی عجیب کام کیا۔ خضر علیہ السلام نے کہا میں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے بعد میں کسی چیز کے بارے میں آپ سے سوال کروں تو آپ مجھے اپنا ساتھ چھوڑ دیجئے گا آپ نے میری طرف سے عذر قبول کرنے میں انتہا کر دی پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کھانا مانگا انہوں نے انکار کر دیا۔ وہاں ایک دیوار تھی جو گرنے کے قریب تھی خضر علیہ السلام نے (بلا معاوضہ) اسے درست کر دیا موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر تنگ دل ہوئے اور فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے کیونکہ ہم نے ان سے کھانا مانگا انہوں نے کھانا نہیں دیا ہم نے ان سے رات یہاں ٹھہرنے کی اجازت مانگی انہوں نے یہ اجازت بھی نہیں دی پھر بھی آپ نے بلا معاوضہ ان کا کام کر دیا اگر آپ چاہتے تو آپ کو اس پر معاوضہ مل سکتا تھا۔

یہ سن کر خضر علیہ السلام نے فرمایا میری اور آپ کی جدائی کا وقت آن پہنچا اب میں آپ کو ان باتوں کی وجہ بتاتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے وہ کشتی تھی چند غریب لوگوں کی جو سمندر میں کام کرتے تھے میں نے اس میں عیب پیدا کرنے کا ارادہ اس لیے کیا کہ پیچھے ایک ظالم بادشاہ آ رہا تھا تو میں نے اس میں عیب ڈال دیا تو اس طرح ان کی کشتی کو عیب دار دیکھ کر اس بادشاہ سے بچا لیا۔ جہاں تک بچے کے قتل کا معاملہ ہے تو اس کے والدین ایمان والے متقی تھے اور ہمیں خدشہ ہوا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر کفر اور نافرمانی کا اثر ماں باپ پر ڈالے گا لہذا ہم نے چاہا کہ اس کے والدین کو رب اس لڑکے کے بجائے ایسی اولاد دے جو پاکیزگی میں اس مقتول لڑکے سے بہتر ہو۔ اور جہاں تک دیوار کا تعلق ہے تو وہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے ان لڑکوں کا مال مدفون تھا ان لڑکوں کا مرحوم باپ ایک نیک آدمی تھا پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں یتیم اپنی جوانی کو پہنچ جائیں بعد میں اپنا خزانہ خود نکال لیں ان تمام کاموں میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا اور یہ حقیقت ہے کہ ان باتوں کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دیوار میں مدفون خزانے سے مراد علم ہے۔

بغیر اجازت آب حیات پینے کی سزا:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جانے والے غلام کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اس نے آب حیات پی لیا تھا جس کی وجہ سے اس کو ہمیشگی کی زندگی مل گئی تو کسی شخص نے اسے ایک کشتی میں بٹھایا اور پھر سمندر میں چھوڑ دیا۔ وہ قیامت تک اسی طرح تیرتا رہے گا۔ اس کو یہ سزا اس لیے دی گئی کہ اسے آب حیات پینے کی اجازت نہیں تھی لیکن پھر بھی اس نے پی لیا۔

پانچویں روایت:

قرآن مجید کی آیت "فلما بلغا مجمع بينهما نسيا حوتهما" کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دلائی اور سمندر سے پار کر لیا تو آپ نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اے اہل بنی اسرائیل تم اہل زمین میں سے بہتر اور سب سے زیادہ جاننے والے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیا اور تمہیں سمندر پار کرا دیا اور تم پر تورات نازل فرمائی۔ آپ سے کہا گیا کہ ایک شخص یہاں پر ایسا بھی ہے جو آپ سے بڑا عالم ہے یہ سن کر آپ اپنے غلام یوشع بن نون کو ساتھ لے کر ان کی تلاش میں نکل پڑے آپ نے اپنا کھانا ایک تھیلے میں ڈالا ان دونوں کو

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت دی گئی کہ جب یہ مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں چلی جائے تو وہیں تمہاری ملاقات ایک بندے سے ہوگی جس کا نام خضر ہے۔ چنانچہ جب یہ دونوں [illegible] پہنچے تو مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں کود کر بھاگ گئی اور پانی کو چیرتی ہوئی آگے نکل گئی جہاں سے گزرتی وہاں پانی طاق کی شکل ہو جاتا۔

موسیٰ علیہ السلام اور ان کا خادم آگے بڑھتے چلے گئے۔ جب [illegible] آگے نکل گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ، [illegible] اس سفر سے تو ہم کو بڑی تکلیف [illegible] خادم نے جواب دیا کیا آپ نے ملاحظہ کیا جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں وہیں مچھلی [illegible] بھول گیا اور یہ بات مجھ سے شیطان نے بھلا دی [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہی تو وہ جگہ ہے جس کی ہم تلاش میں تھے چنانچہ وہ دونوں اپنے نقش قدم پر چلتے ہوئے واپس ہوئے پھر وہاں دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس کو ہم نے اپنے پاس سے خاص رحمت دی تھی۔ [illegible] حضرت خضر علیہ السلام [illegible] کہا جاتا ہے کہ خضر کا مطلب ہے سبز [illegible] جہاں بیٹھ جاتے تھے وہاں سبزہ اُگ آتا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ روایات کی روشنی میں

یہ تمام روایات ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اور متقدمین علماء سے نقل کی ہیں ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خضر موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے زمانے کے تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول غلط ہے کہ خضر علیہ السلام اصل میں ارمیا بن حلقیا تھے اس لیے کہ ارمیا بخت نصر کے زمانے میں تھے اور موسیٰ علیہ السلام اور بخت نصر کے درمیان [illegible] طور پر الگ زمانہ قرار دینا بھی مشکل [illegible] بخت نصر کے زمانے سے پہلے تھے کیونکہ وہ افریدون کی بادشاہت کے زمانہ میں گزرے ہیں موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کے واقعات منوچہر کی بادشاہت [illegible] سے سرفراز کیا گیا تھا اور منوچہر افریدون کا پوتا ہے [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] حضرت خضر علیہ السلام [illegible] واقعات ذکر کیے ہیں [illegible] افریدون بادشاہ کے واقعے میں اس سے پہلے ہم دونوں کی طرز حکومت کی وسعت اور مدت حکومت بیان کر چکے ہیں۔

* * *

منوچہر

اس کے دور حکومت کے واقعات

سلسلۂ نسب

افریدون کے بعد منوچہر بادشاہ بنا۔ یہ افریدون کے بیٹے ایرج کا بیٹا [illegible] بتایا جاتا ہے [illegible] کا [illegible] منشخورنر بن منشخوربغ بن ویرک بن سروشنگ بن ابوک بن بتک بن فرزشک بن زشک بن فرکوزک بن کوزک بن ایرج بن افریدون [illegible] کے سلسلۂ نسب اس سے مختلف بھی بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا قول

بعض کہتے ہیں کہ افریدون نے اپنے بیٹے ایرج کی بیٹی سے [illegible] جس کا نام کوشک تھا [illegible] سے حمل ٹھہر گیا اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام فرکوشک ہے پھر [illegible] ہمبستری کی تو اس سے فرزشک پیدا ہوئی پھر فرزشک سے ہمبستری کی تو [illegible] بتک پیدا ہوئی پھر بتک سے [illegible] ایک [illegible] ابوک سے مباشرت کی [illegible] پیدا ہوا [illegible] منوچہر [illegible] منشخورنر [illegible] پیدا ہوا [illegible] کی بیوی سے منوچہر پیدا ہوا [illegible] جب منوچہر [illegible] کے ہاں منوچہر پیدا ہوا تو انہوں نے طوج اور سلم کے خوف کی وجہ سے پیدائش کے وقت ہی اس کو چھپا لیا۔ منوچہر جب بڑا ہو گیا تو اسے افریدون کے پاس لایا گیا اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کیا گیا اور [illegible] کیا گیا [illegible] ایرج کے بیٹے کی [illegible] بادشاہ بنایا گیا۔

تیسرا قول

بعض نے کہا ہے کہ منوچہر کا نسب [illegible] بن اسحاق بن ابراہیم ہے۔ اسے افریدون کے بعد بادشاہ بنایا گیا تھا [illegible]

البتہ فارس کے لوگ اس نسب کا انکار کرتے ہیں [illegible] بادشاہت صرف افریدون کی اولاد [illegible] کے [illegible] اسلام سے قبل [illegible]

طوج اور سلم کے ساتھ ایرج کا مقابلہ

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ [illegible] بھائی ایرج کو قتل کرنے کے بعد [illegible]

بعد منوچہر کی ایران [illegible] فریدون نے ایک [illegible] حضرت لوط کے بیٹے ترک کے [illegible]

[illegible] سال تک [illegible] منوچہر [illegible] بادشاہ [illegible] سال تک

حکومت کی۔

بستیوں میں سردار مقرر کئے:

بادشاہ بننے کے بعد [illegible] سب سے پہلے اس نے خندق کھودی [illegible]

کیے اور سب سے پہلے اس نے سب بستیوں میں ایک ایک چوہدری مقرر کیا [illegible] لوگوں کو ان کا بھائی اور [illegible]

[illegible] اور [illegible] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موسیٰ [illegible] ان کی بادشاہت کے [illegible] میں ظاہر

ہوئے۔

قوم سے خطاب:

منوچہر کے علاوہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب منوچہر کو بادشاہ بنایا اور اس پر بادشاہت کا تاج رکھا گیا اور [illegible] خطاب کرتے ہوئے کہا ہم [illegible] اپنے اسلاف کے دشمنوں سے انتقام لینے والے اور اپنے شہر سے دشمنوں کو بھگانے والے ہیں۔

افریدون کا بدلہ:

چنانچہ وہ اپنے دادا [illegible] افریدون کے خون کا بدلہ لینے کے لیے ترک کے علاقے کی طرف گیا اور [illegible] طرح [illegible] افریدون اور ان کے بعد سلم کو قتل کر کے ان کا بدلہ لیا اور [illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible] ساٹھ سال بعد ترک کے [illegible] افراسیاب [illegible] نے منوچہر کو [illegible] کر لیا۔

منوچہر اور افراسیاب میں دشمنی کا خاتمہ:

پھر منوچہر اور افراسیاب کے درمیان اس بات پر صلح ہوئی کہ منوچہر کی جانب سے ایک شخص تیر پھینکے گا تیر جہاں تک [illegible] حکومت ہوگی منوچہر نے [illegible] فرشتے (جسے [illegible] بھی کہتے ہیں) کے ذریعے [illegible] اس نے [illegible] سے تیر پھینکا [illegible] تھا تو اس کا تیر [illegible] سے [illegible] کی سرحد تک پہنچا [illegible] افراسیاب اور منوچہر کے درمیان جنگ بند ہوئی۔

دریاؤں سے نہریں نکالنا

کہا جاتا ہے کہ منوچہر نے دریائے [illegible] بڑی بڑی نہریں نکالیں۔ کہا جاتا ہے کہ [illegible] فرات [illegible] لوگوں کو [illegible] زمین [illegible] اور جنگجو لوگوں کے [illegible] اضافہ کیا [illegible] ریاست کو [illegible] تک [illegible] جہاں تک منوچہر کا تیر پہنچا تھا۔

منوچہر کا قوم کو دھمکانا۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب منوچہر ۳۵ سال تک حکومت کر چکا تو ترکوں نے [illegible] قوم کو [illegible] اور [illegible] اے لوگو! تم سب [illegible] ہوتے [illegible] سے [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] کا [illegible] خطاب

[illegible]

[illegible] بادشاہوں [illegible]

بادشاہ کے [illegible]:

[illegible]

پہنچ گیا۔

اور [illegible] رائش اس لیے [illegible] بہت سا مال و غنیمت حاصل کیا۔

رائش کی جنگجوئیاں

پھر [illegible] جو آذربائیجان کے نام سے معروف ہیں اور [illegible] نے اپنے اشعار میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

ذوالاذعار بن ابرہہ بن رائش

یمنی کہتے ہیں کہ [illegible] "ذوالاذعار" [illegible] "ذوالاذعار" پڑ گیا۔

[illegible]

شاہان یمن کے تذکرے کا سبب:

یہاں یمن کے بادشاہوں کو [illegible] ان کی طرف سے [illegible]

◆

موسیٰ علیہ السلام اور توتیر کا دور

موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ نسب

یعقوب علیہ السلام کی بیوی سے پیدا شدہ اولاد اور ان کی تعداد کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ لاوی بن یعقوب نے [illegible] بنت [illegible] سے نکاح کیا اس سے جرشون بن لاوی، مرری بن لاوی اور قاہت بن لاوی پیدا ہوئے۔ [illegible] نے [illegible] بنت [illegible] سے نکاح کیا تو اس سے [illegible] پیدا ہوئے پھر ان سے [illegible] بنت [illegible] سے نکاح کیا تو اس سے موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

دوسری روایت:

ابن اسحاق کے علاوہ دیگر مؤرخین کا کہنا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی عمر ۸۹ سال کی تھی جب لاوی پیدا ہوا لاوی کی عمر جب چھیالیس سال ہوئی تو قاہت پیدا ہوا پھر قاہت سے [illegible] پیدا ہوئے تو اس وقت ان کی عمر چھیاسٹھ سال تھی پھر عمران سے موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام [illegible] تھا۔

دوسرا قول ہے کہ ان کا دوسرا نام [illegible] تھا۔ آپ کی بیوی کا نام صفورہ تھا جو کہ شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام جرشون اور [illegible] کی جگہ پر پیدا ہوئے وہاں سے مدین چلے گئے اس وقت آپ کی عمر اکتالیس سال تھی۔ آپ دین ابراہیم علیہ السلام کی طرف بلاتے تھے۔ جب کوہ طور پر اللہ سے ملاقات ہوئی تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی عمر اسی سال تھی۔

اس وقت مصر کے فرعون کا نام قابوس بن مصعب تھا اور اس کی بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے دعوت شروع کی تو قابوس کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی ولید بن مصعب بادشاہ تھا جو اس سے بڑا سرکش [illegible] تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بھائی ہارون کو لے کر فرعون کے پاس جائیں۔

تیسری روایت:

کہا جاتا ہے کہ یوسف نے اپنے بھائی لاوی کے [illegible] ان کی بیوی آسیہ سے [illegible] کہا موسیٰ علیہ السلام کے [illegible] کی عمر ایک سو [illegible] سال تھی اور جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس وقت ان کی عمر ستر سال تھی پھر موسیٰ [illegible] کے بعد اپنے بھائی ہارون کے ساتھ فرعون کے پاس گئے پھر موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے باہر آ گئے اور سمندر پار کرنے کے بعد وادی تیہ میں ٹھہرے اور بنی اسرائیل وہاں چالیس سال تک ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس یوشع بن نون آئے موسیٰ علیہ السلام کی کل عمر ایک سو بیس سال تھی اور آپ کا انتقال وادی تیہ میں ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام کس زمانہ میں تشریف لائے:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے انتقال کے بعد فرعون کے [illegible] ریان بن ولید کی بادشاہت ختم ہوئی تو [illegible] مصر کے بادشاہ [illegible] رہے [illegible] اور [illegible] وہیں [illegible] تھے۔ جب یوسف علیہ السلام کا انتقال ہوا تو [illegible] ایک [illegible]

[illegible]

[illegible]

مصری نجومیوں کی پیش گوئی

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کا وقت آیا تو فرعون کے نجومی [illegible] کے مطابق بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو آپ کے دور حکومت میں پیدا ہو گا اور آپ سے آپ کی بادشاہت چھین لے گا اور آپ پر غالب ہو جائے گا اور [illegible]

[illegible]

بنی اسرائیل کے بچوں کا قتل

[illegible]

فرعون کا خواب

[illegible]

فرعون نے [illegible] بنی اسرائیل [illegible] اپنے [illegible] (نجومیوں [illegible]) [illegible] انہوں نے [illegible] فرعون نے [illegible] سے [illegible]

سرداروں کے کہنے پر قتل کے حکم میں ترمیم:

چنانچہ اس نے پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے بوڑھے لوگ فوت ہونے لگے۔ یہ معاملہ دیکھ کر سردار فرعون کے پاس آئے اور کہا کہ اگر یہ معاملہ جاری رہا تو پھر کام کرنے والا کوئی نہیں بچے گا۔ اور ہماری ہی اولاد کو کام کرنا ہوگا اس لیے بہتر ہے کہ آپ ان کی اولاد کو برقرار رہنے دیں یہ سن کر اس نے حکم دیا کہ ایک سال بچوں کو زندہ رہنے دیا جائے اور ایک سال بچوں کو قتل کر دیا جائے۔ جس سال بچوں کو قتل نہیں کیا گیا تو اس سال ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور اگلے سال موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی حفاظت:

جب موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا وقت آیا تو اللہ کی طرف سے حکم آیا کہ اسے دودھ پلائیے اور جب اس کے بارے میں کوئی خطرہ محسوس ہو تو اسے دریائے نیل میں ڈال دیجئے اور کسی قسم کا خطرہ اور خوف محسوس نہ کریں۔ ہم اسے پھر تیری طرف لوٹا دیں گے۔ اور ہم اسے پیغمبروں میں سے بنا دیں گے۔

چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو والدہ نے دودھ پلانا شروع کیا اور بڑھئی کو بلوا کر لکڑی کا تابوت بنوایا اور صندوق کے اندر ان کو ڈال کر اسے تالا لگایا۔ اور پھر اسے دریا میں ڈال دیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی بہن ([illegible]) سے فرمایا "تو اس کے پیچھے پیچھے چلی جا" چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو کنارے سے دیکھتی رہی اور فرعون کی قوم کو اس کا احساس بھی نہ ہوا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن ہے۔ صبح ہو گئی اور رات کو وہ پیچھے رہی۔ یہ صندوق چلتا رہا یہاں تک کہ فرعون کے گھر کے قریب واقع ہونے والے پانی میں پہنچ گیا۔

موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے گھر میں پرورش پانا

آسیہ کی باندیاں وہاں نہانے کے لیے آئیں تو انہوں نے وہاں تابوت دیکھا تو اسے اٹھا کر حضرت آسیہ کے پاس لے آئیں ان کا خیال تھا کہ اس میں مال ہوگا جب آسیہ نے اسے کھول کر دیکھا تو (وہ موسیٰ علیہ السلام تھے) بچہ کو دیکھ کر ان کے دل میں محبت پیدا ہوئی۔ جب فرعون کو پتہ چلا تو اس نے بچہ ذبح کرنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت آسیہ مسلسل ذبح نہ کرنے پر اصرار کرتی رہیں یہاں تک کہ اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں یہ وہی اسرائیلی تو نہیں جس کے ذریعے ہماری حکومت تباہ ہوگی۔ اسی کی طرف قرآن مجید میں یوں اشارہ ہے کہ "تو فرعون والوں نے موسیٰ کو اٹھا لیا تاکہ آخرکار بھی موسیٰ ان کا دشمن اور ان کے غم و اندوہ کا سبب"۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

موسیٰ علیہ السلام کا شہر میں واپس آنا

[illegible]

فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو طلب کرنا

[illegible] کہا اے میرے رب مجھے ان ظالموں سے بچا لے۔

موسیٰ علیہ السلام کا مدین کو جانا

[illegible] فرشتہ ان کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ آپ مدین پہنچ گئے۔

موسیٰ علیہ السلام کن کن امتحانات سے گزرے:

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کی آیت "وفتنٰك فتونا" "اور ہم نے تجھے کئی طرح کے امتحانات میں مبتلا کیا ہے" کے بارے میں پوچھا کہ وہ امتحانات کیا تھے انہوں نے جواب دیا کہ اے ابن جبیر! اگلے روز صبح آنا کیونکہ یہ لمبا قصہ ہے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگلے دن جب صبح ہوئی تو میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اپنا وعدہ پورا کیجیے۔

پہلا امتحان:

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ فرعون اور اس کے مصاحبین اس وعدہ کا ذکر کر رہے تھے۔ جو اللہ نے ابراہیم سے فرمایا تھا کہ اس کی اولاد میں انبیاء اور بادشاہ پیدا کروں گا۔ بعض نے کہا کہ بنی اسرائیل والے ایسے شخص کی تلاش میں تھے اور ان کا خیال تھا کہ یوسف بن یعقوب ہیں لیکن جب ان کا انتقال ہو گیا تو بنی اسرائیل کے لوگوں نے کہا کہ یہ وہ شخص نہیں۔ فرعون نے کہا تمہارا کیا خیال ہے۔ کہ وہ کون شخص ہے۔ اور فرعون نے قبطیوں سے مشورہ کر کے کچھ لوگوں کو مقرر کیا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر شخص کو قتل کر دیں۔ اس طرح بہت سے بنی اسرائیلی ذبح کیے گئے۔ جب بڑی عمر والے بنی اسرائیلی فوت ہونے لگے اور بچے قتل ہو رہے تھے تو قبطیوں نے کہا کہ اس طرح سارے بنی اسرائیلی مر جائیں گے۔ اور پھر سارے کام ہمیں خود کرنا پڑیں گے اور وہ خدمات ہمیں ہی سرانجام دینی ہوں گی۔ جو بنی اسرائیلی دیتے تھے۔ لہٰذا ایک سال تک ان کا کوئی بچہ قتل نہ کیا جائے۔ تاکہ بڑوں کے مرنے کے بعد ان کی جگہ پر ہونے آ جائیں اور صرف ایک سال تک قتل نہ کرنے کی وجہ سے ان کی تعداد میں کوئی خاطر خواہ کمی نہیں ہوگی اور یہ لوگ تمہاری کثرت سے ڈریں گے۔ جنہیں تم قتل کرو گے ان کا بھی بدلہ نہیں لے سکیں گے۔ چنانچہ اس پر انہوں نے اتفاق کر لیا۔

ہارون علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال بچوں کو قتل نہیں کیا گیا۔ اور اگلے سال جب بچے قتل ہو رہے تھے تو موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جس سے ان کی والدہ شدید غم و اندوہ میں مبتلا ہو گئیں اور اے ابن جبیر رحمہ اللہ یہی امتحانات ہیں۔

پھر اللہ نے ان پر الہام کیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ "تو خوف اور غم نہ کھا" "ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور اسے پیغمبروں میں سے بنائیں گے۔" اور جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہو تو اسے ایک تابوت میں ڈال کر ایک سمندر میں پھینک دینا" حضرت موسیٰ کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔

سمندر میں جانے کے بعد تابوت آگے چلتا رہا یہاں تک کہ جب یہ تابوت ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ تو شیطان نے کہا تو نے اپنے بیٹے کا کیا کیا اگر تو اسے ذبح کر کے دفن کر دیتی تو اس سے بہتر تھا۔ کہ تو نے اسے سمندر کی مچھلیوں اور جانوروں کے حوالے کر دیا۔ یہ تابوت چلتا رہا یہاں تک کہ فرعون کے باغوں کے قریب دریا کے حصے میں پہنچ گیا کچھ عورتوں نے اسے دیکھا اور اسے کھولنے کا ارادہ کیا بعض عورتوں نے کہا اس میں تو خزانہ ہے اگر ہم نے اسے کھولا تو فرعون کی بیوی اس کی تصدیق نہیں کرے گی اس لیے وہ اسی حال میں فرعون کی بیوی آسیہ کے پاس لے گئیں جب آسیہ نے اسے کھولا تو اس میں بچہ تھا۔ ان کے دل میں بچے کی ایسی محبت پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے کسی بچے کی نہیں تھی۔ ادھر موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا۔ جب ذبح کرنے والوں نے موسیٰ کے بارے میں فرعون کا حکم سنا تو چھریاں لے کر آسیہ کی طرف بڑھے۔ تاکہ انہیں ذبح کر ڈالیں۔ یہ موسیٰ کا [illegible] ہے (اے ابن جبیر رحمہ اللہ یہی امتحانات

[illegible] بچ جاؤ۔ [illegible]

تھا۔ اور فرعون نے [illegible] کا بچہ [illegible] ہو۔

دوسرا امتحان۔

فرعون حضرت آسیہ کے پاس آیا حضرت آسیہ نے فرمایا کہ یہ بچہ میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو۔ فرعون نے کہا کہ یہ صرف تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اگر فرعون بھی کہہ دیتا اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک [illegible] اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا [illegible] جس طرح آسیہ [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے محروم رکھا۔

پھر حضرت آسیہ نے مختلف عورتوں کو بلوایا [illegible] دودھ پلائیں۔ جو بھی عورت موسیٰ کو دودھ پلانا چاہتی موسیٰ اس کے پستان قبول نہ کرتے یہاں تک کہ [illegible] دودھ [illegible] بازار لے جایا جائے اور لوگوں کے سامنے لایا جائے شاید کوئی عورت ایسی مل جائے [illegible] دودھ پینا قبول کر لے [illegible] کسی عورت کا دودھ نہیں پیا۔

ادھر موسیٰ کی والدہ نے ان کی بہن (اپنی بیٹی) سے کہا کہ موسیٰ کے صندوق کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ موسیٰ کا انجام کیا ہوتا ہے۔ کیا وہ زندہ ہے یا فوت ہو چکا ہے۔ کیا اسے سمندر کی مچھلیاں اور جانور تو نہیں کھا گئے [illegible] ان کی بہن [illegible] کے پیچھے پیچھے چلتی رہیں۔ [illegible] قبطیوں کو احساس تک نہ ہوا [illegible] پیچھا کر رہی ہیں۔ جب موسیٰ کو دودھ پلانے والی عورتیں تھک گئیں تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس بچے کی پرورش کریں اور وہ اس کے لیے خیرخواہ بھی ہوں۔

[illegible] انہوں نے اسے پکڑ لیا [illegible] تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس کے خیرخواہ ہوں گے۔ کیا تو اس بچے کو جانتی ہے یہاں تک کہ انہیں موسیٰ کے بارے میں شک ہونے لگا۔ (اس [illegible]) موسیٰ کی بہن نے جواب دیا [illegible] بادشاہ کے خیرخواہ ہیں۔ اس لیے وہ اس کے بچے کے ساتھ شفقت اور محبت کا معاملہ رکھتے ہیں۔ [illegible] انہیں چھوڑ دیا گیا۔ وہ اپنی والدہ کے پاس آئیں اور انہیں [illegible]۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دودھ پلایا تو موسیٰ [illegible] یہاں تک کہ دونوں پہلو سیر ہو گئے۔

تیسری آزمائش

یہ منظر دیکھ کر [illegible] بہت خوش ہوئی [illegible] آپ کے بیٹے کو دودھ پلانے والی عورت مل گئی ہے۔ آسیہ نے انہیں اپنے پاس بلا بھیجا جب وہ [illegible] ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو [illegible] آسیہ نے کہا آپ میرے پاس ٹھہر کر [illegible] بیٹے کو دودھ پلاتی رہیں [illegible] مجھے اس بچے سے بہت زیادہ محبت ہے۔ [illegible] اتنی زیادہ محبت نہیں ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جواب دیا [illegible] اس بچے کے لیے اپنا گھر بار [illegible] نہیں چھوڑ سکتی۔ [illegible] موسیٰ علیہ السلام کی والدہ [illegible] وعدہ یاد آیا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]۔ چنانچہ [illegible] اپنے بیٹے کو لے کر [illegible] اور ان کی اچھی [illegible] جب موسیٰ علیہ السلام [illegible]

[illegible]

چوتھی آزمائش

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رہے تھے۔ تاکہ آپ کو ہماری بکریوں کو پانی پلانے کی اجرت دیں۔ آپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا آپ کھڑے ہو گئے اور ان سے کہا پیچھے سے چلئے تو ہوا نے چلتے ہوئے ان کے بدن کا کپڑا اٹھا دیا تو موسیٰ نے کہا میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی رہو۔

موسیٰ علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کی ملاقات

جب موسیٰ علیہ السلام لڑکی کے ساتھ ان بزرگ کے پاس آئے تو انہیں اپنا سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا کہ خوف نہ کریں آپ ظالموں سے بچ کر آ گئے ہیں۔ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک نے کہا ابا جان! آپ اسے نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اگر آپ اچھا نوکر رکھنا چاہیں تو اس کا اہل وہ ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔ یہ بات کرنے والی لڑکی وہی تھی جو موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے گئی تھی۔ ان کے والد حضرت شعیب علیہ السلام نے پوچھا کہ ان کی طاقت کے بارے میں تو تمہیں معلوم ہو گیا ہے جب بتایا گیا کہ انہوں نے پتھر اٹھایا۔ ان کے امانت دار ہونے کا ثبوت کیا ہے۔ اس لڑکی نے کہا جب میں ان کے ساتھ آ رہی تھی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں پیچھے چلوں لیکن ان بزرگ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں میں سے ایک لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں بشرطیکہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو اور میں تم پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا ان شاء اللہ تم مجھے خوش معاملہ اور بھلے لوگوں میں سے پاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی ان دونوں مدتوں میں سے جو بھی مدت پوری کروں گا تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو گی اور ہم جو کہہ رہے ہیں اس پر خدا گواہ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا نکاح

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جو لڑکی موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے گئی تھی ان کا نکاح اسی کے ساتھ ہوا۔ شعیب علیہ السلام نے اپنی ایک بیٹی کو عصا لانے کا حکم دیا یہ عصا انبیاء کی جماعت سے منتقل ہوتا آیا تھا۔ ایک بار وہ گھر میں داخل ہوئی اور یہ عصا لے جانے لگی تو شعیب علیہ السلام نے اسے دیکھ لیا اور کہا کہ اسے یہیں چھوڑ دو۔ وہ اسے رکھ کر چلی گئی لیکن وہ دوبارہ اس عصا کو لے گئی جب شعیب علیہ السلام نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اسے موسیٰ علیہ السلام کے لے جانے کے لیے چھوڑ دیا۔

موسیٰ علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کے تنازعہ کا فیصلہ

موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے ایک روز شعیب علیہ السلام نے آ کر عصا کی تلاش کی اور پھر موسیٰ کو تلاش کر کے ان سے ملے اور کہا کہ یہ عصا واپس کر دو۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا یہ میرا عصا ہے واپس نہیں کروں گا دونوں کے درمیان تنازعہ ہو گیا تو ایک شخص کے پاس فیصلہ کے لیے گئے اور اس پر یہ طے ہوا کہ اس عصا کو زمین پر ڈال دیا جائے اور جو اسے پہلے اٹھا لے گا وہ اسی کا ہو گا۔ شعیب علیہ السلام چونکہ بوڑھے تھے اس لیے وہ اس عصا کو اٹھا نہ سکے لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اسے اٹھا لیا۔ اور یہ عصا موسیٰ کے پاس ہی رہ گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں موسیٰ نے وہ مدت پوری کی جو زیادہ اور بہتر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دونوں مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی تو انہوں نے کہا ان میں سے اکمل کو پورا کیا۔

موسیٰ علیہ السلام کا وعدے کے مطابق مدت پوری کرنا

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حج کو جانے کی تیاری کر رہا تھا تو اہل حیرہ کے ایک یہودی نے کہا آپ کو

[illegible]

شعیب کی علامت بکریوں کے بارے

شعیب الجبائی سے مروی ہے کہ [illegible]

موسیٰ علیہ السلام کی وطن واپسی

سدی کی روایت کی طرف لوٹتے ہیں۔ [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ [illegible]

مبارک درخت سے آواز:

جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو [illegible]

موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنا

[illegible]

[illegible] ہیں ۔ (ابن کثیر [illegible] تفسیر ۱۲)

ہارون علیہ السلام بطور معاون

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو انہیں میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج تاکہ وہ میری تصدیق کریں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم عنقریب تیرے بھائی کو تیرے ساتھ مضبوط کریں گے اور ہم دونوں کو ایسی ہیبت [illegible] کریں گے کہ [illegible] ۔ [illegible] تم اور [illegible] سب غالبین [illegible] ۔

دوران سفر کیفیت:

حضرت علی سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام چلے تو آپ کے ساتھ آپ کی بیوی اور ایک بکری تھی جس سے آپ دن بھر بکریاں چراتے تھے [illegible] اتفاق سے [illegible] آپ کی بیوی اور بکریاں رات گزارتے ۔ جب صبح ہوئی تو آپ چلے [illegible] کی طرف [illegible] دوسری طرف [illegible] تھی۔

عبداللہ بن عمر [illegible] سے متعلقہ سوالات:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ کعب احبار [illegible] عبداللہ بن عمرو بن عاص [illegible] تھے حضرت کعب نے فرمایا کہ [illegible] سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کریں اگر انہوں نے ان کا درست جواب دے دیا تو [illegible] پہلی چیز یہ پوچھو کہ [illegible] چیز [illegible] تھی اور اللہ نے اسے زمین [illegible] اور دوسرا یہ کہ زمین پر سب سے پہلے کیا چیز رکھی گئی اور تیسرا یہ کہ زمین پر سب سے پہلے کون سا درخت لگایا گیا جب [illegible] بن عمر [illegible] سے یہ سوال کئے گئے تو [illegible] وہ چیز جو جنت میں تھی اور [illegible] زمین پر [illegible] حجر اسود تھا ۔ اور زمین پر سب سے پہلے [illegible] رکھا گیا ۔ اور زمین پر سب سے پہلے [illegible] درخت لگایا گیا ۔ جس سے موسیٰ علیہ السلام کی [illegible] تھی جب حضرت کعب کے پاس یہ جوابات پہنچے تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم ان عالم نے سچ کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی:

روایات [illegible] جس رات اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عزت [illegible] حاصل کرنے اور ان سے کلام کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس رات موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے ۔ یہاں تک کہ انہیں پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں انہوں نے [illegible] آگ [illegible] تاکہ آگ حاصل کریں اور راستہ معلوم [illegible] چقماق سے [illegible] تو [illegible] اپنے گھر والوں سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی شاید میں وہاں سے تمہارے لئے [illegible] لے آؤں [illegible] راستہ معلوم [illegible] چنانچہ وہ چلے [illegible] ۔ بعض روایات کے مطابق [illegible] درخت تھا جب موسیٰ علیہ السلام اس کے قریب ہوئے تو وہ پیچھے ہٹنے لگا ۔ جب آپ پیچھے ہٹے تو وہ [illegible] آپ کے قریب ہونے لگا ۔ [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ [illegible]

[illegible]

جب موسیٰ [illegible] فرعون کے [illegible] جانے لگے تو اپنی والدہ [illegible] فرعون کے
پاس [illegible] سے [illegible] والدہ [illegible]

موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام فرعون کے دربار میں

رات کے وقت فرعون کے [illegible] پہنچے [illegible] فرعون نے [illegible]
اس وقت [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ کا [illegible] فرعون کے پاس پہنچے [illegible]
[illegible] اللہ کا پیغمبر [illegible] فرعون نے [illegible] اور فرمایا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور بنی
اسرائیل کو میرے ساتھ [illegible] فرعون نے [illegible]
کر گئے تھے [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ
حرکت اس وقت مجھ سے ہوئی [illegible] اور جب مجھے خوف محسوس ہوا تو میں تمہارے ہاں سے فرار ہو گیا۔ پھر
میرے رب نے مجھے حکمت [illegible] عطا فرمائی اور مجھے پیغمبروں میں سے بنا دیا اور وہ احسان جو تو مجھے جتلا رہا ہے وہ یہی ہے کہ تو
نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون نے کہا اچھا [illegible] اے موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے؟ موسیٰ
علیہ السلام نے کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل و صورت عطا کی اور پھر اس کی راہنمائی فرمائی۔ وہی [illegible]
[illegible] پیدا کیا اور [illegible] کی طرف راہنمائی فرمائی۔

فرعون کے سامنے معجزات کا اظہار:

پھر فرعون نے کہا اے موسیٰ [illegible]
[illegible] فرعون نے [illegible]
[illegible] موسیٰ نے [illegible]
[illegible] فرعون [illegible]
[illegible] بنی اسرائیل [illegible]
[illegible]
[illegible]

خدا کو دیکھنے کے لیے محل بنانے کا حکم:

فرعون نے [illegible]
[illegible] فرعون [illegible]
[illegible] فرعون نے [illegible]
[illegible]

قرآن مجید کی آیت

﴿ لا یؤخذ لی باسامھان عنی النطق ﴾

کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو شخص پانی میں ان سے نکل تھی کیا گیا۔

فرعون کے دربار میں:

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام مصر سے جانے کے بعد دوبارہ مصر آئے اور اپنے بھائی کے ساتھ فرعون کے دروازے پر پہنچے اور اندر جانے کی اجازت لے رہے تھے کہ ہم اللہ کے پیغمبر ہیں ہمیں فرعون کے پاس جانے دو۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ دو سال تک اجازت لیتے رہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ ہم اندر آنا چاہتے ہیں لیکن فرعون کے پاس کسی کو یہ کہنے کی ہمت نہ تھی۔ آخر ایک مزاحیہ شخص فرعون کے پاس آیا اور کہنے لگا دروازے پر ایک شخص موجود ہے جو عجیب باتیں کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ معبود آپ کے علاوہ کوئی اور ہے۔ فرعون نے کہا اسے اندر بلاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ جب فرعون کے پاس پہنچے تو کہا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہنے لگا ہم نے تمہاری پرورش نہیں کی اور تم نے کتنے سال ہمارے ساتھ نہیں گزارے اور تم نے اپنا ایک ادھورا عمل کیا تھا۔ اور تو بڑا ناسپاس ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ وہ حرکت مجھ سے سرزد ہوئی تھی اور اس وقت میں غلطی کرنے والوں میں سے تھا۔ لیکن میں نے اس وقت خطا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں کیا تھا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے احسان جتانے کے جواب میں فرمانے لگے۔ اور وہ احسان جو تو مجھ پر جتلا رہا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے سارے اسرائیلیوں کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ یعنی اس طرح تمام بنا رکھا کہ ان کے بیٹوں کو بھی کیوں لیے جاتا ہے؟ تو غلام بنا لیتا ہے جسے چاہتا قتل کر ڈالتا ہے۔ اسی وجہ سے مجھے آپ کے پاس لائی ہے۔ فرعون نے کہا اچھا تو یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی جسے تم اپنا خدا کہتے ہو اس کی صفات کیا ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہی پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا مالک اور ان چیزوں کا جو ان کے درمیان موجود ہیں بشرطیکہ تم یقین کرو۔ فرعون نے اپنے گرد و پیش کے لوگوں سے کہا کیا تم اس کی بات سن رہے ہو؟ گویا آپ کی بات کا انکار کر رہا ہو۔ فرعون کا یہ انداز دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہی تمہارا پروردگار ہے۔ یعنی اس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے تمہارے باپ دادا کو بھی پیدا کیا ہے۔ فرعون نے کہا کہ یہ جو تمہارا رسول تمہاری طرف بھیجا گیا ہے بالکل دیوانہ ہے۔ یعنی اس کا دعویٰ درست نہیں کہ میرے سوا بھی کوئی معبود ہے۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہی مشرق و مغرب اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو تو۔ فرعون بولا اے موسیٰ! اگر تم نے میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کیا تو یاد رکھو میں تمہیں قیدیوں میں شامل کر دوں گا۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ چاہے کوئی صاف اور صریح چیز میں تمہارے پاس لے آؤں تب بھی؟ یعنی کیا میری صداقت و سچائی اور جھوٹ واضح ہو جانے کے بعد بھی تم ایمان نہیں لاؤ گے۔ فرعون کہنے لگا اچھا اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی پیش کر۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا اور وہ ناگہاں ایک نمایاں اژدہا بن گیا۔ یہ اژدہا اتنا بڑا تھا کہ اس نے فرعون کے دربار کو گھیر لیا اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے اپنا منہ ستون میں ڈال دیا۔ لوگ بھاگ گئے اور فرعون تخت سے نیچے اتر کر اس سے چھپ گیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑا تو وہ عصا ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ برف کی طرح سفید تھا۔ پھر جب دوبارہ ڈالا تو پہلے جیسا ہو گیا۔

پیچھے لگ گیا تھا۔ پھر جب [illegible] تھا اور [illegible] جاتا وہ پہلا [illegible] ہوگیا۔ اس کا ایک [illegible] میں تھے۔ ادھر [illegible] فرعون [illegible] بیت گئے۔ [illegible] جب فرعون [illegible] تو پانی [illegible] اس [illegible] میں [illegible] جیسے [illegible]۔

فرعون کو ایمان لانے کا کہنا:

جب [illegible] موسیٰ [illegible] فرعون ایمان [illegible] وہ [illegible] کہنے لگا [illegible] یہ تو بہت بڑا جادوگر ہے [illegible] اپنے جادو کے [illegible] سے تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے۔ [illegible] اس وقت فرعون کے خاندان کا ایک مومن شخص تھا اور اس کا نام [illegible] ایک [illegible] قرآن [illegible] ہے [illegible] اس شخص نے قوم فرعون کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور پچھلی قوموں پر آنے والے عذابات کے واقعات سنائے اور کہا کہ میری قوم کے لوگو! آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ تم ملک میں غالب اور حکمران ہو لیکن اگر خدا کا عذاب ہم پر آ پڑا تو پھر اس عذاب الٰہی کی ہماری مدد کون کرے گا۔ فرعون نے کہا کہ میں تمہیں وہی رائے دیتا ہوں جسے میں ٹھیک سمجھتا ہوں اور میں صرف تمہیں وہی طریقہ بتاتا ہوں جو طریقہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

فرعون کا جادوگروں کو بلوانا:

فرعون کے مصاحبین کہنے لگے: جب موسیٰ [illegible] میں کمزوری پیدا کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے فرعون! آپ موسیٰ اور اس کے بھائی کو کچھ مہلت دے اور مختلف شہروں میں اپنے ہرکارے بھیج دے کہ وہ ہوشیار جادوگروں کو تیرے پاس لے آئیں۔ [illegible] وہ اپنے جادو کے زور سے [illegible] جو انہوں نے کیا ہے۔ جب موسیٰ اور ہارون نے ان کے سامنے [illegible] قوم [illegible] اور فرعون اپنے [illegible] نے ملک کے تمام جادوگروں کو بلایا یہاں تک کہ ان میں چند بڑے بڑے جادوگر بلوائے۔ جب تمام جادوگر جمع ہوگئے تو انہیں [illegible] ہوئے کہا ہمارے ہاں ایک ایسا جادوگر آیا ہے کہ اس جیسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا اگر تم اس کا مقابلہ کر کے اس پر غالب آ جاؤ تو ہم تمہارا اکرام کریں گے۔ انعام دیں گے اور اپنے دربار میں خاص مقام عطا کریں گے جادوگر کہنے لگے کیا آپ واقعی ایسا کریں گے۔ فرعون [illegible] اس پر جادوگروں نے کہا کہ آپ ہمارے اور موسیٰ کے درمیان مقابلے کی تاریخ رکھیں۔

جادوگروں کے نام:

ان جادوگروں میں سب سے بڑے چار جادوگر تھے (۱) شابور (۲) غادور (۳) حطحط (۴) مصفّی۔ یہ وہی ہیں کہ جب موسیٰ ﷺ کے مقابلے کے دوران انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانی کا مشاہدہ کیا تو فوراً ایمان لے آئے نیز اس مقابلے کے تمام جادوگر بھی ایمان لے آئے جب انہیں قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کی دھمکی دی تو ان جادوگروں نے کہا ہم ان صاف دلائل کے مقابلے میں جو ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں، [illegible] کے مقابلے میں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ تمہیں [illegible]

دیں گے تو تم نے جو مانگا ہے [illegible]۔

جادوگروں سے مقابلے کا دن:

چنانچہ جادوگروں کو بلانے کے بعد فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اب موسیٰ آپ [illegible] مقابلے میں [illegible] اپنے جادو سے [illegible] یہاں ایک [illegible] شہر [illegible] کی طرف [illegible] کا۔ یہ مقابلہ کس [illegible] میدان میں ہو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے وعدے کا دن وہی دن ہے جو تمہارے جشن کا دن ہے اور چاشت کے وقت جمع کر لیے جائیں گا [illegible] لوگ یہ [illegible] آپ کے مقابلے کو دیکھیں۔

اسٹیڈیم میں لوگوں کا رش

چنانچہ فرعون نے لوگوں کو جمع کیا اور جادوگروں سے کہا مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ [illegible] غالب آ جاؤ چنانچہ چودہ ہزار جادوگروں نے [illegible] فرعون کے پاس [illegible] اور [illegible] موسیٰ علیہ السلام اپنے [illegible] سے [illegible] آپ کے ساتھ آپ کا بھائی بھی تھا اور [illegible] بہت سے لوگ [illegible] تھے [illegible] مقابلے کے لیے فرعون کے [illegible] تھا۔

جادوگروں کی شعبدہ بازی کا آغاز:

(مقابلہ سے پہلے) موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا تمہارے لیے خرابی ہو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا نہ باندھو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو کسی عذاب سے بالکل [illegible] جو [illegible] جادوگر [illegible] ان میں سے بعض نے [illegible] دیکھ [illegible] یہ [illegible] کہنے لگے بے شک یہ دونوں جادوگر ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے باہر نکال دیں [illegible] پھر [illegible] صف بستہ ہو کر آؤ [illegible] موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے موسیٰ یا تو آپ پہلے ڈالیں یا ہم [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی پہلے ڈالو چنانچہ انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں [illegible] اچانک تو موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں جب ان جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں تو سب [illegible] کی طرح نظر آنے لگیں۔ وہ میدان سانپوں سے بھر گیا اور [illegible] سانپ نظر آنے والے ایک دوسرے پر چڑھ گئے۔ [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا اور [illegible] کی قسم یہ تو ان کے ہاتھ کی لاٹھیاں تھیں پھر اچانک سانپ بن گئیں۔ [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ڈرو مت [illegible] ہاتھ میں ہے [illegible] سب کو نگل جائے گا [illegible] انہوں نے [illegible] جادوگروں کا کرتب ہے اور جادوگر کہیں بھی ہو کامیاب نہیں ہوتا۔

حق کی فتح اور باطل کو شکست:

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا اور وہ [illegible] لاٹھیاں [illegible] سانپ [illegible] جادوگر [illegible] سانپ بن کر [illegible] کی طرف سے [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] آ [illegible] اور [illegible] کچھ [illegible] (تفسیر [illegible])

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] موسیٰ [illegible] فرعون نے [illegible] پایا تھا [illegible] میں [illegible] ہو گئے۔

موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے بارے میں ایک روایت

موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے خطاب کر کے [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] جادوگر [illegible] اور [illegible] لاٹھیاں [illegible] نگل گیا [illegible] میں گر پڑے۔

موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] تم سب کو [illegible] ایک طرف سے ہاتھ اور دوسری طرف سے پاؤں کاٹ ڈالوں گا اور تمہیں کھجور پر سولی دوں گا۔

جادوگر صبح میں جادوگر [illegible] شہادت کا رتبہ پا گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ یہ [illegible] حالت میں موت [illegible] فرعون نے ان سب کو قتل [illegible] شہید ہو کر مرے۔

فرعون کا [illegible]

فرعون کی قوم نے اس سے کہا کہ آپ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو یونہی چھوڑ دیں گے کہ وہ ملک میں فساد پھیلاتے رہیں اور

[illegible]

سمندر میں بارہ راستے

[illegible]

فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرعون کو غرق کرنے کے بعد اس کی طرف قرآن مجید میں یوں کہا گیا ہے: "آج ہم تیری لاش کو بچا لیں گے تاکہ تو اپنے سے پچھلوں کے لیے ایک عبرت اور نشانی ہو۔"

وادی تیہ میں:

پھر بنی اسرائیل جب وہاں سے چلے گئے تو انہیں وادی تیہ میں بند کر دیا گیا۔ انہیں چاند چڑھا کر روکے رکھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بزرگوں کو پوچھا کہ اب ہم کیا کریں؟ انہوں نے کہا کہ جب مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے بھائیوں سے عہد لیا کہ تم مصر سے اس وقت تک نہ نکلنا جب تک تم مجھے بھی ساتھ نہ لے جاؤ شاید یہی وجہ ہے کہ ہم یہاں بند ہو گئے۔

موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ان کی قبر کہاں ہے۔ قبر کی جگہ کسی کو معلوم نہ تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور آواز دی جو شخص یوسف علیہ السلام کی قبر جانتا ہے میں اسے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں مجھے وہ جگہ بتا دے ورنہ جسے معلوم نہیں اسے میری آواز سنائی نہ دے۔

یوسف علیہ السلام کی قبر کی تلاش:

آپ دو آدمیوں کے درمیان یہ آواز لگاتے ہوئے گزر رہے تھے اور وہ دونوں آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے وہاں ایک بوڑھی عورت نے آپ کی آواز سن لی وہ بولی اگر میں آپ کو یوسف علیہ السلام کی قبر کا پتہ دوں تو جو میں مانگوں گی کیا آپ مجھے دیں گے۔ آپ نے انکار فرمایا اور کہا کہ میں اللہ سے پوچھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دینے کا حکم دیا تو آپ نے ہاں کر دی۔ اس بوڑھی عورت نے کہا کہ جنت میں جس مقام پر آپ ہوں اسی مقام پر میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر اس بوڑھی عورت نے کہا میں چل نہیں سکتی اس لیے آپ مجھے اٹھا لیں۔ آپ نے اٹھا کر لے چلے جب دریائے نیل کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ یہ قبر سمندر کے درمیان ہے اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ پانی کو ہٹا دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی پانی قبر سے ہٹ گیا۔ پھر اس عورت نے کہا کہ قبر کھودو قبر کھودی تو اس میں سے یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نکل آئیں۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کے لیے راستہ کھل گیا۔

بنی اسرائیل کی بت پرستی کی خواہش:

بنی اسرائیل کے لوگ چلتے چلے یہاں تک کہ ان کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو اپنے بتوں کی پرستش میں لگے ہوئے تھے انہیں دیکھ کر یہ موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا ہی معبود مقرر کر دیجیے جیسے ان کے معبود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعی تم لوگ بڑے جاہل ہو یہ لوگ جس دین میں ہیں وہ یقیناً برباد کیا جانے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے۔

قبطیوں پر عذاب:

حضرت سدیؒ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں پر عذاب نازل کیے جادوگروں کے واقعے کے بعد جب انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے قحط سالی میں مبتلا کر دیا اس کے بعد ان پر طوفان، ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں اور خون کا عذاب بھیجا یہ عذاب مسلسل اور پے در پے آتے رہے۔

سب سے پہلے پانی کا عذاب آیا، یہ عذاب زمین میں پانی کھڑا ہو جانے کی صورت میں تھا جس کی وجہ سے وہ کھیتی باڑی نہ کر سکتے تھے یہاں تک کہ جب وہ بھوکے مرنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنے رب سے یہ عذاب دور کرنے کی دعا کیجئے ہم ضرور آپ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آزاد کر دیں گے۔

موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے عذاب ہٹا لیا لیکن انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈیاں بھیجیں جنہوں نے ان کے درختوں کے پتوں تک کو کھا لیا، دروازوں کی کیلیں کھانا شروع کر دیں۔ ان کے گھروں اور برتنوں میں داخل ہو گئیں پھر انہوں نے پہلے کی طرح درخواست کی، موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی، عذاب دور ہو گیا لیکن اس بار بھی اپنی بات سے پھر گئے۔

پھر ان پر اللہ نے جوؤں کا عذاب نازل کیا۔ کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ریت کے ٹیلے تک جائیں اور اپنا عصا ماریں جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ عصا مارا تو وہاں سے جوئیں نکلنا شروع ہو گئیں یہاں تک کہ قبطیوں کے گھروں اور کھانوں میں داخل ہو گئیں۔ اور ان کی نیند اور سکون چھین لیا جب بہت پریشان ہوئے تو پہلے کی طرح درخواست کی جب موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر عذاب ہٹ گیا تو پھر مکر گئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مینڈکوں کو بھیجا پھر ان پر خون کا عذاب آیا اور ان کے چشمے اور دریا خون میں تبدیل ہو گئے اور جس کنویں یا دریا سے پانی پینے لگتے تو وہ خون بن جاتا۔ محمد بن کعب سے مروی ہے کہ جب قبطیوں کو پیاس نے خوب ستایا تو ایک قبطی عورت اسرائیلی عورت کے پاس آئی اور اس سے کہا کہ مجھے اپنے گھڑے سے پانی پلاؤ، وہ عورت اس کے لیے پانی ڈال کر لائی جب قبطی عورت پانی پینے لگی تو وہ خون بن گیا۔ قبطیوں پر خون کا یہ عذاب سات دن تک رہا جب تنگ آ گئے تو موسیٰ سے کہنے لگے کہ اپنے رب سے دعا کریں کہ اگر عذاب دور ہو گیا تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے۔ جب یہ عذاب دور ہوا تو پھر اپنی بات سے پھر گئے۔

بنی اسرائیل کو رات کے وقت لے جانے کی وجہ:

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو رات کے وقت لے کر چلیں اس میں حکمت تھی کہ ان کی قوم نجات حاصل کرے گی اور فرعون اور اس کا لشکر ہلاک ہوگا۔ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ان کے اموال کے ہلاک ہونے کی دعا اس طرح کی تھی کہ اے ہمارے رب! آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا میں بہت سے مال اور زینت دی طرح طرح کے اموال اس لیے دیئے گئے ہیں کہ وہ لوگ تیری راہ سے ہٹ جائیں اے ہمارے رب ان کے اموال کو ملیامیٹ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ لوگ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں تو پھر ایمان نہ لائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال کو پتھر بنا دیا اور یہی حال ان کے کھانوں اور کھجوروں کا ہوا یہ بھی اللہ کے عذابوں میں سے ایک عذاب تھا۔

تیسری روایت:

محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز نے ان نو نشانیوں کے بارے میں پوچھا جو اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کو دکھائیں میں نے بتایا کہ وہ یہ ہیں۔ طوفان، ٹڈیوں کا عذاب، جوؤں کا عذاب، مینڈکوں کا عذاب، خون کا عذاب، موسیٰ علیہ السلام کا عصا

[illegible]

[illegible]

سامری کا بچھڑا بنانا:

ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مال غنیمت کو حلال نہیں کیا۔ قبطیوں سے ملنے والے زیورات مال غنیمت ہیں لہٰذا انہیں جمع کر کے ایک گڑھے میں دفن کر دو۔ سامری نے وہ مٹھی ڈال دی جس سے زیورات پگھل گئے اور پھر ان زیورات سے ایک سونے کا بچھڑا بنایا جس سے بچھڑے کی آواز آتی تھی۔

بچھڑے کی پوجا:

ادھر بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے وعدے کے دن گن رہے تھے۔ جب تیس یا چالیس دن گزر گئے تو سامری کہنے لگا کہ یہ بچھڑا تمہارا اور موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے اور موسیٰ علیہ السلام بھول گیا اور اسے یہیں چھوڑ دیا اور پھر ان لوگوں میں بھی یہ بچھڑا آواز بھی نکالتا ہے اور چلتا بھی ہے۔ سامری نے دھوکہ دے کر بنی اسرائیل کو اس کی عبادت پر ڈال دیا یہ دیکھ کر ہارون علیہ السلام نے فرمایا: اے بنی اسرائیل تم اس بچھڑے کی عبادت کر کے فتنہ میں مبتلا کیے گئے ہو۔ یقیناً تمہارا حقیقی رب شفیق ہے۔ تم میری اتباع کرو اور میرا کہا مانو۔

موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کے ساتھ اللہ کی ملاقات کو:

ادھر موسیٰ علیہ السلام چند اسرائیلیوں کو لے کر اللہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ اور اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ گئے جب اللہ سے کلام ہوا تو اللہ نے پوچھا اے موسیٰ تجھے اپنی قوم سے جلدی آنے کا سبب کیا ہوا؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ لوگ یہ میرے پیچھے آ رہے ہیں اور میرے پروردگار میں نے تیرے پاس آنے میں اس لیے جلدی کی تاکہ تو خوش ہو جائے۔ اللہ نے فرمایا کہ تیرے نکل آنے کے بعد ہم نے تیری قوم کو ایک فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔ جب اللہ نے پوری صورت حال سے آگاہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے میرے رب سامری نے تو انہیں بچھڑے کی پوجا کرنے کے لیے کہا لیکن اس بچھڑے میں روح کس نے ڈالی؟ اللہ نے فرمایا کہ میں نے۔ موسیٰ نے کہا اے میرے رب پھر تو آپ نے انہیں گمراہ کیا ہے۔

اللہ کی دید کا شوق:

پھر جب اللہ تعالیٰ سے موسیٰ کا کلام ہوا تو پھر موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے دیدار کا شوق پیدا ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے رب مجھے اپنا جمال دکھا دیجیے تاکہ میں آپ کو ایک نظر دیکھوں۔ اللہ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا مگر ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ قائم رہا تو تو مجھے دیکھ سکتا ہے۔ اس پہاڑ کو فرشتوں نے ڈھانپ لیا اور فرشتوں کے گرد آگ جمع ہو گئی پھر اس آگ کے گرد فرشتے اور فرشتوں کے گرد پھر فرشتے اور فرشتوں کے گرد آگ جمع ہو گئی اس کے بعد اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی۔

موسیٰ علیہ السلام کی وارفتگی:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ نے سب سے چھوٹی انگلی کے بقدر تجلی ڈالی جس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا بے ہوش رہے۔ جب ہوش میں آئے تو قدرت کی ثنا کی کہ آپ کی ذات پاک ہے۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں یعنی بنی اسرائیل میں سب سے پہلے میں ایمان لایا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی رسالت اور اپنی ہم کلامی کے لیے تمام لوگوں پر ایک خاص امتیاز دیا ہے۔ تو شکر کرتا رہ اس کے بعد ہم نے چند تختیوں پر

بچھڑے کی عبادت دیکھ کر ان کی غیرت دینی جوش میں آئی اور غصہ سے موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں پھینک دیں (شدت غضب سے) آخر وہ ٹوٹ گئیں جانے کے سبب ان میں سے بعض ٹکڑے ہو گئے اور ان کا نام باقی رہ گیا۔

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی یہ حالت ہوئی کہ وہ اپنے بھائی ہارون کو سر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے جاتے تھے۔

قوم سے خطاب

پھر تختیاں لینے کے بعد موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس آئے اس وقت آپ شدید غصہ میں تھے۔ آپ نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم! کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں فرمایا؟ کیا تم پر زیادہ مدت گزر گئی۔ یا تم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تم پر تمہارے رب کا غضب واقع ہو اس لیے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا۔ اس کی خلاف ورزی کی۔ قوم کے لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف اپنے اختیار سے نہیں کیا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ قوم کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لادا تھا وہ زیورات ہم نے ڈال دیئے (آگ میں) پھر اسی طرح سامری نے بھی جو کچھ اس کے پاس تھا ڈال دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام نے کہا تھا کہ یہ زیورات آگ کے گڑھے میں ڈال دو۔ پھر سامری نے زیورات کا ایک بچھڑا لوگوں کے لیے نکال دیا۔

موسیٰ علیہ السلام کی ہارون علیہ السلام پر برہمی:

یہ واقعہ سن کر موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آ گیا انہوں نے تورات کی تختیوں کو پھینک دیا اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ کر کھینچنے لگے ہارون نے عرض کیا: اے میری ماں جائے تو میری داڑھی نہ پکڑ اور نہ میرے سر کے بال مجھے اس بات سے ڈر لگا کہیں تو یہ نہ کہے کہ اے ہارون تو نے بنی اسرائیل کے درمیان پھوٹ ڈال دی اور تو نے میری بات کا لحاظ نہ رکھا۔

سامری سے پوچھنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے ہارون کو چھوڑ دیا۔ پھر سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے۔ سامری بولا میں نے ایسی چیز دیکھی (یعنی میں نے دیکھا کہ فرشتے کا گھوڑا جہاں پاؤں رکھتا ہے وہاں سبزہ اگ جاتا ہے) تو میں نے اس فرشتے کے نشان قدم سے ایک مٹھی بھر لی پھر میں نے اس کو ڈال دیا اس بچھڑے کے منہ میں ڈال دی اور اس وقت میرے دل میں یہی تدبیر آئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ چل دور ہو تیری سزا اس زندگی میں یہ ہے کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لیے ایک اور وعدہ مقرر ہے۔ جس کا تجھ سے خلاف نہیں کیا جائے گا۔ اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کی پوجا پر تو جما بیٹھا ہے۔

بچھڑے کو جلانا

چنانچہ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو جلا کر ذبح کیا اور پھر آری سے اس کے ٹکڑے کیے اور پھر اس کے ذرات کو سمندر میں ڈال دیا اس طرح جتنے پانی میں اس کے ذرات بہہ گئے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے پیو پس جو لوگوں نے اس سے پانی پیا ان میں سے جو شخص بچھڑے سے محبت کرتا تھا اس کے ہونٹوں پر ظاہر ہو گیا ان کے بارے میں قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ ان کی محبت کی وجہ سے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ڈال دی گئی۔

[illegible]

[illegible]

سامری:

[illegible]

سامری کو بچھڑا بنانے کی کیسے سوجھی

[illegible]

ہارون علیہ السلام کی بات نہ مانا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تم پر لمبی طویل مدت گزر گئی تھی یا تم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ تم پر تمہارے خدا کا غضب واقع ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے جو وعدہ آپ سے کیا تھا اس کی خلاف ورزی اپنی مرضی سے نہیں کی ہم نے کہا ہم نے آپ سے جو وعدہ کیا تو اس کی خلاف ورزی نہیں کی لیکن ہوا یہ کہ اس قوم کے زیورات کا بوجھ پڑا ہوا تھا وہ زیورات ہم نے آگ میں ڈال دیے اسی طرح سامری کے پاس بھی جو کچھ زیورات تھے۔ اس نے آگ میں ڈال دیئے۔ پھر سامری نے لوگوں کے لیے ایک بچھڑا نکالا جو محض ایک جسم تھا اور اس میں ایک بچھڑے کی سی آواز بھی تھی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا سامری تیرا کیا معاملہ ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے ایک ایسی چیز دیکھی ہے کہ جو ان لوگوں نے نہیں دیکھی تو میں نے اس فرشتے کے نشان قدم کی مٹی سے ایک مٹھی بھر لی اور پھر میں نے بنی اسرائیل کے بچھڑے کے منہ میں ڈال دی تو اس وقت میرے دل میں ایک یہ بات آئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ پس جا دور ہو جا تیری سزا یہ ہے کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے گا کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا اور تیرا ایک وعدہ مقرر ہے جس کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس پر تو جما بیٹھا رہا اب یقیناً ہم اس کو جلا ڈالیں گے پھر اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیں گے۔ بلاشبہ تمہارا حقیقی رب وہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

توراۃ کے احکام:

پھر موسیٰ علیہ السلام نے وہ تختیاں واپس لے لیں ان میں جو مضامین لکھے ہوئے تھے وہ سراسر ہدایت اور رحمت تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ نے ان تختیوں میں موسیٰ علیہ السلام کے لیے نصیحت ہر شے کی تفصیل ہدایت اور رحمت تحریر کی۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ۶/۷ حصہ اٹھا لیا اور ساتواں حصہ باقی رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ ان تختیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان مضامین میں سراسر ہدایت اور رحمت تھی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو جلانے کا حکم دیا اور اس کی راکھ سمندر میں ڈال دی۔

موسیٰ علیہ السلام کا ستر اسرائیلیوں کو طور پہاڑ پر لے جانا:

پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر بہترین افراد کو منتخب کیا اور ان سے کہا کہ تم اللہ کی طرف چلو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور تم نے جو کچھ کیا ہے اس کی معافی مانگو، روزہ رکھو اور اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک کرو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام مقررہ وقت پر انہیں لے کر طور پہاڑ پر گئے اور طور پر اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں گئے تھے۔ جب وہ طور پر پہنچے تو موسیٰ سے کہا کہ ہم اپنے رب کا کلام سننا چاہتے ہیں۔ اس لیے اللہ سے اجازت لے لیجئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں اجازت مانگوں گا جب موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کے قریب گئے تو ان پر بادل کے ستون اترے یہاں تک کہ سارے پہاڑ کو ڈھانپ لیا پھر موسیٰ علیہ السلام اس کے اندر داخل ہو گئے تو قوم سے کہا کہ قریب ہو جاؤ جب موسیٰ علیہ السلام کلام کرتے تو ان کی پیشانی پر ایک ایسا نور چمکتا کہ کوئی انسان نہیں دیکھ سکتا تھا قوم کے لوگ قریب ہو گئے یہاں تک کہ ان کو بادل نے گھیر لیا۔ اور انہوں نے اللہ کی آواز سنی جو موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کر رہا تھا وہ حکم دے رہا تھا کہ فلاں کام کرو اور فلاں نہ کرو وغیرہ۔

دیدار خداوندی کی خواہش:

جب ملاقات ختم ہو گئی اور بادل ہٹ گئے تو ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لائیں گے

تھے۔ جب تک ہم اللہ کو کھلم کھلا نہ دیکھ لیں ایمان نہ لائیں گے تب ایک بجلی ان پر گری اور وہ سب کے سب وہیں مر گئے موسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور عرض کیا کہ اے اللہ اگر آپ چاہتے تو ان لوگوں کو یہاں آنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیتے۔ ان لوگوں نے جو بے وقوفی کی تو کیا آپ ہمیں ہم میں سے بعض بے وقوفوں کی وجہ سے ہلاک کر دیں گے میں نے تو ان میں سے ستر آدمی چنے اور جب واپس جاؤں گا تو میرے ساتھ ایک بھی نہیں ہوگا تو بنی اسرائیل میری تصدیق کیسے کریں گے۔ موسیٰ علیہ السلام برابر پکارتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روحیں کو واپس لوٹا دیا۔

توبہ سے متعلق (دوسری روایت):

پھر موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کی طرف سے توبہ چاہی تو اللہ نے فرمایا: نہیں، اس کی صورت یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا ہم اللہ کے حکم پر صبر کریں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی پوجا نہ کرنے والوں سے کہا جو پوجا کرتے تھے انہیں قتل کر دو۔ وہ سب ان میں بیٹھ گئے اور تلواریں چلانے لگے یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور عورتیں اور بچے روتے اور گڑگڑاتے ہوئے آئے اور معافی مانگنے لگے اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور قتل کا حکم ختم کر دیا۔

قوم کے قتل کا واقعہ کب ہوا:

سدی کی روایت میں ہے کہ قوم کے قتل کا واقعہ ستر آدمیوں کے ملاقات کے لیے جانے والی بات سے پہلے پیش آیا اس لیے انہوں نے قرآن مجید کی آیت "انہ ہو التواب الرحیم" (جو قتل کے متعلق وارد ہے) کے بعد ملاقات کا واقعہ ذکر کیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ قتل کے واقعہ کے بعد اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ لائیں جو بچھڑے کی پوجا پر معافی مانگیں اور ان کے لیے ایک دن مقرر فرمایا۔

ستر افراد کو طور پر لے جانا (دوسری روایت):

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا جب وہ لوگ طور پہاڑ پر پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ ہم اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا نہ دیکھ لیں۔ ان کے اس مطالبے پر بجلی کی ایک کڑک سے وہ سب مر گئے موسیٰ علیہ السلام نے رو کر اللہ سے دعا کی کہ میں بنی اسرائیل والوں کے پاس جا کر کیا کہوں گا کہ ہمارے اچھے آدمیوں کو تو نے مار ڈالا۔ اے اللہ اگر آپ چاہتے تو انہیں یہاں آنے سے پہلے موت دے سکتے تھے کیا آپ ہمارے بعض بے وقوفوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک کرتے ہیں؟ جب اللہ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام یہ وہی ہیں جنہوں نے بچھڑے کو خدا بنایا تھا۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ یہ تو آپ کی طرف سے آزمائش تھی آپ جسے چاہیں ہدایت دیں اور جسے چاہیں گمراہ کر دیں آپ ہی ہمارے مددگار ہیں ہمیں بخش دیں اور ہم پر رحم فرمائیں بلاشبہ آپ سب سے بہتر بخشنے والے ہیں اب دنیا میں بھی ہمارے لیے بہتری مقرر کر دیجیے اور آخرت میں بھی ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی اور ان لوگوں کو زندہ کر دیا اور وہ زندہ ہو گئے اور چلنے لگے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم کیسے زندہ ہو گئے؟ پھر موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے آپ جو بھی دعا کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے آپ اللہ سے یہ دعا مانگیں کہ اللہ ہمیں نبی بنا دے چنانچہ اللہ نے ان کی دعا قبول کر کے انہیں نبی بنا دیا اسی کی طرف قرآن مجید میں یوں ارشاد ہے:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ارض مقدسہ پر جنگ کرنے کا حکم

[illegible]

جاسوسوں کا معاہدہ توڑ دینا

[illegible]

بنی اسرائیل کا جنگ کرنے سے انکار

[illegible]

موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا وصال

ہارون علیہ السلام کا انتقال

السدی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں ہارون علیہ السلام کی روح قبض کرنا چاہتا ہوں لہٰذا تم ان کو فلاں پہاڑ پر لے آؤ۔ [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] پہاڑ پر پہنچے [illegible] ایک ایسا درخت تھا جیسا انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا وہاں [illegible] ایک گھر [illegible] اس میں ایک چارپائی [illegible] ہارون علیہ السلام [illegible] نظر [illegible] کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام میں چاہتا ہوں [illegible] کہ اس چارپائی پر سوؤں موسیٰ علیہ السلام نے کہا سو جاؤ ہارون علیہ السلام کہنے لگے کہ مجھے ڈر ہے کہ اس گھر کا مالک آ جائے تو وہ مجھ سے ناراض ہو۔ [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے کہا [illegible] میں اس سے نمٹ لوں گا۔ [illegible] ہارون علیہ السلام کہنے لگے کہ آپ بھی میرے ساتھ سو جائیں اگر گھر کا مالک آیا تو ہم دونوں پر ناراض ہوگا جب دونوں سو گئے تو ہارون علیہ السلام پر موت واقع ہوگئی جب وہ قریب مرگ تھے تو ہارون علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ جب موت واقع ہوگئی تو گھر، درخت اور چارپائی آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے۔

موسیٰ علیہ السلام پر قتل کا الزام لگانا:

جب موسیٰ علیہ السلام قوم کی طرف آئے تو لوگ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے اور ان کا جسم چھپا دیا ہے کیونکہ بنی اسرائیل کے لوگ ہارون علیہ السلام سے زیادہ محبت کرتے تھے اور ہارون ان سے زیادہ نرم دل تھے جب موسیٰ علیہ السلام تک یہ خبر پہنچی تو کہنے لگے [illegible] وہ تو میرا بھائی تھا بھلا میں نے اسے قتل کرنا تھا [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] دو رکعت [illegible] چارپائی نیچے اتر آئی جس پر ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا۔ چارپائی اور ہارون علیہ السلام کو دیکھ کر لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی۔

موسیٰ علیہ السلام کا وصال

پھر ایک روز موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع علیہ السلام کے ساتھ [illegible] جا رہے تھے کہ [illegible] جب یوشع نے [illegible] تو سمجھا کہ قیامت آگئی [illegible] موسیٰ علیہ السلام سے لپٹ گئے اور کہا کہ قیامت [illegible] اس حالت میں [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] نکل گئے اور [illegible] یوشع کے ہاتھ میں رہ گیا۔ جب [illegible] قوم کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان پر الزام لگایا کہ موسیٰ کو تم نے قتل کیا ہے۔ یوشع نے کہا کہ میں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے۔ لیکن قوم نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

موسیٰ علیہ السلام کی وفات (دوسری روایت):

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے موت کو ناپسند سمجھا تو اللہ نے انہیں مارنے کا ارادہ کر لیا اور ان کے لیے زندہ رہنے کو ناپسند کیا تو نبوت حضرت یوشع کو دے دی موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے درست جواب دے دیا کہ اے اللہ کے نبی! میں آپ کے ساتھ کتنے عرصے تک رہا آپ نے اتنے عرصے میں مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا اور اب کیا کر رہے ہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کو کچھ بتایا موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے اور انہیں زندگی سے نفرت اور موت سے محبت ہو گئی۔

موسیٰ علیہ السلام کا طرز زندگی:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک چھپر کے سائے میں رہتے تھے۔ اور لکڑی کے ایک پیالے میں کھاتے تھے اور اسی میں پانی پیتے تھے۔ اور کھانے کے دوران پانی وہاں پڑا رہتا تھا۔ یہ پانی پیتے یہ سب کچھ اتفاق کرتے تھے کہ اللہ نے ہم کلام ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

تیسری روایت:

وہب کہتے ہیں کہ ان کی موت کا قصہ یوں ہے کہ ایک روز وہ چھپر سے نکل کر کسی کام کے لیے باہر گئے کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ کہاں گئے ایک جگہ آپ نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ قبر کھود رہے ہیں آپ نے انہیں پہچان لیا ان سے پوچھا کہ اے فرشتو! تم کس کی قبر کھود رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے برگزیدہ بندے کی قبر کھود رہے ہیں۔ اس بندے کا اللہ کے پاس بڑا مقام ہے میں نے کوئی ٹھکانہ نہیں دیکھا پھر اس نے کہا اے صفی اللہ! آپ چاہتے ہیں کہ یہ آپ کی قبر ہو؟ آپ نے کہا ہاں! اور اس نے کہا تو پھر آپ اس میں لیٹ جائیے اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیے اور آہستہ آہستہ سانس لیجئے موسیٰ علیہ السلام اس میں لیٹ گئے اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آہستہ آہستہ سانس لینے لگے اللہ نے آپ کی روح قبض کر لی اور فرشتوں نے قبر برابر کر دی۔

چوتھی روایت:

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ پہلے موت کا فرشتہ کھلم کھلا آیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا جس سے اس کی آنکھ نکل گئی وہ واپس اللہ کے پاس گیا اور کہا کہ اگر وہ آپ کا مقرب بندہ نہ ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا اللہ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھ دیں جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال زندگی پائیں گے اور پھر کہو کہ اتنے عرصے تک بھی مرنا ہو تو بتائیں فرشتے نے آ کر بتایا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اتنے عرصے بعد کیا ہو گا پھر بھی موت ہی آئی ہے پھر فرمایا ابھی بہتر ہے چنانچہ فرشتے نے آپ کے منہ پر پھونک ماری اور روح قبض کر لی اس کے بعد ملک الموت لوگوں کے پاس چھپ کر جانے لگے۔

ہارون علیہ السلام کا انتقال (دوسری روایت):

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا انتقال وادی تیہ میں ہوا پہلے دونوں ایک غار میں گئے اور وہاں

[illegible]

[illegible]

* * *

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد اوّل

حصہ دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۔ھ

قبل از اسلام

ترجمہ: ڈاکٹر محمد صدیق ہاشمی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
حضرت یوشع بن نون	۱۳	[illegible]	۱۸	نتیجہ	۲۵
فاتح اریحا	۱۳	قارون	۱۸	حزقیل	۲۵
بلعم کی بددعا	۱۳	قارون کے خزانے	۱۹	[illegible]	۲۶
بلعم کو دعا کا کہنا	۱۳	قارون کا عجب	۱۹	یوشع بن نون کے بعد بنی اسرائیل	۲۶
بلعم کے منہ سے حقیقت کا اظہار	۱۴	قارون کو علماء کی نصیحت	۲۰	[illegible]	۲۶
بلعم کی تدبیر	۱۵	بعض مومنوں کا قارون جیسے مال دار		حزقیل کو ابن العجوز (بڑھیا کا	
بلعم کا حسین عورتوں کو اسلامی لشکر		بننے کی آرزو	۲۰	بیٹا) کہنے کا سبب	۲۶
کے سامنے لانا	۱۵	قارون کی زکوٰۃ سے بچنے کی تدبیر	۲۰	[illegible]	۲۶
اسرائیلیوں پر طاعون کا عذاب	۱۵	موسیٰ پر تہمت لگانے کی سازش	۲۰	بستی والوں کا طاعون سے فرار	۲۷
زمری کا قتل اور طاعون کا ختم ہو جانا	۱۵	موسیٰ کی قارون پر بددعا	۲۱	خدا کی قدرت	۲۷
قلعہ کی دیوار	۱۵	قارون کی زیب و زینت	۲۱	[illegible]	۲۷
سورج کا واقعہ	۱۵	[illegible] پر اثرات	۲۱	حضرت الیاس اور حضرت یسع	۲۹
[illegible]	۱۶	قارون کی [illegible]	۲۲	بعثت الیاس	۲۹
[illegible]	۱۶	قارون کو زمین میں دھنسا دیا جانا	۲۳	[illegible]	۲۹
مال غنیمت میں خیانت	۱۶	قارون پر عذاب کے بعد ایمان		[illegible]	۲۹
[illegible] کی فتح	۱۷	والوں کے احساسات	۲۳	الیاس کی قوم پر عتاب	۲۹
پانچ بادشاہوں کو شکست	۱۷	انبیاء بنی اسرائیل	۲۳	[illegible]	۳۰
[illegible]		[illegible]	۲۴	[illegible]	۳۰
[illegible]	۱۸	[illegible]	۲۴	[illegible]	۳۰
[illegible]		[illegible]	۲۴	[illegible]	۳۱
[illegible]	۱۸	[illegible]	۲۴	[illegible] کی بعثت	۳۱
[illegible]	۱۸	[illegible]	۲۵	[illegible]	۳۱
[illegible]	۱۸	[illegible]	۲۵	[illegible]	۳۱

شمویل، طالوت و جالوت	۳۲	طالوت سے جنگ	۴۰	آل داؤد کی [illegible] سلیمان [illegible]	
حضرت اشمویل کی بعثت	۳۲	داؤد علیہ السلام کی طرف سے بادشاہ مقرر		[illegible]	۴۷
طالوت کی بادشاہت	۳۳	ہونا	۴۰	آپ کے معجزات	۴۸
طالوت میں بادشاہ بننے کی علامات	۳۳	زبور کا نزول	۴۱	ملکہ بلقیس کا واقعہ	۴۸
جالوت سے جنگ کے لیے روانگی	۳۳	داؤد کی عبادت و ریاضت	۴۱	جانوروں میں بھی سردار ماننا	۴۸
طالوت کا لشکر	۳۴	داؤد کی قراءت	۴۱	ہدہد کی گمشدگی	۴۸
شمویل کے [illegible]	۳۴	اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب	۴۱	ہدہد کی واپسی	۴۸
تابوت	۳۵	آزمائش	۴۲	پرندوں کا مذہب	۴۹
طالوت بادشاہ	۳۵	داؤد کی ایک عورت پر فریفتگی	۴۲	ہدہد کا بیان	۴۹
داؤد کے والد ایشا کی بیٹوں کے ہمراہ جنگ		داؤد کی دعا	۴۲	ہدہد کا بلقیس کے پاس خط لے جانا	۴۹
جنگ میں شرکت	۳۶	فرشتوں کی سرزنش	۴۲	[illegible]	۵۰
داؤد کا تعجب ہونا	۳۶	داؤد کا طویل سجدہ	۴۲	بلقیس کا سلیمان کی طرف سفر	۵۰
جالوت کا قتل	۳۶	داؤد کی توبہ	۴۳	بلقیس کا تخت منگوانا	۵۰
طالوت کا حسد اور داؤد کو قتل کرنے کی		آزمائش کی وجہ	۴۳	ملکہ بلقیس اور سلیمان	۵۰
سازش	۳۷	سلیمان کی والدہ	۴۳	بلقیس کا تخت دیکھ کر [illegible]	۵۱
داؤد کی شجاعت اور معاف کرنا	۳۷	فرشتوں کا داؤد کے گھر میں گھس آنا	۴۴	سلیمان کا بلقیس کو پیغام نکاح	۵۱
طالوت کا داؤد کو قتل کرنے کی کوشش		بیٹے سے جنگ	۴۵	بلقیس کا سفر	۵۲
کرنا	۳۷	اسرائیلیوں کو عذاب	۴۵	بلقیس کا ایمان لانا	۵۲
طالوت کو ندامت	۳۷	اسرائیلیوں کا اپنی مرضی کا عذاب منتخب		سلیمان کی وفات	۵۲
طالوت کی شرمساری	۳۷	کرنے کی حکمت	۴۵	[illegible]	۵۲
طالوت کی توبہ کی کیفیت	۳۸	مرگ انبوہ	۴۶	[illegible] کو پیغام نکاح	۵۳
طالوت کی شہادت	۳۸	بیت المقدس کے لیے جگہ کا انتخاب	۴۶	بت پرستی	۵۳
طالوت کے دور حکومت	۳۸	سلیمان کی [illegible]	۴۶	آصف نے بتایا	۵۳
داؤد بادشاہ	۳۸	طرز حکومت	۴۶	تصویر پرستی	۵۳
تعارف	۳۹	ایک جھگڑے کا فیصلہ	۴۶	سلیمان کی توبہ	۵۳
[illegible] کی مدین والوں سے جنگ	۳۹	[illegible]	۴۷	سلیمان کی انگوٹھی کی چوری	۵۳
[illegible] کو سرزنش	۴۰	وفات	۴۷	سلیمان کی بحالی	۵۳

اہل خانہ اور احباب کی پریشانی	۵۵	کاسے کا پتا ہے	۶۱	ابیا کا نیک دل بیٹا	۶۷
انگوٹھی کی واپسی	۵۵	کیخسرو کی تخت نشینی	۶۱	بت پرستی کی مذمت	۶۷
شیطان کا انجام	۵۵	سیاوخش کے خون کا بدلہ	۶۲	حبشی قوم کا شہنشاہ زرح	۶۷
انگوٹھی کا قصہ	۵۶	طوس اور فریبرز میں جنگ	۶۲	بادشاہ کی ماں کا بیان	۶۷
حقیقت واقعہ قرآن میں مذکور	۵۶	کیخسرو کی پریشانی	۶۲	اسا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کا الزام	۶۸
سلیمان کا انتقال	۵۶	کیخسرو کا لشکر ترتیب دینا	۶۲	ماں کی بت پرستی	۶۸
جنات کو غیب کا علم نہیں	۵۶	جوذرز کی طرف سے آغاز جنگ	۶۳	خدائی اطاعت کے لیے مخلوق سے	
سلیمان کی وفات	۵۷	جوذرز کی فتح	۶۳	بیزاری	۶۸
شیطان کی شرارت	۵۷	فوج کا جائزہ	۶۳	اللہ اپنے بندوں کی خود حفاظت کرتا	
سلیمان کے عصا کو دیمک لگنا	۵۷	ترکوں کی لاش پر	۶۳	ہے	۶۸
ابن مسعود کی قرأت	۵۷	کیخسرو کا خطاب اور سبب	۶۳	ہندوستانی بادشاہ کو حملہ کرنے کی	
دیمک کو جنات کا انعام	۵۸	پیرو کی لاش کا حشر	۶۴	جرأت	۶۸
سلیمان کی عمر	۵۸	برزافرہ کے چچا کو انعام و اکرام	۶۴	فیصلہ کن گھڑی	۶۹
کیقباد کے بعد فارسی بادشاہ	۵۸	افراسیاب کے لشکر کو شکست	۶۵	جاسوسی	۶۹
کیکاؤس بادشاہ	۵۸	کیخسرو کے مقابلہ میں شیدہ	۶۵	بادشاہ اسا کے ملک میں جاسوسی کا	
کیکاؤس کے بیٹے کی پرورش	۵۸	کیخسرو کی فتح	۶۵	نیٹ ورک	۶۹
ترک لڑکی کے ساتھ شادی	۵۹	فیصلہ کن لڑائی	۶۵	بیوہ عورتیں مسکینوں کی طرح تھیں	۷۰
سیاوخش کی بیوی پر ظلم	۵۹	کیخسرو کی کامرانی	۶۵	جاسوس تاجروں کے بھیس میں	۷۰
سیاوخش کا قتل	۵۹	جنگ میں کیخسرو کے ساتھی	۶۶	جاسوسوں کا حالات کا تجزیہ (!)	۷۰
سیاوخش کی بیٹی پر ظلم	۵۹	کیلہراسف کی تخت نشینی	۶۶	صاحب ثروت مسلمان تاجر	۷۰
سیاوخش کی بیوی اور بیٹے کو تمام رہا	۵۹	لہراسف کا نسب	۶۶	جاسوسوں کا فوجی طاقت کا اندازہ (!)	۷۰
بیٹے اور بیوی کی بازیابی	۶۰	کیخسرو کی روپوشی	۶۶	[illegible]	۷۰
بیٹا کیکاؤس کے حضور میں	۶۰	کیخسرو کی اولاد	۶۶	جاسوسوں کا بادشاہ کو پھسلانے کی	
لشکر و شہر کی بربادی	۶۰	سلیمان علیہ السلام کے بعد اسرائیلیوں کے		کوشش کرنا	۷۱
کیکاؤس کا حکم	۶۰	حالات	۶۶	بکنے والی چیزوں کی ضرورت نہیں	۷۱
یمن والوں سے جنگ	۶۰	سلیمان کے بیٹوں کی حکومت	۶۶	جاسوسوں کی واپسی	۷۱
کیکاؤس کے خلاف اتحاد	۶۱	اس کے بیٹوں کی حکمرانی	۶۷	ہندی راجہ کا حملہ کرنا	۷۱

[illegible]	۷۱	[illegible]	۷۹	[illegible]	۸۵
[illegible]	۷۲	[illegible]	۷۹	[illegible]	۸۵
[illegible]	۷۲	[illegible]	۷۹	[illegible]	۸۶
[illegible]	۷۲	[illegible]	۷۹	[illegible]	۸۶
[illegible]	۷۳	[illegible]	۷۹	[illegible]	۸۶
[illegible]	۷۳	[illegible]	۷۹	[illegible]	۸۶
[illegible]	۷۳	[illegible]	۷۹	[illegible]	۸۶
[illegible]	۷۳	[illegible]	۸۰	[illegible]	۸۶
[illegible]	۷۳	[illegible]	۸۰	[illegible]	۸۷
[illegible]	۷۳	[illegible]	۸۰	[illegible]	۸۷
[illegible]	۷۳	[illegible]	۸۱	[illegible]	۸۷
[illegible]	۷۵	[illegible]	۸۱	[illegible]	۸۸
[illegible]	۷۵	[illegible]	۸۱	[illegible]	۸۸
[illegible]	۷۵	[illegible]	۸۲	[illegible]	۸۹
[illegible]	۷۵	[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۷۵	[illegible]	۸۱	[illegible]	۸۹
[illegible]	۷۶	[illegible]	۸۲	[illegible]	۹۰
[illegible]	۷۶	[illegible]	۸۲	[illegible]	۹۰
[illegible]	۷۶	[illegible]	۸۲	[illegible]	۹۰
[illegible]	۷۶	[illegible]	۸۲	[illegible]	۹۱
[illegible]	۷۶	[illegible]	۸۳	[illegible]	۹۱
[illegible]	۷۶	[illegible]	۸۲	[illegible]	۹۱
[illegible]	۷۷	[illegible]	۸۳	[illegible]	۹۲
[illegible]	۷۷	[illegible]	۸۳	[illegible]	۹۲
[illegible]	۷۸	[illegible]	۸۳	[illegible]	۹۲
[illegible]	۷۸	[illegible]	۸۳	[illegible]	
[illegible]	۷۸	[illegible]	۸۵	[illegible]	۹۲

بنی اسرائیل پر غضب	۹۳	جنگ	۹۹	[illegible]	۱۰۶
ارمیا نبی	۹۳	جنگ	۹۹	بہمن کے بیٹے ساسان کی دنیا سے	
ارمیا بن [illegible]	۹۳	اسفندیار کی گرفتاری	۹۹	کنارہ کشی	۱۰۶
[illegible] کے واقعات	۹۳	گشتاسپ کا حملہ	۱۰۰	خمانی کے بیٹے کی [illegible]	۱۰۶
بخت نصر کا یہودیوں سے [illegible] کا مطالبہ	۹۴	اسفندیار کا ترکوں پر [illegible]	۱۰۰	دارا کی تاج پوشی	۱۰۷
تعبیر	۹۴	اسفندیار کی فتح	۱۰۰	[illegible] کی تیاری کا حکم	۱۰۷
یحییٰ کا قتل	۹۴	اسفندیار اور رستم کا مقابلہ	۱۰۱	[illegible] کا دور حکومت	۱۰۷
بخت نصر کی تباہی	۹۵	اسفندیار کا قتل اور گشتاسپ کا انتقال	۱۰۱	بنی اسرائیل کے حالات اور بیت	
بخت نصر [illegible]	۹۵	گشتاسپ کی طرف سے [illegible]	۱۰۲	المقدس کی دوبارہ تعمیر	۱۰۸
بنی اسرائیل کی بیت المقدس واپسی	۹۵	لہراسپ اور گشتاسپ کا سلسلہ نسب	۱۰	کیرش	۱۰۸
عزیر کی [illegible]	۹۶	گشتاسپ کا دور حکومت	۱۰۲	[illegible]	۱۰۸
فرشتے کا عزیر کے پاس آنا	۹۶	بخت نصر کا لالچ	۱۰۲	[illegible]	۱۰۹
عزیر کا تورات لکھوانا	۹۶	بخت نصر شام کی طرف	۱۰۳	[illegible]	۱۰۹
بخت نصر اور یہودیوں میں جنگ	۹۶	بخت نصر بطور بادشاہ	۱۰۴	[illegible] دارا کا انتقال	۱۰۹
[illegible]	۹۶	[illegible] کے بعد [illegible] کے حکمران	۱۰۳	[illegible] دارا کی بادشاہت	۱۰۹
بخت نصر [illegible]	۹۷	[illegible] کے بعد [illegible] حکمران	۱۰۳	[illegible] کے ساتھ سلوک	۱۰۹
بخت نصر کا [illegible] عربوں سے سلوک	۹۷	[illegible]	۱۰۳	سکندر کی [illegible]	۱۰۹
[illegible] بخت نصر کا فرمان	۹۷	ترکوں کی شکست	۱۰۳	دارا کا سکندر کو خط	۱۱۰
[illegible]	۹۷	[illegible] پر حملہ	۱۰۴	سکندر کا دارا کو جواب	۱۱۰
معد کو بچانا	۹۸	[illegible] واپسی	۱۰۴	دارا اور سکندر کی لڑائی	۱۱۰
[illegible]	۹۸	[illegible] بہمن اور اس کی بیٹی خمانی کے		سکندر کون تھا	۱۱۱
بخت نصر کے جانشین	۹۸	حالات	۱۰۵	[illegible] کے ساتھیوں کا قتل	۱۱۱
لہراسپ کی حکومت اور اس کے دور		اردشیر	۱۰۵	سکندر کا پہلا [illegible]	۱۱۳
کے اہم واقعات	۹۸	اردشیر نے باپ کے قاتل کا بدلہ لیا	۱۰۵	سکندر کی فتوحات	۱۱۳
لہراسپ [illegible]	۹۸	اردشیر بہمن [illegible] کا لقب	۱۰۵	مختلف شہروں کی بنیاد رکھنا	۱۱۳
لہراسپ اور [illegible] کی [illegible]	۹۹	بہمن کے متعلق [illegible] کی رائے	۱۰۵	سکندر کے بعد [illegible] حکمران	۱۱۴
[illegible] کے خلاف [illegible] کی اطلاع		بہمن کے متعلق	۱۰۶	سکندر کے بعد ایران میں طوائف الملوکی	۱۱۵

[illegible]	۱۱۰	[illegible]	۱۲۹	[illegible]	۱۴۲
[illegible]	۱۱۲	[illegible]	۱۲۹	[illegible]	۱۴۲
[illegible] کے متعلق [illegible]		[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۴۳
کی آمد	۱۱۹	[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۴۳
[illegible]		[illegible]	۱۳۰	[illegible]	۱۴۳
واقعات	۱۱۹	[illegible]	۱۳۱	[illegible]	۱۴۳
[illegible]		[illegible]	۱۳۱	[illegible]	۱۴۵
والدہ کے ساتھ [illegible]	۱۱۹	[illegible]	۱۳۱	[illegible]	۱۴۵
یحییٰ کا قتل	۱۲۰	[illegible]	۱۳۱	[illegible]	۱۴۶
ایک اسرائیلی کا خواب	۱۲۰	[illegible]	۱۳۲	[illegible]	۱۴۸
یحییٰ علیہ السلام کا قاتل	۱۲۰	[illegible]	۱۳۲	[illegible]	۱۴۸
یحییٰ علیہ السلام کے سر [illegible]	۱۲۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوصاف	۱۳۲	[illegible]	۱۴۹
بخت نصر کا حملہ	۱۲۲	[illegible]	۱۳۲	آسمان کا [illegible]	۱۴۹
بیت المقدس میں [illegible]	۱۲۲	مورخین کا خیال	۱۳۲	آسمان [illegible] کے بعد کے واقعات	۱۵۰
مورخین کا باہمی اختلاف	۱۲۲	مریم اور ابن مریم [illegible]	۱۳۳	اصحاب کہف یا غار والے	۱۵۰
[illegible] کا یہود و نصاریٰ سے		ابن مریم شام میں	۱۳۴	اصحاب کہف کی تعداد	۱۵۰
[illegible] اختلاف		[illegible]	۱۳۴	اصحاب کہف کے نام	۱۵۰
[illegible] کا بیان	۱۲۳	[illegible] بادشاہ	۱۳۴	کیا اصحاب کہف [illegible]	
بنی اسرائیل [illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۷	[illegible]	۱۵۰
بنی اسرائیل کے [illegible]	۱۲۳	[illegible]	۱۳۹	[illegible]	۱۵۱
[illegible]	۱۲۴	[illegible]	۱۳۹	اصحاب کہف [illegible]	۱۵۱
[illegible]	۱۲۵	[illegible]	۱۳۹	[illegible]	۱۵۲
مریم کا قصہ	۱۲۶	[illegible]	۱۳۹	[illegible]	۱۵۲
[illegible]	۱۲۷	[illegible]	۱۴۰	[illegible]	۱۵۲
[illegible]	۱۲۷	[illegible]		اصحاب کہف [illegible]	۱۵۲
[illegible]	۱۲۸	[illegible]	۱۴۰	اصحاب کہف [illegible]	
[illegible]	۱۲۹	[illegible]	۱۴۱	[illegible]	۱۵۳

بیدار ہو کے کھانا منگوانا	۱۵۳	یہ تینوں رسول کون تھے؟	۱۶۳	حضرت [illegible]	۱۷۰
اصحاب کہف کی تعداد کا اختلاف کیوں		ایک مرد بھاگتا آیا	۱۶۳	جرجیس کا مقابلہ	۱۷۰
ہے	۱۵۳	دو کے پیچھے تیسرا	۱۶۳	جرجیس کی موت و زندگی	۱۷۰
اس دور کے بادشاہ کا اصحاب کہف		جو شمعون تھے	۱۶۳	جرجیس کا شہر بادشاہ کی طرف آنا	۱۷۱
سے ملنے کی کوشش کرنا	۱۵۳	حبیب بن مری کی تبلیغ	۱۶۳	بیوہ عورت سے ملاقات	۱۷۰
اصحاب کہف شہزادوں کے نام	۱۵۴	حبیب بن مری کا رسولوں سے سوال	۱۶۴	ایک [illegible] سے موت	۱۷۲
روز قیامت دوبارہ زندہ ہونے کی		حبیب بن مری کا اعلان حق	۱۶۵	آناً فاناً [illegible]	۱۷۲
ثبوت	۱۵۴	حبیب بن مری کی شہادت	۱۶۵	جادوگر کا شکست تسلیم کرنا	۱۷۲
بادشاہ کی دعا کی قبولیت	۱۵۴	دوسروں کی شہادت کا حکم	۱۶۵	عورت کا جرجیس سے مدد طلب کرنا	۱۷۲
بادشاہ کی فیصلہ کن تقریر	۱۵۵	شمسون	۱۶۵	بادشاہ کا مصاحب جرجیس کی حمایت میں	۱۷۲
اسی دور میں اصحاب کہف سے ملاقات	۱۵۵	شمسون کی دلیری	۱۶۶	مصاحب کو حق کی پاداش میں سزا	۱۷۳
یونس بن متی	۱۵۶	شمسون کی بیوی کا شمسون کو باندھنا	۱۶۶	جرجیس کے ساتھی	۱۷۳
مچھلی کا واقعہ کب پیش آیا	۱۵۶	شمسون کی بیوی کی بے وفائی	۱۶۶	جرجیس سے معجزہ طلب کرنا	۱۷۳
یونس کشتی میں سوار ہوئے	۱۵۷	بیوی کو دوگنا مال دینے کا لالچ	۱۶۶	زمین [illegible]	۱۷۳
یونس نبی کی معافی	۱۵۷	شمسون کو بالوں سے باندھنا	۱۶۶	حضرت [illegible]	۱۷۳
یونس علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ		جرجیس	۱۶۷	بزرگ کو طلب کرنا	۱۷۴
ناراضی	۱۵۸	شاہ موصل کو جرجیس کا پیغام	۱۶۷	چار سو سال کا [illegible]	۱۷۵
یونس کو سمندر میں پھینکا جانا	۱۵۹	جرجیس بادشاہ موصل کے دربار میں	۱۶۸	کنویں اور پانی کا	۱۷۵
یونس کا از خود کشتی سے سمندر میں کودنا	۱۵۹	افلون نامی بت	۱۶۷	بڑھیا کی ہمدردی	۱۷۵
یونس کی دعا اور رہائی	۱۶۰	جرجیس کا خطاب	۱۶۸	جرجیس کا ایک اور معجزہ	۱۷۵
یونس کے [illegible]	۱۶۰	جرجیس کو اذیت دی گئی	۱۶۸	اندھے بہرے کو درست کرنا	۱۷۵
یونس واپس اپنی قوم میں	۱۶۱	جرجیس کا خطاب	۱۶۸	بڑھیا کے گھر گرانے کا حکم	۱۷۶
سمندری جانوروں کی تسبیح کی آواز	۱۶۱	بادشاہ کا خوفزدہ کرنا	۱۶۹	جرجیس کی پکار	۱۷۶
میرا بندہ	۱۶۲	جرجیس کی [illegible]	۱۶۹	جرجیس کا دوبارہ زندگی پانا	۱۷۶
فرشتوں کی سفارش	۱۶۱	شدید درد ناک عذاب	۱۶۹	[illegible]	۱۷۶
یونس کی نئے سرے سے پرورش	۱۶۲	بادشاہ کو خوفزدہ کرنا	۱۷۰	جرجیس بادشاہ کے مقابلہ میں	۱۷۶
اللہ تعالیٰ کے تین رسول	۱۶۳	حضرت الیاس	۱۷۰	جرجیس کی آواز کا [illegible]	۱۷۷

جو شخص بت کے آگے	۱۷۶	اردشیر کی اردوانیوں سے جنگ	۱۸۳	ہرمز کی حکومت کی مدت	۱۹۱
ہر شخص کا حق ادا کرنے کا حکم دیا	۱۷۷	اردشیر کی صلح	۱۸۳	ہرمز کا باپ کو خط لکھنا	۱۹۱
عوام کی سپاس گزاری	۱۷۷	اردشیر کی فتح مگین سے قربت	۱۸۴	بہرام بن ہرمز	۱۹۱
[illegible]	۱۷۷	ہر عمل کا نیا طرز زندگی پانا	۱۸۴	بہرام کا انداز حکومت	۱۹۱
بادشاہ کی [illegible] کا اعلان جنگ	۱۷۸	اردشیر بن بابک کے بعد ساسانی حکمران	۱۸۵	بہرام بن بہرام بن ہرمز	۱۹۲
اردشیر بن بابک	۱۷۹	اردشیر کی اشغانی خاتون سے ہم بستری	۱۸۵	ابن بہرام	۱۹۲
سلسلہ نسب	۱۷۹	شاپور ہرمز کی ولادت کا پتا	۱۸۵	نرسی بن بہرام کا ذکر	۱۹۲
جائے پیدائش	۱۷۹	اردشیر کی پریشانی	۱۸۶	ہرمز بن نرسی کا ذکر	۱۹۲
[illegible]	۱۷۹	شیخ کا حقیقت بتانا	۱۸۶	سابور ذوالاکتاف	۱۹۲
اردشیر کی ولادت	۱۸۰	اردشیر کا [illegible]	۱۸۶	ملک فارس پر عربوں کا حملہ	۱۹۳
"اصطخر" بادشاہ	۱۸۰	سابور کی ولی عہدی	۱۸۶	سابور کی خونریزی	۱۹۳
اردشیر "تیری" کے حوالے	۱۸۰	سابور کی دریا دلی	۱۸۷	وزراء اور مملکتی افسروں کا اس کے	
ایک خواب	۱۸۰	سابور کے تخت کا ارادے	۱۸۷	پاس آنا	۱۹۳
اردشیر کی [illegible] قتل و غارت گری	۱۸۰	سابور کا مختلف علاقوں کے بادشاہوں		سابور بادشاہ کا خطاب	۱۹۳
جوزہر کے خلاف کارروائی	۱۸۱	سے سلوک	۱۸۷	سابور کا شہروں کی آبادی کرنا	۱۹۳
اردشیر کی فتح	۱۸۱	ہشام بن کلبی کی روایت	۱۸۷	سابور کا عربوں کو قتل کرنا	۱۹۳
اردشیر کو حکم	۱۸۱	سابور کا قیصر سے ملنا	۱۸۸	"بحث سابور" شہر کی تعمیر کا حکم	۱۹۳
مجھے ہر وقت اطلاع دیتے رہا ہے	۱۸۲	قیصر کی بیٹی	۱۸۸	رومیوں سے شکست اور مال غنیمت	۱۹۵
جنگ کی تیاری	۱۸۲	قیصر کی قید	۱۸۸	قیصر روم کی اطاعت	۱۹۶
اردوان کو دعوت مبارزت	۱۸۲	قیصر کا فرار	۱۸۸	سابور کی روم روانگی	۱۹۶
اردشیر کی عظیم فتح	۱۸۲	اشعار	۱۸۹	قیصر روم کی قید	۱۹۷
اردوان کے سر کو ٹھوکر	۱۸۲	قیصر کو شہر کے ہاتھوں سزا	۱۸۹	رہائی	۱۹۷
مزید فتوحات	۱۸۲	ہرمز بن سابور	۱۹۰	اردشیر بن ہرمز	۱۹۷
اردشیر کا لقب شہنشاہ	۱۸۳	ہرمز کی ماں	۱۹۰	سابور بن سابور	۱۹۸
[illegible] کے ہاتھوں تباہ کاری	۱۸۳	سابور کا ہرمز کی ماں سے نکاح	۱۹۰	بہرام بن سابور	۱۹۸
اردشیر کے بسائے ہوئے شہر	۱۸۳	سابور کی ہرمز کی ماں سے محبت	۱۹۰	یزدجرد اثیم	۱۹۸
اردشیر [illegible] دیا	۱۸۳	حقیقت کھل گئی	۱۹۰	یزدجرد کی بد عادات	۱۹۹

قلوس کی وفات ۱۹۹
عرب سرداروں کی تبدیلیاں ۱۹۹
خورنق کی تعمیر اور بانی کا حشر ۱۹۹
نعمان کی گوشہ نشینی ۲۰۰
بہرام جور کی حکومت ۲۰۱
شاہ فارس کی تربیت عرب میں ۲۰۱
بہرام منذر بن نعمان کے گھر ۲۰۱
بہرام کی تربیت ۲۰۱
گھڑسواری ۲۰۲
بہرام کا شکار ۲۰۲
عرب سے واپسی ۲۰۱
یزدگرد کے پاس قیصر روم کا وفد ۲۰۲
کسریٰ ۲۰۳
منذر کا حیلہ ۲۰۳
جوانی کا مشورہ ۲۰۳
منذر کا اہل فارس کے پاس آنا ۲۰۳
منذر کا بہرام سے جواب کے لیے کہنا ۲۰۳
لوگوں کے دل میں خوشی کی لہر ۲۰۳
حصول تاج کی جدوجہد ۲۰۴
دو شیروں کو مار دینا ۲۰۵
لہو و لعب کی موت ۲۰۵
آذربائیجان کا سفر ۲۰۶
ترک سے واپسی پر بہرام کی تقریر ۲۰۷
ہند پر قبضہ کے لیے سازش ۲۰۷
ایک ہاتھی سے مقابلہ ۲۰۸
ہندی بادشاہ کے دربار میں ۲۰۸
بہرام کی جرأت ۲۰۸
رومیوں سے جنگ ۲۰۹
مہرنرسی ۲۰۹
بہرام کی محسن پر بڑی مہربانی ۲۰۹
یزدجرد بن بہرام ۲۱۰
فیروز بن یزدجرد ۲۱۰
طخارستان پر حملہ ۲۱۱
فیروز اہل روم کی نظر میں ۲۱۱
فیروز کے بنائے ہوئے شہر ۲۱۱
اخشنواز پر حملہ اور شکست ۲۱۲
شکست کی تلافی ۲۱۲
سوخرا جہانی ۲۱۳
سلسلہ نسب ۲۱۳
اخشنواز کی کامیاب چال ۲۱۳
فیروز کی ہلاکت ۲۱۴
یزدگرد اور فیروز کے دور کے اہم واقعات ۲۱۵
عمرو بن تبع کی فتوحات ۲۱۵
عمرو بن تبع کا جانشین ۲۱۵
تبع کی چین پر چڑھائی ۲۱۵
نعمان کی حکومت ۲۱۶
قصر مشقر ۲۱۶
بلاش بن فیروز ۲۱۶
بلاش ایک صاحب صلاحیت بادشاہ ۲۱۶
قباذ بن فیروز کی حکومت ۲۱۶
قباذ کی فراخ حوصلگی ۲۱۶
لڑکی کی ماں کا استفسار ۲۱۷
بلاش کی ملامت ۲۱۷
قباذ سے تعمیر کرائے گئے شہر ۲۱۷
قباذ کی چال ۲۱۷
زرمہر کا قتل ۲۱۸
قباذ کی واپسی ۲۰۶
قباذ کے زمانے میں عرب کے حالات ۲۱۹
[illegible] ۲۲۰
[illegible] ۲۲۰
شرحبیل کی ہلاکت ۲۲۱
آتش کدہ کی خبر ۲۲۱
مسلمات ۲۲۱
ابن اسحاق کی رائے ۲۲۲
کسریٰ اور نوشیروان ۲۲۳
نام و نسب ۲۲۳
حالات مزدکی اور تحریک شکنی ۲۲۲
زردشتی مذہب کی بدعت کو پھیلانا ۲۲۲
کسریٰ کا گمراہی کو ختم کرنا ۲۲۳
ریاست صحیفہ کا تذکرہ ۲۲۳
کھوئی ہوئی ریاستوں کی واپسی ۲۲۳
کسریٰ کی دیگر اصلاحات ۲۲۳
فیروز کسریٰ کی تعمیرات ۲۲۳
سنجبو خاقان ۲۲۳
فیروز کسریٰ کی جنگی ۲۲۳
سنجبو خاقان کی فرمائشات کو پورا
کرنا ۲۲۴
کسریٰ کی جنگ یمن میں ۲۲۴
[illegible] کی صلح ۲۲۵
ایک لطیفہ ۲۲۵
فتوحات اور اقتدار ۲۲۶

[illegible] ۲۲۰
[illegible] ۲۲۷
منذر بن نعمان ۲۲۷
فارس کی کامیابی ۲۲۷
نبی کریم ﷺ کی ولادت کس بادشاہ کے دور میں ہوئی ۲۲۸
تبع اور قباذ کے [illegible] حالات ۲۲۸
تبع کی لوٹ کھسوٹ ۲۲۹
[illegible] ۲۲۹
[illegible] ۲۲۹
یہودی عالم تبع کے پاس ۲۲۸
تبع کا یہودی ہو جانا ۲۲۹
مکہ پر حملہ ۲۳۰
عربوں کی کعبہ کے ساتھ عقیدت ۲۳۰
[illegible] ۲۳۰
[illegible] ۲۳۰
[illegible] ۲۳۰
تبع کا بیت اللہ کو غلاف چڑھانا ۲۳۱
[illegible] ۲۳۱
[illegible] ۲۳۱
یمن میں یہودیت کی بنیاد ۲۳۱
[illegible] ۲۳۲
تبع کا قصیدہ ۲۳۲
[illegible] ۲۳۳
[illegible] ۲۳۳
نبی کریم ﷺ کی آمد کی پیشین گوئی ۲۳۳
[illegible] ۲۳۳
[illegible] ۲۳۴
[illegible] ۲۳۵
[illegible] ۲۳۵
[illegible] ۲۳۵
[illegible] ۲۳۷
[illegible] کی وفات ۲۳۸
[illegible] ۲۳۹
[illegible] ۲۴۰
[illegible] ۲۴۱
نجران میں عیسائیت کا آغاز ۲۴۲
اصحاب الاخدود کا [illegible] ۲۴۲
[illegible] نجران میں [illegible] ۲۴۳
نجران میں [illegible] ۲۴۳
اسم اعظم ۲۴۳
[illegible] ۲۴۲
اصحاب الاخدود (خندق والے) ۲۴۵
[illegible] ۲۴۶
[illegible] ۲۴۶
[illegible] ۲۴۸
[illegible] ۲۴۹
[illegible] ۲۵۰
[illegible] ۲۵۰
[illegible] ۲۵۰
[illegible] ۲۵۱
[illegible] ۲۵۱
[illegible] ۲۵۲
[illegible] ۲۵۲
[illegible] ۲۵۳
[illegible] ۲۵۳
[illegible] ۲۵۴
[illegible] ۲۵۴
[illegible] ۲۵۴
[illegible] ۲۵۴
[illegible] ۲۵۵
[illegible] ۲۵۶
[illegible] ۲۵۷
قیصر روم سے مدد کی درخواست ۲۵۸
نوشیروان سے مدد کی درخواست ۲۵۸
[illegible] کا دربار ۲۵۸
[illegible] ۲۶۲
[illegible] کی روایت [illegible] ۲۶۳
[illegible] اور [illegible] کے درمیان [illegible] ۲۶۳
[illegible] ۲۶۵
[illegible] ۲۶۵
[illegible] کی اصلاحات ۲۶۶
[illegible] ۲۶۶
[illegible] ۲۶۷
[illegible] ۲۶۷
[illegible] ۲۶۷
[illegible] ۲۶۷
[illegible] ۲۶۸
[illegible] ۲۶۸

حضرت یوشع [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسری روایت

[illegible]

تیسری روایت

[illegible]

حضرات نے ابن اسحاق سے بھی یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جبابرہ کے ساتھ قتال کرنے سے انکار کرنے والے لوگ مر گئے اور ان کی اولاد جوان ہو گئی اور چالیس سال صحرانوردی میں گزر گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس نوجوان نسل کو لے کر چلے حضرت یوشع علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھے اور حضرت کالب بن یوفنا بھی۔ پھر جب وہ کنعان کی سرزمین پر پہنچے تو وہاں معروف شخص بلعم بن باعور بھی تھے۔ جن کو اللہ نے دولت علم سے نوازا تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم بھی معلوم تھا۔ جس کے بارے میں معروف ہے کہ جب اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے تو دعا قبول ہوتی ہے۔

بلعم کی بددعا:

سالم ابو نضر سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام شام کے علاقے کنعان کی زمین پر فروکش ہوئے تو بلعم بلقاء کی آبادیوں میں سے باعونا نامی گاؤں کے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سرزمین پر بنی اسرائیل کے ساتھ ٹھہرے تو بلعم کی قوم ان کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اے بلعم یہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام بنی اسرائیل سمیت آئے ہوئے ہیں اور ہمیں یہاں سے نکالنا اور قتل کرنا چاہتے ہیں اور یہ ملک بنی اسرائیل کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آپ کی قوم ہیں ہمارا اور کوئی ٹھکانہ نہیں اور آپ مستجاب الدعوات آدمی ہیں اور آپ آئیں اور ان کے خلاف اللہ سے بددعا کریں۔ بلعم کہنے لگے کہ تمہارا برا ہو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ ان کے ساتھ فرشتے اور مومنین ہیں میں کیسے چلوں؟ اور ان کے خلاف کیسے بددعا کروں؟ اور مجھے جو علم اللہ نے دیا ہے اس کو میں جانتا ہوں۔

بلعم کو ورغلا دینا:

قوم کہنے لگی کہ ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں اور اپنی عاجزی کا اظہار کرنے لگی اور اس کے دل کو موم کرنے لگی آخر کار منت سماجت کر کے اس کو اپنے جال میں پھنسا لیا اور وہ فتنے میں پڑ گئے اور گدھے پر سوار ہو کر اس طرف چل پڑے جہاں پہاڑ کی چوٹی پر بنی اسرائیل ٹھہرے ہوئے تھے۔ حسبان نامی پہاڑ پر تھوڑا ہی چلے اور دیکھا کہ ان کا گدھا ان کی طرح بیٹھ گیا پھر اتر کر اس کی خوب پٹائی کی تو وہ کھڑا ہو گیا اور یہ اس پر سوار ہو گئے۔ پھر گدھا بیٹھ گیا اور پھر پٹائی کی اور وہ پھر چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اب کے اللہ نے گدھے کو گویائی کی قوت عطا فرمائی۔ اور گدھے نے پوری حجت کرتے ہوئے کہا ہائے رے بلعم تجھ پر تو کہاں جا رہا ہے۔ کیا تجھے نظر نہیں آ رہا کہ فرشتے میرے سامنے ہیں۔ اور میرا چہرہ واپس پھیر رہے ہیں۔ کیا تو اللہ کے نبی اور مومنین کی طرف جا رہا ہے کہ ان کے خلاف بددعا کرے لیکن بلعم مارنے سے باز نہ آیا۔ جس وقت بلعم اس حد تک پہنچ گیا تو اللہ نے اس کی رسی کھلی چھوڑ دی اور گدھا اس کو لے کر چل پڑا اور جبل حسبان پر پہنچا۔

بلعم کے منہ سے حقیقت کا اظہار:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل وہیں پر تھے۔ جب بلعم وہاں پہنچا تو اس نے بنی اسرائیل کے لیے بددعا شروع کر دی جب وہ بنی اسرائیل کے لیے بددعا کرتا تو اپنی قوم کے لئے بددعا نکل جاتی اور جب اپنی قوم کے لیے دعا کرتا تو وہ بنی اسرائیل کے لیے ہو جاتی۔

قوم نے دیکھا تو کہا کہ اے بلعم تو کیا کر رہا ہے اپنی قوم کو بددعا اور بنی اسرائیل کو دعا دے رہا ہے۔ بلعم بولا میرا اس میں بس نہیں چلا۔ بلعم کی زبان منہ سے نکل کر سینے تک آ گئی۔ اور وہ کہنے لگا کہ میری آخرت و دنیا برباد ہو گئی۔

بلعم کی تدبیر:

اب میں تمہارے لیے ایک تدبیر کرتا ہوں تم اپنی عورتوں کو مزین کرو اور انہیں ہتھیار دے کر لشکر میں بھیج دو اور ان کو کہو کہ اگر کوئی شخص تمہیں چھیڑے تو اسے منع نہ کریں اگر ان میں سے کسی عورت کے ساتھ زنا کر لیا تو تمہارے لیے یہ کافی ہو جائے گا اور تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

کفار کا حسین عورتوں کو مسلمانوں کے لشکر کے سامنے لانا:

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب یہ عورتیں لشکر میں داخل ہو گئیں تو قبیلہ کنعان کی ایک بنت صور بنی اسرائیل کے ایک بڑے شخص جس کا نام زمری بن شلوم تھا کے پاس سے گزری تو اس کا حسن اس کو بھا گیا اور اسے موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو کہیں گے کہ یہ میرے لیے حرام ہے اور اس کو ہرگز مت چھونا پھر اس عورت کو خیمے میں لے گیا اور اس سے زنا کیا اللہ نے اسی وقت بنی اسرائیل پر طاعون کی بیماری اتار دی۔

بنی اسرائیل پر طاعون کا عذاب:

فخاص بن عیزار جو ایک شخص موسیٰ علیہ السلام کا مصاحب خاص تھا وہ زمری کے اس فعل کے وقت وہاں موجود نہیں تھا جب وہ واپس آیا تو بنی اسرائیل میں طاعون کی بیماری پھیل چکی تھی اسے اصل واقعہ بتایا گیا۔

زمری کا قتل اور طاعون کا ختم ہو جانا:

وہ ہتھیار لے کر اس خیمے میں گیا وہاں وہ دونوں لیٹے ہوئے تھے اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا لیکن جب طاعون کی بیماری سے ہلاک ہونے والوں کو شمار کیا تو ان کی تعداد ستر ہزار تھی۔

فخاص بن عیزار:

بنی اسرائیل کے لوگوں نے فخاص بن عیزار کی اولاد کی خدمت کے واسطے اس کو چھوڑے جس جانور ذبح کر کے اس کی پسلیاں جبڑے ساتھ ہی دیتے ہیں کیونکہ فخاص نے نیزے کو جبڑے سے پکڑ کر زمری اور اس کی ساتھی عورت کو پرو لیا تھا اور دوسرا ہاتھ کوکھ پر رکھا تھا۔

بلعم بن باعور کے بارے میں قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ: "اے پیغمبر! آپ یہ واقعات ان کو پڑھ کر سنا دیجیے جس کو ہم نے یہ آیات عطا فرمائیں مگر اس نے ان کو چھوڑ دیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور گمراہوں میں شامل ہو گیا اگر ہم چاہتے تو ان کو ان انعامات کے باعث مرتبہ بلند کر دیتے مگر وہ خود پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے ہو لیا اور اس کی مثال کتے جیسی ہو گئی کہ اگر اس کو ڈانٹے تب بھی ہانپے اور اگر چھوڑ دیے تب بھی ہانپے یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی پس اے پیغمبر! آپ یہ واقعات ان کو پڑھ کر سنا دیجئے شاید یہ لوگ غور کریں"۔ (اعراف: ۱۷۶-۱۷۵)

سورج کا واپس آنا:

پھر موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کو بنی اسرائیل کے ساتھ روانہ کیا جب انہوں نے عمالقہ قوم سے جنگ کی جس سے کئی لوگ ہلاک ہوئے اور ابھی جنگ جاری تھی کہ رات ہونے لگی انہیں خطرہ ہوا کہ جنگ کا فیصلہ ہونے بغیر رات آ گئی تو وہ جنگ میں کامیاب نہ ہو سکیں گے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ سورج کو روک دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا یہاں تک کہ وہ جنگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بلعم (دوسری روایت)

[illegible] بنی اسرائیل [illegible] بلعم [illegible]

بلعم کی مجبوری عورت سے دوری

بلعم کے پاس [illegible] بنی اسرائیل [illegible]

[illegible] بنی اسرائیل کے خلاف بد دعا [illegible]

بلعم لومڑی کا یار

[illegible]

سورج کی واپسی (دوسری روایت)

جمعہ کے روز یوشع علیہ السلام نے اس قوم سے [illegible] یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور ہفتہ کی رات [illegible] یوشع علیہ السلام نے سورج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے سورج تو بھی اللہ کا [illegible] اور میں بھی اللہ کے حکم [illegible] اے اللہ اس سورج کو [illegible] سورج واپس آ گیا [illegible] یوشع علیہ السلام نے [illegible] خوب قتل کیا۔

مال غنیمت میں خیانت

بنی اسرائیل نے مال غنیمت جمع کیا یوشع علیہ السلام نے آگ کو حکم دیا [illegible]

پاس لے گئیں تو انہیں آگ نے نہ کھایا پھر یوشع بن نون نے فرمایا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے ہر قبیلے کا ایک آدمی آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرے وہ بیعت کرنے لگے یہاں تک کہ ایک آدمی کا ہاتھ حضرت یوشع کے ہاتھ کے ساتھ چپک گیا آپ نے پوچھا کیا ہے۔ پاس بچھڑے کا سر ہے جو سونے کا بنا ہوا ہے اس میں یاقوت لگے ہوئے ہیں جس کو انہوں نے چھپا رکھا تھا آپ نے اس کو منگا کر مال غنیمت میں شامل کیا اور آدمی کو بھی اس مال غنیمت میں ڈالا۔ پھر آگ آئی اور اس نے آدمی اور سارے مال غنیمت کو جلا دیا۔

اریحا کی فتح (دوسری روایت)

یہودیوں کا یہ خیال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا انتقال وادی تیہ میں ہوا اور ان کے بعد حضرت یوشع بن نون کو نبی بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہ دریائے اردن پار کر کے اس علاقے میں جائیں جس کا بنی اسرائیل کو وعدہ کیا گیا تھا اور ان سے وعدہ کیا گیا کہ ملک انہیں دیا جائے گا یوشع علیہ السلام نے اس علاقے کی خبر لینے کے لیے اریحا کی طرف گئے آپ کے پاس میثاق (عہد نامے) کا تابوت بھی تھا جب آپ دریائے اردن پر پہنچے تو آپ کے لیے راستہ بنا دیا آپ نے اریحا شہر کا محاصرہ کیا اور چھ ماہ تک محاصرہ کیے رکھا۔

ایک دن اس شہر کی دیوار گر گئی آپ کے لشکر نے وہاں خوب جنگ کی اور سونے چاندی لوہے اور تانبے کے علاوہ سب کچھ جلا دیا اور ان چیزوں کو بیت المال میں داخل فرما دیا۔

مال غنیمت میں خیانت (دوسری روایت):

پھر ایک بنی اسرائیلی نے مال غنیمت میں خیانت کی جس کی وجہ سے حضرت یوشع علیہ السلام پریشان ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آپ قرعہ اندازی کر کے پتا چلا لیا کہ یہ عاجر ہے اس کا نام عاجر تھا جس نے خیانت کی تھی آپ نے اسے پتھر لگوائے پھر جا کر سب مال غنیمت کو آگ نے کھا لیا مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کا نام عاجر تھا اس کی وجہ سے اس جگہ کا نام عاجر رکھا گیا۔

دیگر علاقوں کی فتح:

یوشع علیہ السلام وہاں سے چل کر عائی اور شعب کے بادشاہ کے پاس آئے تو کوکب انہیں نے آپ کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا تو یوشع علیہ السلام نے ان سے جنگ کرنے کے لیے کمین گاہ سے حملہ کیا اور پھر ان علاقے پر فتح حاصل کی۔ ان کی حکومت ختم کی اور شہر کو آگ لگا دی اور وہاں کے بادشاہ کو قتل کیا۔

اہل جبعون اور اہل جعون نے دھوکہ دینے کے ارادے سے پہلے امان طلب کی جب ان کی دھوکہ دہی ظاہر ہوئی تو آپ نے دعا کی کہ سورج ٹھہر جائے (شمس) ... تاکہ ... اور ... ہو جائے۔

ارمانی بادشاہوں کو شکست

پھر ارمان کے بادشاہوں کو پیغام بھیجا ان کی تعداد پانچ تھی انہوں نے اپنے میں سے ایک کو سردار بنایا اور جنگ کے لیے آئے اہل جبعون نے یوشع علیہ السلام سے مدد طلب کی یوشع علیہ السلام نے ان کی مدد کی اور ان سب سرداروں کو شکست دی یہاں تک کہ ان کو وادی کی طرف اتار دیا اللہ نے ان پر پتھروں کی بارش کی اور جو لوگ پتھروں سے قتل ہوئے ان کی تعداد تلوار سے قتل

ہونے والی ہے تو رک گئی۔

یوشع علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ سورج اور چاند کو روک دے یہاں تک کہ وہ ان کے قتل ہونے سے قبل فتح کامل ہو جائے چنانچہ سورج اور چاند رک گئے اور یہ بات بالکل نادر ہے جو کہ [illegible] یوشع علیہ السلام کے لئے [illegible] سے [illegible] مکمل ہوئی [illegible]۔

یہودا اور شمعون کی اولاد کا کنعانیوں سے جنگ کرنا

اس کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ اور آپ کو افرائیم نامی پہاڑ میں دفن کر دیا گیا۔ آپ کے بعد یہودا اور شمعون کی اولاد کنعانیوں سے جنگ کے لیے تیار ہوئی چنانچہ انہوں نے ان [illegible] کو مباح کیا اور ان کے [illegible] آدونی بازق کے ساتھ قتل ہو گئے۔

بازق کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں کاٹنا

انہوں نے بازق کو پکڑا اس کے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کو کاٹ دیا اس وقت بازق نے کہا کہ میں نے ستر مردوں کی انگلیاں کٹوائیں اور وہ میرے دستر خوان سے کھاتے تھے۔ اللہ نے مجھے اس حرکت کی سزا دے دی۔ انہوں نے بازق کو یروشلم کی وادی میں بھیج دیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

یوشع علیہ السلام بن نون کی عمر:

یوشع علیہ السلام کی عمر ایک سو چھبیس سال تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ پیغمبر بنے اور ستائیس سال تک اپنی قوم کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

یمن کا پہلا بادشاہ:

کہا گیا ہے کہ یمن کا سب سے پہلا بادشاہ جو یوشع علیہ السلام کے دور میں تھا اس کا نام شمر بن املوک تھا۔ اس نے یمن میں ظفار شہر تعمیر کرایا اور وہاں سے عمالقہ کو نکال لایا۔ شمر اس وقت فارس کے بادشاہ کی طرف سے یمن اور اس کے اردگرد کے علاقوں کا گورنر تھا۔

باقی ماندہ کنعانیوں کا یمن چلے جانا

ہشام بن کلبی کا خیال ہے کہ یوشع علیہ السلام سے جنگ کے بعد یہ کنعانی زندہ رہ گئے تھے۔ افریقیس بن قیس جب افریقہ کی طرف جا رہا تھا۔ تو اس وقت ان کا گزر ان کے پاس سے ہوا اس نے انہیں شام کے ساحل سے اپنے ساتھ لیا اور انہیں لے کر افریقہ پہنچا افریقیہ پر قبضہ کر کے اسے فتح کیا اور اس کے بادشاہ جرجیر کو قتل کیا اور ان کنعانیوں کو وہاں آباد کیا ان کا نام بربر رکھا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حمیر کے قبیلے صنہاجہ اور کتامہ بھی بربریوں کے ساتھ رہ گئے تھے اور اس وقت سے آج تک ان کے ساتھ رہ رہے ہیں۔

قارون:

قرآن مجید میں (ان قارون کان من قوم موسیٰ) "بے شک قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا" اس آیت کے تحت

ابن جریج کہتے ہیں۔ کہ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس لیے قارون کے والد یصہیر اور موسیٰ علیہ السلام کے والد عمرم (جسے عربی میں عمران کہتے ہیں) آپس میں بھائی تھے۔ بعض نے عمرم کے بجائے عمم کا ذکر کیا ہے۔

محمد سے روایت ہے۔ کہ یصہر بن قاہث نے شمیت بنت بتاویت سے نکاح کیا اس سے عمران اور قارون کے دو لڑکے پیدا ہوئے اور پھر عمران سے موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس کے مطابق قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا تھا۔ جبکہ ابن اسحاق کے طریق سے باقی واسطوں سے مروی ہے اسی طرح قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے۔ کہ ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام قارون کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور قرآن میں اسے اس لیے خوبصورت کہا گیا ہے۔ کہ اسے منور بھی کہا جاتا رہا ہے۔

قارون کے خزانے:

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام قارون کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور اللہ نے قارون کو بہت زیادہ مال عطا کیا تھا قرآن مجید میں اس کے بارے میں یوں تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ہم نے اسے اتنے خزانے دیے کہ اس کے خزانے کی کنجیاں ایک طاقتور آدمیوں کی جماعت کو گراں بار کر دیتی تھیں۔" اس آیت کے تحت خیثمہ سے مروی ہے۔ کہ ہم نے توریت میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ قارون کے خزانے کی کنجیاں ساٹھ خچر اٹھاتے تھے۔ جو بوجھ سے لدے ہوتے تھے۔ اور کوئی چابی اس کی ایک انگلی سے بڑی نہیں ہوتی تھی اور ہر کنجی ایک خزانے کی کنجی ہوتی تھی۔ خیثمہ سے ایک روایت میں مروی ہے کہ اس کے خزانے کی کنجیاں ساٹھ خچر اٹھاتے تھے۔ اور یہ کنجیاں ایسے ساٹھ خچروں پر لادی جاتی تھیں جن کی پیشانی اور ٹانگیں چمکدار ہوتی تھیں۔

قارون کو نصیحت:

لیکن جب اللہ نے اس کے کثرت مال کی وجہ سے اسے بدبختی اور عذاب میں مبتلا کرنا چاہا تو اللہ کے دشمن کی سرکشی یہ تھی کہ اس نے بنی اسرائیل کے کپڑوں میں ایک ہاتھ کا اضافہ کر دیا۔ قوم کے لوگوں نے اسے اللہ کی نافرمانی سے روکا اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب دی اور اللہ کی عبادت پر ابھارا قرآن مجید میں ہے کہ "جب قارون کی قوم نے اس سے کہا تو اتنا مت اترا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جو اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کا گھر تلاش کر اور دنیا میں سے اپنے حصے کو فراموش نہ کر اور جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے۔ تو بھی احسان کیا کر اور ملک میں فساد چاہنے کا خواہش مند نہ ہو یقیناً اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

قارون کا جواب:

"اور تو دنیا میں اپنے حصے کو فراموش نہ کر" مراد یہ ہے کہ تو اس بات کو نہ بھول کہ تو نے اس دنیا سے آخرت کے لیے حسب کمانا ہے۔ لیکن قارون نے اس کے بدلے میں جہالت اور گمراہی پر مبنی جواب دیا۔ جو قرآن مجید میں بھی مذکور ہے اس نے کہا کہ مجھے یہ سب کچھ میرے اس علم اور ہنر کی وجہ سے ملا ہے۔ جو مجھے حاصل ہے۔ قتادہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر اللہ مجھ سے راضی نہ ہوتا تو مجھے اتنا زیادہ مال عطا نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے اس کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا کیا اس کو معلوم نہیں کہ اللہ اس سے پہلے گذشتہ قوموں میں سے ایسے ایسے شخصوں کو تباہ کر چکا ہے۔ جو قوت کے اعتبار سے اس سے کہیں زیادہ اور مال جمع کرنے کے اعتبار سے اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے لہذا اگر اللہ اپنی رضا اور فضل کی بنا پر مال عطا کرتا اور ان مال والوں کو اللہ تعالیٰ ہلاک نہ کرتے۔

حالانکہ ان کا مال اس سے زیادہ تھا۔

قارون کو وعظ و نصیحت:

نیکی کی اس وعظ اور نصیحت پر مشتمل جواب نے اس بیوقوف اترانے والے پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ اپنی سرکشی اور نافرمانی میں بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ ایک روز اپنی پوری زیب و زینت کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ وہ ایک خوبصورت سفید رنگ کے گھوڑے پر تھا جس پر ارجوان (خوبصورت چمکیلی دار سرخ رنگ کی لکڑی) کی زین ڈالی گئی تھی۔ اس نے زرد رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ تین سو باندیاں اور چار ہزار آدمی بھی نکلے۔ بعض نے کہا کہ مردوں کی تعداد ستر ہزار تھی۔

بعض لوگوں کا قارون جیسا مالدار بننے کی خواہش:

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ جب قارون اس شان و شوکت سے نکلا تو ضرور دیکھنے والے لوگوں کو اس کی حالت پر رشک آیا اور وہ بھی قارون جیسا مال حاصل کرنے کی تمنا کرنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے کہا ”کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ سامان ملتا جو قارون کو دیا گیا“ سمجھدار اور فہیم لوگوں نے ان کی اس بات کو ناپسند فرمایا اور کہا کہ قارون کے خزانے کی تمنا کرنے والو اللہ سے ڈرو اور جن باتوں کا حکم اللہ نے دیا ہے ان پر عمل کرو اور جن سے روکا ہے ان سے رک جاؤ اس لیے کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور نیک عمل کیے تو اس کو ملنے والا ثواب اس خزانے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مرتبہ ایمان اور عمل صالح کرنے کا مرتبہ اور جنت تو صبر کرنے والوں کے علاوہ کسی کو نہیں ملتا جو دنیا کی زیب و زینت دیکھنے کے باوجود صبر کرتے ہیں۔ اور آخرت کے ثواب کو دنیا کی لذتوں پر ترجیح دیتے ہیں۔

قارون کی زکوٰۃ سے بچنے کی تدبیر:

ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جب زکوٰۃ کا حکم آیا تو قارون موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہر ہزار کے بدلے میں ایک درہم اور ہر ہزار دیناروں کے بدلے میں ایک دینار دوں گا۔ اس کا کہنا ہے کہ جب حساب لگایا تو وہ بہت زیادہ زکوٰۃ بنتی تھی۔ لہٰذا اس نے زکوٰۃ سے بچنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ اس نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور کہا کہ اب موسیٰ علیہ السلام تم کو بہت سے احکام سنائے گا اور تم نے اس کی اطاعت کی اب وہ تمہارا مال لینا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم ہمارے بڑے ہو جیسے تم چاہو حکم دو۔

موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگانے کی سازش:

اس نے کہا کہ فلاں فاحشہ کو لے آؤ اور اسے کچھ رقم دو اور کہو کہ وہ موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے وہ اس عورت کو لے آئے پھر قارون موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کی قوم اکٹھی ہو چکی ہے آپ انہیں احکام سنا دیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے بنی اسرائیل جو شخص چوری کرے گا تو اسے سو کوڑے لگائیں گے اور اگر شادی شدہ مرد زنا کرے گا تو اسے اتنے کوڑے لگائیں گے کہ یا پھر کہا کہ اسے اتنے پتھر ماریں گے کہ وہ مر جائے۔ قارون نے کہا خواہ آپ زنا کریں؟ آپ پر بھی حد جاری ہوگی؟ فرمایا ہاں! قارون چیخ کر بولا بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے فلاں عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے؟ فرمایا اسے بلاؤ عورت حاضر ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سچ سچ کہہ دے کیا واقعی میں نے تیرے ساتھ ایسی حرکت کی ہے؟ عورت نے کہا نہیں بلکہ ان لوگوں نے مجھے انعام دے کر اس بہتان طرازی پر آمادہ کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام شدت غم سے بے اختیار ہو کر سجدے میں گر پڑے۔

موسیٰ علیہؑ کو زمین پر اقتدار

اس کے بعد موسیٰ آیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں نے مجھ سے تمکین و خلافت کی درخواست کی اور ہم نے ان پر رحم کیا

اور یہ کہ ہمارے قوم میں ان کی دعا قبول رہے۔

قارون کی زیب و زینت

ایک بار قارون اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے بڑی زیب و زینت سے ... گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلا

جس کا جلوس بڑی دھوم دھام کا تھا اور اس کے آگے پیچھے بڑی شان سے چل رہے تھے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر یوں بیان کیا گیا ہے:

"ایک دن وہ اپنی قوم کے سامنے بڑی زیب و زینت کے ساتھ نکلا تو جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے، کہنے لگے: کاش
جیسا قارون کو ملا ہے ہم کو بھی ملے، واقعی قارون بڑا صاحب نصیب ہے۔ جن
لوگوں کو علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا: تم پر افسوس ہے، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لیے جو
ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور یہ صبر کرنے والوں کے سوا کسی کو
نہیں ملتا۔ پھر ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کی مدد کے لیے کوئی ایسی جماعت نہ تھی کہ
اسے بچا لیتی اور نہ وہ اپنے آپ کو بچا سکا۔ اور وہ لوگ جو کل اس کے مرتبے کی تمنا کر رہے تھے، وہ کہنے لگے
کہ افسوس! بات تو یہ ہے کہ اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی دھنسا دیتا، افسوس! سچی بات تو یہ ہے کہ ناشکروں
کو فلاح نصیب نہیں ہوتی۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اے محمد! یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں بڑا بننا نہیں چاہتے اور
آخرت میں بھی لوگوں کا انجام اچھا ہوگا جو پرہیزگار رہے۔" (القصص: ۸۰-۸۳)

اسرائیلیوں پر انعامات:

ابن جریر نے ایک اور روایت میں مذکورہ بالا تفصیل کے علاوہ یہ بات بھی مروی ہے کہ اس کے بعد فرعونی سخت شدید قحط میں مبتلا ہو گئے اور موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قحط سے نجات دی ... جن لوگوں نے اپنی قوم کی بات پر عمل کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ مجھ سے دعا کی تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور مجھ سے دعا کریں تو میں قبول کروں گا۔

انعاماتِ الٰہی (آیات و روایات)

قرآن مجید میں آیا ہے: "قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا" (یہ خبر قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا) کے تحت ابن عباس سے مروی ہے کہ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ آپ خود کے ایک ہی کنبے سے تھے جب قارون دوسرے لوگوں پر بہت زیادہ فخر کرتا تھا۔ اس نے بنی اسرائیل میں سے ایک خاتون کو ... ورغلایا اور ... مال دینے کا وعدہ کر کے اس سے کہا کہ ... موسیٰ پر تہمت لگائے کہ ... آپ نے اس سے ساتھ زنا کیا ہے۔ اور ایسا ہی کیا گیا ... ایک روز جب بنی اسرائیل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قارون کو زمین میں دھنسا دیا جانا:

[illegible] ہوا ہے۔

قارون پر عذاب کے بعد ایمان والوں کے احساسات

[illegible]

انبیاء بنی اسرائیل

[illegible]

ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے اور پھر بھی خوش ہوتا ہے۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ اس کا حساب ہونے والا ہے اور پھر بھی عمل نہیں کرتا۔

یوشع علیہ السلام کا دور حکومت:

موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد یوشع علیہ السلام نے اسرائیلیوں پر جو حکمرانی کی اس میں سے بیس سال کا عرصہ منوچہر کے دور حکومت میں گزرا اور باقی سات سال کا عرصہ افراسیاب کے دور میں گزرا۔

منوچہر کے بعد آنے والے بادشاہ

افراسیاب:

منوچہر کے فوت ہونے کے بعد افراسیاب بن فشنج بادشاہ بن گیا اس نے اقلیم بابل اور ایران شہر پر قبضہ کر لیا تھا اس نے ایران میں بہت فساد پھیلایا کہا گیا ہے کہ جب اس نے ایران پر غلبہ حاصل کیا تو اس نے کہا "ہم مخلوق کو ہلاک کرنے میں جلدی کرتے ہیں" وہ بہت زیادہ ظلم و ستم کرنے والا تھا بہت سے شہروں کو اجاڑ دیا نہروں کو ختم کر دیا جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ پانچ سال تک قحط سالی میں مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ اس نے ایران چھوڑ دیا اور چلا گیا اس کے جانے سے پانی آنا شروع ہوا اور درخت اگنے شروع ہو گئے۔ زو بن طہماسپ کے آنے تک لوگ اس ظلم و ستم میں مبتلا رہے۔ بعض نے زو کی بجائے زاب بن طہماسپ کا نام لیا ہے۔ زو کی والدہ کا نام مادول بنت وامن تھا۔

طہماسپ کی گرفتاری:

کہا گیا ہے کہ منوچہر نے اپنے دور حکومت میں طہماسپ کو اس کی کسی غلطی کی وجہ سے گرفتار کر لیا تھا۔ جب وہ افراسیاب کو گرفتار کرنے کے لئے ترک کے دروازے پر تھا۔ منوچہر نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس کے وزراء اور مصاحبین نے معاف کرنے کا مشورہ دیا۔ منوچہر کے ذہن میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ حد کے نفاذ میں شریف اور کمزور قریب اور دور کے آدمی پر برابر تھا۔

چنانچہ جب انہوں نے طہماسپ کے بارے میں سفارش کی تو منوچہر نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا یہ دین کے اندر کمزوری ہے لیکن کیونکہ تم نے اصرار بہت زیادہ کیا ہے تو میں ایسا کرتا ہوں کہ اسے اپنے ملک میں نہ رہنے دوں گا۔ چنانچہ اسے اپنے ملک سے نکال کر ترک کی طرف بھیج دیا۔ اور وامن کی بیٹی جو کہ جنگل میں قید تھی۔ اسے یہ کہہ کر نکالا گیا کہ نجومیوں کا کہنا ہے کہ اگر اس کا [illegible] رہا تو وہ ایک بچے جنے گی جو اسے قتل کر دے گا۔ جب وہ عورت زو کی ماں بچے کے ساتھ حاملہ ہو گئی تو اسے وہاں سے نکال دیا گیا۔

طہماسپ کا دوبارہ برسر اقتدار آنا:

پھر جب طہماسپ کی سزا کے دن پورے ہو گئے تو منوچہر نے اسے معافی دے کر بلا لیا اور بعد ازاں اس لڑکی کو بھی بلا لیا اور اس سے اس کا بیٹا زو پیدا ہوا پھر زو نے اپنے نانا وامن کو کسی جنگ میں قتل کر دیا اور افراسیاب کو ایران سے بھگا دیا یہاں تک کہ کئی جنگوں کے بعد اسے ترک کی طرف بھگا دیا افراسیاب نے زو کی آمد تک بابل پر بارہ سال تک قبضہ کیے رکھا یعنی منوچہر کے انتقال سے

بعد اس وقت تھی جب ترک لوگ نے انہیں تمہیں نکالا تھا جب کہ اس سے قبل گذر چکے

کہا گیا ہے کہ زو نے افراسیاب کو فارس کے علاقے سے ماہ آبان کے مہینے میں نکالا۔ فارسیوں نے افراسیاب کے شر سے نجات حاصل کرنے کی خوشی میں اس دن کو عید بنا لیا

زو بن طہماسپ کے کارنامے۔

زو اپنے ملک میں محبوب اور نیک سیرت تھا۔ اس نے ان علاقوں کو آباد کیا جو افراسیاب نے خراب کیا تھا زو نے اسے آباد کیا شہر بابل کے قلعے اور قدیم اقتدار کے شہر آباد کرنے کے بعد تعمیر کا حکم دیا۔ خود وہ عراق کا حکمران بنایا گیا۔ زو نے اس سے تین نالے نکالے اور زمین پانی سے کھیتی باڑی کے قابل ہو گئی تو اس نے سات سال تک خراج معاف کیا۔ فارس کے شہروں کو آباد کیا اور پانی کی کثرت ہو گئی اور وہاں کے لوگوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا اور اس نے ایک نہر کھدوائی تھی۔ جس کا نام زاب ہے یہ شہر بنایا گیا۔ اور اس کے تین حصے بنائے گئے (۱) زاب اعلیٰ (۲) زاب اوسط (۳) زاب ادنیٰ۔ اس کے علاوہ بہت سے مختلف ملکوں کے بیج اور ان کی قلمیں منگوائی تھیں اور مناسب مقامات پر انہیں بونے کا حکم دیا۔ زو پہلا بادشاہ ہے جس کے دور میں مختلف قسم کے خربوزے کاشت کیے گئے اس نے ترکوں سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کے گھوڑوں کو اپنے لشکر کے درمیان تقسیم کر دیا۔ جس روز وہ بادشاہ بنا اور اس کی تاج پوشی کی گئی۔ اس نے کہا کہ افراسیاب نے جن علاقوں کو ویران کیا ہے ہم ان کو آباد کرنے میں جلدی کرنے والے ہیں۔

سلسلہ نسب

اس کا نسب نامہ یہ ہے زو بن طہماسپ بن اشرط بن ہمیر بن قحر بن نوذر بن منوچہر بن ایرج بن فریدون۔ بعض لوگوں نے نسب نامہ یوں بیان کیا کہ گرشاسب بن اثرط بن طہموس بن اشک بن نوذر بن منوچہر۔

بعض کا کہنا ہے کہ زو اور گرشاسف دونوں مشترک حکمران تھے۔ زو ملک کا بادشاہ تھا۔ جب کہ گرشاسف اس کا وزیر تھا۔ اگرچہ گرشاسف ایران میں بہت بلند مقام والا تھا تاہم وہ بادشاہ نہیں تھا۔ بلکہ حکومت زو کے ہاتھ میں تھی اور زو کے انتقال تک زو کے ہاتھ میں رہی اس کا دور حکومت کل تین سال پر مشتمل ہے۔

کیقباد:

زو کے بعد کیقباد بادشاہ ہوا۔ کیقباد کا نسب نامہ یہ ہے کیقباد بن زاغ بن نوجیاہ بن منشو بن نوذر بن منوچہر۔ اس نے ترکوں کے ایک رئیس کی بیٹی سے شادی کی جس سے درج ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

(۱) کی افنہ (۲) کیکاوس (۳) کی ارش (۴) کی بیہ ارش (۵) کیوفاشین۔ یہ سب کے سب بادشاہ تھے۔

تعارف:

کیقباد نے اپنی تاج پوشی کے روز کہا ہم ترکی کے شہروں کی تعمیر کے لیے کوشاں ہیں۔ اس نے ملک میں موجود نہروں اور چشموں کے پانی کا اندازہ لگایا اور بڑی نہروں کے نام پر شہروں کے نام رکھے۔ اس کی حد بندی کی اور ان کی رسم قائم کی۔ اس نے لوگوں کو زمین آباد کرنے کا حکم دیا اور پھر ان کی پیداوار سے عشر وصول کر کے فوجیوں کی معاش کا انتظام کیا۔ کہا جاتا ہے کہ شہروں کے

آپ نے [illegible] شخص [illegible] مقابلہ کرنے اور غلبہ پانے میں کوئی [illegible] باقی تھی۔

حاشیہ

کہا گیا ہے کہ [illegible] نے [illegible] تھے۔ [illegible]

[illegible] ہے۔

یوشع علیہ السلام بن نون کے بعد بنی اسرائیل

حزقیل اور الیسع کے ادوار

حزقیل کو ابن العجوز کہنے کا سبب

مؤرخین اور مفسرین کے حالات بیان کرنے والے اہل علم حضرات کا یہی بیان تو ہے کہ یوشع علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے امور کے منتظم کالب بن یوفنا ہوا اس کے بعد حزقیل بن بوذی (ابن العجوز) تھے۔ [illegible] حزقیل کو ابن العجوز اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ نے اللہ سے بیٹے کی دعا مانگی تھی جب کہ وہ بوڑھی اور بانجھ ہو چکی تھیں۔ [illegible] اس لیے ان کو (حزقیل) ابن العجوز یعنی (بوڑھی کا بیٹا) کہا گیا (عجوز عربی زبان میں بوڑھی عورت کو کہتے ہیں) ان کی قوم کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:

ترجمہ: "کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل گئے حالانکہ وہ ہزاروں تھے۔"

[illegible]

بنی اسرائیل کی اجتماعی موت (پہلی روایت)

محمد بن اسحاق وہب بن منبہ سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے [illegible] مصیبت اور بیماری کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے اس مصیبت پر شکوہ کرتے ہوئے دعا کی کہ اے کاش ہمیں موت آ جاتی تاکہ ہم اس مصیبت سے نجات حاصل کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی طرف وحی کی کہ [illegible] اور ان کا خیال ہے کہ اگر انہیں موت آ جائے تو اس تکلیف سے راحت پا جائیں گے [illegible] ان کے لیے [illegible] ہے؟ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ میں انہیں [illegible] کے بعد دوبارہ زندہ [illegible] (وہب کہتے ہیں کہ اس سے مراد اس قوم کے افراد ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا" [illegible] گھروں سے نکل گئے [illegible] ان مردوں کے جسم بکھر چکے تھے۔ انہیں پرندوں نے [illegible] کر دیا تھا [illegible] ہڈیاں [illegible] گوشت [illegible] جسم [illegible] پھر اللہ نے [illegible] روح [illegible] اور [illegible] اللہ اکبر کہہ دیا۔

دوسری روایت:

بعض صحابہ نے اس آیت یعنی "الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم ... الخ" کے تحت مروی ہے کہ واسط سے پہلے داوردان نامی ایک بستی تھی جہاں طاعون کی وبا پھیلی بہت سے لوگ وہاں سے بھاگ گئے اور ایک کنارے میں جا کر ٹھہرے جب کہ بستی میں رہنے والوں میں بہت سے ہلاک ہو گئے۔ کچھ زندہ بچ گئے تھے ہلاک نہیں ہوئے جب طاعون کی بیماری ختم ہوئی تو بستی چھوڑنے والے بھی واپس لوٹ آئے۔ بستی میں زندہ بچ جانے والے لوگوں نے کہا کہ یہ بھاگ جانے والے ہم سے زیادہ سمجھدار تھے۔ اگر ہم بھی وہی کام کرتے جو انہوں نے کیا تو ہم سب کے سب بچ جاتے اب اگر کبھی طاعون آیا تو ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔

بستی والوں کا طاعون سے فرار:

اگلے سال پھر طاعون آ گیا۔ اور یہ بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ تھی یہاں تک کہ یہ خالی ایک بستی میں جا اترے اس وادی کے اوپر سے ایک فرشتے نے یہ آواز نکالی کہ تم سب مر جاؤ وہ سب کے سب وہیں ہلاک ہو گئے۔ ان کے اجسام بوسیدہ ہو گئے۔ وہاں سے اللہ کے نبی حزقیل کا گزر ہوا جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو سوچتے کھڑے ہو گئے۔ اپنی انگلی رخسار پر رکھ کر سوچنے لگے آواز آئی کیا اے حزقیل تو کیا یہ چاہتا ہے کہ میں تجھے انہیں زندہ کر کے دکھاؤں کہ میں کیسے زندہ کرتا ہوں۔ عرض کیا جی ہاں ان کا غور و فکر اس لیے تھا کہ انہیں رب العزت کی قدرت پر (یقین کے باوجود) کچھ تعجب ہوا تو حکم ہوا کہ انہیں آواز دو۔

خدا کی قدرت:

چنانچہ انہوں نے آواز دی کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ آپس میں جمع ہو جاؤ چنانچہ وہ ہڈیاں اڑ کر جمع ہونے لگیں یہاں تک کہ ہڈیوں کے ڈھانچے تیار ہو گئے۔ پھر آواز آئی کہ انہیں آواز دو کہ تمہارا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنا گوشت اپنے اوپر چڑھا لو آواز دینے پر ہڈیوں پر خون اور گوشت آ گیا۔ اور ان کے جسموں پر وہی کپڑے بھی آ گئے جن میں ان کا انتقال ہوا تھا۔ پھر کہا گیا کہ ان سے کہو کہ تمہیں اللہ حکم دیتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ چنانچہ وہ سب کھڑے ہو گئے۔

مجاہدؒ سے مروی ہے کہ جب وہ جسم دوبارہ زندہ ہوئے تو کہنے لگے "سبحانک ربنا وبحمدک لا الہ الا انت" پھر وہ اپنی قوم کی طرف زندہ ہو کر لوٹے البتہ ان کے چہروں پر موت کی زردی تھی۔ نیز ان کے کپڑے کفن کی طرح بوسیدہ ہو چکے تھے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ انہیں موت آئی ہے اور پھر انہیں موت آئی جو ان کے لیے لکھ دی گئی۔

عمرؓ کا واقعہ:

سالم نصری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آپ کے پیچھے دو یہودی تھے۔ جب آپ رکوع میں گئے۔ تو آپ نے ہاتھوں کو بغل سے علیحدہ کر کے رکوع کیا۔ یہ دیکھ کر ایک یہودی نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہے وہ کہنے لگا ہمیں اپنی کتاب میں یہ ذکر ملتا ہے۔ جو حصہ حزقیل کو دیا گیا جنہوں نے مردوں کو زندہ کیا وہ کسی اور کو بھی دیا جائے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنی کتاب میں حزقیل کا ذکر نہیں پایا اور نہ ہی عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کا کہ اس نے مردوں کو زندہ کیا۔ وہ کہنے لگے کیا آپ کی کتاب میں یہ بات نہیں ہے کہ "بہت سے رسول ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے آپ کے

ساتھ بیان کی گئی ہے۔ حضرت [illegible] نے فرمایا لیکن [illegible] یہ قول [illegible] ہے۔

تیسری روایت

سدی نے کہا ہے کہ آپ کی بستی [illegible] میں [illegible] جب طاعون آتا تو وہاں سے کچھ لوگ بھاگ جاتے۔ [illegible] پھر ایک مرتبہ [illegible] وہاں اللہ نے ان پر [illegible] موت دے دی یہاں تک کہ جب ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں تو اللہ نے ان کے پاس حزقیل کو بھیجا اور حزقیل نے دعا کی تو اللہ نے ان کو زندہ کیا۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں اس طرح ہے:

﴿الم تر الى الذين خرجوا﴾

چوتھی روایت:

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ یوشع بن نون کے بعد جب کالب کا انتقال ہو گیا تو ان کے بعد حزقیل آئے جنہیں ابن العجوز کہا جاتا تھا۔ انہی کی دعا پر مردوں کے زندہ ہونے کا واقعہ پیش آیا جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

پانچویں روایت:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ یہ لوگ طاعون یا کسی اور بیماری کے آنے پر موت سے ڈر کر بھاگ گئے۔ حالانکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ یہاں تک کہ جب وہ کسی میدان میں اترے تو اللہ نے فرمایا مر جاؤ۔ وہ سب کے سب وہیں فوت ہو گئے۔ بستی والوں نے ایک بہت بڑا گڑھا کھودا اور ان کو وہیں ڈال دیا۔ تاکہ پرندے انہیں نوچ نہ لیں۔ اور وہیں چھوڑ کر آ گئے۔ انہیں دفن اس لیے نہیں کیا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اسی حال میں ان پر طویل عرصہ گزر گیا۔ یہاں تک کہ ان کی ہڈیوں کے ڈھانچے رہ گئے۔ پھر وہاں سے حزقیل کا گزر ہوا [illegible] کھڑے ہو کر تعجب کرنے لگے تو آواز آئی کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اللہ انہیں زندہ کر دے؟ فرمایا جی ہاں! پھر آواز آئی کہ یوں آواز دو: اے بوسیدہ ہڈیو! اللہ کا حکم ہے کہ ہر ہڈی اپنے جسم کے ساتھ مل جائے۔ انہوں نے یہی آواز لگائی تو وہ ہڈیاں آپس میں مل گئیں۔ پھر کہا گیا کہ یہ آواز لگاؤ کہ اے گوشت چڑھے اور کھال اپنے رب کے حکم سے ان ہڈیوں پر چڑھ جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے آواز دی تو ان ہڈیوں پر گوشت چڑھ گیا، کھال اور بال اگ آئے۔ یہاں تک کہ وہ سب پورے ہو گئے۔ پھر آپ نے ان کے زندہ ہونے کی دعا کی تو آسمان سے کوئی چیز اتری جس نے آپ کو گھیر لیا اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو وہ زندہ ہو کر کہہ رہے تھے:

سبحانك اللهم وبحمدك

”سبحان اللہ تحقیق اللہ نے ہی انہیں زندہ کیا ہے۔“

حزقیل بنی اسرائیل میں کتنی دیر رہے اس کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔

* * *

الیاس اور یسع علیہما السلام

بعثت الیاس علیہ السلام

[illegible]

[illegible]

آپ کہاں مبعوث ہوئے

[illegible]

[illegible]

دعوت دین اور قوم کا رد عمل

[illegible]

[illegible]

الیاس علیہ السلام کی قوم پر عذاب

[illegible]

الیاس علیہ السلام نے دعا کی کہ اللہ ان پر بارش روک دے۔ تین سال تک بارش نہ ہوئی یہاں تک کہ جانور مرنے لگے کھیت سوکھ گئے اور سب کچھ برباد ہو گئے اور وہ شدید مشکلات میں مبتلا ہو گئے۔

دوسری روایت

جب الیاس علیہ السلام نے ان کے خلاف بددعا کی تو بنی اسرائیل سے خوف کی وجہ سے چھپ گئے جہاں ... کھانا آ جاتا۔ لیکن جب بنی اسرائیل کے لوگ کسی گھر میں روٹی کی خوشبو محسوس کرتے تو کہتے کہ اس گھر میں الیاس علیہ السلام داخل ہوئے ہیں اسے تلاش کرو اور گھر والوں کو تکلیف پہنچاتے۔

معجزہ:

ایک روز الیاس علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کے پاس رات گزاری جس کے بیٹے کا نام یسع بن اخطوب تھا اور اسے کوئی تکلیف تھی اس نے آپ کو چھپایا اور معاملے کو پوشیدہ رکھا۔

الیاس علیہ السلام نے اس کے بیٹے کے لیے دعا کی تو اس کی تکلیف دور ہو گئی چنانچہ وہ آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کے ساتھ مل گیا آپ جہاں جاتے وہ آپ کے ساتھ ہوتا الیاس علیہ السلام بوڑھے تھے جبکہ یہ نوجوان تھا۔

الیاس علیہ السلام کی قوم کے لیے دعا:

ایک روز الیاس علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ آپ نے بارش نہ ہونے کی دعا مانگی کہ بہت سے جانور، مویشی، پرندے اور درختوں کو بلاوجہ ہلاک کروایا جبکہ بنی اسرائیل تو اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کیا گیا۔ یہ سن کر الیاس علیہ السلام نے کہا اے اللہ! مجھے ان کے لیے دعا کرنے دیں اور ان کے لیے تنگی کے بعد خوشی کے آنے کا ذریعہ بنوں شاید اس کی وجہ سے وہ آپ کی طرف رجوع کرنے والے اور آپ کی عبادت کرنے والے بن جائیں۔ آپ کو یہ دعا کرنے کی اجازت دے دی گئی آپ بنی اسرائیل کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ اللہ تم پر ناراض ہے اور جس کی طرف میں نے تمہیں دعوت دی ہے وہ حق ہے تو تم ان بتوں کو نکال کر لاؤ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور ان سے میرے خلاف دعا مانگو اگر تمہاری دعا قبول ہو گئی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تمہارا مذہب حق ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تمہیں یہ یقین کرنا ہو گا کہ تم باطل پر ہو لہٰذا بت پرستی چھوڑ دو گے اور پھر میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری پریشانی کو دور کرے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے انصاف کی بات کی۔ چنانچہ وہ اپنے بتوں اور معبودوں کو نکال لائے اور دعا مانگی لیکن وہ قبول نہ ہوئی اور ان کی مصیبت بھی دور نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ گمراہی میں ہیں۔ پھر انہوں نے الیاس علیہ السلام سے کہا کہ ہم تو ہلاک ہو چکے آپ ہمارے لیے دعا کریں چنانچہ الیاس علیہ السلام نے ان کے لیے کشادگی اور سیرابی کی دعا کی۔

انعام ملنے کے باوجود نافرمان قوم:

دعا مانگتے ہی آسمان پر ڈھال کی طرح کا بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا جو اللہ کے حکم سے سمندر کی طرف سے بلند ہوا تھا۔ اس بادل کو وہ دیکھ رہے تھے کہ اندھیرا چھا گیا اور پھر ان پر بارش برسی جس سے وہ سیراب ہوئے ان کے شہر آباد ہو گئے اور ان سے مصیبت اور پریشانی دور ہو گئی لیکن اس کے باوجود انہوں نے حق کی طرف رجوع نہ کیا اور بت پرستی پر برقرار رہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایلکانیوں کی شکست

[illegible]

ایلکانیوں کے دیگر بادشاہ

[illegible]

بنی اسرائیل کے ایک شخص کو جس نے آٹھ سال تک حکمرانی کی۔ پھر عتنائیل [illegible] کی اولاد میں سے ایک شخص [illegible] کا نام [illegible] تھا۔ اس نے چالیس سال تک حکومت کی۔ [illegible] اس کے بعد [illegible] نے اٹھارہ سال تک حکومت کی۔ [illegible] پھر [illegible] ایک شخص [illegible] ان کا تعلق فلسطین سے تھا۔ [illegible] نے [illegible] سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد [illegible] ان دس سال تک [illegible] سال تک [illegible] پھر [illegible] سال تک فلسطین کے بادشاہ مسلط رہے۔ [illegible] شمعون بیس سال تک [illegible] اس کے بعد [illegible] سال تک کوئی قائم نہیں رہا۔ اس کے بعد [illegible] نے حکومت سنبھالی۔ اس کے بعد [illegible] سال تک [illegible] سال تک [illegible] رہے۔

شمویل علیہ السلام۔ طالوت اور جالوت

شمویل علیہ السلام کی بعثت:

جب بنی اسرائیل پر مصائب بڑھ گئے اور بادشاہوں نے ان پر ظلم و ستم کیا اور ان کے شہروں کو ویران کیا، ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں کو قید کیا۔ اور ان سے وہ تابوت بھی چھین لیا جس میں سکینہ تھی اور جو ہارون کے باقیات تھے۔ اور ان کی جو عزت تھی جس سے وہ دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے تھے تو اس وقت انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ ان کے لیے نبی مبعوث ہو چنانچہ شمویل علیہ السلام نبی مبعوث ہوئے۔

شمعون (شمویل) کی بعثت

بعض صحابہؓ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے عمالقہ قوم سے جنگ کی اور غزہ کے بادشاہ کا نام جالوت تھا۔ انہوں نے بنی اسرائیل پر غلبہ حاصل کر لیا ان پر جزیہ مقرر کیا اور ان سے تورات لے لی۔ اس وقت بنی اسرائیل نے دعا کی کہ اے اللہ کوئی نبی بھیج تاکہ ہم اس کے ساتھ مل کر قتال کریں۔ اس وقت انبیاء کی نسل ختم ہو چکی تھی۔ البتہ صرف ایک عورت باقی تھی جو کہ حاملہ تھی انہوں نے اسے کمرے میں بند کر دیا وہ ڈرتے تھے کہ اس سے لڑکی پیدا ہو جائے۔ جب اس عورت نے ان کا شوق دیکھا تو اللہ سے بیٹا پیدا کرنے کی دعا مانگی۔ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شمعون رکھا گیا۔ تو اس وقت انہوں نے دعا کی کہ ان کے لیے نبی مبعوث ہو چنانچہ شمویل نبی مبعوث ہوئے۔

شمویل علیہ السلام کی بعثت:

جب اللہ تعالیٰ کی عورت نے اسے بیت المقدس میں خدمت کے لیے دے دیا تو وہاں کسی عالم نے اس کی کفالت کی اور اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ جب وہ لڑکا اس عمر کو پہنچ گیا کہ اسے نبوت ملے تو ایک رات جبرئیل علیہ السلام آئے جب کہ یہ لڑکا شیخ کے پہلو میں سو رہا تھا۔ اس شیخ کے علاوہ اسے کسی سے خطرہ تھا لہذا اس فرشتے نے شیخ کی آواز میں پکارا کہ اے شمویل! یہ لڑکا گھبرا کر اٹھا اور اس بزرگ کے پاس گیا اور کہا ابا جان! کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟ شیخ نے ناپسند کیا کہ منع کر کے سمجھائیں کہا نہیں بیٹا! جاؤ سو جاؤ چنانچہ شمویل آ کر سو گئے۔ دوسری مرتبہ بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ اس بار بھی شیخ نے

[illegible]

طالوت کی بادشاہت

[illegible]

طالوت میں بادشاہ بننے کی علامات:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جالوت سے جنگ کے لیے روانگی

[illegible]

آزمائش تھا انہوں نے جس سے منع کی تھی تو ان کے نبی علیہ السلام کی بات مان لی۔ جب طالوت آگے بڑھ کر پہنچ گئے تو طالوت نے نہر پر یہ فرمایا:

"پھر اللہ تمہیں ایک نہر کے ذریعے آزمانے والا ہے جو شخص اس نہر کا پانی پیئے گا وہ میرا نہیں اور جس نے اس پانی کو نہ چکھا بس وہ میرا ہے مگر ہاں جو ایک ہاتھ بھر اپنے ہاتھ سے لے تو اس کی رخصت ہے۔"

یہ لوگ جالوت سے ڈرتے تھے اس لیے اسی ہزار آدمیوں میں سے ٧٦ ہزار نے پانی پی لیا۔ اور وہ پیچھے لوٹ گئے۔ جب کہ باقی صرف چار ہزار لوگ رہ گئے۔ اور خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جنہوں نے یہ پانی پیا ان کو اور پیاس لگ گئی اور جنہوں نے نہیں پیا وہ سیراب تھے۔

جالوت کا لشکر:

جب انہوں نے نہر پار کر کے جالوت کے لشکر کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ اور کہا کہ ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم جالوت کا مقابلہ کر سکیں البتہ جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہمیں خدا کے سامنے جانا ہے تو کہنے لگے کہ بسا اوقات ایسا ہوا کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں خدا کے حکم سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ گئیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے اسی ہزار کے لشکر میں سے اُناسی ہزار چھ سو اکیاسی افراد واپس ہو گئے جب کہ باقی صرف تین سو انیس رہ گئے۔ جو کہ بدر کی تعداد کے برابر تھی۔

شمویل علیہ السلام کی (دوسری روایت):

وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ عیلی جس نے شمویل علیہ السلام کی تربیت کی تھی اس کے دو بیٹے تھے۔ انہوں نے قربانی گاہ میں ایک چیز نکالی جو پہلے وہاں نہ تھی۔ یعنی بڑے کانٹے جس سے وہ دو آنکڑوں کو شکار کرتے تھے۔ جب وہ وہاں سے نکلے تو ان کا شکار کاہن کے لیے رکھا جاتا تھا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو نہ روکا۔

شمویل علیہ السلام کے استاد عیلی پر گرفت:

ان کی دوسری بات یہ تھی کہ بیت المقدس میں جب عورتیں نماز کے لیے آتیں تو ان کی عزت لوٹا کرتے۔ ایک طرف شمویل علیہ السلام اس مسجد میں سوئے ہوئے تھے جہاں عیلی سوتے تھے تو آواز آئی "شمویل" یہ دوڑ کر عیلی کی طرف چلے گئے اور کہا میں حاضر ہوں آپ نے مجھے بلایا۔ عیلی نے کہا کہ میں نے تمہیں نہیں بلایا جاؤ سو جاؤ۔ آپ سو گئے پھر یہی واقعہ ہوا عیلی نے پھر وہی جواب دیا اور کہا کہ اب اگر آواز آئے تو کہنا کہ مجھے حکم دو کہ میں اس پر عمل کروں۔ فرشتہ بولا عیلی کے پاس جاؤ اور کہو کہ بیٹوں کی محبت نے اسے روکا ہوا ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو میری قربانی کا گوشت خراب کرنے سے روکے۔ اس لیے میں بطور سزا کے اس کی اولاد سے کہانت چھین کر اسے ہلاک کر دوں گا۔

جب صبح ہوئی تو عیلی نے پوچھا کہ پھر ایسا کوئی واقعہ پیش آیا۔ شمویل علیہ السلام نے پورا واقعہ سنا دیا جس سے وہ بہت گھبرا گیا۔ اتنے میں دشمن نے ان کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ عیلی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم دونوں لوگوں کے ساتھ جاؤ اور جہاد میں حصہ لو اور ان کے دشمن سے لڑو۔ یہ دونوں گئے اور وہ صندوق بھی نکالا جس میں تختیاں اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا تاکہ اس کے ذریعے فتح و نصرت حاصل کریں۔ جب جنگ ختم ہوئی تو عیلی نے صندوق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ دشمن اسے چھین کر لے گیا۔ جب اسے یہ بتایا گیا تو وہ جس کرسی پر بیٹھا تھا اس کی گدی کے بل گر کر ہلاک ہو گیا۔

تابوت (دوسری روایت)

جب فلسطینی اس صندوق کو [illegible] اپنے بت خانے میں [illegible] رکھ دیا جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ بت نیچے اور صندوق اوپر ہے۔ انہوں نے بت کو اوپر [illegible] اور صندوق کو نیچے رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو پھر [illegible] تھے۔ اور [illegible] بت منہ کے بل [illegible] تھا [illegible] انہوں نے کہا کہ [illegible] صندوق کو اپنے بت خانے سے نکالو [illegible] جب ان لوگوں نے تابوت کو اٹھایا تو [illegible] انہوں نے پوچھا یہ کیا ہوا [illegible] بنی اسرائیل [illegible] جب تک یہ تابوت تمہارے پاس رہے گا [illegible] اسے نکال دو انہوں نے کہا [illegible] تم دو گائے [illegible] جن کے بچے [illegible] ایک گاڑی بناؤ اور اس صندوق کو گاڑی پر رکھ کر [illegible] بنی اسرائیل کی زمین کے قریب [illegible] گئے اب وہ گائیں ان کے پاس سے لوٹ کر [illegible]۔

اس وقت شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے قریب جا کر [illegible] سب لوگوں نے [illegible] صرف دو نوری جانور نکلے [illegible] صندوق [illegible] اٹھائے [illegible] کے پاس لے گئے۔ یہ صندوق طالوت بادشاہ کے زمانے تک وہاں رہا۔

طالوت بادشاہ (دوسری روایت)

اس کے بعد بنی اسرائیل اطاعت کے لئے تیار ہو گئے اور ان سے عرض کیا کہ [illegible] بادشاہ مقرر کیجئے تاکہ اس کے ساتھ ہو کر ہم راہ خدا میں قتال کریں۔ شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف سے قتال کے لئے کافی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم [illegible] اردگرد کے لوگوں سے ڈرتے ہیں اگر ہمارا کوئی بادشاہ ہو تو ہم اس سے ضرور [illegible]۔ شمویل علیہ السلام پر وحی آئی کہ ان پر طالوت بادشاہ مقرر [illegible] ایک غلام نے [illegible] گدھے [illegible] شمویل علیہ السلام کے پاس آیا [illegible] اپنے گدھے کے بارے میں پوچھا۔ شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ [illegible] آپ بنی اسرائیل کا بادشاہ [illegible] وہ تعجب سے کہنے لگے [illegible] فرمایا ہاں [illegible] بنی اسرائیل [illegible] سے کم [illegible] فرمایا ہاں [illegible] کیا آپ کو معلوم [illegible] میرا قبیلہ [illegible] اور میرا [illegible] بادشاہ [illegible] فرمایا ہاں [illegible] اپنے قبیلے [illegible] آپ نے [illegible] عرض کیا [illegible] نشانی [illegible] آپ [illegible] اللہ [illegible] اور جب آپ [illegible] بنی اسرائیل [illegible] اللہ تعالیٰ نے طالوت کو [illegible] بادشاہ مقرر [illegible] عطا [illegible] آپ [illegible] اللہ نے تمہارے [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible]

داؤد علیہ السلام بکریوں سے محبت اور جنگ میں شرکت

[illegible]

داؤد علیہ السلام کا منتخب ہونا

[illegible]

جالوت کا قتل

[illegible]

کہ مجھ جیسا کوئی اور بھی ہے؟ تیری یہ مثال ایسی ہی ہے جیسے گاؤں میں رات کے وقت جب ایک مرغ نے آذان دی تو گاؤں کے بادشاہ نے کہا کہ اس بستی کے تمام مرغوں کو قتل کر دو۔ پھر جب مرغ کی اذان سنی تو کہنے لگا کہ کیا بات ہے؟ خدمت میں نوکروں نے کہا کیا آپ نے کسی مرغ کو باقی چھوڑا ہے۔ کہ جس کی اذان آپ سنیں اور اسی طرح تو نے کوئی عالم چھوڑا ہے جس سے تم مسئلہ معلوم کرو یعنی کیا آپ نے علم کی اولاد قتل کر دی۔

طالوت کی توبہ کی قبولیت:

جب خباز نے دیکھا کہ طالوت واقعی شدید پریشان ہے اور یہ توبہ کرنا چاہتا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک عالم کا پتہ بتاتا ہوں کیا تم اسے قتل نہیں کرو گے۔ طالوت نے کہا نہیں۔ خباز نے اس سے پختہ عہد لیا اور پھر بتایا کہ اس کے پاس ایک عالمہ رہتی تھی طالوت بولا مجھے اس کے پاس لے جاؤ تاکہ میں اس سے معلوم کروں کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ بنی اسرائیل کے اندر بھی اسم اعظم سیکھنے کا شوق تھا۔ جب مرد فوت ہو جاتے تو عورتیں اسم اعظم سیکھتیں جب یہ دونوں دروازے پر پہنچے تو خباز داخل ہوا اور اس عورت سے کہا کہ کیا میں ایسا آدمی لے آؤں جس کا آپ پر سب سے زیادہ احسان ہو؟ کیونکہ آپ کو قتل سے بچایا اور اپنے پاس پناہ دی۔ اس عورت نے کہا کیوں نہیں۔ تب خباز نے کہا کہ وہ آپ سے کام ہے۔ طالوت آیا ہے وہ آپ سے پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہونے کا کوئی راستہ ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم مجھے طالوت کی توبہ قبول ہونے کا راستہ معلوم نہیں لیکن کیا تمہیں یوشع بن نون علیہ السلام کی قبر معلوم ہے؟ انہوں نے بتا دیا۔ وہ عورت اور یہ دونوں ان کی قبر پر گئے اس عورت نے دعا کی یوشع اپنے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے نکلے جب انہوں نے ان تینوں کو دیکھا تو پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کیا قیامت آ گئی؟ اس عورت نے کہا نہیں بلکہ یہ طالوت آپ سے پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ کہنے لگے کہ مجھے اس کی توبہ قبول ہونے کا صرف ایک راستہ معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے یہاں تک کہ وہ شہید ہو جائے۔ پھر شاید اس کی توبہ قبول ہو یہ کہہ کر یوشع پھر اپنی قبر میں گر گئے۔

طالوت کی شہادت:

طالوت پہلے سے بھی زیادہ غمگین ہو گیا اسے یہ خوف دامنگیر تھا کہ شاید اس کی اولاد اس کی بات نہ مانے وہ اتنا رویا کہ اس کی آنکھوں کی پلکیں گر گئیں اور اس کا جسم کمزور ہو گیا اس کے بیٹے جن کی تعداد تیرہ تھی کہنے لگے کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو اس نے ساری بات بتائی تو اس کے سب بیٹے تیار ہو کر میدان جنگ میں گئے۔ یہاں تک کہ وہ سارے کے سارے قتل ہو گئے۔ پھر وہ خود بھی جنگ میں گیا اور قتل ہو گیا۔ اس کے بعد داؤد ان کی جگہ بادشاہ بنے اور اللہ نے نبوت عطا فرمائی قرآن مجید میں ہے: "اللہ نے آپ کو بادشاہت اور حکمت عطا فرمائی" حکمت سے مراد نبوت ہے اللہ نے آپ کو شمعون کی (شمویل) نبوت اور طالوت کی بادشاہت عطا فرمائی۔

طالوت کا دورِ حکومت:

سریانی زبان میں طالوت کا نام شاؤل بن قیس ہے۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جس نبی نے قبر سے اٹھ کر طالوت کو توبہ کا راستہ بتایا وہ یسع بن اخطوب تھے۔ یہودیوں کا خیال ہے کہ طالوت کا کل دورِ حکومت یعنی شروع سے لے کر جنگ میں قتل ہونے کا زمانہ چالیس سال پر مشتمل ہے۔

داؤد علیہ السلام

تعارف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طالوت کی جالوت سے جنگ

[illegible]

طالوت کی معزولی:

اللہ نے حضرت شمویل علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ آپ طالوت کو حکم دیں کہ وہ مدین سے جنگ کرے اور وہاں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے۔ انہوں نے پہلو تہی کی ہے کہ ان کے بادشاہ کو قیدی بنا لیا اور ان کے مویشیوں کو لے آئے تو آپ [illegible] آپ نے فرمایا تجھ سے بادشاہت ختم کر دی گئی اور قیامت تک تیرے گھر میں نہیں لوٹے گی۔ [illegible] جو میری اطاعت کرتے ہیں ان کا انکار کیا ہوں اور جو میری فرمانبرداری کرتے ہیں اور میں [illegible] ان کی اجازت سے اور [illegible] کہا تو آپ نے کیا کیا؟ آپ نے ان کے بادشاہ کو قیدی کیوں بنایا اور ان کے مویشیوں کو کیوں باقی رکھا۔ طالوت کہنے لگے کہ میں تو قربانی کے لیے لایا ہوں تو شمویل علیہ السلام نے ان کو فرمایا: اب اللہ نے تیرے سے حکومت، بادشاہت لے لی ہے اور اس میں قیامت تک واپس نہیں آئے گی۔

طالوت سے جنگ (دوسری روایت):

پھر اللہ نے حضرت شمویل علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ایشی کی طرف جائیں کہ وہ اپنے بیٹے کو آپ کے سامنے پیش کرے گا آپ میرے حکم کے مطابق قدس کے تیل سے اس کی مالش کریں۔ وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بن جائے گا آپ ایشی کے پاس تشریف لائے اور کہا اپنے بیٹے کو میرے پاس لاؤ ایشی نے بڑے بیٹے کو بلایا تو ایک خوبصورت آدمی وہ تھا جب شمویل نے اسے دیکھا تو وہ آپ کو پسند آگیا اور آپ نے کہا الحمد للہ ان اللہ بصیر بالعباد اللہ نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ کی آنکھیں تو ظاہر کو دیکھ رہی ہیں۔ اور میری نظر دلوں کی کیفیت پر ہے یہ وہ نہیں ہے۔ تو حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ نہیں کسی اور کو بلاؤ تو انہوں نے چھ اور بیٹے پیش کیے شمویل نے فرمایا: ان کے علاوہ اور بھی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں میرا ایک اور چھوٹا سرخ جلد والا سرخ بالوں والا ہے اور وہ بکریاں چرا رہا ہے تو آپ نے فرمایا اس کی طرف پیغام بھیجو جب وہ آئے تو وہ ایسے ہی تھے۔ تو آپ کی قدس کی تیل سے مالش کی اور ان کے باپ سے فرمایا اس کو چھپا کر رکھ اس بات کو اگر طالوت کو پتہ چل گیا تو وہ اسے مار دے گا۔ پھر جالوت اپنی قوم سمیت بنی اسرائیل کی طرف آیا اور لشکر ترتیب دیا اور طالوت بھی بنی اسرائیل کو لے کر چلے اور لشکر کو مرتب کیا اس طرح دونوں لشکر جنگ کے لیے تیار ہو گئے اسی موقع پر جالوت نے طالوت کی طرف پیغام بھیجا میری قوم اور تیری قوم قتل کیوں ہو تو خود میرے سامنے آ۔ اگر میں تجھے قتل کر دوں تو تیری حکومت میری اور اگر تو مجھے قتل کر دے تو میری حکومت تیری پھر طالوت نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ جالوت کا مقابلہ کون کرے گا۔

داؤد علیہ السلام اللہ کی طرف سے بادشاہ مقرر ہوئے:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ طالوت کا جالوت کے قتل کا معاملہ داؤد کے سپرد کرنے اور داؤد کا جالوت کو قتل کرنے سے پہلے ہی بادشاہت داؤد کے سپرد کر دی تھی۔

بادشاہت کی سپردگی سے متعلق وہب بن منبہ کا قول۔

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ جب داؤد نے جالوت کو قتل کیا اور اس کے لشکر کو شکست دے دی تو لوگوں نے کہا داؤد نے جالوت کو قتل کیا ہے اور انہوں نے طالوت کو معزول کر کے ان کی جگہ پر داؤد کو بادشاہ بنا دیا یہاں تک کہ پھر کسی نے طالوت کا ذکر تک نہ کیا۔

زبور کا نزول:

جب بنی اسرائیل حضرت داؤد علیہ السلام پر متفق ہو گئے تو اللہ نے داؤد علیہ السلام پر زبور نازل فرمائی۔ اسی کے ساتھ آپ کو لوہا بنانے کا طریقہ سکھایا۔ پھر ان کے لیے لوہے کو نرم کیا اللہ نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ جب داؤد علیہ السلام تسبیح کریں تو تم بھی ان کے ساتھ تسبیح کیا کرو اور اللہ نے ان جیسی خوش آوازی کسی کو نہیں دی۔ جب تک آپ زبور کی تلاوت کرتے تو وحشی جانور بھی آپ کے ساتھ متفق ہو جاتے اور وہاں تک آپ سے بے خوف ہو گئے کہ ان کو پکڑا جا سکتا تھا۔ جب آپ کی آواز سن کر وہیں آ جاتے۔ شیطانوں نے بانسری، سارنگی اور ستار آپ کی آواز کی طرز پر بنائے۔ آپ عبادت میں بہت مشقت اور محنت فرماتے اور بہت زیادہ روتے۔

داؤد علیہ السلام کی عبادت و ریاضت:

آپ اسی صفت کا مصداق تھے۔ جو اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید) میں بیان کی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجیے جو بڑا صاحب قوت تھا بے شک وہ داؤد خدا کی طرف بہت رجوع کرنے والا تھا ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر دیا تھا وہ بھی داؤد کے ہمراہ صبح شام تسبیح کیا کرتے تھے"۔

قتادہ سے باری تعالیٰ کے فرمان "واذکر عبدنا داؤد ذا الاید انہ اواب" کے بارے میں مروی ہے کہ داؤد کو عبادت میں قوت اور دین کی سمجھ بوجھ عطا کی گئی تھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپ رات کو عبادت کرتے اور آپ نے آدھی زندگی روزہ رکھا۔ شب و روز چار ہزار (افراد) آپ کے گرد پہرا دیتے تھے۔

سدی سے باری تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں مروی ہے کہ ہر شب و روز میں چار ہزار فوجیں ان کے گرد پہرا دیتی تھیں۔

داؤد علیہ السلام کی خواہش:

کہا جاتا ہے کہ ایک روز داؤد علیہ السلام نے اللہ کے سامنے تمنا ظاہر کی کہ انہیں وہ رتبہ مل جائے جو ان کے آباء ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کو ملا۔

سدی کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام نے زمانے کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ایک روز لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے ایک روز اللہ کی عبادت کرتے تھے اور ایک روز بیویوں کے لیے فارغ کرتے تھے۔ آپ کی ۹۹ بیویاں تھیں جب آپ نے کتابوں کے اندر اپنے آباء اسحاق، ابراہیم اور یعقوب علیہم السلام کے فضائل پڑھے تو اللہ سے عرض کی اے میرے رب! ساری بھلائی اور فضیلتیں میرے آباء لے گئے۔ جو مجھ سے پہلے گذر گئے۔ اے اللہ مجھے بھی وہی عطا کر جو تو نے ان کو عطا کیا۔ اور میرے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تو نے ان کے ساتھ کیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب:

اللہ کی طرف سے وحی آئی کہ میں نے ان سے ایسے امتحانات لیے کہ کسی اور سے نہیں لیے میں نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کے بیٹے کی قربانی کے ذریعے آزمایا۔ اسحاق سے جانی ایذا سے آزمایا جب کہ یعقوب کو ان کے بیٹے کے غم میں مبتلا کر کے آزمایا جب کہ تجھ سے وہ امتحان نہیں لیا گیا۔ داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ مجھ سے بھی امتحانات لے لیں جیسا ان سے لیے اور پھر وہ مرتبہ مجھے عطا فرمائیں جو ان کو عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم آپ سے امتحان لیں گے کچھ صبر کریں۔

آزمائش

ایک دن آپ [illegible] آیا [illegible] آپ کے قدموں میں آ گرا آپ نے اسے اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو وہ [illegible] آپ اس کے پیچھے [illegible] تک کہ وہ [illegible] کے پیچھے جا بیٹھا۔

داؤد علیہ السلام [illegible] عورت پر فریفتہ

یہاں آپ کی نگاہ ایک انتہائی خوبصورت عورت پر پڑی [illegible] آپ نے دیکھا کہ یہ عورت [illegible] آپ کے دل میں محبت [illegible] پیدا ہو گئی

داؤد علیہ السلام کی تدبیر

آپ نے اس کے بارے میں معلوم کروایا کہ یہ عورت کون ہے تو پتہ چلا کہ اس کا خاوند فلاں جنگ میں گیا ہوا ہے۔ آپ نے اس جنگ کے امیر کی طرف پیغام بھیجا کہ اس شخص کو دشمن کے مقابلے کے لیے آگے کرو۔ جب اس جنگ میں فتح ہوئی تو آپ نے پیغام بھیجا کہ اسے فلاں دشمن کے مقابلے میں بھیجو جو پہلے سے زیادہ سخت تھے لیکن اس جنگ میں بھی فتح ہوئی۔ جب آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ اب اسے فلاں دشمن کے مقابلے میں بھیجو تیسری جنگ میں وہ شخص قتل ہو گیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کر لی۔

فرشتوں کی آمد

ابھی آپ ان کے پاس تھوڑی ہی دیر ٹھہرے تھے کہ اللہ نے دو فرشتے انسانوں کی شکل میں بھیجے انہوں نے اندر جانے کی اجازت مانگی آپ کی عبادت کا دن تھا اس لیے پہرے داروں نے اندر جانے سے روک دیا وہ دونوں فرشتے دیوار پھاند کر اندر چلے گئے آپ نماز میں مصروف تھے۔ [illegible] آپ انہیں دیکھ کر گھبرا گئے ان دونوں نے کہا ڈرنے کی ضرورت نہیں ہم ایک جھگڑے میں دو فریق ہیں کہ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے آپ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجیے اور بے انصافی نہ کیجیے اور ہمیں سیدھی راہ بتائیے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ یہ ایک بھی مجھے دے دو اور اس نے بات چیت میں مجھے دبا لیا ہے۔ آپ نے دوسرے سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے بھائی کے پاس صرف ایک دنبی ہے میں چاہتا ہوں کہ [illegible] تاکہ میری سو دنبیاں پوری ہو جائیں۔

داؤد علیہ السلام کو [illegible]

آپ نے پوچھا کہ [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] تو ہم اسے [illegible] آپ نے [illegible]

ہو گیا تھا اور اس کی ایک بیوی تھی۔ آپ نے تمنا کی کہ اسے اپنی بیوی بنا لیں۔ یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا اور آپ نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ آپ نے تھوڑا عرصہ گزارا تھا، پھر تو وہاں کچھ فرشتے آئے وہ پوچھتے تھے آپ کو کہنے لگے کہ یہ بھی امتحان تھا۔ آپ سجدہ میں گر گئے اور خوب روئے، روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے اتنی گھاس اگی کہ اس نے آپ کے سر چھپا لیا۔

داؤد علیہ السلام کی توبہ:

پھر آپ سجدے میں گر کر روتے رہے اور دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کی جگہ پر گھاس اگ آئی چالیس دن بعد جب وحی آئی کہ اے داؤد سر اٹھاؤ ہم نے تجھے معاف کیا۔ داؤد نے عرض کیا کہ مجھے کیسے معلوم ہو کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب قیامت کے روز اوریا آپ کی بیوی کا سابق شوہر اپنا سر اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑ کر آئے گا اور اس کے جسم سے خون بہہ کر تیرے عرش کی طرف آ رہا ہوگا۔ اور وہ آپ سے کہے گا کہ اے میرے رب! اس سے پوچھئے کہ اس نے مجھے کیوں قتل کروایا۔ اللہ نے وحی کی کہ جب یہ اقدام پیش آئے گا تو میں آپ کے لیے اس سے معافی کا خواہاں ہوں گا اور میرے لیے تجھے معاف کر دے گا اور اس کے بدلے میں اسے جنت میں داخل کروں گا داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب واقعی آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ پھر حیا کی وجہ سے آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف نہ اٹھتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

آزمائش کی وجہ:

ایک روایت ہے کہ اس امتحان میں آنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے ایک روز دل میں کہا کہ وہ ایک ایسا دن گزار سکتے ہیں کہ اس میں کسی قسم کا گناہ نہ کریں۔ جس روز مذکورہ واقعہ پیش آیا تو اس روز کے بارے میں بھی آپ نے خیال کیا تھا کہ یہ دن کسی قسم کی ناگواری اور فتنہ وغیرہ کے بغیر گزر جائے گا۔

آزمائش (دوسری وجہ):

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ داؤد علیہ السلام نے زندگی کے تین حصے کیے تھے۔ ایک دن بیویوں کے لیے ایک دن عبادت کے لیے اور ایک دن بنی اسرائیل کے لیے۔

سلیمان علیہ السلام کی والدہ:

ایک مرتبہ جب بنی اسرائیل کا دن آیا تو آپ نے فرمایا کہ انسان پر کوئی بھی دن آتا ہے۔ جس دن وہ گناہ نہ کرے۔ داؤد علیہ السلام دل میں یہ سوچ رہے تھے کہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ جب آپ کی عبادت کا دن آیا تو آپ نے گھر کے دروازے بند کر لیے اور حکم دیا کہ کوئی شخص گھر میں داخل نہ ہو۔ آپ تورات لے کر اسے پڑھنے لگے جب آپ اس کی تلاوت کر رہے تھے۔ تو سونے کی ایک چڑیا آپ کے سامنے گری آپ اس کو اٹھانے کے لیے اس کی طرف بڑھے لیکن وہ اڑ کر قریب ہی جا بیٹھی آپ اس کے پیچھے گئے تو وہ اڑتی رہی یہاں تک کہ آپ کی نظر ایک عورت پر پڑی جو کہ نہا رہی تھی۔ جب آپ نے زمین پر اس کا سایہ محسوس کیا تو اس نے اپنے آپ کو اپنے بالوں میں چھپا لیا۔ اس سے مزید آپ کے دل میں محبت پیدا ہوئی آپ نے اس کے شوہر کو کسی لشکر کے ساتھ بھیج دیا۔ جہاں وہ قتل ہو گیا اور آپ نے اس عورت سے نکاح کر لیا۔ یہی عورت سلیمان علیہ السلام کی والدہ تھیں۔

فرشتوں کا داؤد علیہ السلام کے گھر میں گھس آنا:

راوی کہتے ہیں کہ ایک روز جب آپ گھر میں تھے تو فرشتے دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہو گئے۔ وہ کہنے لگے آپ خوف زدہ نہ ہوں ہم ایک معاملے میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ انصاف سے فیصلہ کیجیے اور ناانصافی نہ کیجیے پھر ایک نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں جب کہ میرے پاس ایک ہی ہے یہ چاہتا ہے کہ میری وہ دنبی بھی لے لے اور اس کی سو دنبیاں پوری ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا یہ شخص اپنی دنبیوں سے تیری دنبی کو ملانا چاہتا ہے اور واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے۔ پھر داؤد سمجھ گئے کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے تو وہ سجدے میں گر گئے

توبہ (دوسری روایت)

مجاہد سے مروی ہے کہ جب داؤد سے لغزش سرزد ہو گئی تو چالیس روز تک سجدے میں پڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کے ساتھ اتنی گھاس اُگ گئی کہ ان سے آپ کا سر چھپ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب میری پیشانی زخمی ہو گئی ہے اور میری آنکھیں خشک ہو گئی ہیں۔ لیکن داؤد کی پکار کا جواب نہ آیا۔ یہ جواب آیا کہ کیا کوئی بھوکا ہے تاکہ اسے کھانا کھلایا جائے۔ یا کوئی بیمار ہے کہ جسے شفا دی جائے یا کوئی مظلوم ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔ داؤد نے آہ کی کہ اتنی لغزش سے رونا چاہتا ہوں جو ہری بھری چیز میں اشتعال پیدا کر دے۔ اس وقت آپ کو معافی دی گئی۔ آپ کی خطا آپ کی ہتھیلی پر لکھی گئی تھی۔ جب آپ پڑھتے۔ آپ کے پاس پانی پینے کے لیے کوئی چیز لائی جاتی تو آپ بمشکل اس کا ایک تہائی حصہ پیتے۔ آپ اپنی خطا کو یاد کرتے تو اتنا روتے کہ آپ کے جسم کے ایک جوڑ دوسرے جوڑ سے الگ ہونے کے قریب ہو جاتے۔ پھر ابھی آپ اتنا پانی نہ پی چکتے کہ برتن آنسوؤں سے بھر جاتے۔ اور کہا جاتا ہے کہ داؤد علیہ السلام کے آنسو تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہیں اور آدم علیہ السلام کے آنسو، داؤد علیہ السلام اور تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہیں۔

آزمائش (دوسری روایت)

انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب داؤد علیہ السلام کی نظر اس عورت پر پڑی اور وہ ہم بستری آئی تو نبوت منقطع ہو گئی۔ آپ نے دوسرے نبی سے فرمایا کہ جب دشمن حملہ کرے تو صندوق کو آگے رکھنا یہی صندوق ہے جسے وہ دشمن کے مقابلے کے وقت آگے رکھتے تھے۔ وہ اس وقت تک جنگ لڑتے تھے جب تک کہ قتل نہ ہو جائیں یا شکست نہ کھائیں۔ اس عورت کا شوہر قتل ہو گیا۔ اور دو فرشتے داؤد علیہ السلام کے سامنے آ کر یہی واقعہ بیان کرنے لگے۔ داؤد علیہ السلام معاملہ کی بات سمجھ گئے اور وہ سجدے میں گر گئے اور چالیس دن تک پڑے رہے۔ یہاں تک کہ آنسوؤں سے اتنا گھاس اُگ آیا کہ اس میں آپ کا سر چھپ گیا۔ اور زمین نے آپ کے پیشانی کو کھا لیا اور آپ سجدے میں یہ کہہ رہے تھے کہ اے میرے رب! داؤد علیہ السلام نے ایسی ٹھوکر کھائی جو مشرق و مغرب سے زیادہ دور ہے۔ اے میرے رب! اگر تو نے داؤد علیہ السلام پر رحم نہ کیا اور اس کے گناہ کو معاف نہ کیا تو اس کا گناہ بعد والے لوگوں میں عبرت بن جائے گا۔

تیسری روایت:

چالیس دن کے بعد جبریل آئے اور کہا کہ اے داؤد علیہ السلام اللہ نے آپ کے اس عمل کو معاف کر دیا ہے۔ پھر آپ نے

[illegible]

24

بیٹے سے ملے

[illegible]

[illegible]

اسرائیلیوں کو عذاب:

[illegible]

اسرائیلیوں کو اپنی مرضی کا عذاب منتخب کرنے کی چھوٹ:

[illegible]

مرضِ موت:

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہوا کہ اچانک لوگوں پر موت طاری کر دی گئی۔ جب داؤد علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا تو آپ کو بہت افسوس ہوا انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ میں تیرے بندوں کو تیرا دین اور تیری بندگی سکھاتا ہوں اب مجھے ان کی ضرورت ہوتی ہے تو تو ان کو اٹھا لیتا ہے اے اللہ ان پر رحم کر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ان پر سے موت کو اٹھا لیا

بیت المقدس کے لیے جگہ کا انتخاب:

پھر داؤد علیہ السلام نے دیکھا کہ فرشتے اپنی تلواریں میان میں ڈال کر آسمان کی طرف سونے کی سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اس جگہ مسجد بنانا مناسب ہے چنانچہ آپ نے وہاں مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اللہ نے وحی بھیجی کہ اس جگہ بیت المقدس ہو گا آپ نے اپنے ہاتھوں کو خون سے رنگین کیا ہے۔ لہٰذا آپ اس کی تعمیر مکمل نہیں کر سکیں گے۔ لیکن آپ کے بعد ہم آپ کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو بادشاہ بنائیں گے جو اس تعمیر کو مکمل کریں گے۔

سلیمان علیہ السلام:

بعد میں جب سلیمان علیہ السلام بادشاہ بنے تو انہوں نے اس تعمیر کا کام مکمل کیا۔ روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام کی عمر ۱۰۰ سال تھی اور بعض اہل کتاب کا کہنا ہے کہ آپ کی عمر ۷۷ سال تھی۔ اور ان کا دور حکومت چالیس سال پر مشتمل تھا۔

سلیمان علیہ السلام کا طرز حکومت:

داؤد علیہ السلام کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے بنی اسرائیل کے بادشاہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جن وانس پرندے اور ہوا سب کو تابع کر دیا تھا۔ اور اس کے علاوہ نبوت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے ایسی حکومت عطا ہو کہ میرے بعد ایسی کسی اور کے لیے مناسب نہ ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا۔ وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ جب آپ اپنے گھر سے نکل کر مجلس میں تشریف لاتے تو اوپر سے پرندے سایہ کرتے ہوئے چلتے اور انسان اور جن کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ اپنی نشست پر تشریف رکھتے۔

ایک جھگڑے کا فیصلہ:

آپ سفید اور صاف رنگ کے تھے۔ آپ کے جسم پر بال زیادہ تھے آپ سفید لباس پہنتے۔ جب آپ بالغ ہو گئے تو آپ کے والد داؤد علیہ السلام جب لوگوں کی مجلس میں بیٹھتے آپ کو ساتھ رکھتے۔ قرآن مجید میں آپ کے اور آپ کے والد کے ایک بڑے فیصلے کا ذکر ہے جو بکریوں کے معاملے میں تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور داؤد اور سلیمان کے اس واقعہ کا بھی تذکرہ کیجیے کہ جب وہ دونوں کھیتی کے جھگڑے کا فیصلہ کر رہے تھے اس کھیت میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت گھس گئی تھیں۔ اور ہم اس فیصلے کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے۔ اور ہم نے فیصلے کی اصل بات سلیمان کو سمجھا دی اور ہم نے دونوں ہی کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور علم عطا کیا تھا" (الانبیاء: ۷۸، ۷۹)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت مروی ہے کہ یہ انگور کے درخت تھے۔ جو گچھوں دار تھے جنہیں بکریوں نے

[illegible]

[illegible]

سلیمان بن عبدالملک کے سفر کا طریقہ

[illegible] کی مسافت تھی۔

سلیمان بن عبدالملک کی روانگی

[illegible]

> "[illegible] قسطنطنیہ [illegible]"

[illegible]

کون کون سی فوج سلیمان بن عبدالملک کے تابع تھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پوچھا کہ تم سلیمان علیہ السلام سے غائب ہو کر یہاں کیسے آئے اور یہاں کیا کرتے ہو؟ اس ہدہد نے پوچھا کہ سلیمان علیہ السلام کون ہے؟ سلیمان علیہ السلام کے ہدہد نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو مبعوث کیا ہے کہ جس کا نام سلیمان علیہ السلام ہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں اور ہوا، پرندوں اور جنوں و انسانوں کو اس کے تابع کر دیا ہے۔ وہ بولا آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ تب اس نے جواب دیا کہ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں تو کہنے لگا یہ تو بڑی عجب کی بات ہے کہ یہاں آج لوگوں پر ایک عورت کی حکومت ہے اور ان کو ہر چیز عطا کی گئی ہے۔ اس کا ایک بہت بڑا تخت بھی ہے اور یہ لوگ خدا کا شکر ادا نہیں کرتے ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کے ہدہد نے جب باتیں ختم کیں تو ادھر روانہ ہوا۔ جب وہاں دوسرے پرندے سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ اللہ کے رسول نے تجھے دھمکی دی ہے۔ اس نے اپنا واقعہ بیان کیا۔

پرندوں کو تعذیب

سلیمان علیہ السلام کا عذاب یہ تھا کہ آپ پرندے کے پر کاٹ دیتے اور اسے دھوپ میں ڈال دیتے تاکہ وہ اڑ نہ سکے اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کی طرح ہو جائے یا اسے ذبح کر دیتے تاکہ اس کی نسل ختم ہو جائے یا پھر وہ اپنا معقول عذر پیش کرے۔

ہدہد کا بیان:

جب سلیمان علیہ السلام آئے تو انہوں نے ہدہد سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو تو اس نے جواب دیا "میں وہاں سے ایک ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں کہ آپ کو اس بات کی خبر نہیں اور میں قبیلہ سبا سے ایک یقینی خبر لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں میں نے ایک عورت دیکھی کہ وہ وہاں کے لوگوں پر حکومت کرتی ہے اور اسے ہر قسم کا ضروری سامان دیا گیا ہے اور اس کے پاس ایک بہت بڑا تخت ہے۔ اور میں نے اس عورت اور اس کی رعایا کو دیکھا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے خوبصورت بنا دیے اور انہیں سیدھے راستے سے روک رکھا ہے تو وہ راہ نہیں پاتے کہ وہ خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو ان سب کو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچا ہے یا جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ جا میرا یہ خط لے جا اور اس کو ان کے پاس ڈال دے پھر ان کے پاس سے ہٹ جا اور دیکھنا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں" (النمل ۲۰-۲۸)

ہدہد کا بلقیس کے پاس خط لے جانا:

یہ ہدہد لے گیا۔ بلقیس اپنے محل میں تھی، پرندے نے یہ خط لے جا کر اس کی گود میں ڈال دیا وہ ڈر گئی اور کپڑے سے اس نے اپنے تخت کو ڈھک دیا۔ پایا اور تخت پر بیٹھ گئی۔ اور خط کو پڑھ کر اس نے کہا "اے اہل دربار میری طرف ایک خط ڈالا گیا ہے۔ تم لوگ مجھے اس وقت میری بات کا مشورہ دو میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو" اہل دربار نے کہا کہ ہم بڑے طاقتور اور جنگجو ہیں اور حکم کا اختیار آپ کو ہے سو آپ دیکھ لیجیے کہ آپ کو کیا حکم دینا ہے۔ بلقیس نے کہا بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے میں ان لوگوں کے پاس کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا پیغام لے کر واپس آتے ہیں۔ جب ہدیہ لے کر جانے والا سلیمان علیہ السلام

کے پاس پہنچا تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ مال و دولت سے میری امداد کرنا چاہتے ہو۔ جو کچھ اللہ نے مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ ہاں تم ہی اپنے اس تحفہ پر اتراتے ہو۔ جاؤ ان کی طرف لوٹ جاؤ۔ اب ہم ان پر ایسا لشکر لے کر پہنچیں گے کہ جس کا مقابلہ وہ نہ کر سکیں گے۔ اور ہم ان لوگوں کو ان کے شہر سے بے عزت کر کے نکال دیں گے۔ اور وہ ذلیل اور خوار ہو جائیں گے۔ (نمل: ۳۶، ۳۷)

بغیر سوراخ کی موتی میں سوراخ

راوی نے کہا ہے کہ بلقیس نے بغیر سوراخ والا موتی بھیجا اور پیغام بھیجا کہ اس میں سوراخ کر دو۔ آپ نے پہلے انسانوں کو حکم دیا لیکن کسی کو سوراخ کرنا نہیں آتا تھا۔ پھر جنات اور پھر شیاطین کو حکم دیا لیکن انہیں بھی سوراخ کرنا نہیں آتا تھا۔ پھر سلیمان علیہ السلام نے کیڑے مکوڑوں کو بلانے کا حکم دیا۔ دیمک نے ایک بال لیا اور اس میں داخل ہو گئی پھر اس کے بعد سوراخ ہو گیا۔ بلقیس کا قاصد یہ موتی لے کر واپس آیا تو بلقیس نے یہ موتی دیکھا تو گھبرا گئی اور دوسرے لوگ بھی حیران ہو گئے۔

بلقیس کا سلیمان علیہ السلام کی طرف سفر:

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس ایک ہزار سردار تھے جن کو لوگ سردار قبیل کہتے تھے۔ ہر سردار کے ماتحت دس ہزار افراد ہوتے تھے۔ جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک کروڑ افراد ہوتے تھے۔ محمد ابن العالیہ سے مروی ہے کہ بلقیس تین سو سرداروں کو لے کر سلیمان علیہ السلام کی طرف گئی اور ہر سردار کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے۔

بلقیس کا تخت منگوانا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام بارعب آدمی تھے جب آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا جاتا آپ خود اس کے بارے میں نہ بولتے۔ ایک روز آپ گھر سے نکل کر تخت پر بیٹھے تو سامنے دھول دکھائی دی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حاضرین نے جواب دیا اے اللہ کے رسول یہ بلقیس اور اس کا لشکر ہے۔ سلیمان علیہ السلام کہنے لگے کہ یہ یہاں تک آ گئی ہے۔ سلیمان علیہ السلام اپنے لشکروں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اے اہل دربار! کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ ان کے پہلے کہ وہ لوگ مطیع ہو کر میرے پاس آئیں بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے؟ جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا کہ میں اس کے تخت کو آپ کی خدمت میں آپ کی مجلس برخاست کرنے سے پہلے ہی حاضر کیے دیتا ہوں" سلیمان علیہ السلام نے کہا اور جلدی کی تو سے تخت تھا" جب سلیمان نے تخت کو اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا "یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں" یعنی شکر اس پر کہ اللہ نے تخت جلدی پہنچا دیا اور ناشکری اس پر کہ یہ ہے کہ قبضہ میں آ گیا ہے اور اب میں اس کی وجہ سے اترانا اور فخر نہیں کرتا۔

مکالمہ.....بلقیس و سلیمان علیہ السلام:

(پھر اس تخت میں تھوڑا سا رد و بدل کر کے) اسے بلقیس کے سامنے رکھ دیا گیا۔ جب وہ آئی تو سلیمان علیہ السلام کی جانب بیٹھ گئی۔ اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے دیکھا اور کہا "گویا یہ وہی ہے"۔ پھر کہنے لگی میں یہ تخت سات قلعوں کے اندر چھوڑ کر آئی تھی۔ اور ان قلعوں کے اندر بہت سے تالے لگے ہوئے تھے۔ تو سلیمان علیہ السلام اس تخت کو کیسے لے آئے اب

آپ سے چند سوالات کرنی ہوں آپ مجھے ان کا جواب دیں سلیمان علیہ السلام نے فرمایا پوچھو۔ بلقیس نے کہا مجھے یہ بتائیے پانی کے بارے میں وہ جو نہ آسمان میں ہے اور نہ زمین میں (سلیمان علیہ السلام کو جب کسی چیز کا علم نہ ہوتا تو آپ انسانوں سے سوال کرتے اگر انہیں معلوم نہ ہوتا تو جنات سے اور اگر انہیں بھی معلوم نہ ہوتا تو سرکش جنات سے) اس مرتبہ بھی جنات نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ سوال بہت آسان ہے آپ گھوڑے دوڑائیے اس کے پسینے سے برتن بھر جائے گا۔ پس سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے کہا کہ یہ پانی تو گھوڑے کا پسینہ ہے۔ بلقیس بولی آپ نے سچ کہا پھر اس نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ اللہ کا رنگ کون سا ہے۔ یہ سن کر سلیمان علیہ السلام سجدے میں گر پڑے آپ پر غشی طاری ہوگئی اور آپ تخت سے گر گئے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ کے لشکر منتشر ہو چکے تھے۔ آپ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا معاملہ ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا مجھ سے ایسا سوال کیا گیا ہے جس کا دہرانا مشکل ہے۔ فرشتے نے کہا کہ آپ اپنے لشکر کو جو وہاں موجود تھے یا جنہیں سب کو یہیں بلاؤ وہاں سے یہ سوال پوچھو آپ نے سب کو بلایا اور بلقیس سے کہا کہ تم نے کیا سوال پوچھا ہے تو اس نے کہا کہ وہ جو پانی بتاؤ جو نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں آپ نے بتایا کہ وہ گھوڑے کا پسینہ ہے بلقیس نے کہا کہ آپ نے سچ کہا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اور کون سا سوال پوچھا کہ جس کی وجہ سے میں بے ہوش ہوا وہ کہنے لگی کہ وہ سوال مجھے معلوم نہیں حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ وہ بھول گئی تھی۔ آپ نے لشکروں سے یہی سوال کیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور انہیں کچھ یاد نہ رہا۔ سلیمان علیہ السلام نے سرکش جنات سے کہا کہ میرے لیے محل تعمیر کرو اور وہاں بلقیس میرے پاس آئے گی۔ یہ سرکش جنات ایک دوسرے پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے رسول کے لیے اللہ نے جو چاہا مسخر کیا ہے۔ اگر بلقیس ان سے نکاح کرے گی۔ ان سے بچہ پیدا ہوگا اور ہم اس کی اطاعت سے کبھی الگ نہ ہوں گے۔

بلقیس کا شیشے کے محل سے گزرنا

راوی کہتے ہیں کہ بلقیس کی پنڈلیوں پر بال تھے سرکش شیاطین نے کہا کہ اس کے لیے ایک محل تعمیر کرو تاکہ سلیمان علیہ السلام اس کے بال دیکھیں اور اس سے شادی نہ کریں چنانچہ انہوں نے آپ کے لیے سبز شیشے کا محل تعمیر کروایا اور اس پر شیشہ چڑھوایا تو وہ پانی کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی تہہ میں انہوں نے سمندری مخلوق خصوصاً مچھلیاں چھوڑ دیں اور پھر سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اس میں داخل ہوں آپ نے اپنی کرسی اندر منگوائی اور اس پر جا کر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ بلقیس کو بلاؤ اور بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو جائیے وہ آگے بڑھی تو مچھلیاں اور دیگر مخلوق دیکھ کر اسے لگا یہ گہرا پانی ہے اور اس نے اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں اس کی پنڈلیوں کے بال ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر سلیمان علیہ السلام نے آنکھیں پھیر لیں۔ اور آواز دی کہ یہ محل ہے جس میں شیشے جڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر بلقیس کہنے لگی اے میرے پروردگار! میں نے اپنی جان پر ظلم کر رکھا تھا اور میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہو کر اللہ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔

سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو پیغام نکاح:

سلیمان علیہ السلام نے انسانوں کو بلا کر کہا کہ یہ پنڈلیوں کے بال بہت برے لگتے ہیں یہ کس طرح دور ہو سکتے ہیں جواب ملا استرے کے ذریعے۔ آپ نے فرمایا کہ استرا عورت کی پنڈلیوں کا نشان رہنے دے گا آپ نے جنوں سے سوال کیا انہوں نے لاعلمی کا اظہار

کہ پھر بال کس طرح صاف ہوں؟ جنوں سے پوچھا انہوں نے کہا نورہ سے، کہ اس کے ذریعہ وہ صاف ہو جائیں گے۔ چنانچہ نورہ تیار کیا گیا جس سے اس کی پنڈلیاں صاف ہو گئیں اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسی موقع پر نورہ استعمال کیا گیا اور پھر سلیمان علیہ السلام نے اس سے نکاح کر لیا۔

بلقیس کا تخت لانے کی روایت

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ جب بلقیس کو دعوت دی گئی تو بلقیس نے کہا کہ [illegible] یہ بادشاہی ہے اور ہم میں اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت بھی نہیں [illegible] ہم جو کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ میں ان کی طرف پیغام بھیجتی ہوں کہ میں اپنے سرداروں کے ساتھ تیار ہو کر حاضر ہوں تاکہ آپ کے حالات سے واقفیت حاصل کر سکوں۔ اور جس دین کی آپ دعوت دیتے ہیں اس کا جائزہ لوں۔ پھر اس نے حکم دیا اس کا تخت جو سونے کا تھا۔ وہاں پہرہ [illegible] تھے سات محلات کے اندر تھا، اور سب پر تالے لگا دیئے گئے۔ عورتیں ان کی خدمت کرتی تھیں۔ بلقیس نے پیچھے اپنی جگہ مقرر کیا اس سے [illegible] سب کو اس تخت کی حفاظت کا [illegible] تاکید کی گئی۔

پھر وہ بارہ ہزار سرداروں کے ساتھ سلیمان علیہ السلام کے پاس چلی اور ہر سردار کے ماتحت ہزار لوگ تھے۔ سلیمان علیہ السلام جنوں کو بھی [illegible] فاصلے [illegible] کہ بلقیس آ گئی اور جب یہاں تک [illegible] بالکل قریب پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا اے دربار والو! اس سے پہلے کہ وہ لوگ میرے مطیع ہو کر آئیں کون ہے جو بلقیس کا تخت میرے پاس لائے گا۔

بلقیس کا ایمان لانا

پھر بلقیس نے [illegible] تو اس وقت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی قوم میں سے کسی آدمی کو [illegible] کر لو [illegible] نکاح کر لو [illegible] کہ میں تو [illegible] سے نکاح کرتی ہوں [illegible] کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام میں اس کی [illegible] الله نے تیرے لیے حلال کیا ہے [illegible] بلقیس نے کہا اگر ایسا ہے تو [illegible] کہ ہمدان کے بادشاہ [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] کر دیا [illegible] آپ نے [illegible] اس کے لیے ہر طرح کی خدمات انجام دیں [illegible] اس کے بعد [illegible] سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔

سلیمان علیہ السلام کی وفات

جب آپ کے انتقال کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا تو جنات کو آپ کی وفات کا علم ہوا [illegible] یہاں تک کہ [illegible] لاٹھی پر [illegible] جنات سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے۔ [illegible] جنات نے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی طرح [illegible] کیا کرتے تھے تو [illegible] کام کرتے رہے۔

مقدس کی [illegible]

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام نے [illegible] کے بارے میں [illegible]

بادشاہ ہے۔ اور درمیان میں سمندر کی وجہ سے لوگ وہاں تک نہیں پہنچ پاتے۔ اللہ نے سلیمان علیہ السلام کو ایسی حکومت عطا فرمائی تھی۔ کہ وہ جہاں جانا چاہتے چلے جاتے۔ سمندر اور خشکی آپ کے لیے رکاوٹ نہیں بنتے تھے۔ آپ ہوا پر سوار ہو کر فوراً پہنچ جاتے لہٰذا آپ ہوا کے دوش پر سمندر کے پانی کے اوپر سے ہوتے ہوئے اس شہر کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں جن و انس کے لشکر بھی اتارے اور وہاں کے بادشاہ کو قتل کیا اور لوگوں کو قید کر لیا۔ اس بادشاہ کی لڑکی بہت حسین تھی آپ نے اسے اپنے لیے منتخب کیا اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس عورت نے اسلام قبول کر لیا آپ کو اس سے محبت ہو گئی اور آپ اس کے دل میں گھر کر گئے۔

شہزادی کو پیغام نکاح:

وہ عورت بہت پریشان رہتی اور غم کی وجہ سے اس کے آنسو تھمتے نہیں تھے۔ آپ نے اس کے غم و رنج کی حالت دیکھ کر ایک روز اس سے کہا تیرا برا ہو یہ کیا غم ہے کہ جاتا نہیں اور یہ کیسے آنسو ہیں جو تھمتے نہیں۔ وہ بولی کہ میں اپنے والد اور ان کی بادشاہت کو یاد کرتی ہوں اور جو مصیبت آئی اس کو یاد کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی چھوٹی بادشاہت کو ایک بڑی بادشاہت میں بدل دیا۔ اور تجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی جو سب سے بہتر ہے۔ اس نے کہا کہ یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن جب میں اپنے باپ کی اس مصیبت کو یاد کرتی ہوں تو مجھ پر غم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اگر آپ سرکش جنات کو حکم دے دیں کہ وہ میرے گھر میں میرے والد کی تصویر بنا دیں جسے میں صبح و شام دیکھتی رہوں تو ہو سکتا ہے کہ میرے غم میں کمی واقع ہو۔ آپ نے جنات کو حکم دیا کہ اس کے والد کی تصویر بناؤ انہوں نے وہ شکل بنا ڈالی۔

بت پرستی:

سلیمان علیہ السلام جب اس گھر سے چلے گئے تو اس کی لونڈیاں اسے سجدہ کرنے لگیں جیسے اس کے زمانے میں کرتے تھے۔ ہر شام وہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ چالیس روز تک آپ کو اس کا علم نہ ہوا لیکن آپ کے دوست آصف بن برخیا کو پتہ چل گیا۔ سلیمان علیہ السلام کے دروازے کسی وقت بند نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ جس وقت بھی کوئی شخص آتا تو وہ سیدھا چلا آتا۔ خواہ سلیمان علیہ السلام موجود ہوں یا نہ ہوں۔ آصف آپ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میں موت سے پہلے قوم میں کھڑا ہو کر انہیں وہ باتیں بتاؤں جو پہلے انبیاء کے متعلق ہوں۔ سلیمان علیہ السلام نے اجازت دے دی۔

آصف بن برخیا:

آصف بن برخیا خطاب کے لیے کھڑا ہوا پہلے اس نے گذشتہ انبیاء کی تعریف کی اور ان کے فضائل بیان کیے اور ان کے بارے میں قوم کے رویے کا تذکرہ کیا۔ جب سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہوا تو کہا کہ آپ بچپن میں بہت زیادہ دانشمند تھے آپ سے بڑھ کر کوئی امین متقی نیک اور گناہوں سے بچنے والا کوئی نہ تھا۔ یہ کہہ کر تقریر ختم کر دی۔

تصویر توڑنا:

سلیمان علیہ السلام کو اس پر غصہ آیا۔ جب سلیمان علیہ السلام گھر آئے تو اسے بلا بھیجا جب وہ آیا تو آپ نے اس سے کہا اے آصف تو نے تمام انبیاء کی تعریف کی اور ان کے زمانوں کی فضیلت بیان کی اور ان کے ہر حال کو اچھا کہا لیکن جب تم نے میرا تذکرہ کیا تو میرے بچپن کی تعریف کی اور باقی زمانے کے بارے میں خاموشی اختیار کی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ آپ کے گھر میں ایک عورت کی خواہش پر چالیس دن اللہ کی عبادت سے بے تعلق رہے۔ سلیمان علیہ السلام نے تعجب سے پوچھا میرے گھر میں؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! آپ کے گھر میں فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور فرمایا کہ تم نے اس کی طرف اشارہ دنیا میں مجھ کو پتہ چلا ہو۔ پھر آپ گھر آئے اور اس تمثال کی تصویر کو توڑ ڈالا اور اس عورت اور اس کے بچے کو سزا دی۔

سلیمان علیہ السلام کی توبہ:

پھر آپ نے پاکیزہ کپڑے منگوائے یہ وہ کپڑے تھے جنہیں صرف کنواری لڑکیاں ہی بنتی اور دھوتی تھیں۔ جن کو ایسی عورتیں بھی ہاتھ نہیں لگاتی تھیں۔ ان کپڑوں کو پہن کر آپ جنگل بیابان میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں ریت کا فرش بچھوایا پھر اس ریت پر بیٹھ کر توبہ کرنے لگے۔ آپ تذلل کے طور پر ریت میں آنکھ کا پانی بہاتے روتے اور گھر میں ہونے والے گناہ پر استغفار کرتے۔

ان کی توبہ کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

"اے اللہ! تیرے امتحان کی وجہ سے آل داؤد علیہ السلام نے تیرے علاوہ کسی اور کی عبادت کی اور اپنے گھر میں غیر اللہ کی عبادت کو باقی رکھا اور گذشتہ روز تک ایسا ہوا۔"

آپ روتے رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے۔ اور استغفار کرتے رہے بعد پھر آپ گھر واپس لوٹ آئے۔

سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی گم ہونا:

آپ کی بیوی اور بچے کی والدہ کا نام امینہ تھا جب سلیمان علیہ السلام ان کے پاس جاتے۔ یا کسی بھی بیوی سے مباشرت کا ارادہ کرتے تو اپنی انگوٹھی کو اتار دیتے اور پاک ہونے تک اسے نہ پہنتے اور آپ طہارت کی حالت کے علاوہ اس کو نہ چھوتے آپ کی بادشاہت اس انگوٹھی میں تھی۔ ایک روز آپ راستے پر چل رہے تھے اور انگوٹھی راستے میں اتار کر رکھ دی سمندر سے شیطان آیا جس کا نام صخر تھا وہ سلیمان علیہ السلام کی شکل میں تھا۔ آکر کہنے لگا اے امینہ! میری انگوٹھی دے دو اس نے وہ انگوٹھی دے دی۔ شیطان نے وہ انگوٹھی پہنی اور سلیمان علیہ السلام کی جگہ پر بیٹھ گیا پرندے اور جن وانس اس کے سامنے جھک گئے سلیمان علیہ السلام جب آئے تو ان کی حالت تبدیل ہو چکی تھی آپ نے امینہ سے کہا کہ میری انگوٹھی دے دو پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میں سلیمان بن داؤد ہوں وہ بولی تم جھوٹ بولتے ہو تم سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام نہیں ہو سلیمان علیہ السلام تو آکر اپنی انگوٹھی لے جا چکے ہیں اور اب وہ اپنی جگہ بیٹھے ہیں۔

سلیمان علیہ السلام کو پریشانی:

سلیمان علیہ السلام جان گئے کہ ان کی قضا پکڑی گئی ہے تو آپ باہر آئے اور بنی اسرائیل کے دروازوں کے باہر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میں سلیمان علیہ السلام بن داؤد ہوں لوگ آپ پر مٹی پھینکتے اور گالیاں دیتے اور کہتے کہ دیکھو اس مجنوں کو کیا کہتا ہے اس کا خیال ہے کہ یہ سلیمان علیہ السلام بن داؤد ہے۔ جب سلیمان علیہ السلام نے لوگوں کا یہ رد عمل دیکھا تو سمندر کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں سے مچھلیاں پکڑ کر فروخت کرنے لگے۔ آپ ہر روز دو مچھلیاں پکڑتے ایک کو فروخت کرتے اور اس کے بدلے میں روٹی خریدتے دوسری کو بھون کر اس سے کھانا کھا لیتے۔ اسی طرح چالیس روز گزر گئے اتنے ہی دن آپ کے گھر بت کی عبادت کی گئی تھی۔

اہل خانہ اور صحابہ کو پریشانی:

آصف بن برخیا اور دوسرے سرداروں نے حالات کو بھانپ لیا کہ تیس دن تک اللہ کے دشمن شیطان کا حکم چلتا رہا۔ آصف نے کہا اے بنی اسرائیل کیا تم نے سلیمان علیہ السلام کے دور کے معاملے کے اختلاف کو ملاحظہ کیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آصف نے کہا: مجھے اجازت دو کہ میں گھریلو عورتوں سے پوچھ کر حالات معلوم کروں کہ یہ عجیب حالت ہم سب محسوس کرتے ہیں یا صرف گھریلو عورتیں ہی محسوس کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا ہم ان سے بھی زیادہ محسوس کرتی ہیں۔ کہ وہ عورت کو حیض کی حالت میں بھی نہیں چھوڑتے اور جنابت کا غسل بھی نہیں کرتے۔ آصف بن برخیا نے ان پر افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا: یہ بہت بڑا امتحان ہے۔ پھر بنی اسرائیل کے پاس آ کر فرمایا کہ تمہاری عورتیں اور مرد ہر قسم کے افراط میں مبتلا ہیں۔

انگوٹھی کی واپسی:

جب چالیس دن گزر گئے تو شیطان اپنی جگہ سے غائب ہو گیا۔ سمندر کے پاس سے گزرا اور اس نے انگوٹھی پھینک دی جسے ایک مچھلی نے نگل لیا جسے بعض شکاریوں نے دیکھا اس دن کے شروع میں سلیمان علیہ السلام نے ان کے ساتھ کام کیا تھا۔ جب شام ہوئی تو انہوں نے دو مچھلیاں سلیمان علیہ السلام کو دے دیں۔ آپ نے اس دن کی دو مچھلیوں میں سے ایک مچھلی کو بیچ ڈالا اور ایک کو حسب عادت کھانے کے لیے ذبح کیا تو اس میں سے وہ انگوٹھی مل گئی جسے پا کر آپ سجدے میں گر گئے۔

شیطان کا انجام:

اور پھر جو لوگ اور پرندے وغیرہ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور پہچان گئے کہ آپ سلیمان علیہ السلام ہیں آپ اپنی بادشاہت کی طرف لوٹ آئے۔ اور اپنے گناہوں کی اطلاع ہو گئی آپ نے سرکش جنات کے ذریعے اس شیطان کو بلوایا۔ جب وہ آیا تو آپ نے ایک پتھر پھاڑ کر اسے اس میں بند کروایا اور پھر اس پر ایک اور پتھر رکھ دیا پھر اس پر تانبا اور سیسہ بھر دیا اور پھر آپ کے حکم سے اسے سمندر میں پھینک دیا گیا۔

دوسری روایت:

سدی سے مروی ہے کہ شیطان آپ کی کرسی پر چالیس دن تک بیٹھا رہا۔ سلیمان علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں ایک بیوی کا نام جرادہ تھا جسے آپ دوسری بیویوں پر ترجیح دیتے تھے جب آپ جنابت کی حالت میں ہوتے یا بیوی کے پاس مباشرت کے لیے آتے تو اس عورت کے پاس انگوٹھی رکھتے اس کے علاوہ آپ کو کسی پر اطمینان نہ تھا ایک روز جب آپ اس کے پاس آئے تو وہ کہنے لگی کہ میرے بھائی اور فلاں آدمی کے درمیان جھگڑا ہے میری خواہش ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اس کا فیصلہ کر دیں آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن فیصلہ نہ فرمایا جس کی وجہ سے آپ امتحان میں مبتلا ہوئے آپ نے اسے اپنی انگوٹھی دے دی اور اپنے کام کے لیے چلے گئے۔ شیطان آپ کی صورت میں آیا آپ کی بیوی سے کہنے لگا کہ مجھے انگوٹھی دے دو اس نے انگوٹھی دے دی شیطان جا کر سلیمان علیہ السلام کی جگہ پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد سلیمان علیہ السلام نے انگوٹھی مانگی تو بیوی نے جواب دیا کہ ابھی تو آپ لے کر گئے تھے؟ آپ نے فرمایا [illegible] تو آپ گھبرا کر باہر نکل گئے ادھر شیطان چالیس روز تک لوگوں پر حکومت کرتا رہا۔ لوگوں کو اس کے معاملات عجیب محسوس ہونے لگے بنی اسرائیل کے علماء اور پڑھے لکھے لوگ جمع ہوئے اور عورتوں کے پاس جا کر ان سے کہا کہ ان معاملات کو

انوکھا محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ شیطان کی بادشاہی کے چالیس دن مکمل ہونے کو آئے اور جب انہوں نے عورتوں سے پوچھا تو وہ رونے لگیں یہ دیکھ کر چلے گئے اور اس شیطان کے پاس جا پہنچے جو اس طرف سے مجبور ہوا اور تورات کو پڑھتا رہتا ہے۔ شیطان پہ ... اڑ گیا۔ انگوٹھی بھی اس نے پھینک دی۔ اس سے سمندر کی طرف گیا اور وہ انگوٹھی سمندر میں گر گئی۔ اور ایک سمندری مچھلی نے اسے نگل لیا۔

انگوٹھی کا ملنا:

راوی کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام بڑی ہی مشکل حالت میں سمندر کے ماہی گیروں کے پاس آئے۔ اور ان سے کھانا مانگا اور کہا کہ میں سلیمان علیہ السلام ہوں لیکن تمام شکاری آپ کو ڈنڈے مارنے لگے یہاں تک کہ آپ کے سر سے خون بہنے لگا۔ اور ان شکاریوں کے ساتھیوں نے ملامت کی تم نے اسے مار ڈالا۔ بے جا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے دو مچھلیاں دیں کہ جب آپ نے ان میں سے ایک مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے آپ کو اپنی انگوٹھی ملی۔ آپ نے پہنی تو آپ اپنی اصلی حالت میں آگئے پرندے آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ لوگوں نے بھی آپ کو پہچان لیا اور پھر سب لوگ آپ سے معذرت کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری معذرت قبول کرتا ہوں اور تمہارے کام پر ملامت نہیں کرتا۔ یہ سب کچھ ایک حکم تھا جو ہونے والا تھا۔

شیطان کو صندوق میں بند کرنا

پھر آپ اپنی سلطنت پر واپس آئے اسی وقت سے ہوا اور سرکش جنات وغیرہ آپ کے تابع کر دیئے گئے جو اس سے پہلے تابع نہیں تھے۔ آپ نے اس شیطان کو بلایا۔ اور اسے حکم دیا کہ صندوق میں بند کر دیا جائے اور اوپر سے تالا لگوایا اور اس پر مہر لگا دی اور پھر اسے سمندر میں ڈال دیا اور قیامت تک اسی میں رہے گا۔ اس کا نام صخر تھا۔

سلیمان علیہ السلام کا انتقال:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ آپ کی حکومت کے بعد آپ واپس لوٹ آئے تو آپ نے جنات سے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر اور بڑے بڑے ٹب جیسے حوض اور بڑی بڑی دیگیں وغیرہ تیار کرتے تھے۔ آپ کی سرکش جنات کو ... چھوڑ دیے گئے کہ جب آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو ... ہمیشہ اس عمر ... حضرت ... کا ایک ارشاد نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام جب بھی نماز پڑھتے تو آپ کے سامنے درخت اگتا تو آپ اس سے پوچھتے تیرا نام کیا ہے؟ وہ اپنا نام بتاتا تو آپ پوچھتے تو کس لیے ہے؟ اگر وہ لگانے کے لیے ہوتا تو آپ اسے لگا دیتے۔

جنات کو غیب کا علم نہیں:

ایک دن آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ سامنے ایک درخت نمودار ہوا آپ نے اس کا نام پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میرا نام خروب ہے۔ آپ نے پوچھا تو کس لیے ہے۔ اس نے کہا کہ اس گھر کو خراب کرنے کے لیے سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میری موت کو جنات سے پوشیدہ رکھنا تاکہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ جنات غیب کا علم نہیں جانتے۔ آپ نے ایک عصا پکڑا اور اسی حالت میں آپ کا انتقال ہوا ایک سال آپ عصا کو تھامے کھڑے رہے اور جنات اپنا کام کرتے

رہے۔ یہاں تک کہ دیمک نے آپ کا عصا کھا لیا اور آپ گر گئے اس سے انسانوں پر یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر جن غیب جانتے ہوتے تو اس رسوا کن عذاب میں نہ رہتے۔ [illegible] آپ کی پیشانی [illegible]

[illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible] دیکھا [illegible] جب [illegible] سر [illegible] دیکھ پائی [illegible]

سلیمان علیہ السلام کی وفات:

بعض علماء سے مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام مختلف اوقات میں بیت المقدس جاتے اور وہاں تنہائی میں کئی کئی سال اور ماہ کئی کئی ماہ رہتے اور کھانے پینے کا بندوبست وہیں ہوتا۔ جب آپ کی عمر پوری ہوئی تو جس مرتبہ انتقال ہوا تو آپ جب بھی صبح کے وقت وہاں نماز ادا کرتے تو ایک درخت سامنے اُگا ہوتا۔ آپ اس سے اس کا نام پوچھتے اور پوچھتے کہ تو کس لیے ہے؟ اگر اسے لگانے کے لیے ہوتا تو لگوا دیتے اور اگر دوا کے لیے ہوتا تو اسے دوا میں استعمال کرتے۔ آپ اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ ایک روز "خروبہ" درخت سامنے اُگا تو آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا خروبہ۔ آپ نے پوچھا تو کس لیے ہے؟ اس نے کہا اس مسجد کو خراب کرنے کے لیے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس مسجد کو کوئی خراب نہیں کر سکتا۔ تیرے چہرے پر میری موت اور بیت المقدس کی خرابی لکھی ہے۔ آپ نے اسے اکھاڑا اور اسے دفن کیا۔

شیاطین کی شرارت:

پھر آپ بیت المقدس کے محراب میں داخل ہوئے اور عصا پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنے لگے اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ اور جنات کو ان کا علم نہ ہوا اور اسی طرح کام کرتے رہے۔ [illegible] آپ [illegible] اور انہیں مزدوری [illegible] محراب کے اردگرد [illegible] سوراخ تھے۔ جب کوئی جن کام چھوڑ دیتا تو محراب کے پاس آ کر جھانکتا [illegible] داخل ہو کر دوسری جگہ سے نکل جاتا یہاں تک کہ [illegible] داخل ہوا اور [illegible] نکل جاتا [illegible] [illegible] اور نکل گیا۔ [illegible] [illegible] تو اس نے سلیمان علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ مردہ ہو کر پڑے ہیں۔

سلیمان علیہ السلام کے عصا کو دیمک لگنا

اس نے یہ خبر تمام جنات کو بتا دی انہوں نے کام چھوڑ دیا انہیں معلوم ہوگیا کہ [illegible] [illegible] معلوم کرنے کے لیے انہوں نے عصا کو زمین پر ڈالا اور اس پر دیمک چھوڑ دی اور دیکھا کہ ایک دن رات میں وہ کتنا کھاتی ہے [illegible] کا اندازہ کیا تو ایک سال کا اندازہ ہوا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے کہ جنات آپ کے انتقال کے ایک سال بعد تک کام کرتے رہے۔ اس وقت لوگوں کو

ظاہر ہو گیا کہ جنات جھوٹ بولتے ہیں کیونکہ انہیں غیب کا علم ہوتا تو وہ ایک سال تک محنت نہ کرتے۔ قرآن مجید میں بھی ہے۔ جب ہم نے سلیمان علیہ السلام پر موت کا حکم جاری کیا تو ان کی موت پر جنات کو کسی نے نہیں بتایا مگر گھن کے کیڑے نے جو سلیمان علیہ السلام کی لکڑی کو کھا رہا تھا۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام گر پڑے تو تب جنات پر یہ امر حقیقت واضح ہوئی کہ وہ اگر غیب کی حقیقت کو جانتے ہوتے تو اس ذلت آمیز تکلیف اور مصیبت میں نہ رہتے۔ (سبا، ۱۴)

اور لوگوں پر بھی واضح ہو گیا کہ جنات غیب نہیں جانتے۔

دیمک کو جنات کا انعام:

پھر ان جنات نے دیمک سے کہا کہ اگر تو کھانا پسند کرتی ہے تو ہم تجھے بہترین کھانا دیتے ہیں اور اگر پانی پسند کرتی ہے تو تجھے بہترین پانی دیتے ہیں اب ہم ہمیشہ پانی اور مٹی لاتے رہیں گے۔ چنانچہ انہیں جہاں بھی دیمک ملتی ہے اس کے منہ میں پانی اور مٹی ڈال دیتے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دیمک کے منہ میں جو مٹی اور پانی نظر آتی ہے یہ جنات کی وجہ سے ہے جو انہوں نے شکریے کے طور پر ڈالی۔

سلیمان علیہ السلام کی عمر:

سلیمان علیہ السلام کی عمر پچاس سال سے کچھ زیادہ تھی۔ آپ کی بادشاہت کے چوتھے سال بیت المقدس کی تعمیر کا آغاز ہوا۔

کیقباذ کے بعد فارس کی بادشاہی:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اب ہم فارس کے علاوہ بابل اور مشرق کے ان بادشاہوں کا ذکر کرتے ہیں جو کیقباذ کے بعد آئے۔

کیکاؤس بادشاہ:

کیکاؤس فارس کا بادشاہ بنا جس دن وہ بادشاہ بنا اس نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا

اللہ تعالیٰ نے زمین اور اس کے خزانے ہمیں عطا کیے ہیں تاکہ ہم اس کی اطاعت کے لیے کوشاں ہوں اس نے اردگرد کے علاقوں کے بڑے شہروں میں سرداروں کی بڑی جماعت کو قتل کیا۔

اپنے علاقوں کی حفاظت کی اور ریاست کی دشمن کی حفاظت کے لیے بہت سے کام کیے۔ اسی دوران اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا جو حسن و جمال اور کمال کے اعتبار سے اپنے زمانے میں بے مثال تھا۔ اس کا نام سیاوخش رکھا گیا۔ والد نے اسے رستم بن دستان کے ساتھ ملا دیا۔

کیکاؤس کے بیٹے کی پرورش:

سجستان اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے سردار نے اس کی پرورش کی ابتدا سے رستم کو بچے کی پرورش کی دعوت دی۔ رستم نے اسے لے لیا اور اپنی گود میں پالا پوسا۔ دودھ پلانے والی عورتوں نے اسے دودھ پلایا جب وہ بڑا ہوا تو اس کی تعلیم کے بہت سے استاد مقرر کیے گئے۔ ان میں بہترین استاد مقرر کیے گئے اور جب وہ سواری کے قابل ہوا تو اسے سواری کے آداب سکھائے گئے یہاں تک کہ وہ تمام فنون میں کامل ہو گیا اور شہسواری میں کامل ہو گیا تب وہ اپنے والد کے پاس آیا۔ اس نے ہر چیز میں بیٹے کا امتحان لیا اور اسے ماہر پایا جس سے اسے بہت خوشی ہوئی۔

ترک لڑکی کے ساتھ شادی

اس کے بعد کیقباد نے اپنی شادی ترکی کے بادشاہ افراسیاب کی بیٹی سے کی جس کے بطن سے کئی بچے ہوئے [illegible] کا باپ تھا۔ اس لڑکی کا نام [illegible] تھا [illegible]۔

سیاوخش کی بیوی پر ظلم:

سیاوخش سے اس کے باپ کی بیوی کو محبت ہو گئی اس نے اسے اپنی طرف بلایا لیکن اس نے اسے اپنے والد کا وفادار ہونے کی وجہ سے انکار کر دیا ان کا قصہ بہت طویل ہے۔ ایک روز سیاوخش نے رستم سے کہا کہ وہ اس کے والد سے کہے کہ وہ ترکوں کے مقابلے کے لیے جانے کیلئے اس کی اجازت دے۔ ترکوں سے صلح ہو گئی وہاں ان کے اس بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی اس سے سیاوخش کا یہ ارادہ تھا کہ اس کا باپ دور سے دور چلا جائے تاکہ وہ اس عورت کے [illegible] بچے [illegible] موجب پورا کرے۔ رستم نے ایسا ہی کیا اور کیکاؤس نے ترکوں کے مقابلے میں بھیجنے کی اجازت دی لیکن سیاوخش کے وہاں جانے سے پہلے جنگ نہ ہوئی بلکہ صلح برقرار رہی۔ سیاوخش نے اپنے والد کو [illegible] لکھا [illegible] کے اسباب [illegible] اور ان سے لڑنے کے لیے [illegible] لیکن جب اس نے دیکھا کہ اس کا والد وہ کام کر رہا ہے جو وہ چاہتا ہے تو اس نے اس [illegible] کوئی بہانہ اپنے [illegible] سے [illegible] آگیا۔ اور اس نے افراسیاب سے صلح کر لی ہے۔ [illegible] کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس نے افراسیاب کو خط لکھا۔ جس میں اس سے امان مانگی اور لکھا کہ میں اپنے والد کو چھوڑ کر آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ اس کی اجازت دیں۔ افراسیاب نے یہ درخواست قبول کر لی اس سے پہلے دونوں لشکروں کے درمیان ایک ترکی شخص فیران سفیر تھا سیاوخش ترکوں کے ساتھ [illegible] جو اس کے والد کیکاؤس کے لشکر میں تھے۔ وہ [illegible] سے جدا ہو گئے۔

سیاوخش کا قتل

جب سیاوخش افراسیاب کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے پاس عزت سے ٹھہرایا اور اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا۔ اس لڑکی کا نام وسفافرید تھا۔ وہ شاہ ایران کا بہت احترام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب اس کو اس کی ذہانت، شجاعت اور بہت سے اچھے اوصاف معلوم ہوئے۔ تو اس کی ذات کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔ اس وقت سیاوخش نے فساد پھیلایا اس کے قتل پر اس کے دو بیٹے اور ایک بھائی نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ انہیں اس سے شدید خطرہ محسوس ہوا۔

سیاوخش کی بیوی پر ظلم:

اس وقت اس کی بیوی حاملہ تھی اور اس کے پیٹ میں کیخسرو تھا۔ انہوں نے اس کا حمل گرانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ فیران جس نے افراسیاب اور سیاوخش کے درمیان صلح کرائی جب اس نے دیکھا کہ افراسیاب نے سیاوخش کو قتل کر دیا تو اس نے اس قتل پر نکیر کی اور اسے بغاوت کے انجام سے ڈرایا اور اسے بچے کو [illegible] سے منع کرنے [illegible] اور اس سے کہا کہ وہ لڑکی کو میرے پاس رہنے دو [illegible] سے اس کا حمل وضع ہو جائے (یعنی بچہ پیدا ہو جائے)

سیاوخش کی بیوی اور بیٹے کو غلام بنانا

افراسیاب نے ایسا ہی کیا۔ جب اس کا بچہ پیدا ہو گیا تو فیران نے اسے اور اس کے بیٹے کو غلام بنا لیا اس کے بیٹے کو قتل نہ کیا۔ اور اس بات کو [illegible] رکھا۔ یہاں تک کہ وہ بچہ بڑا ہو گیا۔ جب اس کے والد کیکاؤس کو اس بات کا علم ہوا تو وہ ترکی کی طرف متوجہ ہوا اس نے

اس نے بیٹے کو تلاش کرنے کا حکم دیا تاکہ اسے والد کی میت اپنے پاس لے آئے ۔۔۔ وہ ایک طرح سے تو یہ کوشش کی مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔

پوتے اور بہو کی بازیابی:

ایک روز اس نے بیٹے کے بیٹے اور اس کی ماں کے بارے میں معلوم کیا اور وہ انہیں وہاں سے نکال لایا کہتے ہیں جب اسے اپنے بیٹے کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے سرداروں کی ایک جماعت تیار کی جن میں رستم بن دستان اور طوس شامل تھے جو بہت طاقتور اور بہادر تھے۔ انہوں نے ترکوں سے سخت مقابلہ کیا اور ان کے کئی آدمیوں کو قتل کیا اور بہت سوں کو قیدی بنا لیا۔ رستم کے ہاتھ سے فراسیاب کا بیٹا شہرا قتل ہوا۔ اور طوس کے ہاتھوں افراسیاب کا بھائی [illegible] قتل ہوا۔

جنات کیقاوس کے تابعدار تھے:

کہا جاتا ہے کہ جنات کیقاوس کے تابع تھے اور بعض اہل علم کے مطابق جنات اس کی اسی طرح تابعداری کرتے تھے جیسے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے۔ کیقاوس نے انہیں شہر بنانے کا حکم دیا جس کا نام ککندر یا قیقدون تھا۔ جس کی ایک دیوار سونے کی ایک چاندی کی اور ایک پیتل کی تھی۔ شیاطین نے زمین و آسمان میں جو کچھ ہے لوگوں کو لا کر اس میں قید کر دیا گیا کیقاوس کھانے پینے [illegible] نہیں کرتے تھے۔

ککندر شہر کی بربادی:

پھر اللہ تعالیٰ نے اس آباد شہر کو برباد کرنے والا بھیجا۔ کیقاوس نے محسوس کیا کہ جنات [illegible] اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور جب کیقاوس نے دیکھا کہ [illegible] اور اب بچنے کی کوئی صورت نہیں تو اس نے [illegible] کو قتل کر دیا کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے کیقاوس کا جب بھی کسی سے مقابلہ ہوتا تو اسے دشمن پر فتح ملتی اور وہ غالب آتا جب اس کی فتوحات کا یہ حال ہوا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ دنیا میں جتنے بھی علاقے ہیں ان سب پر پہنچ کر اور پھر آسمان پر جا پہنچے گا۔

کیقاوس کا تکبر:

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ وہ خراسان آیا اور پھر بابل میں اترا اور کہا کہ میں زمین کی ہر چیز کا مالک بن چکا ہوں اب میرے لیے ضروری ہے کہ میں آسمان اور ستاروں کے معاملات بھی دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قوت عطا کر رکھی تھی کہ وہ اپنے ساتھ دیگر افواج لے کر بادلوں میں اڑ سکتا تھا۔ جب اس نے یہ ارادہ کیا تو اللہ نے اس سے یہ قوت چھین لی جس سے وہ گر گئے اور ہلاک ہو گئے۔ البتہ وہ بچ گیا لیکن اس کی حکومت ختم ہو گئی اور زمین کئی ٹکڑوں میں بٹ گئی اور مختلف علاقوں میں الگ الگ بادشاہ بن گئے۔ اب اس نے ان سے مقابلے ہوتے رہے کبھی اسے فتح ہوتی اور کبھی شکست ہوتی۔

یمن والوں سے جنگ:

راوی کہتے ہیں کہ وہ یمن کے علاقے میں جنگ کرنے کے لیے گیا اس وقت یمن کا بادشاہ ذوالاذعار تھا۔ جب کیقاوس یمن میں داخل ہوا تو ذوالاذعار مقابلے کے لیے آیا۔ ذوالاذعار فالج زدہ ہو گیا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی جنگ نہیں کی تھی۔ جب کیقاوس نے اس کے ملک [illegible] ذوالاذعار اپنے [illegible] حمیر اور قحطان کے بیٹے کے ساتھ آیا اور کیقاوس پر فتح حاصل کر لی اسے

[illegible]

[illegible] کے خلاف [illegible]

[illegible] 24

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کیخسرو کی تخت نشینی

[illegible]

سیاوش کے خون کا بدلہ

[illegible]

طوس اور فرود میں جنگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 576000 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مرداویج [illegible] ملاقات کرنے [illegible] اس نے [illegible] کیا [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کے ہاتھوں قتل ہوا [illegible] چلا گیا [illegible] سلطان کی [illegible] اور [illegible] ہیں۔

قیدیوں پر اظہار افسوس

مرداویج [illegible] اظہار افسوس [illegible] کے [illegible] اس کے [illegible] کیا [illegible] مرداویج [illegible] قریب [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کیا تو [illegible] اس کی [illegible] اور [illegible] کے درمیان [illegible] آگ روشن کی تو وہ شخص ہے جس نے [illegible] کیا [illegible] اس کی [illegible] کے حسن سے مرعوب [illegible] اس کے چہرے پر [illegible] میرے ساتھی اور تیری طاقت کہاں ہے [illegible] تیری [illegible] کہاں [illegible] قتل کرنے [illegible] سے قتل نہیں [illegible] مجھ سے [illegible] قتل کیا اسے قتل کر دوں گا۔

ہرداکی ادائیگی کا منظر

پھر مرداویج نے حکم دیا [illegible] ان کے [illegible] لیے جائیں اور پھر اسے ذبح کر دیا جائے چنانچہ [illegible] ساتھ [illegible] پھر مرداویج [illegible] اور [illegible] کے پاس [illegible] ایک کے [illegible] جیسے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

بردہ فروش کے بچے کو انعام و اکرام

پھر وہ [illegible] بچے کو [illegible] جب وہ آ گیا تو اسے اپنے [illegible] اور [illegible] قتل کرنے [illegible] خوشی کا اظہار کیا [illegible] اور [illegible] اس نے [illegible] کو بلوایا جب وہ آیا تو اس نے کہا [illegible] اس کے [illegible] آپ [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] اصفہان جرجان اور ان کے پہاڑوں کو [illegible] وہاں کے لوگوں کا [illegible] وہاں سے [illegible] پھر اس نے ان [illegible] کو بلوایا [illegible] کیا [illegible] ان میں سے [illegible] اور [illegible] ہے۔

افراسیاب کے لشکروں کو شکست

اس [illegible] یہ [illegible] ہوا تھا کہ اس کے پاس [illegible] کے فیصلوں سے جس میں [illegible] ترکوں کے ساتھ خونریز جنگ کے بعد افراسیاب کے لشکروں کو شکست ہوئی ہے۔ اس نے جوابی خط میں لکھا تھا کہ وہ جنگ [illegible] تمام پڑاؤ کر اس سے ملیں۔

کیخسرو کے مقابلے میں شیدہ:

ان کا خیال یہ تھا کہ جب چاروں طرف سے لشکروں نے افراسیاب کا احاطہ کر لیا ہے اور بہت سے لوگ قتل اور زخمی ہو چکے ہیں اور وہ [illegible] بہت سی [illegible] اور ان پر [illegible] ہو چکی تھیں اور اب صرف ان کا بیٹا شیدہ جو کہ [illegible] باقی رہ گیا تھا تو اسے کیخسرو سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ کیخسرو کے مقابلے کے لیے تیار ہوا اور اپنے مختلف سرداروں کو ملا کر مقابلے کے لیے آیا۔

کیخسرو کی فتح:

کہا گیا ہے کہ اس روز کیخسرو شیدہ سے ڈر گیا اور یہ پایا کہ اس کے اندر شیدہ سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ جنگ چار روز سے جاری تھی۔ کیخسرو کا ایک فارسی سردار جس کا نام جرد بن جبان تھا اس نے خوب اچھا مقابلہ کیا۔ جنگ کی۔ دونوں طرف سے کئی لوگ قتل ہوئے یہاں تک کہ شیدہ کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور اسے یقین ہو گیا کہ اس میں مقابلہ کی طاقت نہیں [illegible] سے شکست ہوئی۔ کیخسرو اور دوسرے لوگوں نے اس کا پیچھا کیا۔ جرد نے اسے پکڑ لیا اور اس کے سر پر زور سے گرز مارا [illegible] وہ فوراً مردہ ہو کر گر گیا۔

فیصلہ کن معرکہ:

کیخسرو اس کی لاش کے پاس کھڑا ہوا اور اس کی شجاعت اور [illegible] کا معترف ہوا۔ جب افراسیاب کو ان حالات کا علم ہوا تو اس نے ایک فیصلہ کن جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا۔ جب اس کی کیخسرو کی فوجوں سے آمنا سامنا ہوا تو ایسی شدید جنگ ہوئی کہ [illegible] اس سے پہلے کسی خونریز جنگ [illegible] علم میں نہ تھی۔ [illegible] یہاں تک کہ [illegible] اور دوسرے کمانڈروں نے خوب قتل کیے اور گرفتاریاں کی گئیں۔ افراسیاب نے دیکھا کہ ترک کیخسرو [illegible] ایک بہت بڑا لشکر ہے۔ افراسیاب [illegible] سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس روز مقتولین کا شمار کیا گیا۔ ان کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ کیخسرو اور اس کے ساتھیوں نے افراسیاب کا تعاقب کیا [illegible] ایک شہر سے دوسرے شہر جا کر چھپا یہاں تک کہ وہ آذربائیجان پہنچ گیا اور وہاں [illegible] جب [illegible] وہاں سے نکالا گیا۔

کیخسرو کی کامرانی:

جب اسے کیخسرو کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا [illegible] آرام کرنے کے لیے [illegible] تین دن کے بعد اس سے سیاوش کے قتل کا عذر معلوم کیا گیا لیکن اس کے پاس کوئی عذر نہ تھا۔ کیخسرو نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ بیژن بن جوذرز نے اسے بھی اسی طرح قتل کیا جیسے اس نے سیاوش کو ذبح کیا تھا۔ پھر اس کا خون کیخسرو کے پاس لایا گیا۔ اس سے [illegible] یہ سیاوش کا بدلہ ہے اور اس ظلم و تعدی کا بدلہ ہے جو سیاوش پر کیا گیا تھا۔ کیخسرو [illegible] کامران آذربائیجان سے واپس آیا۔

جنگ میں گجرو کے ساتھی۔

[illegible]

کنگ اسحٰق کی تخت نشینی

[illegible]

جوزدار کا سلسلۂ نسب

[illegible]

گجرو کی روپوشی:

جب گجرو اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے چکا [illegible] تو اس نے حکومت چھوڑ دی [illegible]

گجرو کی اولاد:

[illegible]

سلیمان [illegible] کے بعد [illegible] کے حالات

اب ہم سلیمان [illegible] کے بعد [illegible] کے حالات [illegible]۔

سلیمان [illegible] کے بیٹوں کی حکومت

[illegible]

کو چاہا اور تمام لوگوں کو اپنے سے جنگ کرنے اور قتال کرنے کی طرف انہیں دعوت دی۔ اس لیے تو نے آزاد لوگوں کو غلام بنانے اور مطیع لوگوں کو نافرمان کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس سے تو نے علانیہ جس بات کی طرف بلایا جاتا تھا اس کی مخالفت کی اور پاگل لوگوں کی اتباع کی۔ میری جان کی قسم مجھے اس عمل پر تمہارے شدید غصے نے مجبور کیا اور مجبوری نے بے بس کیا۔ اگر تو نے میری بات کو ٹھکرایا اور میرے دین کو چھوڑ دیا تو تو اپنے باپ کی نسل سے نہیں۔ تو بادشاہت کا مستحق نہیں۔ اے بیٹے! تو نے کس وجہ سے اپنی قوم کو چھوڑ دیا یا شاید تجھے بھی معجزات دیے گئے جو موسیٰ علیہ السلام کو دیے گئے جو فرعون کے پاس گیا یہاں تک کہ فرعون کو غرق کیا اور اپنی قوم کو ظلم سے نجات دلائی۔ یا شاید تجھے داؤد جیسی قوت دے دی گئی کہ شیر اپنی قوم سے لڑ پڑا اور بکری کے بچے کی طرح اس کی باچھیں پھٹ گئیں۔ اور جالوت کو قتل کیا یا شاید تجھے سلیمان بن داؤد جیسی بادشاہت اور حکمت عطا کی گئی کہ اس کی حکمت آنے والے لوگوں کے لیے ضرب المثل بن گئی۔

اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش ناممکن:

جب بادشاہ نے یہ باتیں سنیں تو وہ غصے سے بھڑک اٹھا اس کا بیٹا تنگ ہونے لگا تو اس نے جواب دیا اے امی جان! جس طرح یہ مناسب نہیں کہ میرے دسترخوان سے دوست و دشمن کھانا کھائیں اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں کہ میں اپنے رب کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کروں۔ اس معاملے کی طرف کہ اگر تو بات مان لے گی تو ہدایت پائے گی ورنہ تو گمراہ ہو جائے گی۔ اگر تو غیروں کو چھوڑ کر صرف اللہ کی عبادت کرے گی تو پھر مجھے اس معاملے میں صرف وہی ملامت کرے گا جو اللہ کا دشمن ہوگا اور میں اللہ کی رضا اور اس سے مدد کا خواستگار رہوں کیوں کہ میں اسی کا غلام ہوں۔

ماں کی ہٹ دھرمی:

ماں نے کہا: میں اپنے بتوں کو اور اپنے آباء کے مذہب کو تیرے کہنے کی وجہ سے نہیں چھوڑوں گی۔ اور جس رب کی طرف تو مجھے دعوت دے رہا ہے میں اس کی عبادت نہیں کروں گی۔

خدا کی اطاعت کے لیے مخلوق سے ناراضگی:

بادشاہ نے کہا: اے امی جان! آپ کی اس بات نے میرے اور آپ کے درمیان رشتہ ختم کر دیا ہے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے دربار سے نکال کر دور کسی جگہ لے جایا جائے اور پولیس والے کو حکم دیا کہ اگر وہ ضد کرے تو اسے قتل کر دو۔

اللہ اپنے بندوں کی خود حفاظت کرتا ہے۔

جب وہاں پر موجود لوگوں نے یہ بات دیکھی تو ان کے دلوں میں بادشاہ کا رعب بیٹھ گیا۔ وہ بادشاہ کے مطیع ہو گئے اور ان کا ہر قسم کا حیلہ ختم ہو گیا۔ وہ کہنے لگے کہ جب اس نے اپنی والدہ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو اگر ہم اس کی مخالفت کریں گے تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ان لوگوں نے اور بھی بہت سی تدابیر اختیار کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے حفاظت کی اور ان کی تدبیریں ناکام ہو گئیں۔ جب وہ اپنے پروگرام میں بری طرح ناکام ہو گئے تو انہوں نے تنگ آ کر یہ فیصلہ کیا کہ اب اس ملک کو چھوڑ کر کسی اور ملک میں رہا جائے۔

ہندوستانی بادشاہ کو حملہ کرنے کی دعوت:

چنانچہ وہ اپنے مشورے کے مطابق ہندوستان میں زرح نامی بادشاہ کے پاس آئے تا کہ اس کے خلاف لشکر لا کر پناہ حاصل کریں۔ جب وہ زرح کے دربار میں حاضر ہوئے تو سجدے میں گر گئے۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ وہ بولے ہم آپ کے

غلام ہیں اس نے پوچھا تم کون سے غلام ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کی رعیت میں شمار ہوتے آئے ہیں ہم آپ کی بادشاہت کا احترام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے بیچ ایک نوعمر اور کم عقل بادشاہ آگیا اس نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا اور ہماری عبادت کو غلط اور بیہودہ قرار دے کر مسترد کر دیا۔ اور اس کی تعلیمات ہم پر مسلط کیں۔ ہم آپ کی خدمت میں اس کی اطلاع دینے آئے ہیں آپ ہمارے بادشاہ بننے کے زیادہ حقدار ہیں۔ ہم اس ملک کے سرداروں میں سے ہیں اس ملک میں مال بہت زیادہ ہے وہاں کے لوگ بہت کمزور ہیں اس کی معیشت بہت مضبوط ہے اور پانی بہت زیادہ ہے اس ملک کا خزانہ بہت زیادہ ہے اب تک وہاں تین بادشاہ حکومت کر چکے ہیں۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ یوشع رہتے تھے ہم اپنی قوم کی جانب سے اور ہماری زمین آپ کے لیے حاضر ہے اس زمین میں ایسا کوئی بھی نہیں جو آپ کا مقابلہ کر سکے وہ لوگ جنگ کے بغیر اپنے اموال آپ کے حوالے کر دیں گے۔

فیصلے کی گھڑی:

زرح نے کہا میری جان کی قسم! میں تمہاری دعوت قبول نہیں کروں گا اور میں ان سے جنگ بھی نہیں کروں گا ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے بھی زیادہ طاقتور اور بہادر ہوں اس لیے پہلے میں اپنے جاسوس بھیجوں گا اگر معاملہ ویسا ہی ہوا جیسا کہ تم نے کہا ہے تو میں تمہیں اس زمین کا حاکم بنا دوں گا اور اگر تمہارا جھوٹ ظاہر ہوا تو تمہیں سخت سزا دوں گا۔

جاسوسی:

ان لوگوں نے کہا کہ آپ نے عدل کی بات کی اور انصاف کا فیصلہ کیا۔ ہم اس پر راضی ہیں بادشاہ نے ان کے لیے وظیفے جاری کر دیے۔ اور اپنی قوم میں سے چند دیانت دار آدمی منتخب کر کے انہیں جاسوس بنا کر بھیجا انہیں کچھ نصیحتیں کیں اور کہا کہ اگر انہوں نے جھوٹ بولا تو انہیں سخت سزا دی جائے گی اور سچ بولا تو انہیں انعام دیا جائے گا اور یہ بھی کہا کہ میں تمہاری امانتداری، بیداری اور اچھی رائے کی بنیاد پر بھیج رہا ہوں تاکہ تم ان کا صحیح مطالعہ کرو اس کے حالات جانو اور وہاں کی حکومت کا نظام، فوج، دریا، داخلی اور خارجی راستوں، سہولیات، مشکلات کے بارے میں اس طرح آگاہ کرو گویا کہ میں اس ملک کو دیکھ رہا ہوں وہاں سے یہاں اور شہری لوگوں کو دیکھو اپنے ساتھ یاقوت، مرجان اور قیمتی کپڑے لے جاؤ تاکہ جب وہ انہیں دیکھیں تو مرعوب ہوں اور دیکھتے ہی انہیں خریدنے لگ جائیں۔

بادشاہ آسا کے ملک میں جاسوسی:

چنانچہ بادشاہ نے انہیں اپنے خزانے سے بہت سا مال دیا انہیں خشکی اور بحری سفر کا سامان دیا اور اس قوم کے کچھ حالات بیان کیے اور انہیں اپنے مقاصد سے آگاہ کیا اور انہیں تاجروں کے روپ میں روانہ کیا۔ یہ لوگ ساحل سمندر پہنچے۔ وہاں کشتی پر سوار ہو کر ایلیاء کے ساحل پر اترے وہاں سے چل کر شہر میں گئے۔ انہوں نے اپنا سامان اتارا اور لوگوں کے سامنے رکھ دیا اور انہیں خریدنے کی دعوت دی لیکن لوگ ان کے سامان کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ ان کی تجارت گھاٹے میں پڑ گئی۔ اب انہوں نے قیمتی اور عمدہ چیزوں کو کم داموں میں فروخت کرنا شروع کیا تاکہ وہاں کے لوگ انہیں دیر تک اپنے ملک سے نکال نہ دیں اور یہاں کے حالات معلوم کر لیں اور بادشاہ کی ہدایت کے مطابق تحقیقات مکمل کر لیں۔

بوڑھے لوگ بھی سپاہیوں کی طرح تربیت یافتہ تھے:

اس بادشاہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ جن کی عمر زیادہ ہو گئی ہے وہ قابل تجربہ ہیں، وہ بھی نوجوانوں کی حالت میں جنگی وردی پہنیں گے اور جب کوئی دشمن حملہ کرے تو ان کی طرف بھیج دیا جائے گا کیونکہ تجربہ کار لوگ ہیں اور تجربہ کاروں کی عقل جوانوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ بوڑھے لوگ بھی اپنی اصلی وردیوں میں ہتھیار لگا کر تیار رہتے تھے۔

جاسوس تاجروں کے بھیس میں:

یہ لوگ اپنا سامان معمولی قیمت پر بیچتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کی قیمت ایک درہم تک کر دی اور ایک درہم میں بیچ دیتے۔ بنی اسرائیل کی عورتیں رات کے وقت ان سے یہ سامان خریدتی تھیں۔ تیسرے دن ان کا سامان ختم ہو گیا۔ یہاں تک کہ عورتوں نے اپنا کوئی سارا سامان فروخت کر کے بہت سا سامان خرید لیا اور پھر یہ لوگ وہاں کے شہروں، فصیلوں اور سرحدی آبادیوں تک پہنچے۔

جاسوسوں کا حالات کا کھوج لگانا:

ان جاسوسوں نے بنی اسرائیل کی معمولی چیزیں اور بیش قیمت اشیاء کی خرید و فروخت کے لئے جہاں گئے وہاں کے لوگوں سے بادشاہ کے حالات پوچھے اور کہتے کہ بادشاہ کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم سے کوئی چیز نہیں خریدتا۔ اگر وہ غریب ہے تو یہ سامان ہے جو اس کے خزانے میں کبھی موجود نہیں اور اگر وہ مالدار ہے تو اس کے پاس کیا کچھ ہے تا کہ ہم سے یہ چیزیں با معاوضہ خرید لے۔

صاحب ثروت مسلمان حکمران:

لوگوں نے جواب دیا کہ وہ بہت مالدار ہے اور اس کے پاس بہت خزانے ہیں جو کسی کے پاس نہیں، اس کے پاس وہ خزانے بھی ہیں جو موسیٰ علیہ السلام مصر سے لے کر آئے تھے اور وہ زیورات بھی ہیں جو بنی اسرائیل کے لوگوں کے پاس تھے اور جو خزانہ یوشع بن نون علیہ السلام کے پاس تھا اور پھر سلیمان علیہ السلام نے جو خزانہ جمع کیا تھا اور اسی طرح اور بہت سے بادشاہوں کے پاس جو خزانے تھے وہ سب اس کے پاس ہے اور اس کے پاس ایسے برتن ہیں کہ کوئی بھی ان برتنوں کی قدر و قیمت نہیں رکھتا۔

جاسوسوں کا فوجی قوت کا اندازہ لگانا:

ان جاسوسوں نے پوچھا کہ ان کا جنگی انداز کیا ہے؟ اور کس چیز کی وجہ سے اس کی اتنی عظمت ہے؟ اور اس کے کتنے لشکر ہیں؟ اگر کوئی بادشاہ اس پر حملہ کرے اور اس کا ملک چھین لے تو کیا کرے گا؟ کیسے لشکروں کا استعمال کرے گا؟ گھوڑوں اور جنگجو مردوں کے ذریعے مقابلہ کرے گا؟ یا اس کے لشکر، خزانوں اور مال و دولت کا رعب دوسروں پر پڑے گا۔

اس کا دوست اللہ:

لوگوں نے جواب دیا کہ بادشاہ کا لشکر کم اور اس کی قوت کم ہے لیکن اس کا ایک دوست ہے جب وہ اسے پکارتا ہے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے اور اگر پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹانا چاہے تو وہ ہٹا دیتا ہے۔ جب تک اس کا دوست اس کے ساتھ ہے تب تک کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ انہوں نے پوچھا وہ دوست کون ہے؟ اس کے لشکر کتنے ہیں؟ اس کے ہتھیار اور سوار کتنے ہیں؟ سوار و پیادے کتنے ہیں؟ اور وہ کہاں رہتا ہے؟

لڑائی سے قبل کروا دیا [illegible] ان سے [illegible] ہے اس نے اشعار [illegible] تمام ملک [illegible] عبادت [illegible] میں [illegible] ہو کر [illegible] اور [illegible] سے [illegible] تو وہ [illegible] جس طرح معلوم ہے وہ [illegible] ان [illegible] ہے۔

جاسوسوں کا بادشاہ کو بہلانے کی کوشش کرنا

پھر ایک روز بادشاہ کے دربار میں آئے اور کہنے لگے بادشاہ سلامت [illegible] ہم [illegible] آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں [illegible] آپ [illegible] تو ہم [illegible] کرنے کے لیے لائے ہیں۔

مجھے دنیاوی چیزوں کی ضرورت نہیں:

بادشاہ نے کہا کہ مجھے دکھاؤ جب انہوں نے سب کچھ سامنے کر دیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ کیا یہ چیزیں اور ان کے استعمال کرنے والے ہمیشہ باقی رہیں گے وہ بولے ایسا تو نہیں ہے بلکہ یہ بھی فنا ہو جائیں گے اور ان کا استعمال کرنے والے بھی۔ پھر بادشاہ نے جواب دیا کہ پھر مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں مجھے ایسی چیزوں کی ضرورت ہے جن کی رونق ختم نہ ہو اور ان کے برتنے والے باقی رہیں۔

جاسوسوں کی واپسی:

یہ واپس آگئے بادشاہ نے ان کے [illegible] بہت [illegible] سے [illegible] کر کے واپس زرح کے پاس پہنچے۔ اور جو کچھ انہوں نے حالات دیکھے وہ سب تفصیل سے سامنے رکھ دیئے۔ اور [illegible] حالات [illegible] اور بادشاہ کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔ جب زرح نے ان کی یہ باتیں سنیں تو [illegible] اور ان سے قسمیں اٹھانے کے لیے کہا کہ [illegible] کوئی بات غلط بیانی کی [illegible] کوئی بات چھپائی ہے۔ انہوں نے اس کی قسم اٹھائی۔

بنی اسرائیل کا آسا کو ڈرانا

جب یہ معاملہ طے ہوا تو زرح نے [illegible] بنی اسرائیل کو جب اس بات کا علم ہوا کہ [illegible] اور [illegible] معلوم کر رہے ہیں تو انہوں نے [illegible] آسا کے [illegible] اس کی قوم ہماری قوم سے زیادہ [illegible] بھی [illegible] اگر [illegible] لشکر [illegible] آیا تو [illegible] سے بھی [illegible] مقابلہ [illegible] اپنے [illegible] والوں [illegible] یہاں تک [illegible] کی طرف [illegible]

زرح کا ہندوستان کی طرف خط:

یہ ہندوستان کے بارے میں زرح کا خط [illegible] بیان [illegible] تک پہنچے۔ [illegible] جب [illegible] اور [illegible] گئے ہیں اور [illegible] آپ [illegible] کی [illegible] ہے جو مجھے [illegible] کرنے [illegible] اور [illegible] ہے۔ جو ان کو [illegible] کرنے کے لیے [illegible] ہے [illegible]

نہیں ہو سکے۔

لشکر کی تیاری:

ان خطوط کے جواب میں لوگ ہر طرف سے اکٹھے ہو گئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ روئے زمین پر جتنے بادشاہ اور لشکر تھے وہ ان کے ساتھ ان کی مدد کے لیے تیار ہو گئے۔ جب تمام لشکر اکٹھے ہو گئے تو ان کی تعداد گنی گئی تو وہ اس کے اپنے شہر کے لوگوں کے علاوہ دس کروڑ آدمی تھے۔ اس نے جو لشکر ترتیب دیا تھا اس کے لیے قبے تیار کیے گئے۔ ہر قبے پر ایک تخت اور قبہ رکھا گیا اور ہر قبے میں کرسی بچھائی گئی اور ہر ایک کے ساتھ سازو سامان اور پانی ہاتھی ان کے ساتھ کیے گئے اس طرح ہر ایک کا لشکر تیار کیا گیا اور ان میں لشکر جو اس کے ساتھ تھا وہ سواروں پر مشتمل تھا۔ جب لشکر کا ایک سرا دوسرے تک پہنچ گیا تو اس نے کوچ کا اعلان کر دیا۔

زرح کا غرور:

جب اس لشکر کو دیکھا اور سفر شروع کیا تو اس کی عزت اور عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی۔ پھر زرح نے کہا اسا کا دوست کہاں ہے؟ کیا وہ مجھ سے بچ سکتا ہے؟ یا مجھ پر غالب آ سکتا ہے؟ اگر اسا اور اس کا صدیق تھے اور میرے لشکر کو دیکھیں تو میرے ساتھ جنگ کرنے کی جرأت نہ کریں۔ میرے پاس ان کے ایک آدمی کے بدلے ایک ہزار آدمی ہیں عنقریب اسا قیدی بن کر میری زمین میں داخل ہو گا اور میں اس کی قوم اور اس کے بچوں کو حبشیوں کے ہاتھوں فروخت کروں گا۔

بادشاہ کی دعا اور عاجزی:

زرح اسا کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتا رہا یہاں تک کہ یہ سارے حالات اسا تک پہنچے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی اے اللہ! آپ نے اپنی قوت سے آسمان و زمین اور ان کے درمیان موجود چیزوں کو بنایا اور وہ سب آپ کے قبضے میں ہیں۔ آپ حوصلہ والے بلند و برتر اور شدید غضب والے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہمیں گناہوں کی سزا نہ دیجیے اور ہماری نافرمانی پر گرفت نہ فرمایئے۔ ہم آپ سے آپ کی اس رحمت کا سوال کرتے ہیں کہ جو تمام مخلوقات پر عام ہے۔ آپ ہماری کمزوری اور دشمن کی تعداد کو دیکھیے ہماری قلت اور دشمن کی کثرت کو دیکھیے ہماری تنگی اور پریشانی ملاحظہ فرمایئے اور دشمن کی کشادگی و راحت کو دیکھیے۔ اپنی قدرت سے جس طرح آپ نے فرعون اور اس کے لشکر کو سمندر میں ہلاک کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اسی طرح زرح اور اس کے لشکر کو بھی ہلاک کر دیجیے میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ زرح اور اس کی قوم پر اچانک عذاب نازل فرمایئے۔"

اسا کو خواب:

خواب میں اسا کو دکھایا گیا کہ میں نے تیری بات سن لی ہے اور تیری دعا مجھ تک پہنچ گئی ہے۔ میں عرش پر ہوں اگر میں نے زرح اور اس کے لشکر کو سمندر میں غرق کر دیا تو بنی اسرائیل اور دوسری قومیں یہ سمجھیں گی کہ اسا نے ان کے ساتھ چال چلی ہے اس لیے عنقریب میں اپنی قدرت کے ساتھ زرح اور اس کے لشکر کے ساتھ ایسا سلوک کروں گا جو تیرے لیے کافی ہو گا۔ تیری طرف سے ان کو کافی ہو جاؤں گا ان کا مال غنیمت تیرے لیے حلال کر دوں گا اور ان کے لشکر کو تیرے آگے ذلیل کر دوں گا تاکہ زرح کو یہ پتہ چل جائے کہ اسا کے دوست کا مقابلہ کرنا اور اس کے لشکر کو شکست دینا آسان نہیں۔ [illegible]

اسے معلوم [illegible] اپنی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] تیرے [illegible] ان کا [illegible] مجھ کو تیرے اور [illegible] قوم کے نام ہوں گے۔

سنحاریب کی فوج کشی

سنحاریب چھ لاکھ لشکر [illegible] کر آیا [illegible] کے پاس پہنچا [illegible] جب وہاں سے ایک دن کے فاصلے پر [illegible] یہاں تک کہ [illegible] اپنے بیٹے اور [illegible] میں آ گئے اور جب [illegible] کی طرف [illegible] میں [illegible] ان کے [illegible] اور [illegible] جب [illegible] کی اطلاع [illegible] تو اس نے [illegible] کی تعداد اور [illegible] کا [illegible] ان لوگوں نے [illegible] ایک [illegible] نے ان [illegible] اور [illegible] کے بارے میں [illegible] اور [illegible] میں [illegible] سکتے ہیں [illegible] ہماری [illegible] کرنے سے عاجز [illegible] ان کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں ہماری [illegible] امیدیں خاک میں مل گئیں۔

لوگوں کا رونا پیٹنا:

جب وہاں کے لوگوں نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور انہوں نے اپنے سروں پر خاک ڈالی اور اپنے بازاروں اور گلیوں میں آہ و زاری کرتے ہوئے گھومنے لگے اور اسی حالت میں [illegible] کے پاس آئے اور کہا ہم سب کے سب ان کے پاس جاتے ہیں [illegible] بادشاہ نے کہا [illegible] ہم اپنے [illegible] کے لیے [illegible] انہوں نے کہا [illegible] اپنے [illegible] کی نصرت کا [illegible] اور [illegible] ایمان لانے کی [illegible] اگر وہ ہم سے یہ مصیبت دور کر دے [illegible] اپنے آپ کو دشمنوں کے [illegible] کر دیں۔

اللہ رب مدد کرتا ہے:

اس بادشاہ نے جواب دیا [illegible] اس وقت تک [illegible] جب تک [illegible] آپ [illegible] کے [illegible] تمہاری [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کام آپ [illegible] کے [illegible] دعا قبول [illegible] ان کے لیے [illegible] ایک [illegible] بادشاہ نے [illegible] اور [illegible] ایک طرف [illegible] اور [illegible] پر بیٹھ گیا [illegible] دعا [illegible] اور [illegible] رہے تھے۔

دعا:

دعا کے الفاظ یہ ہیں:

[illegible]

علما کی ریا

[illegible]

خواب میں خوشخبری

[illegible]

قوم کو خوشخبری سنادی

[illegible]

اسے [illegible] ایک [illegible] سے کہتے تھے کہ جب اس [illegible] ہوا تو جب بھی [illegible] تو آپ [illegible]
تو اللہ اس کی [illegible] جو [illegible] تاکہ سب [illegible] میں [illegible] ہو جائیں گے۔

اسا کے نام زرح کا خط:

جب یہ باتیں [illegible] اس وقت زرح [illegible] نے ایک خط [illegible] اسا کے نام لکھا جس میں اس نے اسا [illegible] تھا [illegible] اپنی [illegible] کرنے کی طاقت رکھتے ہو اس لیے کہ میں ہندوستان کا بادشاہ زرح ہوں۔

اسا کی آنکھوں میں آنسو اور دعا:

جب اسا نے یہ خط پڑھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے [illegible] اور اللہ تعالیٰ کے آگے گڑگڑایا: یا اللہ! [illegible] آپ سے ملاقات کرنے [illegible] مجھے خوف ہے کہ [illegible] مجھے معلوم ہے [illegible] مجھے شکست دینا چاہتے ہیں تو ان کے لیے [illegible] اے اللہ! تیرے بندے زرح نے تیرے ساتھ مکر اور چال بازی کی [illegible] اس کے ظاہر اور باطن [illegible] ہے۔

غیبی رہنمائی:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی [illegible] میں اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا، میرے حکم میں تبدیلی نہیں آتی [illegible] اپنے [illegible] جمع کرو [illegible] کے [illegible] کھڑے ہو جاؤ۔

اسا دشمن کے مقابلے میں

[illegible] اسا [illegible] قوم [illegible] کے ساتھ [illegible] آ گیا [illegible] ایک [illegible] قبیلے کے [illegible] افراد بھی تھے جب وہ شہر سے باہر نکلے تو وہاں کے لوگوں نے انہیں [illegible] رخصت کیا [illegible] آ گئے [illegible] کے سامنے ایک جگہ پر کھڑے ہو گئے جہاں سے زرح کا لشکر نظر آ رہا تھا۔

زرح کا مسکرانا:

جب زرح نے اس لشکر کو دیکھا تو [illegible] ان لوگوں کے لیے [illegible] زرح [illegible] جنہوں نے ان کے [illegible] اسا [illegible] قوم [illegible] اور ان سے کہا: تم نے مجھ سے جھوٹ بولا اور تم نے یہ کہا [illegible] ان کی تعداد [illegible] زیادہ [illegible] غصے میں آ کر ان کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ ان سب کو قتل کر دیا گیا [illegible] اسا [illegible] یہ حالت [illegible] دیکھ [illegible] ان کی تعداد [illegible] لشکر کے مقابلے

[illegible]

اسا کا جواب

[illegible]

آغاز جنگ:

[illegible]

زرح کو شکست فاش:

[illegible]

زرح کا میدان جنگ سے فرار:

[illegible]

اسا کی اللہ تعالیٰ کے حضور التجا:

[illegible]

زرح اللہ کی گرفت میں:

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ان کے بیٹے تو قتل ہو گئے انہیں غم ہے تو تم انہیں یہ بتلا دو کہ میں یہ چاہتا ہوں اپنی مخلوق کو دکھا دوں اور ان جس نے مجھے اور ان کو آگے سامنے کر دیا تو وہ سب کو ہلاک کر دیں گے۔ زمین میرے قبضے میں ہے اور میرے حکم سے ملکوں کی کوئی مدد نہیں ملتی اور زرح اپنی جگہ پر ہے جہاں اس کے پیچھے کا کوئی راستہ نہیں کہ مجھے اور تیری قوم کو ملک اور مال قیمت ملے تو یہ میری طرف سے تمہارے لیے مجھ پر بھروسہ کرنے کا بدلہ ہے۔ اب میں نے تیری جگہ کی ہے اس کا کوئی تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔

زرح کی غرقابی

زرح جب لوٹ کر سمندر پر پہنچا تو وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا اس کے ساتھ ایک لاکھ آدمی بھی تھے۔ انہوں نے کشتیاں تیار کیں اور ان میں سوار ہو گئے جب کشتیاں سمندر میں داخل ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے چاروں طرف سے تیز ہوائیں چلائیں اور ہر طرف سے بڑی موجیں اٹھنے لگیں کشتیاں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں اور زرح اور اس کے ساتھی غرق ہو گئے۔ اس کے بعد سمندر کی موجیں آنے لگیں جس سے بستی والے بہت گھبرا گئے اور زمین حرکت میں آ گئی۔ اس وقت یہ وحی آئی کہ اے آسا تم اپنے ساتھیوں کو لے کر سمندر پر جاؤ اور جو اللہ نے تمہیں مال غنیمت عطا کیا ہے اسے لو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ لشکر میں سے جو چیز جس شخص نے اٹھائی وہ اس کی ہو گئی وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے وہاں سے اترے اور یہ مال تین ماہ تک اپنی بستی میں منتقل کرتے رہے۔

بنی اسرائیل آسا کے بعد:

آسا کے بعد اس کا بیٹا یہوشافاط بادشاہ بنا (یہوشافاط) بادشاہ بنا پچیس سال بعد اس کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد اس کی پھوپھی عثلیا بادشاہ بنی اسے غزلیا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کے بادشاہوں کی بہت تعداد ... یواش بن اخزیا باقی رہا۔ یواش اور اس کے ساتھیوں نے عثلیا کو قتل کر دیا۔ اس کی حکومت سات سال تک رہی۔ اس کے بعد یواش بادشاہ بنا یہاں تک کہ اس کے ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا۔ اس کی حکومت چالیس سال تک رہی ان کے بعد امصیا بن یواش نے اپنے انتقال تک حکومت کی جو کہ انتیس سال پر مشتمل ہے۔ پھر اس کا بیٹا عزریا بن امصیا اپنی موت تک بادشاہ رہا اس کا دور حکومت بھی باون سال ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حزقیا بادشاہ بنا وہ بھی اپنے انتقال تک بادشاہ رہا کہا جاتا ہے کہ شعیا کا ساتھی تھا شعیا نے اس کی عمر بتلا دی۔ اس نے آہ و زاری کر کے عمر کی زیادتی کی درخواست کی اسے مزید مہلت مل گئی۔ اس نے شعیا سے کہا کہ اس کا اعلان کر دو۔

محمد بن اسحاق کا خیال ہے کہ شعیا کے ساتھ جس کا قصہ پیش آیا اس کا نام صدیقہ تھا۔

* * *

شعیا علیہ السلام اور سنحاریب

بنی اسرائیل کے بارے میں آیات قرآنی

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور بنی اسرائیل کے حالات کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: "اور ہم نے تورات میں بنی اسرائیل کو یہ بات صاف بتا دی کہ تم ضرور ملک میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور بڑی سخت سرکشی کرو گے۔ پھر جب ان دو بار میں پہلی بار کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلے پر اپنے ایسے بندے بھیجے جو بڑے سخت جنگجو تھے اور وہ تمہارے شہروں میں گھس گئے اور یہ وعدہ پورا ہو کر رہنا تھا۔ پھر ہم نے ان دشمنوں پر دوبارہ تمہارا غلبہ کیا۔ مال اور بیٹوں سے مدد دی اور تم کو بڑے لشکر والا بنا دیا۔ اگر تم اچھے کام کرو گے تو اپنے ہی لیے کرو گے اور اگر برے کام کرو گے تو بھی اپنے لیے کرو گے۔ پھر جب دوسری بار کا وقت آیا تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو بھیجا تاکہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی مرتبہ حملہ آور ہو کر مسجد میں گھس گئے تھے اس مرتبہ بھی گھس جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے بالکل برباد کر ڈالیں۔ عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر تم نے پھر وہی بات کی تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنا رکھا ہے۔" (بنی اسرائیل: ۴-۸)

بنی اسرائیل کے حکمران اور نبی

جب تک بنی اسرائیل میں [illegible]

بابل کے بادشاہ کا حملہ

[illegible] اللہ تعالیٰ نے بابل کے بادشاہ [illegible] بیت المقدس [illegible] بنی اسرائیل کے [illegible] حکمران [illegible]

بادشاہ کی تشویش:

بادشاہ یہ سن کر پریشان ہو گیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی! ان حالات کے بارے میں کیا آپ کے پاس کوئی وحی نہیں آئی کہ جس میں بتایا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اور اس سنحاریب اور اس کے لشکر کا کیا انجام ہوگا۔ اللہ کے نبی نے جواب دیا کہ ابھی تک اس معاملے کے متعلق کوئی وحی نہیں آئی۔

وحی الٰہی:

ابھی وہ اسی حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے شعیا علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تم بنی اسرائیل کے بادشاہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ حکومت چھوڑ کر اپنے خاندان میں سے جسے وہ چاہے حکومت سپرد کر دے۔ شعیا علیہ السلام بادشاہ کے پاس آئے اور اسے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے کہ تم خود حکومت چھوڑ کر اپنے خاندان میں سے جس کے لیے مناسب سمجھو وصیت کر دو اس لیے کہ تمہیں موت آنے والی ہے۔

بادشاہ کی اللہ کے حضور التجا:

جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو وہ بیت المقدس آیا نماز پڑھی اور تسبیح و تقدیس کی پھر رو رو کر دعا کرنے لگا وہ آہ و زاری کرتے ہوئے پورے اخلاص اور سچے دل سے دعا کرنے لگا تھا۔

اے سب کے پروردگار! اے سب کے معبود! اے پاکیزہ و مقدس ذات! اے رحمان یا رحیم! اے وہ ذات جسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند! میرے عمل اور بنی اسرائیل کے ساتھ میرے سلوک کا خیال کیجئے یہ سب آپ کی توفیق سے ہوا۔ آپ میرے پوشیدہ و ظاہر کو جانتے ہیں۔

قبولیت دعا:

یہ بادشاہ نیک آدمی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمالی اور شعیا علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ صدیقہ (بادشاہ) کو خبر دو کہ میں نے اس کی دعا قبول کر لی ہے اور اس پر رحم فرمایا ہے اور اس کی عمر میں پندرہ سال کا اضافہ کر دیا ہے اور اسے اس کے دشمن سنحاریب سے بچا لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا:

جب شعیا علیہ السلام نے اسے یہ خوشخبری سنائی تو اس کا غم اور رونا دور ہوا اور وہ سجدہ میں گر گیا اور کہا اے میرے اور میرے آباؤ اجداد کے معبود! میں نے تجھے سجدہ کیا اور تیری تسبیح کی تیری عزت کی اور تیری بڑائی تسلیم کی۔ تو جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے۔ تو ظاہر اور باطن کو جاننے والا ہے تو اول و آخر ہے تو ظاہر و باطن ہے تو بے قراروں پر رحم کرتا ہے اور ان کی دعا قبول کرتا ہے تو نے ہی میری دعا کو قبول کیا اور میرے حال پر رحم فرمایا۔

دشمنوں کے خلاف نصرت الٰہی:

جب بادشاہ نے سجدے سے سر اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے شعیا علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ صدیقہ سے کہو کہ وہ میرے بندوں میں سے کسی بندے کو حکم دے کہ اس کے لیے انجیر کا پانی لائے اور پھر اس پانی کو اپنے زخم پر ملے تو وہ صحت یاب ہو جائے گا چنانچہ

[illegible] قریب ہو گیا ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ سے پوچھ [illegible] کے ساتھ کیا معاملہ [illegible] اللہ تعالیٰ سے پوچھو تو [illegible] تمہارے لیے کافی ہو [illegible] ان سے نجات [illegible] سنحاریب [illegible] ہلاک کر دوں گا۔

اسلامی لشکر کو بغیر لڑائی فتح حاصل ہونا:

اگلے دن جب صبح ہوئی تو [illegible] نے خبر دی [illegible] بنی اسرائیل کے دشمن سے حق تعالیٰ تمہاری طرف سے تمہارے [illegible] کے لیے کافی ہو گیا ہے باہر آؤ کہ سنحاریب اور اس کا لشکر ہلاک ہو گیا۔ جب بادشاہ باہر آیا اور سنحاریب کو تلاش کیا تو اسے مردوں میں نہ پایا [illegible] اس کی تلاش کرنے والوں نے سنحاریب اور اس کے ساتھ پانچ کاتب پائے۔ ان کاتبوں میں سے ایک بخت نصر تھا [illegible] بادشاہ نے ان کو آتے دیکھا تو فوراً سجدے میں گر گیا اور سورج طلوع ہونے سے عصر تک سجدے میں رہا۔

دونوں بادشاہوں کی باہمی گفتگو:

پھر اس نے سنحاریب سے کہا۔ ہمارے خدا نے تمہارے ساتھ جو معاملہ کیا تم اسے کیسا سمجھتے ہو؟ کیا اس نے بغیر طاقت اور قوت کے تم کو ہلاک نہیں کیا حالانکہ ہم اور آپ غفلت میں تھے۔ سنحاریب نے جواب دیا۔ مجھے اپنے شہر سے نکلنے سے پہلے تمہارے رب کی مدد یا نصرت اور تم پر اس کی رحمت کی اطلاع مل چکی تھی لیکن میں نے اس خبر کی جو مجھے ملی اور میری عقل کی کمی نے میری بدبختی میں اضافہ کیا۔ اگر میں اس خبر پر توجہ کرتا اور عقل سے کام لیتا تو تم سے جنگ نہ کرتا لیکن بدبختی مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر غالب آ گئی۔

بنی اسرائیل کے بادشاہ نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو ہماری طرف سے تمہارے لیے کافی ہو گیا۔ اس نے تمہیں اور تمہارے پانچ ساتھیوں کو اس لیے زندہ نہیں چھوڑا کہ تمہیں ہم پر کوئی فضیلت حاصل ہے بلکہ اس نے تمہیں [illegible] تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ساتھ اور برا سلوک کرنا چاہتا ہے تاکہ دنیا کے اندر تمہاری بدبختی اور آخرت میں تمہارے لیے عذاب میں اضافہ ہو اور تم [illegible] اس معاملے کی خبر دو [illegible] اگر یہ بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ تمہیں باقی نہ رکھتا۔ تمہارے خون اور تمہارے ساتھیوں کے خون کی قیمت ایک [illegible] کے خون کے برابر بھی نہیں۔

سنحاریب کا بادشاہ سے التجا کرنا:

پھر بنی اسرائیل کے بادشاہ نے انہیں حکم دیا [illegible] بیت المقدس کے گرد گھمایا جائے اور روزانہ صرف جو کی [illegible] دی جائیں۔ چنانچہ ان کے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا تھا [illegible] ان میں سے ہر ایک کو جو کی دو روٹیاں دی جاتی تھیں۔ یہ دیکھ کر سنحاریب نے بنی اسرائیل کے بادشاہ سے کہا اس سے تو بہتر ہے کہ تم ہمیں قتل کر دو۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے بادشاہ نے ان سب کے قتل کئے جانے کا حکم دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیاء پر وحی بھیجی کہ سنحاریب اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دو تاکہ وہ دوسرے لوگوں کو ڈرائیں اور ان [illegible] ہم نے [illegible] اپنے شہر [illegible] جائیں۔ [illegible] نے اس کے مطابق عمل کیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لہراسپ کے قبضہ میں آ گیا اور اس کا والی بخت نصر مقرر کیا گیا۔

ابن اسحاق سے روایت:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بادشاہ صدیقہ میں اختلاف ظاہر ہوا تو وہاں کے لوگوں میں بادشاہت حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تو اس مقصد کے لیے ان میں باہمی قتال شروع ہو گیا اور کئی لوگ قتل ہو گئے۔ شعیا علیہ السلام اس وقت قوم میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شعیا علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اپنی قوم میں کھڑے ہو جاؤ اور ہماری وحی پڑھ کر سناؤ۔ شعیا علیہ السلام قوم کے سامنے کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کے الفاظ جاری کیے جس میں وعظ و نصیحت اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر تھا اور انہیں آپس میں لڑنے کے بجائے دشمن سے لڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔

شعیا علیہ السلام پر آرا چلانا:

جب شعیا علیہ السلام یہ کہہ کر واپس ہوئے تو قوم کے لوگ انہیں قتل کرنے کے لیے دوڑے۔ یہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک درخت میں جا کر پناہ لی۔ درخت پھٹ گیا اور یہ اس میں داخل ہو گئے۔ شیطان نے آپ کو پا لیا اور آپ کے کپڑے کا کونہ پکڑ لیا تاکہ ان لوگوں کو دکھا سکے کہ شعیا علیہ السلام یہاں ہیں۔ جب انہوں نے شعیا علیہ السلام کو یہاں دیکھا تو آپ پر آرا چلایا یہاں تک کہ آپ کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

لہراسپ اور اس کے بیٹے بشتاسپ کے حالات اور تخت نشینی کے بعد لہراسپ کا خطاب:

فارس کے بادشاہ کیخسرو کے بعد لہراسپ بادشاہ بنایا گیا کیونکہ کیخسرو نے اسے بادشاہ بنانے کے لیے کہا تھا۔ جب اس کے سر پر تاج رکھا گیا تو اس نے جواب دیا: ”ہم حسن سلوک کو دوسری چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں“ اس کا تخت سونے کا بنایا گیا اور اس پر مختلف قسم کے جواہرات اور موتی لگائے گئے۔ اس کے حکم سے خراسان کے اندر بلخ شہر تعمیر کیا گیا۔ اس نے اس شہر کا نام الحسنا رکھا۔ اس نے سرکاری رجسٹر مرتب کرائے اور جنگ کے لیے فوج مخصوص کر کے اپنی حکومت کو مضبوط کیا، زمین کو آباد کیا اور لشکریوں کے لیے خراج مقرر کیا اور بخت نصر کی طرف بڑھا۔ بخت نصر کا فارسی نام بخت رشہ ہے۔

شامیوں کے خلاف جنگ:

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ لہراسپ قنوج کا بھتیجا تھا اس نے بلخ شہر تعمیر کیا۔ اس کے دور میں ترکیوں کی شوکت بہت بڑھ گئی۔ اس کا دارالخلافہ بلخ تھا وہ ترکیوں سے جنگ کرنا چاہتا تھا۔ بخت نصر بھی اس زمانے میں تھا اس کا گورنر اہواز سے روم کے علاقے تک عمران تھا اس نے بیت المقدس سے کچھ افراد لیے اور واپس چلا گیا جب وہ عراق پہنچا اور بنی اسرائیل کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو انہوں نے اسے حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اور کہا کہ تو نے اہل بابل کو ذہین رکھا اور ہمیں ذلیل کیا۔ لشکر کے کمانڈر نے تمام حالات سے بخت نصر کو آگاہ کیا۔ بخت نصر نے یہ پیغام دیا کہ وہ اپنی جگہ پر رہیں یہاں تک کہ وہ خود ان سے ملے۔ اور آ کر ان لوگوں کو قتل کرے چنانچہ بخت نصر بیت المقدس آیا اور اس نے جنگ سے شہر فتح کیا۔ جنگجوؤں کو قتل کیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کیا۔

ارمیا نبی قید میں:

راوی کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل کی قید کے اندر ایک نبی ارمیا علیہ السلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنا کر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بخت نصر کا شام پر

[illegible]

بخت نصر کا نسب نامہ

[illegible]

بخت نصر کا بیت المقدس آنا

[illegible]

بخت نصر کا مصر پر حملہ

[illegible]

بخت نصر کا جانشین

[illegible]

اسرائیلیوں کو رخصت

[illegible]

خشورش کی گورنری:

[illegible]

[illegible] بنایا گیا

[illegible]

[illegible] کی گرفتاری

[illegible]

اخشورش کی شادی:

[illegible]

خدا کی بجا آوری کی تھی اس لیے کہ ہر قسم کی دولت اسے عطا ہوئی تھی۔ [illegible] نے ایک ایسی عورت سے شادی کی جو بنی اسرائیل کے اندر بادشاہی کی وارث رہتی تھی۔ جو بہت ہی خوبصورت اور حسین تھی۔ اخشورش نے اسے حکم دیا کہ وہ برہنہ ہو کر لوگوں کے سامنے آئے تاکہ وہ اس کے جمال کو دیکھیں مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو اخشورش نے اسے قتل کر دیا اور اس کی موت سے بہت خوف [illegible] اس نے [illegible] اس سے نکاح کر لیا۔

اخشورش کا دین بنی اسرائیل قبول کرنا

نصاریٰ کا خیال ہے کہ جب اخشورش بابل چلا گیا تو اس وقت اشتر سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام کیرش رکھا گیا۔ اخشورش کی حکومت چودہ سال رہی۔ اس نے مردخی سے تورات پڑھی اور بنی اسرائیل کے دین میں داخل ہو گیا۔ دانیال نبی اور ان کے ساتھیوں جیسے حنانیا، میشائیل اور عزریا وغیرہ سے دین کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے اخشورش سے بیت المقدس جانے کی اجازت چاہی لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر تم جیسے ہزار نبی بھی ہوں تب بھی میں تمہیں اپنے سے جدا نہیں کروں گا۔ پھر اس نے دانیال کو قاضی مقرر کیا اور تمام معاملات خصوصاً بیت المقدس سے جو خزانے بخت نصر لے کر آیا تھا ان کا نگران بنایا اور انہیں واپس کرنے کا حکم دیا۔ بیت المقدس کی تعمیر شروع ہو گئی اور اس کی تکمیل کیرش بن اخشورش کے دور میں ہوئی۔ کیرش کا دور حکومت بائیس سال پر مشتمل تھا۔ اس کے دور حکومت میں [illegible] اور دانیال اس کے زیر نگرانی رہے۔ جب کیرش کی حکومت کے تیرہ سال پورے ہوئے تو [illegible] کا انتقال ہو گیا [illegible] حکومت میں چار سال تک [illegible] اور کل مدت حکومت بائیس سال تھی۔

یہ تفصیل ان واقعات سے متعلق تھی جو بخت نصر، بنی اسرائیل اور ایران کے درمیان جنگی حالات وغیرہ کے بارے میں تھی

بخت نصر

اسرائیلی روایت

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص قرآن کی تلاوت کر رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا:

﴿ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ ﴾ (بنی اسرائیل)

"ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے ایسے بندے بھیجے جو بڑے جنگجو تھے۔"

تو وہ رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اس نے قرآن بند کر دیا اور کہا جب تک اللہ نے چاہا اس پر عرصہ گزرا پھر اس نے دعا کی اے اللہ! اس شخص کو دکھا دے جس کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کی ہلاکت رکھی ہوئی ہے۔ مجھے دکھا دیجیے۔ اسے خواب میں دکھا دیا گیا وہ ایک مسکین تھا جس کا نام بخت نصر تھا۔ وہ ایک بابل شہر کا رہنے والا تھا وہ اپنے ساتھ مال و دولت لے کر بابل کی طرف چلا تو لوگوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا تجارت کرنا چاہتا ہوں بابل پہنچ کر اس نے ایک ایسی جگہ کرائے پر لی جہاں کوئی مسکین رہتا تھا۔ پھر وہاں سے مساکین کو تلاش کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا اور انہیں مال عطا کرتا رہا یہاں تک کہ کوئی مسکین بھی باقی نہ رہا جس کو اس نے مال نہ دیا ہو۔ اس نے کہا کیا کوئی اور مسکین رہ گیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ فلاں پہاڑ پر فلاں قبیلہ کا مسکین باقی ہے جو بیمار رہتا ہے جس کا نام بخت نصر ہے۔ اس نے اپنے خادم سے کہا کہ چلو اس کے پاس چلتے ہیں۔ جب وہ

اس کے پاس بھیج تو اس کی [illegible] اور اس کا [illegible] یہاں تک کہ [illegible] بابل پہنچا اور وہاں [illegible] بھی [illegible] پھر اس سے اپنی [illegible] آنے کی اجازت [illegible] بخت نصر [illegible] ہے اس نے جواب دیا کہ آپ نے مجھ سے [illegible] سوال کیا ہے [illegible] تو بادشاہ نے کہا تو مجھے بتا [illegible] بخت نصر نے [illegible] آپ [illegible] مجھے تیرے [illegible] کے علاوہ [illegible] سے کوئی چیز [illegible] کہ تم [illegible] سے متعلق [illegible] کہ اللہ تعالیٰ [illegible] کرتے رہے [illegible] اور [illegible] اپنی کتاب میں لکھ رکھا ہے۔

بنی اسرائیل کی طرف جاسوس بھیجنا

تو وہاں [illegible] بخت نصر نے [illegible] کی طرف جاسوس بھیجے [illegible] کے مقابلہ کرنے میں آپ کا کیا نقصان ہے [illegible] انہوں نے جواب دیا کہ فلاں [illegible] نے آپ [illegible] ایک آدمی [illegible] اور وہاں جا کر اس نے دیکھا کہ ان کے لشکر کے گھوڑوں اور فوجیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جس سے اس کا دل مرعوب ہو گیا اس نے ان سے کوئی بات نہیں کی اور وہاں رہنے لگا [illegible] تمام [illegible] میں بیٹھتا اور ان سے پوچھتا کہ کیا بات ہے کہ تم بابل کے لشکر سے جنگ نہیں کرتے؟ اگر تم ان سے جنگ کرو تو ان [illegible] میں کچھ بھی باقی نہ رہے گا انہوں نے جواب دیا [illegible] اور ہم اس وقت تک جنگ نہیں کریں گے جب تک [illegible] قائم ہیں۔ اس نے واپس آکر بادشاہ کو ان تمام حالات سے آگاہ کیا۔

حالات سے آگاہ ہونا

پھر بخت نصر نے بادشاہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مجھے بھیج دے تو اس کے علاوہ دوسری خبریں لاؤں گا اور میں ان کی مجالس میں بیٹھوں گا بادشاہ نے اسے بھیجا [illegible] اس نے تمام حالات بتائے اور بتایا کہ میں ان کی مجالس میں بیٹھتا رہا میں نے ان سے فلاں فلاں سوال کیے اور انہوں نے فلاں جواب دیئے

☆ تیسرا قول یہ ہے کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل پر اس وقت حملہ کیا جب انہوں نے یحییٰ بن زکریا کو قتل کیا [illegible] اپنے طریق [illegible] روایت کرتے ہیں کہ [illegible] بخت نصر [illegible] اس وقت [illegible] کے لیے بھیجا جب انہوں نے یحییٰ بن زکریا کو قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے بعد بنی اسرائیل کے ایک شخص [illegible] فرمایا [illegible] اور [illegible] تھے جو کہ [illegible] کی اولاد میں سے تھے۔

ارمیاء سے اللہ تعالیٰ کا خطاب

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارمیاء کو بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجا تو ان سے کہا اے ارمیا! میں نے تجھے پیدا کرنے سے پہلے نبوت کے لیے منتخب کر لیا تھا۔ تیری والدہ کے پیٹ میں تیری صورت بنانے سے پہلے تیری تعریف کی تھی۔ اور تیری ماں کے پیٹ سے نکلنے سے پہلے تجھے پاک کر دیا تھا پھر چلنے پھرنے کے قابل ہونے سے پہلے تجھے نبی بنا دیا تھا اور بالغ ہونے سے پہلے تیرا امتحان لیا تھا ایک روایت کے مطابق [illegible] اور تجھے [illegible] سے پہلے اپنے قریب کر لیا تھا۔ [illegible]

[illegible]

چیز سے تعلق حاصل کرتے اور گل کے معبودوں کی اور چیزوں کے لیے طلب گار ہیں۔ انہوں نے اس محبت نہیں ہوئے لیکن ان میں ظلم زور اور ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوئی۔ ۔ ۔ وہ میری محبت میں کمی نہیں کرتے۔ اور ایسے لوگوں کی تمنا کرتے ہیں جو ان سے آنا پسند کرتے تھے اور مجھ سے وہی اکرام چاہتے ہیں جو اکرام میں نے ان کے آباء کا کیا تھا اور دیکھتے ہیں کہ ان چیزوں کا ان سے ... اور ان کا قول کیسا ہے حالانکہ ان کی یہ حالت ہے کہ بے فکر ہیں اور مجھ سے دور ہیں۔ ان کی دوا بات تو پوری کرتے ہیں کہ کیا اہل ... بیان کرتا؟ یا ان کی وہ ہیں۔ جب لوگوں نے میرے کلام میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی تو ان کے آباء نے اس وقت میرے احکام کو برقرار رکھا اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے کس قدر محنت کی۔ انہوں نے اپنی جان اور مال لگا دیا۔ شکست پر صبر کیا اور صدق دل سے محنت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میرا کلمہ بلند ہوا اور میرا دین غالب آ گیا۔

عذاب سے مطلع کرنا:

تم یہ باتیں قوم کو بتاؤ کہ وہ شیاطین کو معبود بنا لیں گے تو میں ان کی دعا قبول نہ کروں گا اور ان کے شکوے نہ سنوں گا۔ میں اپنے گھر کو ویران اور تباہ و تیری طرف لوٹ آؤ۔ میں ان کی عمروں میں اضافہ کروں گا اور غور کروں کہ ان کے مہینوں کو خوشگوار بنا دوں۔ ان اعمال کے بعد بھی ان پر آسمان سے بارش برساؤں گا اور زمین سے پیداوار نکالوں گا اور ان کو آفت سے عافیت کا لباس دوں گا لیکن اگر میری نافرمانی کے بعد میری نافرمانی اختیار کریں اور مجھ سے دور ہو جائیں تو میں ان سے کب تک برداشت کروں گا اور وہ میرے مقابلے میں آنے والے ہوں گے یا مجھے دھوکا دینے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ پس مجھے میری عزت کی قسم میں ان پر ایسے فتنے میں مبتلا کر دوں گا کہ اس میں ہر شخص کی عقل حیران ہو جائے گی اور صاحب رائے اور دانا کی رائے بھی گم ہو جائے گی۔ پھر میں ان پر ظالم اور نافرمان بادشاہ مسلط کروں گا جسے ہیبت اور رعب عطا کروں گا۔ اور ان سے رحمت، شفقت اور مہربانی چھین لوں گا۔ اس کے ساتھ لشکر ہوں گے جو اندھیری رات کے بادل کی طرح لشکر کی تعداد بادل کے ٹکڑوں کی طرح ہوگی۔ اور اس کے سواروں کی جولانی عقاب کی طرح ہوگی۔ اس کے جھنڈوں کے گرد بے شمار چڑیاں اڑتی ہوں گی اور ان کے شہسواروں کی آواز عقاب کی طرح ہوگی

ارمیاہ کی تشویش

پھر اللہ تعالیٰ نے ارمیا علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں بنی اسرائیل کو یافث کی اولاد کے ذریعے ہلاک کروں گا۔ جب ارمیا نے یہ وحی سنی تو چیخ مار کر رونے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ دیے اور اپنے سر پر مٹی ڈالی اور فرمایا وہ دن اللہ کی رحمت سے دور تھا جس دن مجھے وجود ملا۔ میری زندگی کا آخری دن ہوتا جس دن میں بنی اسرائیل کا ... میرے لیے بہتر ہے اگر اللہ تعالیٰ میرے ... سے بنی اسرائیل پر بدبختی اور ہلاکت آئی۔

ارمیاہ کی خوشی:

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی آہ و بکا سنی تو آواز دی اے ارمیا! کیا تمہیں میری طرف سے کوئی بات ناگوار لگی ہے۔ عرض کیا کہ ہاں! اے اللہ! بنی اسرائیل پر ہلاکت نازل ہونے سے پہلے مجھے موت دے دیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں بیت المقدس اور بنی اسرائیل کو اس وقت ہلاک نہیں کروں گا جب تک کہ اس کا حکم تمہاری طرف سے نہ

[illegible]

بنی اسرائیل کا [illegible] قربانی کرنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرشتے کا رسولوں کے پاس آنا

[illegible]

فرشتے کا [illegible]:

[illegible]

کے اقوال آپ کی دعوت [illegible] ہوئے [illegible] ان کی [illegible] ۔ [illegible] فرشتے سے جواب دیا [illegible] آپ نے [illegible] حق کے ساتھ [illegible] بیٹھ [illegible] ان کے ساتھ [illegible] ان کے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ان کے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] بیت المقدس کے [illegible] ان [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کیا [illegible] آپ نے [illegible] ۔

تیسری مرتبہ فرشتے کا آنا

پھر ایک روز جب ارمیا بیت المقدس کی دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا [illegible] ارمیا [illegible] نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں وہی شخص ہوں جس نے پہلے دو مرتبہ [illegible] سوال کیا تھا [illegible] پوچھا کیا ان کے رویے میں ابھی تبدیلی نہیں آئی [illegible] فرشتے نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اس سے پہلے مجھے ان کی طرف سے جو تکلیفیں بھی پہنچیں میں نے ان پر صبر کیا [illegible] اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں [illegible] آج مجھے غصہ آ گیا [illegible] آپ کی خدمت میں ان کے حالات بیان کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں اور میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر [illegible] آپ ان کے [illegible] کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے۔ اس وقت ارمیا [illegible] نے بددعا کی

”اے [illegible] آسمانوں اور زمین [illegible] اگر وہ حق [illegible] پر ہیں تو انہیں باقی رکھ [illegible] اور اگر [illegible] تو انہیں ہلاک کر دے۔“

بجلی کی کڑک

جب ارمیا [illegible] تو آسمان پر ایک [illegible] بجلی آئی جس سے قربان گاہ [illegible] آگ [illegible] سات دروازے زمین میں دھنس گئے۔ جب ارمیا [illegible] نے یہ منظر دیکھا تو [illegible] اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنے [illegible] لگے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا [illegible] آواز آئی [illegible] یہ عذاب [illegible] اس وقت آپ کو یقین ہو گیا کہ [illegible] آنے والا شخص [illegible] فرشتہ تھا [illegible] ۔

بخت نصر کا بیت المقدس کو ویران کرنا

ارمیا [illegible] وہاں سے [illegible] جنگل میں چلے گئے۔ ان کے بعد بخت نصر [illegible] تمام [illegible]

حملہ کیا اور بیت المقدس کو ویران کیا پھر اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنی ڈھال میں مٹی بھر کے بیت المقدس میں ڈال دے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور بیت المقدس مٹی سے بھر گیا۔ پھر بخت نصر بابل واپس آ گیا اور اپنے ساتھ بنی اسرائیل کے قیدیوں کو بھی لے آیا۔ وہاں آ کر ایک مجلس کی گئی [illegible] ان میں سے ایک لاکھ بچوں کو منتخب کر لیا۔

بنی اسرائیل کے بچوں کو بخت نصر کے سرداروں کا آپس میں بانٹ لینا

اس کے بعد جب مال غنیمت نکالا گیا تو بخت نصر تقسیم کرنے بیٹھا تو اس کے ساتھ جنگ میں شریک سرداروں نے کہا کہ اے بادشاہ سارا مال غنیمت آپ لے جائیں اور ان بچوں کو ہمارے درمیان تقسیم کر دیں۔ بخت نصر نے ان کی بات مان لی اور بچے ان کے درمیان تقسیم کر دیئے۔ جو ہر بادشاہ کو چار چار بچے ملے انہی بچوں میں دانیال علیہ السلام، حنانیا، عزاریا اور میشائیل جیسے نامور بچے شامل تھے۔ ان کے علاوہ داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے سات ہزار بچے تھے یوسف علیہ السلام کی نسل سے گیارہ ہزار بچے تھے اشر بن یعقوب کی نسل سے آٹھ ہزار بچے اور زبالون بن یعقوب علیہ السلام کی نسل سے چودہ ہزار روبیل کی اولاد میں سے چار ہزار یہودا کی نسل میں سے چار ہزار بچے شامل تھے اور باقی بنی اسرائیل کے دوسرے خاندانوں کے بچے تھے۔

بنی اسرائیل پر عذاب:

بخت نصر نے بنی اسرائیل کے تین حصے کر دیئے تھے۔ ایک تہائی کو شام میں باقی رکھا اور ایک تہائی کو قیدی بنا لیا اور ایک تہائی کو قتل کیا اور بیت المقدس کے زیورات بابل میں لے آیا اور ان کے علاوہ ستر ہزار بچے بھی لایا (جن کا واقعہ بیان ہو چکا ہے) بنی اسرائیل کی بدعملی کی وجہ سے ان پر آنے والا یہ پہلا عذاب تھا۔

ارمیاہ کی واپسی:

جب بخت نصر تباہی پھیلا کر بنی اسرائیل کے قیدیوں کو ساتھ لے کر بابل چلا گیا تو ارمیاہ علیہ السلام ایک گدھے پر سوار ہو کر ایلیا کی طرف آئے۔ آپ کے ساتھ ایک برتن میں انگور کا شیرہ اور ٹوکرے میں انجیر کے پھل تھے۔ جب آپ ایلیا کے پاس پہنچے تو ویرانی کا عالم تھا تو آپ پر حیرانی کی کیفیت طاری ہو گئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ویران ہونے کے بعد دوبارہ کیسے آباد کریں گے۔

ارمیاہ کی سو سالہ نیند:

اللہ تعالیٰ نے ان پر سو سال کے لیے موت طاری کر دی۔ جہاں آپ کا انتقال ہوا انجیر، پھل اور انگور کا شیرہ بھی وہیں رہ گیا اور آپ کا گدھا بھی وہیں مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آنکھوں کو آپ سے پھیر دیا کوئی بھی آپ کو دیکھ نہ سکا۔ سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ زندہ کیا اور پوچھا تو کتنی مدت اس حالت میں رہا؟ آپ نے جواب دیا میں ایک دن رہا ہوں گا یا ایک دن سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ تو اس حالت میں سو سال تک رہا ہے۔ اب تو کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھ لے کہ ان میں ذرہ برابر تغیر نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ اور اس تمام کارروائی سے مقصد یہ ہے کہ ہم تجھ کو اس زمانے کے لیے ایک نشانی بنا دیں۔ اور تو اپنے گدھے کی ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم انہیں کس طرح جوڑتے ہیں اور پھر ان پر کس طرح گوشت چڑھاتے ہیں۔ (البقرۃ ٢٥٩)

ارمیاہ کے گدھے کا واقعہ

آپ نے شہر کی طرف دیکھا کہ ان کے گھر [illegible] ملاقات ہوئی۔ [illegible] گوشت [illegible] چڑھاتا جا رہا [illegible] آپ نے اپنے گدھے اور کھانے پینے کی طرف دیکھا تو وہ اسی حالت میں تھے ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ جب آپ نے اپنی آنکھوں سے اس قدرت [illegible] کو دیکھا تو فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ [illegible]

بخت نصر کا بچوں سے تعبیر بتانے کا مطالبہ:

بابل آنے کے کچھ عرصے بعد بخت نصر نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا [illegible] اس نے [illegible] نسل سے تھے [illegible] میں نے کیا خواب دیکھا ہے اور اس کی تعبیر کیا ہے؟ [illegible] خواب میں کیا چیزیں دیکھی ہیں [illegible] انہوں نے کہا: آپ اپنا خواب ہمیں بتائیں تاکہ ہم اس کی تعبیر بیان کر سکیں۔ بخت نصر نے کہا: مجھے وہ خواب یاد نہیں رہا [illegible] میرا خواب اور اس کی تعبیر [illegible] تمہارے [illegible] بادشاہ کے دربار سے باہر نکل آئے اور اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری سے دعا کی کہ بادشاہ کے مطلوبہ سوال کا جواب بتا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخت نصر کا خواب اور اس کی تعبیر بتا دی۔

تعبیر:

جب بخت نصر کے پاس آئے تو اس سے کہا: تم نے خواب میں ایک [illegible] دیکھا ہے [illegible] اس نے کہا: سچ کہا۔ انہوں نے [illegible] اس کے پاؤں اور پنڈلیاں [illegible] تھیں [illegible] سونے کا [illegible] بخت نصر [illegible] انہوں نے کہا [illegible] آسمان سے ایک پتھر [illegible] بادشاہ [illegible] اس خواب کی تعبیر [illegible] انہوں نے جواب دیا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم نے بادشاہوں کو دیکھا ہے۔ [illegible] بادشاہ [illegible] زیادہ خوبصورت [illegible] سب سے پہلے [illegible] بادشاہ [illegible] بادشاہ کی طرف [illegible] زیادہ خوبصورت بادشاہ کی طرف [illegible] زیادہ خوبصورت بادشاہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور اس کے بعد [illegible] بادشاہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مبعوث کریں گے [illegible] تمام [illegible]

[illegible]

[illegible] بخت نصر سے کہا [illegible] آپ سے سوال کیا اور

آپ نے دو انہیں دے دیئے۔ اسحاق کہتے ہیں کہ ان کے بعد ہماری عورتیں ہم سے کافی قدر دیتی ہیں۔ اسحاق کہتے ہیں کہ وہ اس کی بیوی سے سالہ ہو چکی تھیں ان عورتوں نے اپنی قوم کے لڑکوں کی طرف بھیجا تا کہ اس نے ان وہ پیں سے نکاح ہو یا قتل کر دے۔ بادشاہ نے کہا کہ جو سوال کرو یا جسے اس کی اجازت ہے اور جسے قتل کرنا چاہتے ہو اس کی بھی اجازت ہے۔ لوگ انہیں قتل کرنے کے لیے محراب کی طرف لے گئے جب ان کے قریب پہنچے تو ان کو روکنے سے کیا حاصل انہیں کسی کو پرے نہیں تو سامنے کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ان پر جوش آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا کہ قتل ہونے کے بعد وہ انہیں ضرور زندہ کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے سب بچوں کو قتل کر دیا جائے ان بچوں کے نشان باقی رکھنے کا بخت نصر نے حکم دیا اور بخت نصر نے چار لوگوں (دانیال، حنانیا، عزاریا اور میشائیل) کے باقی رکھنے کا حکم دیا۔

بخت نصر کی جانچ:

محمد بن کعب۔ حضرت نے جب بخت نصر کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو اس کی یہ صورت فرمائی کہ ایک روز بخت نصر نے اسرائیلیوں کو بلا کر ان سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے جس گھر کو ویران کیا وہ کس کا گھر تھا اور جن لوگوں کو میں نے قتل کیا وہ کون لوگ تھے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ اللہ کا گھر اور سب جگہوں سے ایک مسجد تھی اور جن لوگوں کو قتل کیا وہ انبیاء کی اولاد تھے۔ جب انہوں نے گناہ کیے ظلم کیا اور حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے تجھے ان پر مسلط کر دیا حالانکہ ان کا پروردگار آسمان اور زمین کا بنانے والا اور تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہ عزت دینے والا اور چھیننے والا ہے۔ جب انہوں نے برے اعمال کیے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کر دیا۔

بخت نصر پر عذاب الٰہی:

بخت نصر کہنے لگا مجھے بتاؤ کہ زمین آسمان والے کی حکومت ہے اگر میں اس سے واقف ہوں تو اسے قتل کر کے وہاں اپنی حکومت کر لوں کیا یوں کر سکتا ہوں؟ زمین والوں سے تو میں فارغ ہو چکا ہوں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ آپ کے اندر اتنی طاقت نہیں اور نہ ہی مخلوقات میں سے کسی کے اندر یہ طاقت ہے کہ وہ آسمان والے سے مقابلہ کرے۔ بخت نصر بولا تم میری بات کا جواب دو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ یہ سن کر وہ رونے لگے اور آہ و زاری کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا مظاہرہ فرمایا اور ایک مچھر بھیجا جو اس کے ناک سے ہوتی ہوئی دماغ تک پہنچ گئی وہاں جا کر اس کے دماغ کی رگ کو کاٹ دیا۔ جس کی وجہ سے اسے قرار آتا تا وقتیکہ اس کا سر پر ہر وقت سر دبایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا ستیاناس ہو گیا جب وہ زندگی سے نا امید ہو گیا اور موت نظر آنے لگی تو اس نے اپنے خاص آدمی سے کہا جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے سر کو چاک کر دینا کہ مجھے کس چیز نے قتل کیا۔ اس کی موت کے بعد لوگوں نے اس کے سر کو چاک کر کے دیکھا کہ ایک کانٹے دار مکھی تھی جس نے دماغ کی رگ کو کاٹ دیا تھا۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت لوگوں پر ظاہر ہو گئی۔

بنی اسرائیل کی بیت المقدس واپسی:

باقی ماندہ بنی اسرائیل کے لوگ ذلت سے بچ گئے اور اپنی ملیا اور بیت المقدس چلے گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے بیت المقدس کو تعمیر کیا وہاں رہنے لگے یہاں تک کہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی اور پھر وہ عمدہ حالت پر لوٹ آئے۔ اور یوں کہنے لگے کہ عزیر

[illegible]

عزیر علیہ السلام کی تشویش

جب بنی اسرائیل [illegible] کے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی کتاب [illegible]

[illegible]

[illegible]

فرشتے کا عزیر علیہ السلام کے پاس آنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تورات آپ کے سینے میں آ گئی۔

عزیر علیہ السلام کا تورات لکھوانا

آپ بنی اسرائیل کی طرف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

واقعات سے متعلق [illegible] بھی بہت سی روایات ہیں۔ [illegible]

بخت نصر اور عربوں میں جنگ ۔ بروایت [illegible]

[illegible] معلومات کے مطابق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بخت نصر کا عرب تاجروں سے سلوک:

[illegible]

عرب تاجروں کے لیے بخت نصر کا فرمان

[illegible]

دو مختلف آراء:

[illegible]

معد کا قصہ

[illegible]

مذکورہ واقعہ کی قرآنی شہادت

اس واقعہ کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ "اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جن کے رہنے والے ظالم تھے تباہ کر دیا اور ان بستیوں کو تباہ کرنے کے بعد دوسری قوم کو پیدا کیا۔ پس جب ان ظالموں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو اس بستی سے بھاگنے لگے۔ ان سے کہا گیا کہ مت بھاگو اور اپنے سامان عیش و عشرت کی طرف لوٹو [illegible] اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ شاید تم سے پوچھا جائے۔ وہ لوگ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی بے شک ہم ہی ظالم تھے ان کا یہی شور ہوتا رہا یہاں تک کہ ہم نے ان کو کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح خاموش کر دیا"۔ (الانبیاء: ۱۱ تا ۱۵) [illegible] کر دیے گئے۔

عرب قبیلوں کا انتشار:

بخت نصر [illegible] عرب [illegible]

بخت نصر کے جانشین:

[illegible]

بخت نصر کی حکومت اور اس کے دور کے اہم واقعات بخت نصر کی فتوحات

[illegible]

کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا اور اس بات کو دیکھ کر سب نے مجوسی کی باتیں سن لیں جو یہ کہتا ہے اس نے لوگوں کی خبر اور شہرستانوں کے اور بہت سے شہروں میں آگ جلانے کے لیے آتش خانے تعمیر کروائے اور بہت سے ان کا اہتمام کرنے کے لیے خدام مقرر کیے۔ اس نے اپنی مملکت کے موبدوں کے لیے سات مراتب مقرر کیے اور ہر ایک کے لیے ایک علامت خاص کی۔ زرادشت بن اسفیمان اس کی حکومت کے تیس سال بعد ظاہر ہوا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے اس کے مذہب (مجوسیت) کے قبول کرنے کا ارادہ کیا پھر رک گیا اور بالآخر دعوت قبول کر لی۔ وہ اپنے ساتھ ایک کتاب لایا جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ یہ وحی پر مشتمل ہے اس کتاب کو بارہ ہزار گائیوں کی کھال پر لکھا گیا اور اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا۔

بشتاسپ اور خرزاسف کی صلح:

بشتاسپ ارپشت کا رہنے والا تھا وہاں اس نے آگ جلانے کے لیے خدام مقرر کیے اور عام تعلیم کی ممانعت کر دی ان دنوں بشتاسپ نے ترکی کے بادشاہ افراسیاب کے بھائی خرزاسف سے صلح کر لی تھی۔ صلح کی شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ بشتاسپ کا خرزاسف کے دروازے پر ایک چوبدار ہو گا جیسے بادشاہوں کے دروازے پر ہوتے ہیں۔ زرادشت نے بشتاسپ کو ترکی کے بادشاہوں کی بداعمالیوں سے متعلق آگاہ کیا تو بشتاسپ نے اس نصیحت کو قبول کیا اور اس کے پاس جانور نہ بھیجا۔

شرائط صلح کی خلاف ورزی پر اعلان جنگ:

جب خرزاسف کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اسے بہت غصہ آیا اور ویسے بھی وہ بہت بڑا جادوگر تھا اس نے بشتاسپ کے خلاف جنگ کا عزم کیا اور اسے سخت الفاظ پر مشتمل خط لکھا اور اسے بتایا کہ تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ خصوصاً زرادشت کی بات ماننے والوں سے بہت سختی کی اور پھر اس کی طرف خراج روانہ کرنے کا حکم دیا اور یہ قسم اٹھائی کہ جب تک اس کا اور اس کے گھر والوں کا خون نہ بہہ جائے وہ جنگ کرتا رہے گا۔

جب قاصد بشتاسپ کے پاس یہ خط لے کر آیا تو اس نے اپنے اہل خانہ اور مملکت کے اہم سرداروں کو جمع کیا ان میں ایک صاحب بہت بڑے عالم جاماسف اور لہراسپ کا بیٹا بھی تھا ان سے مشورہ کرنے کے بعد بشتاسپ نے سخت جواب لکھا اور اسے سفر کرنے کی اجازت دی اور اسے کہا کہ اگر وہ جنگ بندی کرے گا تو میں جنگ نہ کروں گا۔

جنگ

دونوں فریق بڑے بڑے لشکروں کو لے کر ایک دوسرے کی طرف چل پڑے بشتاسپ کے ساتھ اس کا بھائی زریر بن لہراسپ زریر، اسفندیار، بشوتن اور لہراسپ کی اولاد تھی اور خرزاسف کے ساتھ جوہرمز اور ان کے بھائی اور اس کے اہل خانہ اور بیدرفش تھے۔ زریر جنگ میں مارا گیا جس سے بشتاسپ کو سخت پریشانی ہوئی البتہ اسفندیار نے اس کا بدلہ لیا اور بیدرفش کو لڑائی کے دوران قتل کر دیا پھر عام جنگ شروع ہوئی۔ خرزاسف بھاگ گیا اور بشتاسپ بلخ واپس آ گیا۔

اسفندیار کی گرفتاری:

جب اس جنگ کو کئی سال گزر گئے تو قرزم نامی شخص نے ایک روز بشتاسپ کو اسفندیار کے خلاف بھڑکایا جس کی وجہ سے بشتاسپ نے اسے گرفتار کیا اور اسے جیل میں ڈال دیا جہاں قیدی عورتوں کو رکھا جاتا تھا۔ کچھ روز بعد بشتاسپ نے لہراسپ کو اپنا

[illegible] بنا کر [illegible] اور [illegible] کی جلا [illegible] دینی معلومات کے اہم مصادر [illegible] اسی غرض سے [illegible] بخاری علاقے میں گیا ہوا تھا [illegible] اپنا [illegible] اموال [illegible] وہیں چھوڑ گیا۔

خرزاسف کا حملہ:

خرزاسف کے جاسوسوں نے یہ خبر اس تک پہنچائی جب خرزاسف کو یہ خبر ملی تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے بلخ کا رخ کیا اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ گشتاسپ اور اس کی حکومت کو تباہ کر دے۔ جب وہ بلخ کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے بھائی [illegible] لشکر کے ساتھ آگے بھیج دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ چلتا رہے یہاں تک کہ شہر میں داخل ہو کر حملہ کرے اور شہروں اور بستیوں کو آگ لگا دے۔ چنانچہ [illegible] نے ایسا ہی کیا [illegible] کر کے کافی خون ریزی کی۔ اس کے پیچھے ہی خرزاسف بھی آ گیا اس نے وہاں کی کتابیں خصوصاً شرعی مجموعوں کو آگ لگا دی۔ ہرابذہ اور آتش خانے کے خادموں کو قتل کیا آتش کدوں کو برباد کیا اور اموال اپنے قبضے میں لے لیے اور گشتاسپ کی دو بیٹیوں کو قید کر کے لایا جس میں سے ایک کا نام [illegible] اور دوسری کا نام بازافرید تھا اور ان کا سب سے بڑا جھنڈا "درفش کاویانی" اپنے قبضے میں لے لیا اور پھر گشتاسپ کا تعاقب کیا گشتاسپ بھاگ کر [illegible] پہاڑی کے قریب ایک قلعہ میں چھپ گیا۔

اسفندیار کا ترکی پر حملہ اور وعدہ:

جب گشتاسپ اس مصیبت کی وجہ سے سخت پریشان ہوا تو اس نے اسفندیار کو قید خانے سے نکلوا کر اپنے پاس بلایا جب اسفندیار آ گیا تو اس سے معذرت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ لشکر کی کمان سنبھال کر خرزاسف کا مقابلہ کرے تو اس کے سر پر حکومت کا تاج رکھے گا اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو لہراسپ نے اس کے ساتھ کیا۔

جب اسفندیار نے یہ بات سنی تو بادشاہ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گیا وہاں سے اٹھ کر آیا اور لشکر کو ترتیب دینے لگا اور پھر اس کا کمانڈر بن کر [illegible] کی طرف چل پڑا اور ساری رات سفر کرتا رہا جب صبح ہوئی تو اس نے [illegible] فوجیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا پھر انہیں یکجا کر کے ترکوں کے سامنے جا پہنچا جب ترکوں نے اس لشکر کو دیکھا تو وہ مقابلے کے لیے باہر نکل آئے۔ ان کے لشکر میں [illegible] بھی تھے۔

اسفندیار کی فتح:

دونوں فوجوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی اسفندیار کے ہاتھ میں ایک تیز [illegible] وہ لشکر کے اندر گھس گیا اور تھوڑی ہی دیر میں ان کے کئی فوجیوں کو [illegible] ترکوں کی فوج میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ اسفندیار قید سے رہا ہو چکا ہے اور وہ لشکر کی قیادت کر رہا ہے تو وہ گھبرا گئے اور وہاں سے بھاگ گئے۔ اسفندیار ان کے سب سے بڑے جھنڈے کو لیے ہوئے واپس آ گیا [illegible] گشتاسپ کے پاس پہنچا تو اسے فتح کی خوشخبری سنائی۔ گشتاسپ نے اسے وصیت کی کہ [illegible] کی طرح خرزاسف کو قتل کر چکے تو اس سے بدلہ لے اور [illegible] کو بھی قتل کر دے (یہ تھے جن دونوں نے اس کے [illegible] کو قتل کیا تھا) اور ترکی کے قلعوں کو بھی گرا دے اور شہروں کو آگ لگا دے [illegible] کو قتل کر دے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لے۔

کہا جاتا ہے کہ اسفندیار [illegible] ترکی میں [illegible] راستے سے داخل ہوا کہ اس سے پہلے کوئی اس راستے سے داخل نہ ہوا تھا اس

نے خود رات کے وقت لشکر کو پہرہ دیا اور یہ لوگ [illegible] رات کے وقت لشکر کی طرف بڑھے انہیں خوب قتل کیا۔ سفر کرتے ہوئے روئیں دژ کے شہر روئیں دژ (جسے عربی میں صفر کہا جاتا ہے) میں داخل ہوا۔ اچانک حملہ کر کے بادشاہ اس کے بھائیوں اور اس کے جنگجوؤں کو قتل کیا اس کا مال لوٹا اور عورتوں کو قید کیا اپنی بہنوں کو رہا کرایا اور اپنے باپ کی طرف فتح کی خوشخبری لکھ کر بھیجی کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں اسفندیار کے جو سب سے بڑا کارنامہ ان کے ہاں مشہور ہوا اور ان کے [illegible] اور [illegible] کا تھا جنہوں نے شہر میں داخل ہونے سے پہلے [illegible] دیا۔

اسفندیار اور رستم کا مقابلہ:

اسفندیار افراسیاب کے شہر و مملکت میں داخل ہوا اور تمام شہروں میں گھومتا ہوا ترک کی آخری حدود تبت اور باب صول تک پہنچا اور ہر شہر کے لوگوں پر ایک خراج مقرر کیا کہ وہ خراج بشتاسپ کو ادا کرتے رہیں گے اور پھر واپس بلخ آ گیا۔ پھر بشتاسپ کو اپنے بیٹے اسفندیار کی فتح دیکھ کر اس سے حسد پیدا ہو گیا اور اس نے اسے سجستان کے معروف [illegible] رستم سے مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا۔

اسفندیار کا قتل اور بشتاسپ کا انتقال:

ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ بشتاسپ نے اپنے بعد اپنے بیٹے کے لیے بادشاہ بننے کا اعلان کیا اسے ترکوں کے مقابلے میں بھیجا وہ جنگ میں فتح حاصل کر کے لوٹا اور آ کر باپ سے کہا رستم اس ملک کے قریب رہتا ہے لیکن وہ ہماری اطاعت نہیں کرتا آپ مجھے اس سے جنگ کرنے کے لیے بھیجیں۔ بشتاسپ نے اسے بھیج دیا رستم سے مقابلہ ہوا جنگ میں اسفندیار قتل ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد بشتاسپ کا بھی انتقال ہو گیا۔ بشتاسپ کی حکومت ایک سو پچاس برس تک رہی۔

بشتاسپ کی طرف آنے والے نبی:

بعض مورخین کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے کسی ایک نبی بشتاسپ کی طرف مبعوث ہوئے وہ بلخ میں داخل ہوئے۔ وہاں مجوسیوں کا سردار زرداشت اور ان کا ایک عالم جاماسپ بھی رہتے تھے۔ اس نبی کی [illegible] عبرانی بولتے تھے اور زرداشت کو یہ الفاظ دہرانے اور سکھانے جس سے وہ ان کا مفہوم سمجھ کر پھر انہیں فارسی میں لکھتا۔ ان الفاظ کو لکھانے کا کام جاماسپ کرتا تھا اسی لیے اسے عالم کہا جانے لگا۔

جاماسپ اور بشتاسپ کا سلسلہ نسب:

بعض نے جاماسپ کا نسب نامہ یہ بیان کیا ہے۔ جاماسپ بن فخر بن [illegible] بن [illegible] بن نوذر بن فرس بن [illegible] بن ایرج بن [illegible] منوچہر

زرداشت کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔

زرداشت بن بوروشسپ بن فردواسف بن ارتکدسف بن مججدسف بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن میرودان بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] اور [illegible] بن ایرج بن [illegible] بن منوچہر۔

کہا جاتا ہے کہ بشتاسپ اور اس کا باپ لہراسپ مجوسی تھے۔ یہاں تک کہ زرداشت ان کے شہر میں آئے اور اس وقت ان کی حکومت کو تیس سال گزر چکے تھے۔

لہراسپ کا دورِ حکومت۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ لہراسپ نے ایک سو بیس سال حکومت کی اور اس نے اپنے سرداروں اور مختلف درجات میں ملک کو مرتبہ تقسیم کیا اور انہیں مغل کا لقب دیا۔ شاہ ہندوستان کا بیٹا بندو تاو جندو تا ان بھی کی مجلس کا سر بنی اور کا اعلان کیا۔ پہلوی۔

بخت نصر کا ارادہ:

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے شکست دے کر قیدیوں میں سے بخت نصر سے کہا تم نے ہمیں رسوا کر دیا۔ ہم تمہیں ایک لاکھ درہم دیتے ہیں اور تم ان باتوں سے برأت ظاہر کر دو اور ہمیں واپس لے لو۔ اس نے کہا کہ اگر مجھے بابل کا بیت المال دے دیا جائے تو میں ان باتوں کے واسطے تیار ہوں۔

بخت نصر شام کی طرف

تم نے نے پتا لگایا اور فارس کے بادشاہ نے کہا اے کاش! ہم شام کی طرف کوئی لشکر بھیجتے تو کیا اگر ابھی مجھے کامیابی ملے تو وہ ضرور ہم پر حملہ کر سکتے ہیں جس پر قدرت حاصل کرنے اسے لائیں گے۔ حاضرین نے کہا اگر سلطنت آپ کو حاصل ہے؟

بادشاہ نے پوچھا کہ تمہاری رائے کس شخص کے لیے مناسب ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں شخص کو۔

بادشاہ نے کہا نہیں بلکہ میں اس شخص کو بھیجوں گا جس نے مجھے شام کے حالات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ اس نے بخت نصر کو بلایا اور اسے عجم کے چار ہزار شہسواروں کے ساتھ شام کی طرف روانہ کیا۔

بخت نصر بطور بادشاہ:

بخت نصر کا لشکر شام پہنچ گیا حملہ کیا اور لوگوں کے گھروں میں جا گھسے متعدد افراد کو تہہ تیغ کیا البتہ کسی کو قتل کیا اور اس کی عمارت کو تباہ کیا۔ ادھر کسی کے انتقال کے بعد لوگوں نے اس کو نیب بننے کے لیے عمر ارتیاہ اس نے جواب دیا کہ مجھے چھوڑ دو یہاں تک کہ شام پر حملہ کرنے والا لشکر لوٹ آئے جو کہ شہسوار ہیں وہ لوگ رک گئے۔ یہاں تک کہ بخت نصر اپنے لشکر اور بنی اسرائیل کے قیدیوں کے ساتھ آ گیا۔ یہ قیدی لوگوں میں تقسیم کیے گئے۔ لوگوں نے کہا بخت نصر سے بہتر کوئی شخص نہیں جو حاکم بننے کا اہل ہے۔ چنانچہ بخت نصر کو بادشاہ بنا دیا گیا۔

◆

قابوس کے بعد والے یمنی حکمران

اس بات کا تذکرہ [illegible] قابوس [illegible] ملکہ بلقیس کا تذکرہ [illegible] چکا ہے۔

[illegible]

ملکہ بلقیس کے بعد والے حکمران:

[illegible]

"یہ [illegible] آگے [illegible] ہلاک ہو جائے گا۔

[illegible]

یمن:

[illegible]

[illegible] کی شکست

[illegible]

چین پر حملہ:

ایک روز ہندوستان کے بادشاہ کا قاصد اس کے پاس بہت سے تحفے لایا جن میں ریشم، مشک، عود وغیرہ جیسی قیمتی اشیاء تھیں۔ اس نے ان چیزوں کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان کی تعریف کرکے قاصد سے کہا "تمہارا ستیاناس! کیا یہ سب چیزیں تمہارے ملک کی ہیں؟"

اس نے جواب دیا "ہمارے ملک میں یہ چیزیں کم ہیں البتہ چین میں بہت زیادہ ہیں۔"

پھر اس نے چین کے حالات، وہاں کی سرسبزی، وسعت اور نعمتوں کا ذکر کیا۔ یہ تفصیلات سن کر تبع نے قسم اٹھائی کہ وہ ضرور چین پر حملہ کرے گا۔ چنانچہ وہ حمیر وغیرہ کے علاقوں کو روندتا ہوا چین کی طرف بڑھا اور اپنے ایک ثابت نامی کمانڈر کو آگے بھیجا اور خود اس کے پیچھے سفر کرتا ہوا چین پہنچ گیا اور اچانک حملہ کرکے ان کے بہت سے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور جو کچھ وہاں تھا اس کا صفایا کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے وہاں تک سفر کرنے، وہاں پر رہنے اور واپس لوٹ آنے تک سات سال کا عرصہ لگا اور پھر اس نے تبت میں بارہ ہزار حمیری گھڑسواروں کو چھوڑا جو اہلِ تبت کہلاتے تھے۔ بعض ان کو عرب کہتے ہیں کیونکہ ان کا چہرہ اور رنگ عربوں جیسا تھا۔

تبع کی یمن واپسی:

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ تبع جب عرب علاقوں میں داخل ہوا تو کوفہ کے قریب وہ حیرت میں پڑ گیا جس کی وجہ سے لشکر کے کمزور لوگوں کو وہیں چھوڑ دیا۔ ان کے حیرت میں پڑنے کی وجہ سے اس جگہ کا نام "حیرہ" پڑ گیا۔ پھر آگے کا سفر کیا، پھر واپس آیا اور وہیں رہا۔ یمن میں اس کے ساتھ عرب کے بہت سے قبائل مثلاً بنی لحیان، ہذیل، تمیم، جعفی، طے اور کلب وغیرہ بھی رہنے لگے۔

* * *

اردشیر بابکن اور اس کی یعنی ساسانی کے حالات

ابتدا

[illegible]

[illegible]

اردشیر نے باپ کے قتل کا بدلہ لیا

[illegible]

اردشیر بابکن "[illegible]"

[illegible]

بابکن کے متعلق دیگر مورخین کی رائے

[illegible]

[illegible]

بیٹے:

۱۔ دارا اکبر

۲۔ ساسان

بیٹیاں:

۱۔ خمانی (جو اس کے بعد بادشاہ بنی)

۲۔ فرنک

۳۔ بہمن دخت

بہمن کے معنی:

بہمن بمعنی "اچھی نیت والا"۔ اس کی حکومت ۱۱۲ برس تک رہی۔ ہشام بن الکلبی کا خیال ہے کہ ۸۰ برس رہی تھی۔

ملکہ خمانی:

اس کے بعد اس کی بیٹی خمانی تخت آرا ہوئی۔ اسے اس کے والد بہمن کے احسانات اور اس کی ذہانت و فطانت، اعلیٰ شہسواری اور عمدہ اخلاق کی وجہ سے ملکہ بنا دیا گیا۔ اس نے "شہرزاد" لقب اختیار کیا۔

بہمن کے بیٹے ساسان کی دنیا سے کنارہ کشی:

بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ جب (خمانی) کی تاج پوشی کی گئی تو اس وقت وہ (خمانی) حاملہ تھی اس کے پیٹ میں دارا تھا اسے اس شرط پر حکومت دی گئی کہ جو بچہ اس کے پیٹ میں ہے پیدا ہو گا یہ اپنے بعد اسے حکومت دے گی۔ اس وقت بہمن کا بیٹا ساسان کافی عمر کا تھا وہ بادشاہ بننے کا امیدوار بھی تھا لیکن جب اس نے خمانی کا رویہ دیکھا تو دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے "اصطخر" کے علاقے میں چلا گیا۔ وہاں پہاڑوں پر عبادت کر کے زندگی گزارنے لگا اور اپنی بکریاں خود چراتا تھا جس کی وجہ سے اس کا لقب راعی (چرواہا) پڑ گیا۔ اس کی والدہ کا سلسلہ نسب یہ ہے: ام ساسان بنت شالتال بن یوحنا بن اوشیاء بن اموص بن منشی بن حازقیا بن حاز بن یوثام بن عوزیا بن یہورام بن یوشافاط بن ابیا بن رحبعم بن سلیمان بن داؤد۔

خمانی کے بیٹے کی دریا بردگی:

کہا جاتا ہے کہ جب بہمن کا انتقال ہوا تو دارا اپنی والدہ خمانی کے پیٹ میں تھا۔ خمانی کے ملکہ بننے کے چند ماہ بعد دارا پیدا ہوا اس نے بیٹے کی پیدائش کو مخفی رکھا اور مناسب نہ سمجھا اسے ایک صندوق میں ڈالا اور اس کے ساتھ قیمتی جواہرات رکھ کر اصطخر کی نہر بلخ (بلخ کی نہر) میں ڈال دیا۔ اصطخر کا ایک شخص جو چکی چلاتا تھا اس کے قریب سے یہ صندوق گزرا اس شخص کا ایک چھوٹا بچہ بچپن ہی میں فوت ہو گیا تھا جب صندوق کے اندر اس بچے کو دیکھا تو اپنی بیوی کے پاس لے آیا اس کے حسن و جمال اور خوبصورتی سے بہت خوش ہوا اس نے بچے کی پرورش کی لیکن جب وہ بڑا ہو گیا تو اس کا معاملہ واضح ہو گیا اور خمانی کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ اپنا ہی بچہ ہے۔

دارا کی تاج پوشی:

خمانی نے اگرچہ اس کو پھینک دیا تھا لیکن جب وہ بادشاہ بننے کے قابل ہو گیا تو اس نے اسے بادشاہت کا تاج پہنا دیا۔ حکومت

[illegible]

عمارتوں کی تیاری کا حکم

[illegible]

نعمان کا دورِ حکومت

[illegible]

◆

بنی اسرائیل کے حالات اور بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر

بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر:

گزشتہ صفحات میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا تھا۔ بیت المقدس واپس کیوں آئے۔ جب یہ لوگ واپس آئے تو اس وقت کیرش بن اخشویرش کی حکومت تھی اسے بابل میں بہمن کی طرف سے گورنر بنایا گیا تھا۔ بہمن کے خاندان والوں کی حکومت میں اور اس کے بعد خمانی کے دور میں چار سال تک وہ بابل کا گورنر رہا۔ کیرش کے بعد خمانی کی حکومت تیس برس تک رہی۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا دور حکومت تیس سال پر مشتمل ہے بیت المقدس کے آباد ہونے اور اس کے دوبارہ تعمیر ہونے میں کل ستر سال کا عرصہ لگا۔ اس میں سے پہلا حصہ بہمن کے دور حکومت کا حصہ ہے اور بقیہ عرصہ خمانی کے دور حکومت پر مشتمل ہے۔

کیرش:

بعض مورخین کا خیال ہے کہ کیرش کا نام ہی بخت نصر تھا جب کہ دیگر مورخین نے اس قول کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ کیرش بخت نصر کے باپ کا چچا تھا اور اس کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ کیرش بن کیوب بن کیقباد الاکبر جب کہ بخت نصر کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ بشتاسپ بن لہراسپ بن کیوجی بن کیمنوش بن کیقاوس بن کیبیہ بن کیقباد الاکبر۔

کیرش کبھی بادشاہ نہیں بنا البتہ کیقاوس اور پھر بہمن کی جانب سے خوزستان کا گورنر رہا۔ لہراسپ نے کیرش کو بابل کے علاقے کا گورنر بنایا۔ وہ بخت نصر کے بعد تیسرا شخص تھا جو یہاں کے لئے گورنر بنا۔

یونانیوں کا غلبہ حاصل کرنا:

جب بیت المقدس آباد ہوا اور بنی اسرائیل وہاں لوٹ آئے تو ان پر یونانیوں کی طرف سے حکمرانی قائم ہوئی (یہ لوگ رومی بنی اسرائیل میں سے کوئی نہ تھا) تو اس وقت اہل فارس کے ایک حصے میں یونانیوں کی حکومت آ گئی کیونکہ سکندر نے دارا بن دارا کو قتل کر کے اس علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان پر یہ تبدیلی کی ابتداء یہیں سے ہو گئی۔

* * *

دارا بن دارا اور ذوالقرنین

دارا نے اپنے بیٹے کا نام دارا کیوں رکھا

دارا بن بہمن نے باپ کی حکومت میں چہرزاد (کریم الطبع) کے لقب سے مشہور ہوا۔ وہ ایک عقلمند حکمران تھا۔ ارد گرد کے حکمرانوں پر بھی اس کا رعب تھا اور دوسرے حکمران اسے خراج دیا کرتے تھے۔ اس نے فارس میں "دارابجرد" نامی شہر آباد کیا۔ اس نے ہرکاروں کی رسم کو قائم کیا۔ اسے اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی اسی وجہ سے اس نے اپنے بیٹے کا اپنے نام پر نام رکھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا حکمران ہوا اس کا "رشتین" نامی ایک وزیر تھا جو بہت عقلمند انسان تھا۔ ایک روز "رشتین" اور بادشاہ کے غلام "بیری" کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ رشتین نے بیری کے خلاف بادشاہ کے کان بھرے۔

بڑے دارا کا انتقال:

ایک قول یہ ہے کہ بیری نے بادشاہ کو زہر پلا دیا جس سے دارا کا انتقال ہو گیا۔ رشتین نے بچے مرتی ایک جماعت کو بلایا اور بیری کے خلاف ایک کارروائی کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ دارا کی حکومت بارہ برس رہی۔

چھوٹے دارا کی بادشاہت:

دارا کے بعد اس کا بیٹا دارا اصغر بادشاہ بنا۔ جس کی والدہ کا نام ماہ بخت بنت ہزار مرد تھی۔ جب اس کی تاج پوشی کی گئی تو اس نے کہا ہم کسی کو ہلاکت کے گڑھے میں نہیں ڈالتے لیکن جو اس میں چھلانگ مارے اس سے ہم باز رکھتے بھی نہیں۔ اس نے جزیرہ کے قریب "دارا" نامی شہر آباد کیا اور بیری کے بھائی کو اس علاقہ کا گورنر بنا دیا لیکن جلد ہی اس کے ساتھیوں کے بارے میں اس کا دل خراب ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے ان میں سے بعض کے قتل کا ارادہ کیا جس سے لوگوں میں عام طور پر بددلی پھیلی اور لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ دارا اس وقت نو عمر نوجوان مرد تھا۔

چھوٹے دارا کا رعایا کے ساتھ سلوک:

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ دارا اصغر جب بادشاہ بنا تو اس نے اپنی رعایا کے قیدیوں کے ساتھ برا سلوک کیا بہت سے سرداروں کو قتل کیا اسی زمانہ میں سکندر نے اس سے جنگ کی چونکہ اس کے طرز عمل کی وجہ سے بہت سے لوگ اس سے تنگ آ چکے تھے اس لیے انہوں نے سکندر کا ساتھ دیا اور دارا کے پوشیدہ معاملات کی مخبری کر کے سکندر کو تقویت فراہم کی۔ دونوں کے درمیان ایک سال تک جنگ ہوتی رہی۔ دارا کے بعض لوگوں نے اسے قتل کر کے اس کا سر سکندر کے سامنے پیش کیا۔ سکندر نے ان لوگوں کو بھی قتل کروا دیا اور کہا کہ جو لوگ اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے۔

سکندر کی بیوی:

سکندر نے دارا کی بیٹی روشنک سے نکاح کیا۔ اس نے ہندوستان اور مشرق و مغرب میں بھی جنگ کی پھر وہ اسکندریہ کا قصد

[illegible] سکندر [illegible]

[illegible]

دارا کا سکندر کو خط

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جب دارا بادشاہ تھا تو اس نے [illegible] ایک [illegible]

[illegible] سکندر [illegible] دارا [illegible]

سکندر کا دارا کو جواب

سکندر نے جواب میں لکھا [illegible]

[illegible]

دارا اور سکندر کی لڑائی

جب دارا کے پاس خط آیا تو اس نے لشکر جمع کیا اور مقابلے کی تیاری شروع کر دی ادھر سکندر نے تیاری کر کے دارا کا رخ [illegible] دارا بھی لشکر کے ساتھ [illegible] جنگ ہوئی جس میں دارا نے [illegible] شکست [illegible] ان کا مقصد [illegible] سکندر کے پاس جا کر [illegible] حاصل کرنے [illegible] سکندر [illegible] قتل [illegible] کیا جائے [illegible] اس کے پاس پہنچا [illegible] مجھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

تیسری روایت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور یہ اعلان کرا دیا: یہ بدلہ ہے اس شخص کا جس نے اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی اور اپنے محسن و آقا کو قتل کر دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سکندر اہل فارس سے حکمت اور نجوم کی کتابیں اپنے ساتھ روم لے گیا پھر یونانی سے رومی زبان میں ان کا ترجمہ کروایا۔

دارا کے قتل کے بارے میں دیگر روایات:

بعض نے کہا ہے کہ دارا کو اس کے بیٹے اشک بن دارا نے قتل کیا۔ دارا کی ایک بیٹی روشنک نامی بھی تھی۔ دارا کی حکومت چودہ برس رہی۔

بعض نے کہا ہے کہ جو خراج یونانی بادشاہ دارا کو دیتے تھے وہ سونے کا ایک انڈا ہوتا تھا جب سکندر بادشاہ بنا تو دارا نے یہ خراج منگوایا جس کے جواب میں سکندر نے لکھا: "میں نے اس مرغی کو ذبح کر دیا ہے جو سونے کا انڈا دیتی تھی اور اس کا گوشت کھا لیا ہے اب تم جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ" پھر دارا اصغر کے بعد اس ملک کا بادشاہ بنا۔

یہ تفصیل اس قول کے مطابق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سکندر دارا اصغر کا بھائی تھا۔

سکندر کے بارے میں دیگر اقوال:

اہل روم اور علم الانساب کے بہت سے ماہرین کا خیال ہے کہ سکندر فیلقوس کا بیٹا تھا۔ بعض کے مطابق یہ بیطوس بن مطریوس کا بیٹا تھا جب کہ تیسرے قول کے مطابق اس کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ سکندر بن مصریم بن ہرمس بن ہردس بن میطون بن رومی بن لیطی بن یونان بن یافث بن ثوبہ بن سرحون بن رومیہ بن زنط بن توفیل بن رومی بن الاصفر بن الیفز بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام۔

دارا اصغر کی ہلاکت کے بعد سکندر نے اس کے علاقوں کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ یعنی یہ عراق، روم، شام اور مصر کا بادشاہ بن گیا اور دارا کی ہلاکت کے بعد اس کی فوج کی تعداد چودہ لاکھ ہو گئی جس میں سے چھ لاکھ ایرانی فوجی تھے۔

سکندر کا پہلا اعلان۔

مروی ہے کہ جس دن وہ پایہ تخت پر بیٹھا تھا تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے دارا کا علاقہ ہمارے زیر تسلط کر دیا اور ہمیں ملنے والی دشمنیوں کے برعکس ہمیں یہ چیزیں بھی عطا کیں اور اس نے فارس کے شہروں، قلعوں، آتش خانوں اور آتش کدوں کے خدام کو ہلاک کیا۔ دارا کے دفاتر اور دفتری سامان کو جلا دیا۔

سکندر کی فتوحات:

سکندر نے دارا کے مفتوحہ علاقوں میں کسی عامل کو مقرر کیا اور خود ہندوستان روانہ ہوا وہاں کے بادشاہ کو قتل کر کے اس علاقہ کو فتح کیا۔ پھر چین جا پہنچا وہ ملک بھی اسی طرح فتح ہوا تھا۔ زمین کے بہت سے ممالک اس کے زیر نگین ہو گئے۔ پھر یہ [illegible] کے سامنے قطب شمال کی طرف گیا اور چند روز تک وہاں رہا وہاں سے نکل کر عراق کی طرف بڑھا اور اسے بھی زیر نگین کیا۔ واپسی پر راستے میں شہرزور نامی مقام پر اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی والدہ کے پاس سکندریہ اس کی لاش لائی گئی۔

بعض کہتے ہیں کہ اس کی عمر صرف چھتیس سال تھی۔ اہل فارس کا خیال ہے کہ سکندر کا دور حکومت چودہ برسوں پر محیط ہے جب کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ تیرہ سال اور چند مہینوں پر محیط ہے۔ دارا کا قتل اس کی حکومت کے تیسرے سال کے شروع میں ہوا۔

مختلف شہروں کی بنیاد رکھنا

کہا جاتا ہے کہ اس نے کئی شہر آباد [illegible]

مصر میں [illegible] ہیں۔

دریائے [illegible] آباد کیا۔

یونان میں [illegible] تھے۔

سکندر کے بعد یونانی حکمران

جب سکندر کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے [illegible] کو بادشاہت [illegible] بیت المقدس اور اس کے گرد و نواح پر حکومت کی بنیاد رکھی۔ [illegible] قتل کرادیا۔

اس کے بعد شام، عراق اور [illegible] حکومت [illegible] حکومت رہی۔

[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوا [illegible]

* * *

[illegible] کے بعد ایران میں طوائف الملوکی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جلائری حکمران:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فارس کی تاریخ کے متعلق دیگر اہل علم کی آراء

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اردوان الاصغر الاشقانی نے بیس برس

اس کے بعد اردشیر بن بابک کی حکومت آ گئی۔

تیسرے گروہ کی رائے

بعض مورخین کہتے ہیں کہ سکندر کے بعد ایران کی سلطنت میں مذہب کے پیروکار بادشاہوں نے حکمرانی کی یعنی کہ سکندر نے اپنی حکومت کے ٹکڑے کر کے ان میں بانٹ دی تھی۔ ان میں سے ہر ایک اپنے حصے کی حکمرانی کے ساتھ مگن ہو گیا تھا سوائے عراق اور ایران کے اطراف و اکناف کے کیونکہ یہ علاقہ سکندر کی موت کے بعد روم کے زیر نگیں رہا۔

مذہب کے پیروکار بادشاہوں میں سے ایک شخص تھا جس کو جبال اور اصفہان کا حکمران بنا دیا گیا تھا۔ اس کے بیٹے نے عراق پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ خاندان بادشاہت جبال اور اصفہان کا حکمران رہا جس طرح ملوک الطوائف میں ایک گروہ اور مصر میں تھا کیونکہ یہ طریقہ پہلے سے مروج تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہوں کی کتابوں میں اس خاندان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ان کے دور میں حضرت عیسیٰ کا ظہور ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم بیت المقدس میں مبعوث ہوئے۔ حضرت عیسیٰ کے ۵۱ برس بعد اردشیر (زیر نظم) نے مقام پر سکندر کے بعد اردشیر بن بابک کے ظہور سے پہلے اور آخری بادشاہ اردوان کے قتل تک اپنی بادشاہت برقرار رکھی۔ یہ تقریباً دو سو چھیاسٹھ سال کا عرصہ بنتا ہے اس کے بعد اردشیر حکمران بنا۔

مورخین کا کہنا ہے کہ یہ وہ بادشاہ ہیں جنہوں نے مملکت جبل پر حکمرانی کی پھر اپنی اولاد کے لیے اپنی حدود سلطنت کو وسعت دینے کی کوشش میں لگے رہے۔ ان میں سے ایک اشک بن حرہ بن رسیان ہے۔ اہل فارس اسی کو ملک بن دارا کہتے ہیں۔ جب کہ بعض کی تحقیق کے مطابق یہ اشک بن اشکان اکبر تھا جو کیبہ بن کیقباذ کی اولاد میں سے تھا۔ اس کی حکومت دس برس رہی۔ اس کے بعد بالترتیب

شاپور بن اشک بن اشکان نے ساٹھ برس
جوذرز الاکبر بن شاپور بن اشکان دس برس
بیزن بن جوذرز اکیس سال
جوذرز الاصغر انیس سال
نرسی بن جوذرز الاصغر چالیس برس
ہرمز بن بلاش بن اشکان سترہ برس
اردوان الاکبر (اردوان بن اشکان) بارہ برس
کسریٰ بن اشکان چالیس برس
بلاش بن اشکانی نے چوبیس سال حکومت کی۔

اس کے بعد اردوان الاصغر کی حکومت قائم ہوئی جو اردوان بن بلاش کہلاتا ہے جس کو بعد میں بھی کیبہ بن کیقباذ شمار کیا جاتا ہے کہ وہ اشکانی خاندان کا سب سے مضبوط فرمانروا تھا عزت اور شہرت بھی پائی اور ملوک الطوائف پر بھی حکمرانی کرتا تھا۔

اس نے اصطخر صوبے پر اس سے قبضہ جما لیا تھا کہ وہ اصفہان سے متصل تھا پھر اسے بھی پار کر کے فارس میں مقام جور کی طرف نکل گیا۔ اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ تمام پارس کے بادشاہ اس کے حملے سے ڈر کر اس کے قریب ہوتے تھے۔ اس کی حکمرانی تیرہ سال رہی۔ اس کے بعد اردشیر کی حکومت شروع ہو گئی۔

چوتھی رائے:

بعض مورخین کے مطابق عراق، شام اور مصر کے دوسرے علاقے پر سکندر کے بعد نوے بادشاہ آئے نوے گروہوں میں وہ سب کے سب مدائن کے بادشاہ کی تعظیم کرتے تھے وہ سب اشکانی تھے۔ پس اشکانی بادشاہوں میں سے افقورشاہ بن بلاش بن سابور بن اشکان بن اش الجبار بن سیاوش بن کیکاؤس نے باسٹھ برس حکومت کی اس کے بعد۔

سابور بن افقور نے ترپن (۵۳) سال حکومت کی اس کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام موجود تھے۔

اس کے بعد جوذرز بن سابور بن افقور کا دور آیا اس کی حکومت انسٹھ برس رہی۔ اسی نے بنی اسرائیل سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون کے قصاص کے لئے جنگ کی پھر اس کے بھتیجے ابزان بن بلاش بن سابور کی حکومت سینتالیس برس تک رہی اس کے بعد جوذرز بن ابزان بن بلاش نے اکتیس برس حکومت کی پھر اس کے بھائی نرسی بن ابزان کی حکومت چونتیس برس رہی اس کے چچا ہرمزان بن بلاش کی حکومت اڑتالیس سال رہی اس کے بعد اس کے بیٹے فیروزان بن ہرمزان بن بلاش کی حکمرانی انتالیس برس رہی پھر اس کے بیٹے اردوان بن بلاش کی حکومت آئی جس کو اردشیر بن بابک نے قتل کیا۔ یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ جس کا دور حکومت پچپن برس رہا۔

مورخین کا خیال ہے کہ اسکندر اور سلطنت کے تمام ملوک الطوائف نے تقریباً پانچ سو تئیس سال مسلسل حکومت کی۔

* * *

ملوکِ طوائف کے دورِ حکومت کے اہم واقعات

اہلِ تورات کا کہنا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بابل پر سکندر کے غلبہ کے تین سو سال بعد پیش آیا [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ سکندر کے غلبہ کے تین سو سال بعد پیش آیا۔ ان لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ قبل ہوئی تھی اور جب [illegible] تو ان کی عمر تیس سال تھی۔

حضرت مریم علیہا السلام کی وفات [illegible] ان کے انتقال کے بعد حضرت مریم علیہا السلام [illegible] حضرت مریم علیہا السلام کی عمر [illegible] سال سے تجاوز ہو گئی۔

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام [illegible] اصطفانوس [illegible] حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے قبل قتل کئے جا چکے تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد [illegible] حضرت مریم کے [illegible] زوجہ تھیں جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں۔ [illegible] حضرت مریم علیہا السلام کی [illegible] ان کی والدہ کی وفات کے بعد حضرت زکریا نے ان کی پرورش کی [illegible] حضرت زکریا حضرت مریم کے خالو لگتے تھے۔ حضرت مریم کی والدہ کا نام حنہ بنت فاقود تھا۔ یحییٰ کی ماں کا نام اشباع بنت فاقود تھی۔

ابن اسحاق کے قول کے مطابق جو روایت پہنچی ہے اس کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

مریم بنت عمران بن یوشم بن امون بن منشا بن حزقیا بن احریق بن موثم بن عزاریا بن امصیا بن یاوش بن احریہو بن یارم بن یہفاشاط بن ایشا بن ایان بن رحبعام بن سلیمان بن داؤد علیہما السلام۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے [illegible] حضرت یحییٰ [illegible] تک رہتے ہوئے شام چلے گئے جہاں حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام [illegible] جدا ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تبلیغ وعظ کے لیے بھیجنا

روایت کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارہ حواریوں (شاگردوں) کو [illegible] اور ان [illegible] میں حضرت یحییٰ [illegible] لوگوں کو دین کی تعلیم [illegible] (ترجمہ [illegible]) [illegible] حضرت [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے [illegible] حضرت یحییٰ علیہ السلام [illegible] لوگوں کو [illegible]

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل

پہلا بیان [illegible]

[illegible]

ایک اسرائیلی کا خواب

[illegible]

وہ بولا کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟

اس (اسرائیلی) شخص نے کہا میں مذاق نہیں کر رہا [illegible] اس کی ماں نے بھی کہا کہ [illegible] بیٹے میں کیا حرج ہے۔ اگر تم بادشاہ بن جاؤ تو ٹھیک ورنہ تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے۔

چنانچہ اس نے [illegible] بادشاہ بنے کے بعد میں آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ اس وقت آپ نے ان لوگوں کا [illegible] آپ مجھے کیسے پہچان پائیں گے؟

اس نے جواب دیا کہ [illegible]

چنانچہ اس نے عہد نامہ لکھ دیا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ظالمانہ قتل:

بنی اسرائیل کے بادشاہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

بخت نصر کا حملہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو گیا، اس عورت کے اشارے پر مختلف افراد کے قتل سے جو تعداد کا بیان ہو اور معصوموں کو قتل کیا گیا۔ اب وہ عورت لشکر والوں کو اس مقام پر لے آئی جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل کئے گئے تھے اور جہاں پر ابھی خون ابل رہا تھا۔ اس مقام پر ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا گیا تب جا کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون کا جوش ختم ہوا۔

بیت المقدس میں مردار

اس کے بعد اس عورت نے کہا قتل بند کر دو کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کی نبی کے قاتل آ چکے، اس وقت تک انہیں نہیں روکا جب تک کہ اس کے قاتل اور قتل میں مدد دینے والے سب قتل نہ کر دیئے گئے۔ اس کے بعد اب کسی یحییٰ علیہ السلام کا بدلہ لینے کے لئے آتے والا نہ تھا تو اس نے عورتوں کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد بخت نصر نے بیت المقدس کو تباہ کیا اور اس کے اندر گندگی اور مردار ڈالنے کا حکم دیا یہاں تک کہ اس کے اندر گندگی پھیلانے والوں کو ایک سال کا جزیہ معاف کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اسی سلسلے میں رومیوں نے بھی اس کی مدد کی۔ کیونکہ بنی اسرائیل نے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا تھا اور یہ بنی اسرائیل کا مقدس مقام تھا۔ بیت المقدس کو تباہ کرنے کے بعد بخت نصر بنی اسرائیل کے لوگوں کو قید کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ ان ساتھیوں میں عزیر، دانیال علیہ السلام، عزریا، میشائیل اور حنانیا وغیرہ دو سو تھے۔ یہ سب بابل لے جائے گئے، جب اس شہر کو تباہ کرنے کے بعد بخت نصر واپس بابل پہنچا تو اسے کچھ دنوں کے بعد اطلاع ملی۔ جس کے بعد وہ بہت خوش ہوا۔ بادشاہ ہونے کے بعد دانیال کی تعریف اس کی نظروں میں بہت ہی معزز اور محترم تھی مگر یہ بات دوسروں کو کھٹکتی تھی۔ چنانچہ ان کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور وہ دانیال کے خلاف بخت نصر کے کان بھرنے لگے۔ کہنے لگے: دانیال اور ان کے ساتھی آپ کے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور نہ ہی آپ کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔

چنانچہ بخت نصر نے ان کو بلایا اور پوچھا کہ کیا یہ بات واقعی ٹھیک ہے"

انہوں نے بے دھڑک جواب دیا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ ہم تو صرف رب کی عبادت کرتے ہیں اور غیر اللہ کا ذبیحہ نہیں کھاتے۔

یہ سن کر بخت نصر نے ایک گڑھا کھودنے کا حکم دیا۔ بہت بڑی خندق کھودی گئی اور ان چھ آدمیوں کو اس خندق میں ڈال کر بھوکے وحشی درندوں کو ان پر چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ جنگلی درندے ان کی تکہ بوٹی کر کے کھا جائیں۔ یہ حکم دینے کے بعد وہ اپنے گھر واپس چلے گئے اور اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ جنگلی درندے ان کو کھا چکے ہوں گے۔ وہ وہاں سے چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد واپس آئے تو دیکھا کہ خندق کھلی ہوئی ہے اور چھ کے بجائے سات افراد موجود ہیں اور وحشی درندے ان لوگوں کے پاس پاؤں پھیلائے ان کے درمیان بیٹھے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو معمولی سی خراش بھی نہیں آئی۔

ان میں ساتواں آدمی دراصل وہ فرشتہ تھا جو ان لوگوں کی حفاظت پر مامور تھا۔ جب ان سات کو خندق سے نکالا گیا تو اس فرشتے نے بخت نصر کو اس زور سے تھپڑ لگایا کہ وہ جانوروں میں جا ملا اور سات سال تک اسی حالت میں رہا۔

مؤرخین میں باہمی اختلاف

یہ مؤرخ کہتے ہیں کہ مذکورہ واقعات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کی وجہ سے بخت نصر نے بنی اسرائیل کو تہ تیغ کیا۔ یہ بات جاننا [illegible]

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام اس بات پر متفق ہیں کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل سے جنگ کی جب انہوں نے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور یہ درمیانی ملوک الطوائف کے دور کی بات ہے اور ہما کے دور حکومت اور بخت نصر کے بیت المقدس کی تخریب اور یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام کی ولادت کے درمیان چار سو اکسٹھ سال کا فرق ہے اور یہ یہود و نصاریٰ کا قول ہے۔

اس کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ بقول ان یہود و نصاریٰ کے بیت المقدس کے ہاتھوں تخریب اور اس کی تعمیر کیرش بن اخشورش کے دور میں ہوئی جو کہ اردشیر بہمن بن اسفندیار بن بشتاسپ کی طرف سے بابل کا گورنر تھا۔ اردشیر کے بعد اس کی بیٹی کی طرف سے ستر سال تک اپنے عہدہ پر رہا۔ پھر اس کی تعمیر کے بعد سکندر کے امور سلطنت سنبھالنے تک تقریباً اٹھاسی سال لگے۔ سکندر کی بادشاہت کے بعد سے حضرت یحییٰ کی ولادت تک تین سو تین برس لگے۔ یہ سب ملا کر چار سو اکسٹھ سال بنتے ہیں۔

مجوسیوں کا یہود و نصاریٰ سے بیان میں اختلاف:

مجوسی بیت المقدس کے انہدام کی مدت بخت نصر کے واقعہ بنی اسرائیل کے بعد سکندر کو بیت المقدس، شام و دیگر علاقوں پر قبضہ اور وہاں کی حاکمیت کی مدتوں میں یہود و نصاریٰ سے متفق ہیں لیکن سکندر کے بعد سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کے مابین مدت میں اختلاف کرتے ہیں۔ بقول مجوسیوں کے یہ مدت صرف اکاون سال تھی۔

نصرانیوں کا بیان:

نصرانیوں کا خیال ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صرف چھ ماہ قبل پیدا ہوئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قاتل بادشاہ کا نام ہیرودیس تھا۔ یہ بادشاہ اپنے بھائی جس کا نام فیلقوس تھا' کی بیوی پر عاشق تھا ایک دن اس کے ساتھ زنا کرنا چاہا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے روک دیا اور کہا کہ یہ حرام ہے۔ اس عورت کی بیٹی کا نام ہوتی تھا وہ بھی بادشاہ کے دل میں کھٹکی تھی اس دن اس لڑکی نے بادشاہ کو ورغلایا۔ پھر بادشاہ نے اس کی خواہش کے بارے میں سوال کیا۔ تو بادشاہ نے کہا مجھے تیری طلب ہے اس کے بعد لڑکی نے اپنی ایک حاجت کا بادشاہ سے تذکرہ کیا۔ بادشاہ نے اپنے ماتحتوں سے اس لڑکی کی حاجت پوری کرنے کا حکم دیا۔ اس لڑکی نے ماتحتوں سے کہا کہ مجھے یحییٰ علیہ السلام کا سر چاہیے۔ تو ان لوگوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر کے ان کا سر اسے پیش کیا۔ جب بادشاہ اس سے مطلع ہوا تو اپنا سر پیٹنے لگا اور بہت زیادہ رویا۔ تاہم ہونی ہو چکی تھی۔

بنی اسرائیل کا ایک عبرت آموز قصہ:

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل جب بابل سے واپس بیت المقدس لوٹے تو بیت المقدس کی نئی تعمیر کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم کیا اور انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا لیکن انہوں نے اپنی نافرمانیاں پھر سے شروع کیں کچھ لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور کچھ کو قتل کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں آخری پیغمبر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور یہ دونوں آل داؤد میں سے تھے۔

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے اٹھا لیا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو انہوں نے قتل کر دیا (بعضوں کے نزدیک زکریا علیہ السلام کو قتل کر دیا) تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بابل سے ایک بادشاہ بھیجا جس کا نام خردوس تھا۔ یہ بابل کا بادشاہ لشکر لے کر ان کی طرف چل پڑا اور ملک شام میں پہنچ [illegible] جب بنی اسرائیل کے علاقے میں پہنچ

کو خطاب کیا اور کہا اے یحییٰ بیٹا! میرا اور تیرا رب جانتا ہے کہ تیری وجہ سے تیری قوم کو کتنی مصیبت پہنچی ہے اور کتنے قتل ہوئے۔ بس اب آپ تھم جائیے اپنے رب کے حکم سے۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کی قوم کے کسی فرد کو بھی نہ چھوڑوں۔ اب اللہ کے حکم سے یحییٰ کا خون ٹھہر گیا اور بنوزرادان نے قتل عام ختم کر دیا اور کہنے لگا کہ میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس پر یقین کرتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی رب نہیں اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور ہوتا تو آسمان اور زمین قائم نہ رہتے۔

وہی خدا ایک ہے جو بڑی عزت والا ہے۔ حکیم اور عظیم ذات ہے وہ جو اکیلا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے جو اپنی عظمت، عزت اور جبروت سے ساتوں آسمانوں پر حکومت کر رہا ہے۔

اور وہ ذات جس نے زمین کو بچھایا اور اس میں اونچے پہاڑ گاڑ دیئے کہ وہ ہلنے نہ پائے اور جس کی صفات بہت سی ہیں سب کے سب ہی اس کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہیں۔

اس وقت انبیاء کے سردار پر وحی کی گئی کہ بنوزرادان سچے اور سچے ایمان والے ہیں اور بنوزرادان نے بنی اسرائیل سے کہا کہ دشمن خدا بخت نصر نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں تمہیں اس طرح قتل کروں کہ تمہارا خون اس کے لشکر کے درمیان بہہ کر جاری ہو جائے۔ اب مجھے یہ اختیار نہیں کیونکہ میں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا تھا۔ اب بھی مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل نے اس سے کہا کہ جو کچھ تمہیں کہا گیا ہے کر ڈالو۔ چنانچہ اس نے خندق کھودنے کا حکم دیا اور ان کے مویشیوں کو منگوایا جن میں گھوڑے، خچر اونٹ، گائیں اور بکریاں شامل تھیں، ان کو ذبح کروایا یہاں تک کہ خون لشکر میں بہہ پڑا۔ پھر ان مقتولین کی لاشیں منگوائی گئیں جو اس سے پہلے قتل کئے جا چکے تھے۔ یہاں جانوروں پر ڈالی گئیں جس سے وہ خندق بھر گئی جب بخت نصر نے دیکھا تو اس نے یہ سمجھا کہ سب بنی اسرائیل قتل ہو چکے ہیں تو اس کا ارادہ ختم ہو گیا۔

جب ان جانوروں اور انسانوں کا خون جمع ہو کر اس کے لشکر تک پہنچ گیا تو اس نے قتل روکنے کا حکم دیا اور کہا کہ بنی اسرائیل کا خون بہت بہہ چکا ہے اور میرا انتقام پورا ہو گیا ہے۔ پھر وہ اپنے لشکر کو لے کر بابل واپس چلا گیا۔

یہ بنی اسرائیل میں دوسرا اہم واقعہ تھا کیونکہ اس سے پہلے بخت نصر کا واقعہ تفصیل سے گزر چکا ہے۔ ان دونوں واقعات میں بنی اسرائیل کو تہ تیغ کیا گیا، ان کے شہروں کو برباد کر دیا گیا، ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کیا گیا۔ قرآن کریم نے ان دونوں واقعات کا تذکرہ مختصراً سورۃ اسراء (بنی اسرائیل) کی آیت نمبر ۴ تا ۸ میں بیان کیا ہے۔

عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے متعلق وارد احادیث کی طرف لوٹ چلتے ہیں۔

یوسف اور مریم کا دلچسپ واقعہ

یوسف حضرت مریم علیہا السلام کے چچازاد بھائی تھے۔ وہ دونوں ہیکل کی خدمت کرتے تھے۔ جب پانی ختم ہو جاتا تو دونوں اپنے اپنے مشکیزے اٹھا کر چلتے اور ایک قریبی پانی کے چشمے سے پانی لاتے۔ ایک دن حضرت جبرئیل کی ملاقات حضرت مریم علیہا السلام سے ہوئی، وہ دن سال کا طویل اور گرم ترین دن تھا۔ اس دن حضرت مریم علیہا السلام کے پاس پانی ختم ہو گیا تو انہوں نے یوسف سے کہا کہ آؤ پانی کے لیے چلیں میرے پاس پانی ختم ہو گیا ہے۔ یوسف نے کہا میرے پاس اتنا پانی موجود ہے کہ آج کی ضرورت پوری کر لیں، ان شاء اللہ کل صبح کو پانی لے آئیں گے۔

حضرت مریم علیہا السلام نے اپنا مشکیزہ اٹھایا اور اکیلی چلی گئیں اور جس گھاٹ سے وہ پانی لاتی تھیں وہاں تک پہنچیں تو وہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پایا جو وہاں انسانی شکل میں موجود تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں آپ کو ایک نیک لڑکا دوں۔

مریم علیہا السلام یک بول اٹھیں کہ "اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں"۔

اس نے کہا "میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں"۔

مریم علیہا السلام نے کہا "میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا جبکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور میں کوئی بدکار عورت بھی نہیں ہوں"۔

فرشتے نے کہا "ایسا ہی ہوگا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو کر رہنا ہے"۔ (سورۃ مریم آیت ۱۸-۲۱)

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک ماری اور چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت مریم علیہا السلام نے اپنا مشکیزہ بھرا۔

وہب سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا تو انہوں نے مریم علیہا السلام کے سامنے انسان کا روپ اختیار کیا۔

مریم علیہا السلام یک بول اٹھیں کہ "اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں"۔ (سورۃ مریم آیت ۱۸)

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کے گریبان میں پھونک ماری اور وہ پھونک ان کے رحم تک پہنچ گئی۔

حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ۔

حضرت مریم علیہا السلام اور ایک قریبی رشتہ دار یوسف نجار تھے یہ دونوں صہیون پہاڑ کے قریب واقع ایک مسجد میں چلے جایا کرتے تھے اور اس مسجد کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اس مسجد کی خدمت کو بہت بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ مریم علیہا السلام اور یوسف دونوں مل کر اس مسجد کے معاملات کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ مسجد کی ضروریات جیسا صفائی کرنا اور پانی وغیرہ بھرنے کے علاوہ دیگر ضروری امور بھی یہی پورے کیا کرتے۔ اس علاقے میں ان دو افراد سے زیادہ مسجد کی خدمت کرنے والا اور کوئی نہ تھا اور نہ کوئی اتنا عبادت گزار تھا۔

حضرت مریم علیہا السلام جب حاملہ ہوگئیں تو ان کے اس حال کو سب سے پہلے یوسف نجار نے ہی بھانپا اور وہ سمجھ گئے کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی پاکیزگی کی زندگی ان کے سامنے تھی۔ بہرحال پہلے تو انہوں نے صاف انکار کیا لیکن جب حضرت مریم علیہا السلام کی طرف دیکھا تو معاملے کی سچائی نے ان کو حیرت میں ڈال دیا اور پھر تو ان کی سمجھ سے بالاتر ہونے کے باعث ان کو بہت ہی مشکل میں ڈال دیا اور ان پر بڑا گراں گزرا۔ اس لئے کہ ان کو اس واقعہ کی حقیقت سمجھ نہ آ رہی تھی۔

یوسف جب حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت اور الزام لگانے کا ارادہ کرتے تو حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی، عظمت اور پاکیزہ [illegible] حضرت مریم علیہا السلام کی [illegible] [illegible] تھی

لیکن اس کے برعکس جب ان کی عبادت و ریاضت کو دیکھتے تو ان کی پارسائی کا اطمینان کر پاتے یوں یہ عظیم کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔

جب یہ شک بہت بڑھ گیا تو انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام سے بات کی۔ ان کی پہلی بات تو حضرت مریم علیہا السلام سے یہ تھی کہ آپ کے متعلق میرے دل میں ایک شک پیدا ہو گیا ہے جب میں اس کو چھپا لیتا ہوں دل ہی دل میں دبانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ مجھ پر غالب آ جاتا ہے تو میں نے سوچا کہ اس کے متعلق تمہارے روبرو گفتگو کروں تاکہ میرے دل کو تسلی مل سکے۔

حضرت مریم علیہا السلام سے یوسف نجار کا مکالمہ

حضرت مریم علیہا السلام نے یوسف سے کہا اچھا بات کرو

یوسف نے کہا میں وہی بات کروں گا جو حقیقت میں ہے۔

تم مجھے بتاؤ کیا بیج کے بغیر فصل ہو سکتی ہے؟

حضرت مریم علیہا السلام نے جواب دیا ہاں۔

یوسف نے کہا کیا بغیر بارش کے درخت اگ سکتے ہیں؟

حضرت مریم علیہا السلام نے کہا ہاں۔

یوسف نے پوچھا کیا مرد کے بغیر عورت کے ہاں بچہ ہو سکتا ہے؟

حضرت مریم علیہا السلام نے جواب دیا ہاں کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے جب پہلی دفعہ فصل اگائی تھی تو بیج کہاں موجود تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بغیر بارش کے درخت اگائے اور اپنی ہی قدرت سے بارش کو درخت کی زندگی کا سبب بنایا۔

یوسف نے کہا میں یہ نہیں کہتا بلکہ میری بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کو کرنے کا ارادہ ہوتا ہے تو کن کے حکم سے وہ چیز وجود پذیر ہو جاتی ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام نے جواب دیا کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حوا کو بغیر ماں باپ کے پیدا نہیں فرمایا؟

یوسف نے جواب دیا ہاں۔

اب بات یوسف کی سمجھ میں آ گئی کہ آپ (مریم) کے حمل میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا دخل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ان سے سوال کرنے کی اسے ہمت نہ ہوئی۔

اس کے بعد یوسف نے مسجد کی خدمت کی تمام ذمہ داری اپنے سر لے لی اور حضرت مریم علیہا السلام کو ان کی ذمہ داریوں سے رخصت دے دی کیونکہ وہ حاملہ ہونے کی وجہ سے بوجھل ہو گئی تھیں اور ان کا رنگ پیلا ہو گیا تھا اور ان کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے ان کا پیٹ بڑا ہو گیا تھا اور ان کی حالت کمزور ہو گئی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش:

جب حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں زچگی کا وقت قریب آ گیا تو انہیں حکم ہوا کہ آپ اپنی قوم سے دور چلی جائیں کیونکہ اگر قوم کے لوگ جب آپ کو دیکھیں گے تو آپ کے ساتھ کوئی بچہ دیکھیں گے اور آپ کے بچے کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ یوسف

نے اپنی امت کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔ بی بی کی امت کی ان بیٹیوں [illegible] کے لئے [illegible] تھیں۔ جب بی بی [illegible] کی والدہ سے [illegible] تو خوشی سے [illegible] ۔ [illegible] حضرت مریم [illegible] کو [illegible] کے [illegible] وقت [illegible] ۔ [illegible] مریم [illegible] کوئی چیز پاس نہ تھی۔ [illegible] ان [illegible] ہو گئے۔

جب مریم حاملہ ہوئیں تو [illegible] حضرت مریم [illegible] تو یوسف نے ان کو ایک کھجور کے درخت کے پاس بٹھا کر [illegible] ان کے لئے [illegible] جب [illegible] کی شدت آئی تو درخت سے [illegible] گئیں اب [illegible] انہوں نے ان کو [illegible] لیا اور حفاظت کا سامان بہم پہنچایا وہ درخت ہرا ہو کر کھجوروں سے لد گئے۔

> "مریم نے اس بچے کا حمل رکھ لیا اور وہ اس کو لے کر ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔ پھر دردزہ اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے لے آیا۔ کہنے لگی کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام و نشان نہ رہتا"۔
> فرشتے نے نیچے سے اس کو پکار کر کہا "غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر تر و تازہ کھجوریں گر پڑیں گی۔ پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے روزے کی نذر مانی ہے اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی"۔ (سورۂ مریم آیت ۲۳-۲۶)

بچے کی ولادت کے وقت مریم کا مرجھایا ہوا درخت ان پر تر و تازہ کھجوریں گرانے لگا۔

شیاطین کو پریشانی لاحق ہونا:

اس واقعہ کے رونما ہونے کے بعد سارے زمین پر موجود تمام بت جن کی پوجا ہوتی تھی وہ منہ کے بل گر گئے شیطان گھبرا گئے وہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ سب وجہ تلاش کرتے ہوئے ابلیس کے پاس آئے وہ سمندر میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا وہ تخت اس تخت سے مشابہ تھا جو اللہ کا پانی میں تھا۔ ابلیس [illegible] کے نور کے علاوہ [illegible] بنے ہوئے تھا۔ یہ سارے شیطان اس ابلیس کے پاس آئے [illegible] پریشان تھے جب [illegible] ابلیس نے ان شیطانوں کی جماعت کو دیکھا تو وہ گھبرا گیا کیونکہ جب اس نے ان کو پھیلا دیا تو پھر آج تک ان کو یکجا نہ دیکھا تھا پھر ابلیس نے ان سے آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ روئے زمین پر کوئی اہم واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ سارے بت اوندھے منہ گر پڑے ہیں اور چونکہ ان بتوں کے ذریعہ ہی [illegible] ہلاکت میں ڈالنے والی [illegible] تھی کیونکہ ہم ان بتوں کے پیٹ میں داخل ہو کر بولتے تھے وہ عقیدت مندوں کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور عقیدت مند سمجھتے تھے کہ یہ بت ہی ہمارے مسائل کو حل کرتے ہیں۔

اب جب یہ واقعہ پیش آیا ہے تو [illegible] ان کی وقعت ختم ہو گئی ہے۔ اور ہمیں [illegible] کر رہا ہے [illegible] آئندہ ان بتوں کی پوجا چھوڑ جائیں گے۔

یہ سن کر ابلیس نے کہا کہ [illegible] زمین [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسرا معجزہ

[illegible]

ابن مریم [illegible]

[illegible] انتقال فرمایا۔

حضرت [illegible] تدفین

حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] گئے۔ [illegible] رہتے تھے۔

حواریوں کی تبلیغ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد تمام حواری آپ کے فرمان کے مطابق پوری دنیا میں پھیل گئے۔ ان میں سے چند کا ذکر ہم کرتے ہیں۔

۱۔ پطرس جو کہ حواری تھا اور ان کے ساتھ پولس بھی جو کہ اتباع میں سے تھا [illegible] میں سے تھا۔ یہ دونوں تبلیغ کرتے ہوئے روم چلے۔

۲۔ اندریاس اور متی یہ دونوں اس سرزمین کی طرف چلے جس کے [illegible] تھے۔

۳۔ توما مشرق کی طرف بابل چلے گئے تھے۔

۴۔ فیلبس قیروان کی طرف گئے تھے۔

۵۔ یوحنا بن زبدی اور [illegible] چلے گئے تھے جو کہ اصحاب کہف کا شہر تھا۔

۶۔ یعقوب [illegible] (ایلیا) چلے گئے۔

دو بڑے پتھر

ابن عطیہ اندلسی سے روایت ہے کہ [illegible] قریب واقع ہے۔ [illegible] کہتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ [illegible] نظر آیا [illegible] دو بڑے بڑے پتھر [illegible] تھے۔ [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف

[illegible]

شہنشاہ روم کا عیسائیت قبول کرنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے اس کے پاس آئے تھے ان میں سے ایک کے پاس سونا، مُر اور لوبان بطور تحفہ کے تھے۔ ان لوگوں نے ہیرودوس کو یہ خبر دے دی کہ یہاں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو بہت اہم ہے۔ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ ہم شاہ ایران کی طرف سے اس بچے کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنے اور اس کی قربت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

مریم علیہا السلام اور ابن مریم علیہ السلام مصر میں:

ہیرودوس نے اپنے دل میں اس بچے کی وجہ سے اپنے اقتدار کو خطرہ میں محسوس کیا چنانچہ اس نے اس بچہ کو طلب کیا تاکہ ابھی سے اپنا راستہ ہموار کر لے۔ فرشتے نے یوسف کو ہیرودوس کے عزائم سے آگاہ کیا جو کہ حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ ہی کنیسہ میں رہا کرتا تھا اور اسے حکم دیا کہ بچے اور اس کی ماں کو لے کر مصر کی طرف بھاگ جاؤ۔ چنانچہ یوسف نے ایسا ہی کیا۔

ابن مریم علیہما السلام شام میں:

ایک عرصے کے بعد فرشتے نے پھر یوسف کو خبر دی کہ اب ان کو لے کر آ جاؤ کیونکہ ہیرودوس مر گیا ہے اب اس کی جگہ اس کا بیٹا ارکلاؤس تخت نشین ہے۔ یہ شخص خطرناک نہیں ہے۔

بعد میں ارکلاؤس بھی مر گیا تو اس کی جگہ ہیرودوس صغیر بادشاہ بنا اس کے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کر دیا۔ یہ سب لوگ قیصر کی طرف سے بطور گورنر یہاں کام کرتے تھے۔ ہیرودوس صغیر کے وقت قیصر طیباریوس تھا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل شخص جو سولی پر چڑھا اسرائیلی آدمی تھا جس کا نام ایشوع بن فندیرا تھا۔ قیصر طیباریوس کی حکمرانی تیس برس تک رہی۔

* * *

ارتفاع حضرت عیسیٰ علیہ السلام تا ولادت حضرت محمد ﷺ

رومی بادشاہ

ابوجعفر کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا خیال ہے کہ شام پر حکومت فلسطین کی طرف سے ہیرودیس کے بعد جو [illegible] یہودیوں کی حکومت قائم ہوئی جس کا اوپر تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

جایوس کے بعد اس کے بیٹے قلوذیوس کی حکومت قائم ہوئی جو چودہ برس رہی۔

اس کے بعد نیرون حکمران تھا جس نے پطرس اور پولس کو قتل کرکے سولی پر لٹکا دیا اس کی حکومت بھی چودہ برس رہی۔

اس کے بعد چار ماہ تک بوطلاس حکمران رہا۔

اس کے بعد اسفسیانوس کی حکومت رہی یہ شخص بیت المقدس کو منہدم کرنے اور بنی اسرائیل کو تہ تیغ کرنے تک حکمران رہا۔

اس کے بعد طیطوس بن اسفسیانوس نے دو برس حکومت کی۔

اس کے بعد دوطلسطیانوس نے سولہ برس حکومت کی۔

پھر نرواس نے چھ برس حکومت کی۔

پھر طرایانوس کی حکومت انیس برس تک رہی۔

ہدریانوس نے اکیس برس۔

طیطوس بن ابطیانوس نے بائیس برس۔

مرقوس اور اس کی اولاد کی حکومت انیس برس۔

قوذوموس نے تیرہ برس۔

فرطناجوس چھ ماہ۔

سیوروس چودہ سال۔

انطنیانوس سات برس

مرقینوس چھ سال

انطنیانوس چار برس

الخندروس تیرہ برس

غسمیانوس تین سال

جوردیانوس چھ برس

فلفوس سات برس

دوقاس چھ برس

تاطس چھ برس

اس کے بعد دیانوس اور تاجانس نے چھ برس حکومت کی۔

قلودیوس نے ایک سال حکومت کی۔

اس کے بعد قرطیانیوس کی حکومت صرف دس ماہ رہی

ادریانوس پانچ برس۔

مقلوس چھ ماہ

نادیوس کی حکومت صرف چند روز رہی

فرابلس سات برس

قرونیس اور اس کے بیٹوں کی حکومت دو سال تک رہی

دوقلطیانوس چھ برس

قسطیانوس بیس سال

قسطنطینوس تیس سال

قسطنطین تیس سال

قسطنطین (دوم) چالیس برس

لیانوس المنافق دو سال

یوبانوس ایک برس

مطیانوس اور غیر طیانوس دس برس

غرطیانوس اور طیانوس (صغیر) ایک برس

تیودسیس (اکبر) سترہ برس

ارقادیوس اور انوریوس تیرہ برس

تیوداسیس (اصغر) اور طیانوس سولہ سال

مرقیانوس سات سال

لاون سولہ سال

زانون اٹھارہ سال

انسطاسیس ستائیس سال

یوسطیانوس سات برس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

قبائل عرب کا حیرہ اور انبار میں قیام

[illegible] ایک اتحاد [illegible]

ہشام بن محمد سے مروی ہے کہ جب بخت نصر مر گیا تو [illegible] حیرہ [illegible] انبار والوں سے مل گئے اور حیرہ ویران ہو گیا [illegible] اسماعیل اور معد بن عدنان [illegible] آ کر بسنے لگے۔

جب معد بن عدنان [illegible] تو ان کے درمیان جنگ [illegible] بحرین اور مشارق شام [illegible] میں آ گئے۔

[illegible] قبائل عرب [illegible] تیم اللہ کے بیٹے تھے ان کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] سب لوگ یہاں آ کر بستے گئے۔

جب بحرین میں بہت سارے قبائل کا اجتماع ہو گیا تو [illegible] ایک معاہدہ طے [illegible] سب کو [illegible]

[illegible]

وقوعِ قبائل کب ہوا؟

قبائلِ عرب کا یمن میں اجتماع اور ان کا منتشر ہونا [illegible] طوائف کا دور ہے بلکہ ان ملوکِ طوائف کے دورِ حکمرانی میں [illegible] اپنے بعض [illegible] طوائف [illegible] کی حکومت آئی تو اس نے ان پر [illegible] تھے۔

طوائف الملوکی کے معنی

[illegible] بہت چھوٹی چھوٹی [illegible] تھیں [illegible] کی حکومت [illegible] بادشاہان [illegible] کرتے۔ [illegible]

روایت ہے کہ [illegible] عراق اور ان کے [illegible] عرب کے [illegible] طوائف الملوک [illegible] عراق سے [illegible] ایک جماعت [illegible] حیرہ [illegible] عراق سے [illegible] تھے۔

روایت ہے کہ [illegible] تھے۔

[illegible] عراق [illegible] عرب [illegible] تھے اور [illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible] نہیں۔

[illegible] مالک [illegible] عرب [illegible] تھے۔

یہ لوگ اپنے [illegible] تھے [illegible]

کمزور تر دور لوگوں کو اپنا نائب بنا یا یہاں سے جانے کے بعد انہیں لوگوں کی تھیں۔ انہیں نے حیرہ اور انبار کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور یہاں آ کر یہیں اکٹھے ہو گئے اس بارے میں کعب بن جعیل نے یہ شعر کہا

وغزا تبع فی حمیر حتی
نزل الحیرة من نقی عدن

تبع چلے گئے پھر تمام عرب آ کے اپنے مقبوضہ علاقہ میں ٹھہرے۔ کہا جاتا ہے: کہ ان لوگوں کی جگہ پر قرار اور کسی ... کا ... ان قوم میں پہلے تمام قبائل تھے تاہم یہ سارے قبائل انہی میں سے تھے جو کہ جعفی اور ... ہیں۔

تنوخ کی آمد:

تنوخ معاہدہ کے متعدد شہر کا دائرہ حیرہ پھر حیرہ سے فرات کی بلندی اور مغرب تک اور انبار کے علاقہ ذات اور آس پاس کے بدویوں کے خیموں کے قریب رہتے تھے۔ ان لوگوں وہ شہر نہیں ... بالوں کے بنے ہوئے گھروں میں نہیں رہتے تھے اور نہ اپنی بیویوں سے ہم بستری کرتے تھے۔

انبار اور حیرہ میں حکومت کے دوران ان کی جماعت سے کچھ لوگ بھی آ کر ان سے مل گئے جو عرب ضاحیہ کہلاتے تھے۔ اس وقت ان کا پہلا بادشاہ مالک بن فہم تھا وہ انبار کے قریب رہتا تھا۔ مالک کے انتقال کے بعد اس کا بھائی عمرو بن فہم تخت نشین ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد جذیمۃ الابرش بن مالک بن فہم بادشاہ ہوا۔

اس کا سلسلہ نسب دوس بن عدنان بن عبداللہ بن نصر بن زہران بن کعب بن حارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد بن الغوث بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا ہے۔

ابن کلبی کی روایت ہے کہ جذیمۃ الابرش عاربہ اولیٰ میں سے تھا تفصیل یہ ہے کہ وہ وبار بن امیم بن لوذ بن سام بن نوح کی نسل سے ہے۔

ملک جذیمہ:

روایت ہے کہ جذیمہ بڑا صاحب الرائے تھا اس نے دشمنوں پر غالب اور جنگی مہم کا عادی تھا یہ پہلا بادشاہ تھا کہ جس نے عراق کو بھی اپنی سلطنت (عرب) میں شامل کر لیا۔ اور دشمنوں سے متعدد جنگیں لڑیں۔

یہ برص کا مریض تھا۔ اہل عرب اس سے کتراتے تھے لیکن اہل عرب میں اس کی عظمت شان بہت تھی۔ ... بارعب ہونے کے باعث لوگ اسے اس مرض کا مریض نہیں مانتے۔

روایت ہے کہ جذیمۃ الوضاح یا جذیمۃ الابرش کے محلات حیرہ اور انبار کے درمیان ... اس کے مقامات میں عین الحمر و نخیلہ کے اطراف میں ... اور ان کے آس پاس کی بستیوں پر تھے۔ اس کے پاس ... کا ذخیرہ لگا تھا اور ہر طرف سے وفود آتے تھے۔

جذیمہ طسم اور جدیس عرب قبائل سے ان کے علاقے میں جا کر لڑتا تھا۔ جب کہ طسم اور جدیس دونوں عربی زبان بولتے تھے۔ یہ بات جب حسان بن تبع ... کو پہنچی تو اس نے ان قبائل کی ... اور جذیمہ کو شکست دی ... اور ... عرب

کے گھوڑوں نے بنو [illegible] کا قتل [illegible] کیا اس پر جدیلہ [illegible] شمار ہے۔

ان گھوڑوں کا [illegible] عرب میں [illegible] ہیں۔ ان گھوڑوں کے [illegible] کے لئے [illegible]

تعریف میں [illegible] جو کہ [illegible] ہے۔

بتوں کی چوری

جدیلہ نے بہت کوشش کی [illegible] دو بتوں [illegible]

رکھے ہوئے تھے وہاں [illegible] تھا۔

قوم ایاد [illegible] ایک شخص [illegible] کا نام [illegible] جدیلہ سے

ان سے جنگ [illegible] کی اور [illegible] کے بتوں کے [illegible] کے پاس آیا

انہوں نے [illegible] شراب [illegible] شراب کے نشے میں غرق ہو گئے [illegible] ان کے [illegible] لے [illegible] جب اس

بات کا علم ہوا تو اس وقت [illegible] قوم ایاد کے پاس پہنچ چکے تھے۔ قوم ایاد نے جدیلہ کو [illegible] تمہارے [illegible]

[illegible] اگر تم [illegible] تو ہم [illegible]

دیں گے۔

قوم ایاد کے نوجوان کی جدیلہ کی لڑکی سے شادی

قوم ایاد میں [illegible] نہایت حسین و جمیل [illegible] تھا۔ جدیلہ نے جنگ [illegible] شامل کر لیا

چنانچہ دونوں [illegible] جدیلہ [illegible] شراب [illegible] تھا کہ

جدیلہ کی لڑکی [illegible] حسین [illegible] پیغام [illegible]

[illegible] شادی کا پیغام بھیجا [illegible] لڑکے [illegible]

[illegible]

چنانچہ لڑکی نے اسے یہ ترکیب بتائی کہ جب بادشاہ کی مجلس میں شراب کا دور چلے اور اس کے [illegible] مجلس میں

[illegible] تو تم بادشاہ کو خالص شراب پلانا اور باقی مجلس والوں کو [illegible] شراب [illegible] جب شراب کے نشے میں مست ہو جائے تو

اس کو میرا پیغام نکاح [illegible] اس وقت [illegible] جب [illegible]

لیا۔ اس نوجوان نے ویسا ہی کیا جیسا لڑکی نے سمجھایا تھا۔

جب بادشاہ پوری طرح شراب کے نشے میں ڈوب گیا تو لڑکے نے شادی کا پیغام [illegible] جدیلہ نے [illegible] قبول کر کے لڑکی [illegible]

[illegible]

وہ خوشی خوشی اس رات لڑکی کے پاس گیا۔ [illegible]

[illegible] شادی کے [illegible]

[illegible] کے اثرات باقی رہ گئے تھے۔

[illegible]

بیٹے (عمرو بن عدی) کا سراغ ملنا

مالک اور عقیل دو افراد تھے جن کا تعلق بلقین سے تھا۔ یہ دونوں جذیمہ کے پاس جا رہے تھے اور کئی تحفے تحائف لیے شام سے آ رہے تھے۔ دوران سفر ایک جگہ کھانا کھانے کے لیے ٹھہرے۔ ام عمرو کے نام سے ان کی ایک لونڈی تھی جس نے انہیں کھانا پیش کیا۔ جب یہ کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان خستہ حالت میں جس کے بال بڑھے ہوئے اور ناخن لمبے لمبے اور مٹی سے اٹا ہوا ان کے سامنے آ بیٹھا اور کچھ ہی لمحوں میں بغیر پوچھے کھانے پر جھپٹ پڑا۔ لونڈی نے اسے کھانے کو پائے دیے۔ یہ دیکھ کر لونڈی نے ان دونوں کو شراب دی اور مشکیزے کا منہ بند کر دیا۔ اس پر اس نوجوان نے شعر کے انداز میں چند شعر پڑھے۔

مالک اور عقیل نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں عمرو بن عدی ہوں۔ چونکہ یہی وہ گمشدہ بچہ تھا جس کی تلاش جاری تھی اور ہر علاقے میں اس کا چرچا تھا یہ جواب سنتے ہی وہ دونوں کھڑے ہو گئے اسے غسل کرایا اپنے پاس سے بہترین کپڑے پہنائے اس کے ناخن تراشے اور اس کے بال درست کیے۔ اب انہوں نے سوچا کہ اگر جذیمہ کا یہ بچہ ہمارے ہاتھوں مل جاتا ہے تو یہ ہماری کامیابی اور ترقی کا ذریعہ بنے گا۔

دونوں افراد عمرو کو لے کر جذیمہ کے دروازے پر پہنچے اور دستک دی۔ اور عمرو کی بازیابی کی خبر دی۔ یہ سن کر جذیمہ خوش ہوا اور اس کو اس کی ماں کے پاس بھیج دیا۔ اب وہ اپنی ماں کے پاس ہی رہنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد ماں اس کو لے کر جذیمہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اس کے گلے میں ایک ہار تھا جو اب نہیں ہے۔ اور کہا کہ جب سے یہ گم ہوا ہے تو آج اس کے ساتھ ہی مجھے یاد آ رہا ہے چنانچہ جذیمہ نے ایک نیا ہار بنانے کا حکم دیا۔

اس کی بازیابی کی خوشی کے صلے میں جذیمہ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے تو بتاؤ۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے ساقی (خادم) بننا چاہتے ہیں چنانچہ وہ جذیمہ کے شراب پلانے والے بن گئے۔ ان دونوں کا تذکرہ اشعار عرب میں ملتا ہے۔

جزیرۃ العرب کی سرزمین ملک شام اور اس کے مضافات پر عمرو بن ظرب کی حکمرانی تھی یہ عملیقی کہلاتا تھا۔ کیونکہ عمالیق کے قبائل میں سے تھا۔ جذیمہ نے سرزمین عرب سے اس کے خلاف فوج جمع کی اور لڑنے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا اس طرف سے عمرو بن ظرب بھی خبر پا کر ملک شام سے ایک عظیم لشکر لے کر آیا۔ دونوں فوجوں کے مابین زوردار معرکہ ہوا۔ عمرو بن ظرب موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ جب کہ اس کی فوج بھی تتر بتر ہو گئی۔ جذیمہ اور اس کی فوج نے فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑے اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لوٹے۔

زباء کی جذیمہ کو دعوت:

زباء کی فوج عمالیق اور عاربہ اولیٰ کی اولاد تھی اور تزید اور سلیح بن حلوان اور ان کے تمام متعلقین قبیلہ قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ زباء کی ایک بہن تھی جس کا نام زبیبہ تھا۔ زباء نے اس کے لیے فرات کے کنارے ایک بہترین محل تعمیر کروایا۔ وہ سردیاں اپنی بہن کے پاس گزارتی تھی اور موسم بہار میں بطن نجار میں ہوتی تھی۔ زباء کے پاؤں جب اچھی طرح جم گئے اور امور مملکت اس کی خواہشات کے مطابق چلنا شروع ہو گئے اور اس کی حکومت مستحکم ہو گئی تو اپنے باپ کا انتقام لینے کے لیے جذیمہ ابرش کے خلاف فوج

تھی کہ زباء نہایت حسین اور ایک عقلمند اور دانا خاتون تھی جس نے اپنے باپ کا انتقام لیا ہے اور اس ملک پر جذیمہ کے ماتحت ہوئی ہے جو کبھی تیرے ہاتھ میں اور کبھی دشمن کے ہاتھ میں ہو جاتی ہے۔ اب جبکہ معلوم ہوا کہ تجھ میں بڑی قدر و منزلت ہے تمام کی ہے۔ زباء اس کی بات سمجھ گئی اور اپنے قبیلے پر غلبہ حاصل کرے گی۔

آخر اس نے اپنی بہن کے مشورے کو مان لیا اور بولی کہ تمہاری بات بالکل درست ہے۔ اور یہی تمام قوم بھی چاہتی ہے۔ اب جنگ کا ارادہ ترک کرکے دھوکے اور حیلے بہانوں سے باپ کا بدلہ لینے کی کوشش میں لگ گئی۔ چنانچہ اس نے جذیمہ کو اپنے اور اپنے ملک کی طرف دعوت کا خط لکھا جس میں یہ لکھا کہ آپ میرے ملک کو اپنے ملک کے ساتھ ملا کر ایک حکومت بنا کر چلائیں کیونکہ عورت کی حکمرانی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا اور اس کی طاقت کمزور ہوتی ہے اور اس کی حکومت کا نظم نسق درست نہیں ہوتا۔ لہٰذا آپ ہی کی ذات میں مجھے امیدوں کی کرن نظر آتی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ میری ذات اور امور سلطنت کے لیے آپ نہایت مناسب شخص ہیں۔

لہٰذا آپ میرے پاس آئیے اور میرے ملک کو اپنے ملک سے ملائیے اور میرے معاملات کو بھی سنبھالیے۔ یہ خط لکھ کر جذیمہ کے دربار میں ارسال کیا۔ جب قاصد خط لے کر جذیمہ کے دربار میں پہنچا تو یہ خط پڑھ کر جذیمہ نے اسے کوئی خاص اہمیت نہ دی اور نہ ہی کسی خاص جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ تاہم اس نے اپنے تمام ارکان سلطنت اور دوسرے مشیروں کو بلایا اور یہ خط ان کے سامنے رکھ دیا اور تمام حالات کا تذکرہ کرنے کے بعد ان سے مشورہ طلب کیا۔

جذیمہ کی زباء کی طرف روانگی:

سب نے مشورہ دیا کہ آپ کو اس کی طرف ضرور جانا چاہیے اور اس کے ملک کو بھی اپنے کنٹرول میں لے لینا چاہیے۔ لیکن ایک آدمی قصیر بن سعد نے اس کی مخالفت کی، یہ شخص بہت عقلمند سمجھدار اور ذہین تھا۔ اس نے کہا کہ یہ مشورہ جو آپ کو دیا جا رہا ہے سراسر غلط ہے اور دھوکہ پر مبنی ہے۔ لہٰذا آپ وہاں نہ جائیں بلکہ آپ اس کو خط لکھیں کہ اگر اپنے اس ارادے میں وہ سچی ہے تو آپ کی حکومت کو تسلیم کرے ورنہ آپ اپنی جان اس کے حوالے کرکے اس کے جال میں نہ پھنسیں۔ کیونکہ آپ نے اس کے باپ کو قتل کر کے تنہا کر دیا ہے۔ مگر جذیمہ اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے اس مشورہ کی کھل کر مخالفت کی۔ اس پر قصیر نے یہ شعر پڑھا:

انی امرؤ لا یمیل العجز ترویتی
اذا اتت دون شیء مرۃ الوذم

جذیمہ نے کہا کہ آپ کے مشورے کے تو ہم پہلے ہی قائل نہیں ہیں۔ یہ تمہاری غلطی رہی۔ اب جذیمہ نے اپنے خوبصورت بھانجے عمرو بن عدی کو بلایا اور اس سے اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا۔ اس نے جذیمہ کے چلنے میں بہت افزائی کی اور کہا کہ ہمارا میری قوم بھی زباء کے ساتھ ہے آپ کے جانے کے بعد وہ آپ کا ساتھ دے گی۔ چنانچہ ان باتوں کو سامنے رکھ کر جذیمہ نے زباء کی طرف چلنے کا فیصلہ کیا۔ قصیر نے کوئی ردعمل کا مظاہرہ کیا۔

اہل عرب کا یہ قول "ببقہ ابرم الامر" اسی شخص سے نکلا ہے۔ بہرحال جذیمہ نے زباء کے پاس جانے کے فیصلے کے بعد عمرو بن عدی کو اپنا نائب بنایا اور سلطنت کی باگ ڈور اس کے حوالے کر گیا۔

جذیمہ زباء کے ہاں

عمرو بن عدی کو اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا اور خود اپنے ساتھیوں کو لے کر زباء کی طرف روانہ ہوا۔ جب پہنچا تو قصیر کو بلا کر پوچھا کہ تیرا کیا خیال ہے؟ قصیر نے جواب دیا اس سے مشورہ ہو چکا ہے۔ لیکن آپ نے پوچھا ہے تو اگر زباء نے صدق دل سے قبول کی ہے تو ساتھ جذیمہ کے استقبال کو آئیں گے۔ اب قصیر سے پوچھا کہ کیا خیال ہے؟

اس نے جواب دیا کہ عورت کی بات معمولی ہوتی ہے۔ باقی اس کے بعد قصیر نے کہا کہ جب گھڑ سواروں کو آپ سے ملنے آتے دیکھو اگر وہ آپ کے آگے آگے چلیں تو سمجھو کہ عورت سچی ہے اور اگر وہ آپ کے پیچھے دونوں پہلوؤں پر گھیرا ڈال لیں تو سمجھ لیں کہ دھوکا ہے۔

اب قصیر جس گھوڑے پر سوار ہوا تھا وہ جذیمہ کا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گھوڑ سوار آ گئے تو انہوں نے جذیمہ کو گھیر لیا اور قصیر اور جذیمہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ جذیمہ نے مڑ کر قصیر کی طرف دیکھا اور بولا کہ وہ سوار بلندی کی جانب ہو کر بچ نکلے۔ اب جذیمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ افسوس کرتا جا رہا تھا کہ زباء کے پاس پہنچ گئے۔

جذیمہ کا استقبال:

جب زباء نے جذیمہ کو دیکھا تو سامنے آئی اس وقت اس نے زیادہ بناؤ سنگار کیا ہوا تھا جذیمہ کو خطاب کر کے کہنے لگی کہ تم دلہن کیسی لگ رہی ہیں۔

جذیمہ نے کہا کہ "بڑھاپا انتہائی درجے پر پہنچ چکا ہے پانی خشک ہو چکا ہے (یعنی بڑھاپا پہنچ چکا ہے اور جوانی ختم ہو چکی ہے) اور دھوکہ کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جو باتیں چل رہی ہیں۔

زباء نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ بادشاہوں کے خون سے شفا ہوتی ہے پھر جذیمہ کو ایک دسترخوان پر بٹھایا اس کو شراب پلائی جذیمہ نے شراب پی جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا اب زباء نے ایک خنجر سونے کا اور اس کے سامنے رکھوا دی اس کی رگیں کاٹنے کا حکم دیا۔

زباء کو کاہنوں نے یہ بات پہلے سے بتائی تھی کہ اگر بادشاہ کے خون کا ایک قطرہ بھی طشت سے باہر گرا تو اس کا بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ بادشاہ کو صرف زندگی کے دوران ہی سختی سے رکھیں۔ چنانچہ دونوں کلائیوں کی رگیں کاٹ دی گئیں خون بہنا شروع ہو گیا۔ جب اس کے ہاتھ کمزور ہو گئے تو ایک قطرہ گر پڑا زباء نے کہا بادشاہ کا خون ضائع مت کرو۔

جذیمہ کے خون کا بدلہ

اس پر جذیمہ نے جواب دیا کہ خون والے کو اپنے خون کی فکر کرو۔ اس کے بعد جذیمہ ختم ہو گیا۔ اور زباء نے اس کے خون کو ایک برتن میں محفوظ کر لیا۔ اس کارروائی کے بعد قصیر وہاں سے نکلا اور حیرہ کے مقام پر عمرو بن عدی کے پاس چلا آیا اور ساری صورت حال اسے بتائی اور اس سے پوچھا کہ اب کیا خیال ہے؟ بدلہ لو تم اپنے ماموں کا یا ان کو بھلا کر کے بیٹھ جاؤ گے۔

اس پر عمرو بن عدی نے یہ جواب دیا کہ قصیر نے درست ہی کہا ہے۔

غرضیکہ عمرو بن عبد الجن نے اس کی مخالفت کی لیکن بعد میں ساری قوم عمرو بن عدی کی ہمنوا ہو گئی۔

کاہن کی پیشین گوئی اور زباء کا ڈر:

قصیر نے عمرو بن عدی سے زباء کی ہلاکت کی بات کی اور اپنے ماموں کے خون کا بدلہ لینے کے جذبات میں ڈالا۔

اس نے جواب دیا "[illegible]" یہ باتیں حقیقت میں زباء کے دو وزیروں میں ایک کاہن بھی تھا۔ زباء نے اس سے اپنی ہلاکت اور حالات کے بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں تمہاری ہلاکت ایک خوبصورت اور دانا غلام کے ہاتھوں دیکھتا ہوں جو امانت دار نہیں ہے۔ اس کا نام عمرو بن عدی ہے مگر تمہاری موت اس کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ اس کی وجہ سے تمہارے اپنے ہاتھوں واقع ہو گی۔

اب وہ عمرو سے ڈرنے لگی اور زیادہ شدت سے اس کا خیال کرنے لگی۔ اب وہ شہر کے اندر محصور ہو گئی اور سرنگ کو آخری پناہ گاہ بنایا کہ اگر کوئی واقعہ اہم تب رونما ہو جاتا ہے تو اپنے محل میں پناہ لے لے گی۔ پھر اپنے شہر سے ایک ماہر مصور کو بلوایا جو تصویر سازی کا ماہر تصور کیا جاتا ہے۔ اس کو تمام اسباب سے تیار کیا اور اسے یہ حکم دیا کہ تم عمرو بن عدی کے پاس چلے جاؤ اور ان کے یہاں مسافرت اختیار کرو اور ان کے خدم و حشم میں مل جاؤ۔ اپنی تصویر سازی کا علم انہیں سکھاؤ اور انہیں تہذیب و ثقافت سکھاؤ۔

پھر عمرو بن عدی کی پہچان کے لئے اس کی تصویر بنا لینا جس میں کھڑے ہوئے، بیٹھے، سواری کرتے، مختلف لباس اور ہتھیاروں کے مختلف رنگ وغیرہ کی تصاویر بنا لینا۔ جب یہ تمام تصویریں بنا لو تو انہیں لے کر میرے پاس آ جانا۔

مصور کسی نہ کسی طرح عمرو کے پاس پہنچا اور اس نے وہی کام کئے جو زباء نے کرنے کا اسے حکم دیا تھا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد ان کی مختلف تصویروں اور حالات و معاملات کو لے کر وہ زباء کے پاس واپس پہنچ گیا۔ ان تصویروں سے زباء نے عمرو بن عدی کو پہچاننے کی کوشش کی۔ اس نے عمرو کی جس تصویر پر بھی نظر ڈالی اس کا فوراً تعارف ہو گیا اور گویا اس پر خوب ظاہر ہو گیا۔

قصیر کی پلاننگ:

دوسری طرف قصیر نے ایک پلاننگ تیار کی۔ اس نے عمرو سے کہا کہ میری ناک کاٹ دو اور میری پیٹھ پر کوڑے لگواؤ تاکہ دیکھو کہ میں زباء کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں۔ عمرو نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا ایسا کرنے کے لئے میرے پاس کوئی وجہ نہیں۔ [illegible] ایک سرنگ تیار کروائی تھی اور زباء کی جس کا کل شہر کی فصیل کے اندر تھا۔ مجبوراً عمرو نے قصیر کو منصوبہ پر عمل کرنے کی اجازت دے دی۔

اس پر قصیر نے پہلے اپنی ناک کٹوائی اپنی پیٹھ پر مار کے نشانات لگوائے۔ اس طرح اہل عرب کے ہاں یہ قول مشہور ہو گیا۔

"لمکر ما جدع انفہ قصیر"۔

قصیر نے اپنی ناک اور پیٹھ پر کوڑوں کے نشانات لگوائے اور ایک بھگوڑے شخص کی طرح نکلا اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ عمرو نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ کیونکہ عمرو کا خیال ہے کہ قصیر نے اس کے ماموں کو دھوکا دیا تھا اور اسے زباء کی طرف چلنے پر مشورہ دیا تھا جس کے نتیجہ میں وہ زباء کے ہاتھوں مارا گیا۔

www.muhammadilibrary.com

لوگوں نے بتایا کہ قصیر وہ آدمی ہے جس نے اسے اندر آنے کا مشورہ دیا جب وہ قتل ہوا تو اس کی ناک کاٹ دی گئی اور پیٹھ پر زخموں کے نشانات تھے زبا نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا تمہیں؟ اس نے جواب دیا کہ عمرو نے یہ گمان کیا ہے کہ میں نے اس کے ماموں کو دھوکا دیا تھا اور اسے تمہارے پاس آنے پر اکسایا تھا۔ جس کی پاداش میں عمرو نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔ جو آپ دیکھ رہی ہیں۔

اور میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ سے زیادہ اس پر بھاری کوئی نہیں ہے۔ اس بات پر زبا خوش ہوئی اور قصیر پر بڑا انعام و اکرام کیا اب وہ اپنے ملک کی حکومت کے لیے قصیر کے تجربہ پر عمل کرنے لگی۔ جب قصیر کو یقین ہو گیا کہ زباء نے اپنی ساری گتھی اس کے سامنے کھول دی ہے اور اس پر اعتماد کرنے لگی ہے تو اس سے کہا کہ عراق میں میرا بہت زیادہ مال و دولت ہے۔ وہاں پر قیمتی اور عمدہ چیزیں کپڑے اور عطریات ہیں آپ مجھے وہاں بھیج دیں تاکہ میں اپنا مال وہاں سے اٹھا لاؤں اور آپ کے لیے کپڑے اور نئے اور عمدہ تحفے لے کر آؤں اور مختلف قسم کے تجارتی سامان خوشبو اور دیگر سامان لے کر آؤں تاکہ اس تجارت کا نفع آپ کو بھی ملے۔

نیز عراق میں بعض ایسی چیزیں ہیں جو ہر بادشاہ کے پاس نہیں ملتیں عراق جیسی عمدہ مصنوعات میں نے کہیں اور نہیں دیکھیں۔ قصیر نے زباء کے سامنے ایسے خوبصورت انداز میں یہ باتیں پیش کیں کہ اس سے متاثر ہو گئی اور ایک اونٹ پر سامان لاد کر اس کو دیا اور کہا کہ عراق لے جا کر بیچو اور جو مال ملے اس کے بدلے وہاں سے کپڑے اور عمدہ مصنوعات لے کر آؤ۔ چنانچہ قصیر اس سامان کو لے کر چل پڑا یہاں تک کہ عراق پہنچ گیا اور بھیس بدل کر حیرہ میں آیا۔ عمرو بن عدی کے پاس پہنچ کر ساری صورتحال بتائی اور اس سے کہا کہ مجھے کپڑے اور دوسرے سازو سامان دے دو۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہیں زباء پر غلبہ دینے والا ہے تاکہ تو اپنے دشمن کو قتل کر کے اپنا قصاص لے۔ اس نے ساری مطلوبہ چیزیں قصیر کو فراہم کیں۔ اور وہ یہ سارا سامان زباء کے پاس لے گیا اور اس کے سامنے پیش کیا جو سامان لایا گیا تھا وہ زباء کو بہت اچھا لگا اور قصیر پر اس کا اعتماد مزید بڑھ گیا۔

دوسری مرتبہ پھر قصیر کو عراق بھیجا وہ بھیس بدل کر عمرو کے پاس آیا اور صورتحال سے آگاہ کیا اور زباء کی توقعات سے بڑھ کر سامان اور تحائف لے کر گیا اور پیش کیا۔ اب قصیر زباء کا دست راست بن چکا تھا۔ کوئی کام اس کے مشورے کے بغیر زباء نہ کرتی تھی۔ اور وہ قصیر کے اوپر مکمل طور سے اعتماد کر چکی تھی۔

اب تیسری مرتبہ قصیر تجارتی سامان لے کر عراق پہنچا تو اس کی منصوبہ بندی آخری مراحل میں تھی۔ منصوبہ کی تکمیل کے لیے وہ عمرو کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میرے لیے اپنے معتمد ترین ساتھیوں کا ایک لشکر بناؤ ان سب کے لیے بوریوں کے تھیلے بناؤ اور سب کو بوریوں میں بند کر دو۔ دو دو کو ایک اونٹ پر سوار کرا دو۔ رات کے وقت جب میں شہر میں داخل ہوں اور قلعہ کے دروازے پر پہنچوں تو کھڑے ہو کر بوریوں میں بند آدمیوں کو نکالوں گا۔ اور وہ شہر والوں پر ٹوٹ پڑیں گے جو قتال کے لیے آگے آئیں گے ان کو قتل کیا جائے گا اور اگر زباء اپنی سرنگ میں چھپنے کے لیے آ جائے تو اس کا کام بھی تمام کر دیا جائے گا۔ اور یہ منصوبہ عمرو کو سمجھا دیا۔

چنانچہ عمرو نے قصیر کے مشورے کے مطابق اچھے اوصاف کے حامل معتمد ساتھیوں کا ایک لشکر بنایا اور انہیں ساری باتیں [illegible]

قریب پہنچے تو قصیر نے [illegible] اور آدمی [illegible] سے نکل پڑے [illegible] آ گیا ہے۔

قصیر کی یہ عادت تھی کہ وہ دن میں چھپا رہتا اور رات کو سفر کرتا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے یہ طریقہ نکالا تھا۔ جب زباء دیکھنے کے لیے نکل آئی۔ جب اونٹوں کو دیکھا کہ ان پر اتنا مال لدا ہوا ہے کہ ان کے پاؤں زمین میں دھنسے جاتے ہیں تو اس نے شعر کہا [illegible] بہت تعریف کی۔

زباء کے [illegible] شہر کے اندر [illegible] جب [illegible] دروازے کے [illegible] ان کے پاس سے گزرا تو اس نے تیز چلانے کے لیے اونٹ کی بوریوں میں چھڑی کی نوک چبھوئی [illegible] جس سے اس کی چیخ نکل گئی۔ دربان چونکہ نبطی تھا اس نے اپنی زبان میں کہا "بشتا بشتا" جس کے معنی تھے کہ بوریوں میں کوئی شر ہے۔ بات آئی گئی ہو گئی اور کسی نے بھی اس پر توجہ نہ دی۔ منصوبے کے مطابق جب قافلہ شہر کے وسط میں پہنچ گیا تو اونٹوں کو بٹھا دیا گیا تو بوریوں سے مسلح آدمی باہر نکل آئے جس سے ایک ہنگامہ ہو گیا۔ زباء کو قتل کرنے والے دستے میں عمرو بھی شامل تھا۔ قصیر نے اسے وہ سرنگ دکھائی جو زباء نے بھاگنے کے لیے بنوائی تھی تاکہ کسی ہنگامی صورت میں اس میں بھاگ جائے۔ چنانچہ عمرو جا کر سرنگ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔

جب شہر میں ہنگامے شروع ہو گئے تو زباء اپنی جان بچانے کو سرنگ کی طرف بھاگی۔ جب دروازے پر پہنچی تو وہاں عمرو کو کھڑا پایا جس کی تصویر [illegible] صورت سے وہ اسے جانتی تھی، پہنچتے ہی عمرو بن عدی کو پہچان لیا۔

اس کے بعد زباء نے اپنی انگوٹھی کا نگینہ چوس لیا جس میں زہر ملا ہوا تھا اور کہنے لگی کہ میں اپنی موت [illegible] آنے کی تیرے ہاتھ سے نہیں۔ اس کے بعد جب وہ گر گئی تو عمرو نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس طرح جذیمہ کا قصاص لیا گیا اور [illegible] جو [illegible] تھا [illegible] ہوا۔

عمرو بن عدی کی تخت نشینی

جذیمہ کے بعد عمرو بن عدی تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ یہ پہلا بادشاہ تھا جس نے حیرہ کو اپنا پایۂ تخت بنایا۔ اور یہ پہلا حکمران تھا جس کا نام اہل حیرہ اور عراق والوں نے تفصیل سے اپنی کتابوں میں لکھا تھا۔ عمرو مرتے دم تک بادشاہ رہا۔ اس نے اپنے دور حکومت میں بڑی بڑی جنگیں لڑیں اور فتح یاب ہوا۔ یہ شخص اپنی ذات میں [illegible] تھا، نہ کسی بادشاہ کے پاس گیا اور نہ اس کے پاس کوئی آیا [illegible] جب بابک کی حکومت قائم ہوئی تو چھوٹی چھوٹی بادشاہتیں سب ختم ہو گئیں۔

◆ ◆ ◆

طسم اور جدیس

اب ہم طسم اور جدیس کا تذکرہ کرتے ہیں کہ یہ لوگ بھی عرب بائدہ ان قبائل کے دور میں تھے۔ جدیس سے آباد یمامہ کا علاقہ [illegible] جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

علماء عرب سے روایت ہے کہ طسم اور جدیس یمامہ میں رہا کرتے تھے یہ علاقہ بڑا ہی سرسبز خوبصورت ترقی یافتہ اور میوہ جات کا مرکز تھا مختلف اقسام کے پھل باغات و محلات اونچے اونچے محلات ہر طرف سے خوشحالی تھی جب کہ طسم قبیلے کا بادشاہ [illegible] بہت ظالم اور جابر تھا۔ اس بادشاہ کا نام عملیق تھا۔ یہ بادشاہ قوم جدیس پر ظلم کرتا تھا اور ہمیشہ انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرتا۔

ظالم بادشاہ کے کرتوت:

اس کے ظلم کی ایک شکل یہ تھی کہ اس نے یہ حکم جاری کر رکھا تھا کہ اس کی بادشاہت میں جدیس کی کوئی عورت شادی کے بعد اپنے شوہر کے پاس اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک کہ بادشاہ کو پہلا موقع نہ دے۔ [illegible] اور کسی کو بھی [illegible] کا سوچ نہ تھا۔

جدیس میں سے ایک شخص اسود بن غفار نے اپنی قوم کے سرداروں کو غیرت دلاتے ہوئے کہا کیا ہم ایسی ذلت و رسوائی میں (دلہن) کی زندگی گزار رہے ہیں جو کتوں کی زندگی سے بھی بدتر ہے؟

اس شخص نے [illegible] اپنی قوم کو جمع کر کے لوگوں کو جوش دلایا اور ان سے کہا کہ اب اس ذلت کے خلاف کھڑے ہو جاؤ اور عزت حاصل کرنے کے لیے میرا ساتھ دو۔

چنانچہ اس نے لوگوں کو ترکیب بتائی کہ میں ظالم بادشاہ اس کے ساتھیوں اور اس کی پوری قوم کی دعوت کروں گا جب وہ لوگ [illegible] بادشاہ اور [illegible] قتل کر دیں گے [illegible] اپنی تلواریں چھپا کے رکھیں گے۔

چنانچہ اس منصوبے کے مطابق سب لوگوں نے اپنی تلواریں [illegible] کے قریب کی ریت میں دفن کر دیں۔ جب بادشاہ اپنی قوم کو لے کر پہنچا تو سب سے پہلے اسود بن غفار نے ظالم بادشاہ کو قتل کیا۔ اب سب لوگ اپنی تلواریں نکال کر سب طسم والوں کو قتل کر دیا گیا لیکن ایک شخص ریاح بن مرہ وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور سیدھا شاہ یمن تبع کے پاس جا کر اس سے مدد [illegible]

زرقاء یمامہ

بادشاہ [illegible] حسان بن تبع اپنے قبیلہ حمیر کو لے کر [illegible]

اصحابِ کہف یا غار والے

یہ چند نوجوان تھے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کے متعلق نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا﴾ (سورۃ الکہف: ۹)

"کیا تم سمجھتے ہو کہ غار والے اور کتبے والے ہماری کوئی بڑی عجیب نشانیوں میں سے تھے۔"

یہ نوجوان جس قوم سے تعلق رکھتے تھے اس قوم کی جس کتاب میں ان نوجوانوں کے حالات لکھے تھے "الرقیم" ہے۔ اس سے مراد وہ کتاب ہے۔ اس قوم کے لوگوں نے ایک تختی پر ان نوجوانوں کے حالات تحریر کرا کے اس غار کے دہانے پر لگا دی تھی جس میں انہوں نے پناہ لی تھی۔ یا ان لوگوں نے [illegible] تختی نصب کر دی تھی [illegible] ان لوگوں نے پناہ لی تھی۔ یا قوم نے یہ تختی لکھوا کر وہ تختی اس صندوق میں رکھ دی تھی جو نوجوان قوم کے پاس چھوڑ گئے تھے

﴿إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ﴾ (سورۃ الکہف: ۱۰)

"جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزین ہوئے۔"

اصحابِ کہف کی تعداد

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ان نوجوانوں کی تعداد سات تھی اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ آپ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ﴾ (سورۃ الکہف: ۲۲)

"کم ہی لوگ ان کی صحیح تعداد جانتے ہیں۔"

کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ "میں بھی ان تھوڑے سے لوگوں میں سے ہوں جو اصحاب کہف کی صحیح تعداد سے واقف ہیں۔ (وہ سات تھے)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ پڑھا کرتے تھے:

انا من اولئك القليل الذي استثنى الله تعالى.

"میں ان تھوڑے لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ وہ سب سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔"

اصحابِ کہف کے نام

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان سات میں سے جو ان کے لیے کھانا خریدنے جاتا تھا اس کا نام "یملیخا" تھا۔ سب سے [illegible]

چنانچہ جوان اس کے دین کے خلاف ہیں تو بادشاہ نے انہیں طلب کیا تو وہ اپنا دین بچانے کی خاطر بھاگ کھڑے ہوئے حتیٰ کہ ایک پہاڑ [غار] پر پہنچ گئے۔

شہر کے دروازے پر بت:

اسمٰعیل بن سدوس نے وہب بن منبہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اصحاب کہف کے ایمان اور نیکی کی ابتدا اور ان کی ہدایت کا سبب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ایک حواری اصحاب کہف کے شہر میں آئے انہوں نے شہر میں داخل ہونا چاہا تو انہیں بتایا گیا کہ اس شہر کے دروازے پر ایک بت نصب ہے اور شہر میں داخل ہونے والا اسے سجدہ کرتا ہے تو حواری نے شہر میں داخل ہونا گوارا نہ کیا۔ چنانچہ وہ اس شہر کے قریب ایک حمام میں گئے اور حمام کے مالک سے اپنی اجرت پر کام کرنے لگے حمام کے مالک نے محسوس کیا کہ اس کی وجہ سے حمام کی آمدنی میں برکت ہو رہی ہے اور اسے رزق فراخی سے ملنے لگا ہے۔

حواری کی تبلیغ:

اس حواری نے حمام کے مالک کو مسلمان کر لیا جب اس کی تبلیغ کی شہرت ہوئی تو حمام کے مالک کے علاوہ اس سے ملنے جلنے والے نوجوانوں نے بھی اس حواری کے پاس آنا جانا شروع کر دیا وہ انہیں آسمان زمین اور آخرت کے متعلق بتاتا یہاں تک کہ وہ حواری کی باتوں پر ایمان لے آئے اور اس کی تصدیق کر دی اور سیرت و کردار میں حواری کے ہم رنگ ہو گئے حواری نے حمام والے سے یہ طے کر رکھا تھا کہ رات میری ہوگی یعنی میں رات کے وقت کوئی کام نہیں کروں گا بلکہ میں رات کو اپنی عبادت میں مصروف رہوں گا۔ جب نماز کا وقت ہوگا تو تم مجھے نماز سے منع نہیں کرو گے۔ چنانچہ حواری اپنی شریعت کے مطابق عبادت کیا کرتا رہا۔

حمام میں شہزادے کا مرنا:

ایک روز بادشاہ کا بیٹا (شہزادہ) ایک عورت کو لے کر آیا اور اس کو لے کر حمام میں داخل ہو گیا حواری نے اسے شرم دلاتے ہوئے کہا: آپ بادشاہ کے بیٹے ہو کر حمام میں اس طرح داخل ہو رہے ہیں کہ آپ کے ساتھ یہ بازاری عورت ہے۔

حواری کے کہنے پر وہ دونوں شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔ دوسری مرتبہ پھر شہزادہ اسی انداز میں آیا تو حواری نے اسے پھر اسی طرح شرم دلائی اسے برا بھلا کہا اور ڈانٹا شہزادے نے اس کا کچھ خیال نہ کیا اور حمام میں اس عورت سمیت داخل ہو گیا۔ حتیٰ کہ رات گزار کر دونوں حمام کے اندر مر گئے۔ یہ واقعہ ہوتے ہی حمام والا بھاگ گیا۔

لوگوں نے بادشاہ کو بتایا کہ تمہارے بیٹے کو حمام والے نے قتل کر دیا ہے۔ اتنی دیر میں وہ حمام والا فرار ہو چکا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا: اس کے ساتھی کون ہیں؟

لوگوں نے ان نوجوانوں کے نام بتائے۔ انہیں تلاش کروایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی شہر سے فرار ہو چکے ہیں۔

اصحاب کہف کا کتا:

یہ تمام فرار ہو کر اپنے ایک ساتھی کے پاس گئے جو اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا وہ صاحب ایمان تھا۔ ان لوگوں نے جب اسے واقعہ بتایا اور کہا کہ ہماری تلاش ہو رہی ہے تو وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ ایک کتا بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہ چلتے چلتے رات کو ایک غار کے پاس

اب انہوں نے مجھے [illegible] کے لئے بھیجا ہے۔"

بادشاہ نے پوچھا: "آپ کے باقی ساتھی کہاں ہیں؟"

اس نے بتایا: غار میں۔

لوگ اس کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ غار کے منہ پر پہنچ گئے [illegible] غار کے پاس [illegible] جب وہ ان کے پاس پہنچا تو [illegible] دوسرے ساتھیوں [illegible] دیکھا تو اللہ [illegible] پائے۔ چنانچہ انہوں نے [illegible] ایک عبادت گاہ (مسجد) تعمیر کر دی [illegible] گئے۔

اصحاب کہف شہزادگان روم

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ اصحاب کہف رومی شہزادے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے اپنے دین کی حفاظت کی اور اپنی قوم سے الگ ہو گئے حتیٰ کہ وہ غار میں جا پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر طویل نیند مسلط کر دی [illegible] یہاں تک کہ ان کی قوم ہلاک ہو گئی اور مسلمان قوم آ گئی جس کا بادشاہ بھی مسلمان تھا۔

روز قیامت روح اٹھائی جائے گی یا جسم:

اس قوم کے دور میں اس بارے میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے دن روح اور جسم دونوں کو اٹھایا جائے گا بعض نے کہا صرف روح کو اٹھایا جائے گا جسم کو زمین کھا جاتی ہے [illegible] اختلاف بہت بڑھ گیا۔ [illegible] بادشاہ [illegible] صوف کا لباس پہن لیا اور راکھ پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی:

"اے میرے پروردگار! تو ان لوگوں کا اختلاف دیکھ رہا ہے تو ان کے سامنے کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما دے جس سے ان کے سامنے حقیقت واضح ہو جائے۔"

بادشاہ کی دعا کی قبولیت:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو اٹھایا۔ انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو کھانا لانے کے لئے بھیجا [illegible] بازار میں آیا [illegible] ان میں سے کوئی نہیں [illegible] ہر دکان پر [illegible] ایک آدمی کے [illegible] جب [illegible] اس نے [illegible] انہوں نے [illegible] اقبال [illegible] یہ تھا کہ [illegible] پیچھے [illegible] [illegible] نوجوان نے [illegible] ہے۔"

وہ لوگ اسے [illegible] کے پاس لے گئے [illegible] یہ بات بادشاہ تک جا پہنچی۔ بادشاہ نے اس نوجوان سے صورت حال [illegible] تو اس نے بادشاہ کو اپنے باقی ساتھیوں کے بارے میں بتایا [illegible] بادشاہ نے لوگوں کو بھی ساتھ لیا [illegible] کی طرف چل پڑا۔

بادشاہ وقت کی تحریر

[illegible] نے ان کے متعلق تحقیق [illegible] اور [illegible] ایک تختی [illegible] جس پر لکھا [illegible] شخص [illegible] قوم سے [illegible] اور فلاں بادشاہ [illegible] سے [illegible] پہلے [illegible] ہے۔

ان نوجوانوں [illegible] پہنچے [illegible] اپنے ساتھیوں کے پاس [illegible] فرمایا [illegible] علم [illegible] ان کی حالت [illegible] ہے۔

بادشاہ نے [illegible] یہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر کی ہے۔

حضرت ابن عباس ؓ اصحاب کہف والے غار میں:

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس نے حبیب بن مسلمہ کے ساتھ جہاد کیا تو وہ اس غار کے پاس سے گزرے دیکھا کہ اس میں [illegible] ہڈیاں [illegible] ایک شخص نے کہا یہ اصحاب کہف کی ہڈیاں ہیں۔

فرمایا ان کی ہڈیاں تو تین سو سال پہلے ختم ہو چکی تھیں۔

* * *

یونس بن متی علیہ السلام

مشہور ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام موصل کی ایک نینوا نامی بستی کے رہنے والے تھے۔ ان کی قوم بت پرست تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں بت پرستی سے منع کریں۔ وہ قوم اللہ تعالیٰ کے حضور کفر سے توبہ کر کے توحید پر ایمان لائی۔

حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کا حال اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ﴾ (سورۂ یونس: آیت ۹۸)

ترجمہ: "پھر کیا کوئی مثال ایسی ہے کہ ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان اس کے لیے نفع بخش ثابت ہوا ہو؟ یونس کی قوم کے سوا (اس کی کوئی نظیر نہیں) وہ قوم جب ایمان لے آئی تھی تو البتہ ہم نے اس پر سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ٹال دیا تھا اور اس کو ایک مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کا موقع دے دیا تھا"۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ﴾ (سورۃ الانبیاء: آیت ۸۷-۸۸)

ترجمہ: "اور مچھلی والے کو بھی ہم نے نوازا۔ یاد کرو جب کہ وہ بگڑ کر چلا گیا تھا اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے۔ آخر کو اس نے تاریکیوں میں سے پکارا "نہیں ہے کوئی الٰہ مگر تو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا"۔ تب ہم نے اس کی دعا قبول کی اور غم سے اس کو نجات بخشی اور اسی طرح ہم مومنوں کو بچایا کرتے ہیں"۔

مچھلی کا واقعہ کب پیش آیا:

امت محمدیہ کے علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کب پیش آیا اس وقت تک حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت نہیں دی تھی اور انہیں اپنے رب کا پیغام بھی نہیں پہنچایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جس قوم کی طرف حضرت یونس علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا اس قوم پر جب عذاب آنے لگا تو حضرت یونس علیہ السلام کو اس قوم کے پاس جانے کا حکم ہوا تاکہ انہیں یہ تنبیہ کریں کہ ان پر عذاب کیوں آ رہا ہے تاکہ قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگ جائے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کے پاس جانے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت نہ دی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو یہ بات ناگوار گزری کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت نہیں دی اور حکم کی تعمیل کا فرمان جاری کر دیا۔

راوی نے کہا:

ان حضرات نے فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اہل نینوا کے پاس جایئے

اور انہیں اس بات کا خوف رہنے لگا کہ عذاب آ رہا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے پوچھا "سواری نہیں؟"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا

"اس سے بھی جلدی اس حکم پر عمل کرنا ہے"۔

حضرت یونس علیہ السلام نے پوچھا

"جوتے لے لوں؟"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا:

"نہیں! اس سے بھی جلد اس حکم پر عمل کرنا ہے۔"

یونس علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے:

حضرت یونس علیہ السلام کو یہ بات ناگوار گزری اس لیے وہ کشتی میں سوار ہو گئے۔ جونہی وہ کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی رک گئی۔ (آگے جاتی تھی نہ پیچھے آتی تھی۔ کشتی والوں نے قرعہ اندازی کی جس میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکل آیا (اور انہیں دریا میں پھینک دیا) اچانک دیکھا کہ ایک مچھلی کشتی کے قریب دم ہلاتی ہوئی آ گئی۔ غیب سے مچھلی کو آواز دی گئی اے مچھلی! ہم نے یونس کو تمہارے لیے رزق نہیں بنایا بلکہ تجھے یونس کے لیے حفاظت کی جگہ اور سجدہ گاہ بنا دیا ہے۔

مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے لیا اور وہ انہیں اس جگہ سے لے کر چلی "ایلہ" تمام سے ہوتے ہوئے دجلہ جا پہنچی وہاں سے چلی تو نینوا بستی میں جا کر حضرت یونس علیہ السلام کو وہاں ڈال دیا۔

روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ سے باہر نکالا تو انہیں منصب رسالت

ملا۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دے چکے تھے اور انہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکے تھے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا کہ فلاں وقت تم پر اللہ کی طرف سے عذاب آنے والا ہے۔ اس وعید کے بعد جب قوم نے کفر و شرک سے توبہ کی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کر لی اور اس پر ایمان لے آئے۔ حضرت یونس علیہ السلام انہیں چھوڑ کر وہاں سے چلے گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کے سروں پر مسلط ہو گیا جب کہ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر لی یا اللہ تعالیٰ نے عذاب کو ان سے ہٹا لیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو جب اس کا پتہ چلا کہ قوم پر عذاب نہیں ہوا بلکہ وہ لوگ دردناک عذاب سے بچ گئی ہے تو یہ بات حضرت یونس علیہ السلام کو ناگوار گزری انہوں نے کہا تھا کہ میں نے قوم سے ایک وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے میرے وعدے کو جھٹلا دیا اور اپنے رب سے ناراض ہو کر چلے گئے اور اپنی قوم میں لوٹنا پسند نہ کیا کیونکہ قوم نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ آپ (یونس علیہ السلام) غلط بیانی کرتے ہیں۔

اہل نینوا کی معافی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اہل بستی کے لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ حضرت

یونس علیہ السلام نے انہیں دعوت دین دی۔ انہوں نے اسے رد کر دیا اور ان پر ظلم کیا۔ جب ان لوگوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ میں ان پر فلاں دن عذاب نازل کرنے والا ہوں اس لیے تم یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی اس وعید سے آگاہ کر دیا۔

قوم نے کہا: یونس علیہ السلام پر نظر رکھو اگر وہ تمہیں یہاں چھوڑ کر چلے گئے تو اللہ کی قسم جس عذاب کا تم سے انہوں نے وعدہ کیا ہے وہ آکر رہے گا۔ جب وہ رات آئی جس کی صبح ان سے عذاب کا وعدہ کیا گیا تھا تو حضرت یونس علیہ السلام قوم کی نظروں سے چھپ گئے جس کی وجہ سے لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا چنانچہ سب لوگ بستی سے دور نکل کر ایک چٹیل میدان میں نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے بچوں کو ان کی ماؤں سے دور کر دیا پھر اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کے ساتھ معافی مانگنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔

یونس علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناراضگی:

حضرت یونس علیہ السلام اس خبر کے منتظر تھے کہ جس سے انہیں پتہ چلے کہ ان کی قوم کا کیا بنا؟ آخر کار ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو حضرت یونس علیہ السلام نے اس سے بستی والوں کے بارے میں پوچھا اس نے بتایا کہ جب ان کے نبی ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو انہیں یقین ہو گیا کہ نبی نے انہیں جس عذاب کی خبر دی تھی وہ ضرور آئے گا لہٰذا وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر ایک چٹیل میدان میں جمع ہو گئے اور انہوں نے ہر بچے کو اس کی ماں سے دور کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور عذاب کو ان سے ٹال دیا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے یہ سنا تو غصہ میں بولے:

ترجمہ: "اللہ کی قسم میں کبھی جھوٹا بن کر اپنی قوم کے پاس واپس نہیں جاؤں گا۔"

کیونکہ میں نے ایک خاص دن میں ان کو عذاب کی خبر دی تھی مگر اس دن ان پر عذاب نازل نہیں ہوا۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنے رب سے ناراضگی کی حالت میں جدھر منہ ہوا ادھر ہی نکل دیے تو شیطان نے انہیں ورغلانا شروع کر دیا۔

ایک روایت:

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے حالات ایسے شخص نے بتائے کہ جس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قرآن کریم زبانی یاد کر لیا تھا اس شخص نے بتایا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تو قوم نے ان کی بات نہ مانی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ تم پر عذاب آنے والا ہے اور انہیں چھوڑ کر چلے گئے جب قوم نے یہ صورت حال دیکھی اور عذاب ان پر مسلط ہونے لگا تو وہ سب لوگ اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے اور ایک بلند جگہ پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ و زاری شروع کر دی اور خالص اللہ تعالیٰ ہی کا اعتقاد کر کے دعا کرنے لگے:

"اے اللہ! ہمیں عذاب سے بچا لے اور ہمارے پیغمبر کو بھی ہمارے پاس بھیج دے ہم اس کی اتباع کریں گے اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ترجمہ: "پھر کیا ایسی کوئی مثال ہے کہ ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان اس کے لیے نفع بخش ثابت ہوا ہو یونس کی قوم کے سوا (اس کی کوئی نظیر نہیں) وہ قوم جب ایمان لے آئی تھی تو البتہ ہم نے ان پر سے دنیا کی زندگی میں

موں کو عذاب نہیں دیا تھا۔ اور انہیں ایک مدت تک کے لیے دنیا سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا تھا۔ (سورۃ یونس: ۹۸)

حضرت یونس علیہ السلام کا سمندر میں پھینکا جانا

یہ سب کچھ حضرت یونس علیہ السلام کی غیر موجودگی میں ہوا جب اللہ نے ان سے عذاب ٹال دیا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا تو اپنی بستی سے ناراض ہو کر غصے کی حالت میں بستی سے چلے گئے ان کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر گرفت نہیں کرے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام ایک کشتی میں سوار ہوئے کشتی ڈگمگانے لگی تو کشتی کے ملاحوں نے کہا ہم میں سے کسی کے گناہ کا نتیجہ ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو احساس ہو گیا کہ یہ مجھ سے ہوا ہے چنانچہ انہوں نے کہا کہ یہ میری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے اس لیے تم مجھے سمندر میں پھینک دو مگر سب نے قرعہ اندازی کی جس میں حضرت یونس علیہ السلام کا سمندر میں ڈالنے کے لیے نام نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

﴿فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ﴾ (سورۃ الصافات: ۱۴۱)

ترجمہ: "پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوا اور اس میں مات کھائی"

حضرت یونس علیہ السلام نے کشتی کے مسافروں سے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ میرے گناہ کی وجہ سے ہے کشتی والوں نے اب بھی انہیں سمندر میں ڈالنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ دوبارہ قرعہ اندازی کی گئی۔

﴿فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ﴾

"پھر وہی خطا کاروں میں تھے"۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں پتہ چل گیا کہ یہ میری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اب بھی انہوں نے اس سے انکار کر دیا جب تک کہ تیسری مرتبہ قرعہ اندازی نہ کر لی۔

ترجمہ: "پھر وہی خطا کاروں میں تھے"۔

یونس علیہ السلام کا از خود کشتی سے کود جانا:

جب یونس علیہ السلام نے یہ انجام دیکھا تو خود ہی سمندر میں کود گئے۔ رات کا وقت ہے ہر طرف اندھیرا ہے ایسے میں مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا۔

پھر حضرت یونس علیہ السلام نے اندھیروں میں پکارا اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا "کہ مجھ سے بھول ہوئی الٰہی تو سب عیب سے پاک ہے میں ہی قصوروار ہوں"۔

چونکہ اس سے قبل یونس علیہ السلام اللہ کا ذکر کر چکے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا۔

ترجمہ: "جب ہم نے ان کی دعا قبول کی اور غم سے نجات بخشی اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیا کرتے ہیں"۔

یونس علیہ السلام تسبیح نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ (سورۃ الصافات: ۱۴۳، ۱۴۴)

'' اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو وہ قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے ''۔

اور بعض مفسرین نے اس سے یہ مراد لیا ہے کہ اگر پہلے کی تسبیح نہ ہوتی تو مچھلی کے پیٹ میں رہ جاتے تو ان کے اعمال صالحہ نے بچا لیے ہیں۔

﴿فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ﴾ (سورۃ الصافات: ۱۴۵)

'' آخر کار ہم نے اسے بڑی سقیم حالت میں ایک چٹیل زمین پر پھینک دیا ''۔

﴿وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ﴾ (سورۃ الصافات: ۱۴۶)

'' اور اس پر ایک بیل دار درخت اگا دیا ''۔

کہا جاتا ہے کہ یہ کدو کی بیل تھی جس کو وہ ان کے اوپر سے چنتے تھے حضرت یونس علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا تو ان کی طاقت بحال ہوئی۔

یونس علیہ السلام کا واپس ہونا

حضرت یونس علیہ السلام ایک موقع پر دوبارہ اس کدو کی بیل کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ سوکھ چکی ہے اسے دیکھ کر حضرت یونس علیہ السلام کو بڑا افسوس ہوا اور وہ رونے لگے۔ اس پر وحی نازل ہوئی کہ ایک درخت کے سوکھ جانے پر تم غمگین ہو اور رو رہے ہو جب کہ ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کے بارے میں آپ کو تو غم نہیں ہوا جنہیں آپ ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اس غلطی سے بچا لیا اور انہیں حسب سابق صالحین میں شامل کر دیا پھر انہیں حکم ہوا کہ اپنی قوم کے پاس جائیں اور انہیں یہ خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی طرف جانے کے ارادے سے چل دیے راستے میں ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی تو آپ نے یونس علیہ السلام کی قوم کا حال دریافت فرمایا کہ وہ کس حالت میں ہے۔ چرواہے نے فرمایا قوم خیریت سے ہے اور یہ امید لگائے ہوئے ہے کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس واپس آ جائیں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ جاؤ انہیں جا کر بتاؤ کہ میں یونس سے مل کر آیا ہوں۔

یونس علیہ السلام کے ملاقاتی کی گواہ بکری

چرواہے نے کہا جب تک میری اس خبر کی تصدیق میں کوئی گواہی دینے والا نہ ہو اس وقت تک میں یہ کام انجام نہیں دے سکتا کیونکہ میری قوم کے لوگ یقین نہیں کریں گے۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام نے اس کے ریوڑ سے ایک بکری متعین فرما دی اور فرمایا یہ بکری گواہی دے گی کہ تم واقعی یونس علیہ السلام سے ملاقات کر کے آئے ہو۔ چرواہے نے کہا اور کوئی چیز جو میرے حق میں گواہی دے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین کا یہ حصہ بھی تمہارے حق میں گواہی دے گا۔ چرواہے نے کہا اور کوئی چیز؟ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ درخت بھی تمہارے حق میں گواہی دے گا کہ تم یونس علیہ السلام سے ملاقات کر کے آئے ہو۔ چنانچہ چرواہے نے اپنی قوم کے پاس پہنچ کر انہیں بتایا کہ وہ حضرت یونس علیہ السلام سے مل کر آیا ہے تو قوم نے اسے جھٹلا دیا اور اسے قید کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چرواہے نے کہا کہ تم مجھے جھٹلانے میں اتنی جلدی نہ کرو کل صبح تک ٹھہر جاؤ۔ جب صبح ہوئی تو وہ قوم کو اسی جگہ لے گیا جہاں اس کی ملاقات حضرت یونس علیہ السلام سے ہوئی تھی۔ چرواہے نے زمین کے اس ٹکڑے سے بولنے کو کہا تو زمین نے بتایا کہ اس شخص کی یونس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔ پھر چرواہے نے بکری سے پوچھا تو بکری نے بھی اس کے بیان کی تصدیق کر دی۔

یونس علیہ السلام واپس اپنی قوم میں:

اس کے بعد حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی طرف تشریف لائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ۝ فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ﴾ (سورۃ الصافات آیت ۱۴۷-۱۴۸)

ترجمہ: "اس کے بعد ہم نے اسے ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا وہ ایمان لائے اور ہم نے ایک وقت خاص تک انہیں باقی رکھا"۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو عذاب کی دھمکی دی اور انہیں بتایا کہ تین دن تک ان پر عذاب آ جائے گا یہ سنتے ہی وہ لوگ ہر ماں سے اس کے بچے کو الگ کر کے اپنے گھروں سے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب سے بچا لیا جب کہ حضرت یونس علیہ السلام عذاب کے منتظر تھے مگر انہیں عذاب بالکل دکھائی نہ دیا، اور وہ جھوٹے ہونے لگے ان کے پاس اپنی سچائی کی کوئی دلیل نہیں تھی اس لیے وہ ناگواری کے عالم میں وہاں سے چلے آئے۔

ترجمہ: "پھر انہوں نے اندھیرے میں پکارا"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ظلمات سے مراد مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، رات کا اندھیرا اور دریا کا اندھیرا مراد ہے۔

سمندری جانوروں کی تسبیح کی آواز:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید کرنے کا ارادہ کیا تو مچھلی کو حکم دیا کہ یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے لو مگر انہیں کوئی خراش نہ آئے اور نہ ان کی کوئی ہڈی ٹوٹے مچھلی نے آپ کو پیٹ میں لے لیا اور انہیں سمندر میں اپنی رہائش گاہ پر لے گئی جب مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو سمندر کی گہرائی تک لے گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے آہستہ سے آواز سنی تو اپنے دل میں کہا یہ کیسی آواز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر مچھلی کے پیٹ میں ہی وحی نازل کی کہ یہ سمندری جانوروں کی تسبیح کرنے کی آواز ہے۔

میرا بندہ:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر حضرت یونس علیہ السلام نے بھی مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح شروع کر دی فرشتوں نے تسبیح سنی تو کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم ایک کمزور اور عجیب سی آواز زمین سے سن رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا بندہ یونس علیہ السلام ہے اس نے میرا کہنا نہ مانا اس لیے میں نے اسے سمندر میں مچھلی کے پیٹ میں رکھ دیا۔ فرشتوں نے کہا پھر تو ایسے نیک بندے ہیں کہ جن کی طرف سے ہر رات اور ہر دن نیک عمل آپ کے حضور میں پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں!

فرشتوں کی سفارش:

چنانچہ اس موقع پر فرشتوں نے حضرت یونس علیہ السلام کے حق میں سفارش کی تو مچھلی کو حکم ہوا اور اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے چھوڑ دیا اور اس وقت بقول اللہ تعالیٰ:

[illegible] (روایت [illegible]) [illegible] جب مچھلی نے [illegible] ساحل پر [illegible] اس وقت [illegible] بچے کی طرح تھے اور ان کا گوشت اور ہڈیاں بالکل ایک لوتھڑا بن گئی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو [illegible] ساحل پر [illegible] اور آپ کی حالت ایسی [illegible] جیسے [illegible] بچہ [illegible] آپ کے اعضاء [illegible] ہو گیا تھا۔

یونس علیہ السلام کی بکری سے پرورش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ایک چٹیل میدان میں پھینک دیے گئے تو [illegible] اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے لیے ایک جنگلی بکری پیدا کر دی [illegible] حضرت یونس علیہ السلام کے سامنے اپنے دونوں پاؤں [illegible] حضرت یونس علیہ السلام کے منہ میں [illegible] دودھ [illegible] اس وقت تک آپ کو دودھ پلاتی رہی جب تک آپ کی صحت بحال [illegible] صبح و شام [illegible] وقت آ کر دودھ پلاتی رہی۔

* * *

اللہ تعالیٰ کے تین رسول

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ (سورۃ یٰسین آیت ۱۳، ۱۴)

ترجمہ: ''اور آپ ان کے سامنے ایک مثال یعنی ایک بستی والوں کا قصہ بیان کیجئے جب کہ اس بستی میں رسول آئے جب کہ ہم نے ان کی طرف دو کو بھیجا اور انھوں نے دونوں کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے تقویت دی سو ان سب نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول کی حیثیت سے بھیجے گئے۔''

یہ تینوں رسول کون تھے؟

اسلاف کا ان کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ یہ تینوں اللہ تعالیٰ کے فرستادہ تھے جیسا کہ آیت میں کہا گیا ہے اور جن کے حالات ان آیات میں بیان کیے گئے وہ انبیاء اور رسول تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست آپ بادشاہ شخص کی طرف بھیجا تھا بادشاہ انطاکیہ کی طرف بھیجا تھا اس کا علم کسی ہے جن اسلاف سے مذکورہ بات روایت ہے وہ یہ ہیں۔

ایک بوڑھا بڑھئی:

محمد بن اسحاق نے قتادہ اور کعب احبار اور وہب بن منبہ سے یمانی کی روایت بیان کی ہے کہ انطاکیہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کا نام حبیب تھا اور وہ ریشم کا کاروبار کرتا تھا وہ بیمار رہتا تھا جذام جیسی موذی بیماری میں مبتلا تھا اس کا گھر شہر کے دور دراز دروازے کے پاس تھا وہ شخص صاحب ایمان صدقہ دینے والا آدمی تھا وہ روزانہ جو کچھ کماتا اس کے دو حصے کر کے آدھا اپنے اہل و عیال کی ضروریات پر خرچ کرتا تھا اور ایک حصہ صدقہ کر دیتا تھا اس کو عبادت کی فکر نہ تھی بیماری کی وجہ سے اس کو بیماری اپنے کام سے اور اپنے ضعف پر غالب آگئی۔

انطاکیہ میں تین رسول

انطاکیہ کا ایک شہزادہ تھا جس کا نام انطیخس تھا وہ بادشاہ بتوں کی پوجا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے صادق، مصدوق اور شلوم نامی تین رسول بھیجے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ان کی دعوت کے لیے ان میں سے پہلے دو کو بھیجا پھر تیسرے رسول کو بھیجا اور ان کی دعوت کا اعلان کیا۔

یہ رسول کون تھے:

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ تینوں حضرات باقاعدہ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں تھے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھے ان کو حضرت عیسیٰ بن مریم نے بھیجا تھا لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو بھیجا تھا اس لیے ان کے بھیجنے کی نسبت

اللہ تعالیٰ کی طرف کردی گئی اور فرمایا کہ:

﴿ اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ ﴾

ترجمہ: "جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا تو انہوں نے جھٹلایا تو پھر ہم نے تیسرے کو ان کی مدد کے لیے بھیجا"۔

واضرب لھم مثلا کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ روم کے ایک شہر انطاکیہ کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو حواریوں کو بھیجا جب قوم نے ان دونوں کو جھٹلایا تو تیسرے کو بھیج کر ان دو کی مدد کی انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں ہے کہ جب ان پیغمبروں نے اس قوم کو دعوت دی اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پکارا اور بات انہیں وضاحت سے بتائی جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ جس دین پر وہ عمل پیرا تھے ان کے نقائص بیان کیے تو بستی والوں نے پیغمبروں کو جواب دیا:

﴿ اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (سورۃ یٰسین آیت ۱۸)

"ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں اور ہم سے بڑی دردناک سزا پاؤ گے"۔

پیغمبروں نے ان سے فرمایا: طٰئِرُكُمْ مَّعَكُمْ "تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے یعنی تمہارے برے اعمال تمہارے ساتھ ہیں اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔ کیا پھر بھی تم اس لیے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی؟ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو"۔

حبیب بن مری کا فرمان:

جب فرعون اور اس کی قوم کا رسولوں کے قتل پر اتفاق ہو گیا تو وہ دوڑتے ہوئے ان کے پاس پہنچ انہیں سمجھانے لگے اور انہیں رسولوں کی پیروی کی دعوت دینے لگے۔

چنانچہ حبیب بن مری نے فرمایا:

﴿ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۔ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾

"اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں یعنی وہ جو ہدایت تمہارے پاس لے کر آئے ہیں اس پر وہ تم سے کچھ طلب نہیں کرتے تمہارے خیرخواہ ہیں لہٰذا ان کی پیروی کرو ان کی ہدایت پر چلو گے تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے"۔

حبیب بن مری کا رسولوں سے سوال:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب "حبیب بن مری" رسولوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کیا آپ اس دعوت پر کسی بھی اجرت کے طلبگار نہیں ہیں پیغمبروں نے فرمایا کہ نہیں اس موقع پر حبیب بن مری نے فرمایا اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے اور ہدایت پانے والے ہیں۔

حبیب بن مری کا اظہارِ حق

[illegible] ان کے بعد حبیب بن مری نے بھی قوم [illegible] بت پرستی کے خلاف آواز بلند کی اور اپنے [illegible] سامنے [illegible] اپنے رب کی عبادت [illegible] [illegible] ان کے نفع و نقصان کا [illegible] حبیب بن مری نے اس [illegible] [illegible] قرآن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حبیب بن مری کی شہادت

[illegible] [illegible] حبیب [illegible] [illegible] تو قوم نے [illegible] [illegible] حبیب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ڈال دیا۔

دردناک شہادت کا منظر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ [illegible] ان لوگوں نے حبیب کو اپنے پیروں تلے [illegible] اللہ تعالیٰ نے حبیب سے فرمایا جنت میں داخل ہو جا [illegible] حبیب زندہ جنت میں داخل ہو گئے اور [illegible] جنت میں [illegible] [illegible] [illegible] جب وہ اللہ کی رحمت اور عزت والی جنت میں پہنچ گئے [illegible]

﴿ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴾

"اے کاش میری قوم کو بھی یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔"

قوم نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حبیب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ﴾

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حبیب [illegible] [illegible] [illegible] حبیب [illegible] ہے۔

شمعون

شمعون [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بیٹوں کے ناتے پیدا نہیں تھا۔

شمسون کی دلیری

یہ کئی سال تک کفر سے مقابلہ کرتے تھے اور اللہ کی خاطر ان سے جہاد کرتے تھے اور کسی کو اپنا ساتھی نہ لیتے تھے۔ جب بھی قوم سے لڑائی ہوتی تو اونٹ کا ایک جبڑا ان کے پاس ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی سے بھی لڑائی نہیں کرتے تھے تو جب ان سے لڑائی ہوتی تو اس سے لڑتے جب تھک جاتے اور انہیں پیاس لگتی تو جبڑے کے پاس جو پتھر تھا اس سے میٹھا پانی بہنے لگتا یہ پانی پیتے انہیں ایک سخت گرفت بھی عطا کی گئی تھی کہ لوہا بھی ان کو قید نہ کر سکتا تھا اور نہ ہی کوئی زنجیر انہیں باندھ سکتی تھی۔ یہ ہمیشہ قوم سے جہاد کرتے تھے اور قوم سے ان کے لڑائی میں بہت ہی زخمی ہو جاتے۔

شمسون کی بیوی کا شمسون کو باندھنا:

قوم کا جب بس نہ چلا تو انہوں نے سوچا تب ان کی بیوی کے قریب سے یوں کہا کہ تم اپنے شوہر کو ہمارے حوالے کرنے میں ہماری مدد کرو ہم تمہیں مال و دولت دیں گے۔ بیوی نے کہا ٹھیک ہے میں اسے تمہاری خاطر باندھ رکھوں گی چنانچہ انہوں نے اس کی بیوی کو ایک مضبوط سی رسی دے دی اور کہا کہ جب یہ سو جائے تو اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ دینا یہاں تک کہ ہم آئیں اور اسے پکڑ کر لے جائیں۔

شمسون کی بیوی کی بے وفائی:

چنانچہ جب وہ سو گئے تو ان کی بیوی نے ان کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے جب وہ نیند سے اٹھے اور اپنے ہاتھ کھینچے تو رسی گردن سے الگ ہو گئی آپ نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا کہ میں دراصل آپ کی طاقت آزمانا چاہتی تھی۔ آپ جیسا طاقتور آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

بیوی اور قوم کی دوبارہ کوشش:

پھر بیوی نے قوم کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے تو اسے رسی سے باندھ دیا تھا مگر پھر بھی مجھ سے بچ نکلا کیونکہ رسی خود بخود کھل گئی پھر انہوں نے اس عورت کے پاس لوہے کا ایک طوق بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جب وہ سو جائے تو وہ طوق ان کی گردن میں ڈال دینا چنانچہ جب وہ سو گئے تو بیوی نے وہ طوق ان کے گلے میں ڈال دیا پھر اسے مضبوط کر کے باندھ دیا جب وہ اٹھے تو انہوں نے طوق کو پکڑ کر کھینچا تو طوق ٹوٹ گیا اور گردن سے نیچے آ گرا۔

شمسون کو بالوں سے باندھنا:

شمسون نے بیوی سے پوچھا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ کہنے لگی کہ میں اس سے آپ کی طاقت کا اندازہ لگانا چاہ رہی تھی۔ شمسون مجھے یہ بتائیں آپ جیسا طاقتور تو میں نے کبھی نہیں دیکھا کیا دنیا میں کوئی چیز ایسی ہے جو آپ پر غالب آ سکے شمسون نے کہا کہ ہاں صرف ایک چیز ایسی ہے۔ بیوی نے کہا وہ کون سی؟ انہوں نے کہا کہ وہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا بیوی مسلسل ان سے پوچھتی رہی آخر انہوں نے بتا دیا کہ میری ماں نے مجھے عبادت خانے کا خادم بنا دیا تھا۔ اس لیے مجھ پر کوئی چیز غالب نہیں آ سکتی مگر صرف میرے بالوں کے اور کوئی چیز مجھے نہیں باندھ سکتی۔

بیوی کو پتہ چل گیا چنانچہ جونہی آپ سوئے اس نے آپ کے بالوں سے آپ کے ہاتھ اور گردن باندھ دیئے۔ بیوی نے قوم کو اطلاع دی قوم نے آ کر انہیں پکڑ لیا ان کے ناک کان کاٹ دیئے۔ ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ شہر میں کئی ستونوں والا مینار تھا جس پر لا کر انہیں بٹھا دیا ان کا بادشاہ سب لوگوں کو لے کر اس مینار پر آ بیٹھا تا کہ لوگ شمسون کو ملنے والی سزا کا نظارہ کر سکیں اس وقت شمسون نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! تو مجھے ان سب پر غلبہ عطا فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مینار کے دو ستونوں میں سے ان دونوں کو پکڑ کر کھینچو آپ نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے آپ کی بینائی واپس کر دی اور آپ کے سارے اعضاء ٹھیک کر دیئے اور بادشاہ اور دوسرے لوگوں سمیت زمین پر آ گرا اور سب لوگ بچے دب کر ہلاک ہو گئے۔

جرجیس:

تاریخی روایات کے مطابق جرجیس فلسطین میں اللہ کے ایک بندے تھے انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے بعض حضرات کا زمانہ پایا تھا یہ تاجر تھے اور تجارت کے ذریعے اتنا کما لیتے تھے کہ جس سے وہ لوگوں سے مستغنی رہ سکیں اور جو بچ جائے وہ مسکینوں پر خرچ کر سکیں۔

شاہ موصل کو جرجیس کا مال بھیجنا:

ایک دفعہ انہوں نے "موصل" کے بادشاہ کے پاس کچھ سامان بھیجا جیسا کہ ابن اسحاق وہب بن منبہؒ اور دوسرے اہل علم سے نقل کرتے ہیں کہ "موصل" میں ایک "داذانہ" پورے ملک میں اس کی حکومت تھی بڑا سرکش اور ظالم تھا۔ اللہ کے سوا کوئی بھی اس کو قابو نہیں کر سکتا تھا۔ "جرجیس" فلسطین کے ایک نیک آدمی تھے۔ مومن تھے مگر ایمان تھا اور ان کی باتیں سن رکھی تھیں اور ان سے علم حاصل کر رکھا تھا۔ جرجیس کثیر المال اور بڑی تجارت کے مالک تھے بہت صدقہ خیرات کرتے تھے۔ ان پر ایک وقت ایسا بھی آتا تھا کہ جب وہ سارا مال صدقہ کر چکے ہوتے کہ ان کے پاس بالکل مال نہ رہتا تھا اور یہ فقیر ہو جاتے پھر ایک دفعہ تجارت کرتے تو پہلے کی طرح بہت زیادہ مال بن جاتا تھا۔ مال کے بارے میں ان کا یہی حال تھا انہیں مال حاصل کرنے اور کمانے کا شوق صرف اس لیے تھا کہ وہ مال کما کر صدقہ خیرات کر دیں اگر یہ غرض ان کی پیش نظر نہ ہوتی تو انہیں امیری زیادہ محبوب نہ تھی۔

جرجیس بادشاہ موصل کے دربار میں:

اس لیے کہ جرجیس کو ہر وقت یہ فکر لگی رہتی تھی کہ کہیں مشرکین انہیں ان کے دین کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچائیں اور انہیں اس بارے میں پریشان نہ کریں چنانچہ انہیں موصل بادشاہ کے پاس جانے سے کوئی روک نہ سکا جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچے تو وہ اپنی مجلس میں نمایاں جگہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پاس قوم کے سربراہ اور دیگر لوگ اور مختلف حکمران بیٹھے تھے۔ بادشاہ نے آگ جلا رکھی تھی اس کے قریب ہی انہیں طرح طرح کی سزائیں دینے کا انتظام تھا۔

"افلون" ایک بت:

بادشاہ کے حکم سے "افلون" نامی ایک بت نصب کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس بت کے سامنے لایا جاتا تھا جو اس بت کو سجدہ نہ کرتا وہ آگ میں ڈال دیا جاتا اور طرح طرح کی سزائیں دی جاتی تھیں۔ جب جرجیس نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ سخت گھبرا گئے۔ اور دل ہی دل میں بادشاہ کے خلاف جہاد کو ضروری سمجھا یا اللہ نے جرجیس کے دل میں اس بادشاہ کا بغض اور اس کے خلاف لڑنے کا

جب یہ پیدا کر دیا تو جو مال وہ بادشاہ کو ہدیہ کرنے کے لیے لائے تھے اور اسے ہدیہ کرنے کی بجائے سارا کا سارا اپنے ہم مذہب ساتھیوں میں تقسیم کیا اور مال کے بجائے خود اپنی جان کے ذریعے بادشاہ کے خلاف جہاد کرنے کا پروگرام بنایا۔

جرجیس کا خطاب۔

چنانچہ وہ انتہائی رنج اور غصے کے عالم میں بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ یہ بات تمہارے علم میں ہونی چاہیے کہ تم ایک مملوک غلام ہو نہ تم اپنے کسی نفع و نقصان کے مالک ہو اور نہ ہی کسی دوسرے کے نفع و نقصان کا اختیار رکھتے ہو۔ تمہارے اوپر ایک پروردگار ہے جو تمہارا مالک ہے اسی نے تجھے رزق دیا ہے وہی تجھے زندہ کرتا ہے اور وہی تجھے مارتا ہے۔ تجھے نفع و نقصان بھی پہنچا سکتا ہے اور تو نے پروردگار کی ایک ایسی مخلوق کو معبود بنا رکھا ہے جسے اس نے کہا ہو جا تو وہ ہو گئی۔ وہ مخلوق بہری اور گونگی ہے نہ بول سکتی ہے۔ وہ نہ ہی دیکھ سکتی ہے۔ نہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع دے سکتی۔ یہ تجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتی ہے تو نے اس مخلوق کو سونے چاندی سے مزین کر دیا۔ تاکہ عام لوگ اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہوں پھر تو نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت شروع کر دی اور اسی پر اللہ تعالیٰ کے بندوں کو مجبور بھی کیا اور اسی مخلوق کو تو نے رب بنا لیا۔

جرجیس کا بادشاہ کو دعوت حق:

جرجیس نے بادشاہ کے ساتھ ایسی گفتگو کی جس میں اللہ کی تعظیم اور اس کی بزرگی کو بیان کیا اور بت کی حقیقت اس کے سامنے واضح کر دی اور بتایا کہ بت عبادت کے لائق نہیں ہے بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ جرجیس نے جواب میں کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کے بندے اور بندی کا بیٹا ہوں اللہ کے بندوں میں سے زیادہ عاجز اور سب سے زیادہ محتاج ہوں مٹی سے پیدا ہوا ہوں اور مٹی ہی میں واپس لوٹ کر جانا ہے۔ جرجیس نے بادشاہ کو اپنے آنے کی غرض اور حالات سے آگاہ کیا اور اسے اللہ کی عبادت اور بت پرستی چھوڑنے کی دعوت دی جس کی دعوت دینے آیا تھا۔ بادشاہ نے جرجیس سے کہا اگر واقعی تیرا رب موجود ہوتا جس کے بارے میں تیرا خیال ہے کہ وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے تو وہ تجھے نظر آ رہا ہوتا۔ جیسا کہ تجھے میرے ارد گرد بیٹھے ہوئے سرداروں پر میرا اثر نظر آ رہا ہے۔

جرجیس کا خطاب:

جرجیس نے جواب میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی حکمت بیان کی اور دوران گفتگو کہا: تیرا "طرقلینا" کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ تیری حکومت میں شامل نہیں ہے وہ تیری قوم کے ایک بڑے آدمی ہیں الیاس کون ہیں؟ الیاس کو خدا سے تعلق نہیں تھا کیونکہ شروع میں تو وہ ایک عام آدمی تھے کھانا کھاتے تھے بازاروں میں جاتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا کرم نہیں ہوا تھا جب تک ان کی وہ زندگی نکل آئی اللہ نے ان کو نور کا لباس پہنا دیا اس لیے وہ انسانی شکل میں فرشتے ہو گئے آسمانی اور زمینی مخلوق دونوں میں شامل ہو گئے فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں۔ مجھے بتاؤ کہ مجلیطس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے اس نے بھی تیری حکومت میں شرکت نہیں کی حالانکہ وہ تیری قوم کا بڑا آدمی ہے مسیح بن مریم کون ہیں؟ اللہ سے ان کا جو تعلق ہے وہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے ان کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی ہے۔ ان کو اور ان کی ماں کو اللہ نے عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے نشانی بنایا ہے پھر جرجیس نے مسیح کے ان معجزوں کو بیان کیا جو بطور نشانی اللہ نے انہیں عطا فرمائے تھے۔ جرجیس نے یہ بھی بتایا کہ تمہارا [illegible]

ان کے بارے میں کیا خیال ہے جسے اس خدا نے مٹی سے تیار کیا تھا اور ان کے جسم میں [illegible] کی روح کے لیے ڈال کر دیا تھا۔ اور اللہ نے آپ کو پیدا فرما کر [illegible] بنایا تھا۔ تو تم ان کے بارے میں کیا کہتے ہو اور الیاس کے اللہ سے تعلق کے بارے میں کیا کہتے ہو [illegible] تیری حکومت کے اختیارات سے زیادہ کی [illegible] جماعت [illegible]۔ اس کی بڑی عظمت کے بارے میں اللہ نے اسے اسی کے سپرد کر دیا تھا۔ اس نے ان کی حفاظت [illegible] نے ان کے [illegible]۔ اس پر [illegible] دیا اور اس کو فرشتہ بنا دیا۔ اور انسان چاہت کے کھانے پینے اور [illegible] کی بجائے [illegible]۔ ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے" اس سے تیری کیا بات [illegible] عیسیٰ بن مریم [illegible] ان کا اللہ سے جو تعلق تھا اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔

بادشاہ کا غور و فکر:

بادشاہ نے جرجیس سے کہا تو ہمیں جن لوگوں کے متعلق بتا رہا ہے، ہم ان کے بارے میں بالکل بے خبر ہیں۔ تو نے جن آدمیوں کا تو نے ذکر کیا ہے، ان کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں انھیں دیکھوں اور عبرت حاصل کروں لیکن میرا یہ ماننا کہ یہ بناوٹی کہانیوں میں ہی ایسے لوگ ہو سکتے ہیں۔

جرجیس نے جواب میں کہا تیرا انکار اس وجہ سے ہے کہ تجھے اللہ کی ذات کا علم ہی نہیں۔ ہاں البتہ جن آدمیوں کا معاملہ تو انھیں ہرگز نہیں دیکھ سکتا، وہ [illegible] تجھے دیکھ سکتے ہیں۔ ہاں اگر تو بھی ان کے اعمال کرے اور ان کے مرتبے کو حاصل کرے تو انھیں دیکھ سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تم میرے سامنے اپنے عذر بیان کر چکے ہو۔ اب تیرے جھوٹ کا پتہ چل چکا ہے۔ کیونکہ تو نے کئی باتوں پر فخر کیا ہے۔ [illegible] کی ثبوت پیش کرنے سے تو عاجز ہے اور تو نے ان باتوں کی تصدیق پیش نہیں کی۔ بادشاہ نے جرجیس کو دو باتوں میں سے ایک بات کو قبول کرنے کا حکم دیا کہ "افلون" کو سجدہ کرے یا عذاب بھگتنے کے لیے تیار ہو جائے۔

جرجیس کی حوصلہ مندی:

جرجیس نے کہا کہ افلون نے آسمان کو بلند کیا ہے؟ اور فلاں فلاں چیز پیدا کی ہیں تو مجھ کو تو نے درست اور میری خیر خواہی کی بات کہی ہے۔ مگر افلون نے ایسا نہیں کیا تو دفع ہو جا اے ملعون۔

شدید ترین عذاب:

بادشاہ نے جب یہ سنا کہ جرجیس اسے برا بھلا کہہ رہا ہے اور اس کے خدا افلون کو بھی برا بھلا کہہ رہا ہے تو اسے بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ اسے سزا دینے کے لیے زمین میں ایک لکڑی کو گاڑ دیا جائے اور اس پر لوہے کی کنگھیاں لگائی جائیں جرجیس کا گوشت ادھیڑ کر اور رگیں سب جب تک کٹ نہ جائیں اس وقت تک مسلسل ان کنگھیوں سے اس کا بدن چھیلا جائے اس دوران اس پر سرکہ اور رائی کے دانوں کا چھڑکاؤ کیا جائے۔

چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ جرجیس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے اور اسے موت نہیں آ رہی تو حکم دیا کہ لوہے کی چھ کیلیں آگ میں تپا کر [illegible] تپایا گیا اور جب وہ آگ کی طرح تپ گئیں تو وہ کیلیں جرجیس کے سر میں گاڑ دی گئیں [illegible] اور دماغ بھیجے کا سب بادشاہ نے دیکھا کہ اس سے بھی موت واقع نہیں ہوئی تو تانبے کا ایک حوض تیار کرنے کا حکم دیا اس میں آگ جلائی جب آگ نے [illegible] جرجیس کو حوض کے بالکل بیچ میں [illegible] حوض کو بند کر دو۔

گیا۔ جرجیس اس میں زندہ رہے پھر جب تک [illegible] کی گرمی [illegible] جب شام ہوئی تو کہا کہ اب [illegible] جرجیس [illegible] تک [illegible] کہ مجھے عذاب [illegible] ہے مجھے زیادہ تکلیف محسوس ہوئی۔

جرجیس نے کہا کہ کیا میں نے تجھے یہ بات نہیں بتائی تھی کہ عذاب ایک ہے۔ [illegible] نے کہا کہ ہاں یہ بات تو تو نے مجھے بتائی ہے۔ جرجیس نے کہا کہ [illegible] تاکہ تیرے خلاف حجت تمام ہو جائے۔

بادشاہ کا خوفزدہ ہونا

جب بادشاہ نے یہ بات کئی دفعہ اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور اسے اپنی جان اور اپنی حکومت [illegible] ہوئی اور ان سے عذاب نازل ہونے کے لیے تیار ہیں [illegible] کا حکم دیا۔ بادشاہ نے [illegible] قید میں ڈالنے کے [illegible] بات چیت کرنے کی اجازت [illegible] نظر [illegible] کسی [illegible] اپنے [illegible] آپ اسے قید خانہ میں اتنی سزا کا حکم جاری کر دیا کہ جرجیس کی وجہ سے عام لوگوں سے بات چیت نہ کرنے پائیں۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا اور جرجیس کو قید خانے میں [illegible] کے بل لٹایا گیا پھر ان کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں میں لوہے کی چار میخیں گاڑی گئیں ہر عضو میں ایک ایک کیل تھی۔ پھر حکم ہوا کہ ان کی کمر پر بھاری پتھر رکھ دیا جائے یہ پتھر اتنا بھاری تھا کہ پہلے سات آدمیوں نے اٹھانے کی کوشش کی مگر نہ اٹھا سکے پھر چودہ آدمیوں نے اٹھانے کی کوشش کی تو کامیاب ہوئے اور آدمیوں نے وہ پتھر اٹھا کر جرجیس کی کمر پر رکھا۔ پورے دن جرجیس کیلوں میں جکڑے ہوئے پتھر کے نیچے دبے رہے۔

نصرتِ الٰہی:

جب رات ہوئی تو اللہ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ جرجیس وہ پہلے شخص ہیں کہ جن کی اللہ نے فرشتوں سے مدد کی اور یہ پہلے شخص ہیں جن کے پاس وحی لے کر فرشتہ [illegible] نے جرجیس سے پتھر ہٹا دیا۔ اور ان کے ہاتھوں اور پیروں سے کیلیں نکال دیں۔ انہیں کھانا کھلایا پانی پلایا انہیں خوشخبری دی اور تسلی دی جب صبح ہوئی تو فرشتوں نے انہیں جیل سے باہر نکال دیا۔ اور کہا کہ اپنے دشمن کے پاس چلے جاؤ اور اللہ کی رضا کی خاطر اس سے جہاد کیجیے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتے ہیں کہ آپ خوش ہو جائیں اور صبر کریں کیونکہ میں تمہیں اپنے اور دشمن کے ذریعے سات سال تک آزمانا چاہتا ہوں۔

عظمتِ خداوندی

وہ تمہیں تکلیف پہنچائے گا اور سات دفعہ تمہیں قتل کرے گا اور ہر مرتبہ تمہاری روح تمہارے جسم میں لوٹا دوں گا جب چوتھی مرتبہ تمہیں قتل کیا جائے گا تو میں تمہاری روح کو قبول کر لوں گا اور اس پر تمہیں پورا پورا اجر دوں گا۔ بادشاہ اور دوسرے لوگوں کو جرجیس کی رہائی کی بالکل خبر نہ تھی [illegible] کہ جرجیس ان کے سروں پر جا کھڑے ہوئے اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دینے لگے۔ بادشاہ نے حیرت میں ڈوب کر پوچھا تمہیں قید خانے سے کس نے نکالا ہے۔ جرجیس نے کہا کہ مجھے اس ذات نے نکالا ہے جس کی سلطنت تیری سلطنت پر غالب ہے۔ بادشاہ نے جب یہ بات سنی تو فوراً غصے سے بھر گیا۔ عذاب کی جتنی صورتیں [illegible] تھیں سب [illegible] دیا۔

جرجیس کا قتل

جب جرجیس نے دیکھا کہ انہیں ہر طرح کی سزا دی جا چکی ہے تو وہ گھبرا گئے۔ یہ اسی طرح زندہ رہے اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ سب ایک ہی رہ گئے۔ جب اس سے فارغ ہو گئے تو لوگوں نے انہیں دو لکڑیوں کے درمیان رکھا اور سر سے بالکل درمیان تک آری چلا دی پھر تلوار ان دونوں سے ماری گئی وہ جسم بالکل درمیان سے تقسیم ہو گیا جب ان کے پاس آ پہنچی اور جرجیس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ان لوگوں نے جرجیس کے مزید تین ٹکڑے کر دیے۔

جرجیس کی موت اور زندگی:

بادشاہ نے کنوئیں میں شکاری شیر چھوڑ رکھے تھے۔ یہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھی پھر انہوں نے جرجیس کے ٹکڑے کنوئیں میں پھینک دیے۔ جب جرجیس ان کی طرف پھینکے جانے لگے۔ تو اللہ نے شیروں کو حکم دیا کہ وہ سب اپنے سر اور گردنیں جھکا کر پنجوں کے بل کھڑے ہو جائیں انہوں نے جرجیس کو بالکل تکلیف نہیں پہنچائی جرجیس نے یہ دن مردہ حالت میں گزارا یہ موت انہیں پہلی دفعہ آئی تھی جب رات ہوئی تو اللہ نے ان کے جسم کے مختلف ٹکڑوں کو جمع کر کے ٹھیک سالم بدن بنا دیا اور پھر اس میں روح لوٹا دی۔

ایک فرشتہ بھیجا جس نے انہیں کنوئیں سے باہر نکال دیا اور انہیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور انہیں خوشخبری دی اور تسلی دی۔ جب صبح ہوئی تو فرشتے نے کہا اے جرجیس! جرجیس نے کہا لبیک فرشتے نے کہا کہ یہ بات آپ کے ذہن میں ہونی چاہیے کہ جس قدرت کے ذریعے آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ اسی قدرت نے آپ کو کنوئیں کی تاریکی سے نکالا۔ اب آپ اپنے دشمن کے پاس جا کر اس سے اللہ کی رضا کی خاطر جہاد کیجیے کہ جس سے اس کا قتل ہو جائے اور آپ کو موت اس طرح آئے کہ آپ صبر کر رہے ہوں۔

جرجیس کا بادشاہ کی طرف آنا:

لوگوں کو اس بات کا بالکل وہم و گمان نہ تھا کہ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ جرجیس ان کی طرف آ رہے ہیں وہ سارے کے سارے میلہ منا رہے تھے۔ جسے انہوں نے خوشی منانے کے لیے منعقد کیا تھا۔ انہیں جرجیس کی موت کا یقین ہو چکا تھا۔ جب انہوں نے جرجیس کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ شخص جرجیس کے ساتھ بڑی مشابہت رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ یہ وہی ہو بادشاہ نے کہا کہ یقیناً یہ وہی ہے۔ یہ تو ایسے ہے کہ کسی شان و شوکت سے آ رہا ہے۔ جرجیس نے کہا کیوں نہیں میں وہی ہوں بہت برے لوگ ہو تم تم نے مجھے قتل کیا میرے ٹکڑے ٹکڑے کیے۔ اللہ تم سے بہت مہربان ہے اور اس کی شان کے لائق بھی یہی ہے۔ اس نے مجھے زندہ کیا۔ اور میری روح واپس لوٹا دی۔

جادوگری کے کمالات:

جب جرجیس نے ان سے یہ کہا تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ ایک جادوگر ہے جس نے تمہارے ہاتھوں اور آنکھوں پر جادو کیا ہے۔ لہٰذا تمہارے ملک میں جتنے جادوگر ہیں۔ ان سب کو اس کے مقابلے کے لیے جمع کرو جب سب جادوگر آ گئے تو بادشاہ نے بڑے جادوگر سے کہا کہ تم میں جو سب سے بڑا جادوگر ہے وہ بڑا جادو کر دکھائے تاکہ مجھے خوشی ہو۔

ایک شخص سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جادوگر کا حقیقت کو سمجھ جانا

[illegible]

عورت کا جرجیس سے مدد طلب کرنا

[illegible]

بادشاہ کا [illegible] جرجیس کی [illegible]

[illegible]

کہ تمہارا خیال یہ ہے کہ جرجیس جادوگر ہے اور اس نے تمہاری آنکھوں اور ہاتھوں پر جادو کر دیا ہے۔ اب تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اسے مرا ہوا ہے جو تم سمجھ رہے ہو نہیں بلکہ حق اور سچ یہی ہے۔ کیا ہوا کہ تم نے اسے قتل کیا مگر اسے موت نہیں آئی کیا تم نے یہ بھی جادو کا بھی دیکھا ہے جس نے اپنے آپ کو موت سے بچا لیا ہو اس نے کسی مردہ کو زندہ کر دیا ہو اور پھر اس نے ساری باتیں بتائیں کہ جرجیس نے ان کے ساتھ کیا کیا اور لوگوں نے جرجیس کے ساتھ کیا کیا اس عورت اور اس کے بیل کا قصہ بھی سنایا اور ان سب باتوں سے یہ بات ثابت کی کہ جرجیس جادوگر نہیں ہے۔

صاحب کو حق کہنے کی پاداش میں سزا

لوگوں نے کہا کہ تیری باتوں سے لگ رہا ہے کہ تو جرجیس کی طرف مائل ہو چکا ہے اس نے کہا کہ میں جب سے اس کے معاملات دیکھ رہا ہوں مسلسل میں تعجب کر رہا ہوں لوگوں نے کہا کہ اب کیا ہے کہ اس نے تم کو متاثر کیا ہے اس شخص نے کہا کہ میں تو ایمان لایا اور اللہ کو واحد مانتا ہوں اور میں اب بتوں سے بری ہوں کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو یہ سنتے ہی بادشاہ اور اس کے درباری خنجر لے کر ٹوٹ پڑے اور اس کی زبان کاٹ دی وہ شخص فوراً فوت ہو گیا لوگوں نے اس کے بارے میں یہ اعلان کر دیا کہ اسے طاعون کا مرض لگ گیا۔ اللہ نے اسے بولنے سے پہلے ہی دنیا سے اٹھا لیا جب لوگوں نے اس کی موت کا سنا تو بڑے پریشان ہوئے مارے ڈر کے لوگوں نے یہ ساری صورت حال پوشیدہ رکھی اور اسے عام لوگوں کے سامنے ظاہر ہونے نہ دیا۔

جرجیس کے حامی:

جرجیس نے جب دیکھا کہ وہ اسے چھپا رہے ہیں تو انہوں نے یہ بات ظاہر کر دی سب لوگوں کو حقیقت کا پتہ چل گیا اور جرجیس نے لوگوں کو بتا دیا کہ مقتول کیا کہہ رہا تھا اور کس بنیاد پر اسے قتل کیا گیا ہے۔ چنانچہ چار ہزار افراد نے بھی مقتول کی بات مان لی کہنے لگے کہ اس مقتول نے سچ کہا تھا اور بہت اچھی بات کی تھی۔ اللہ اس پر رحم فرمائے بادشاہ نے انہیں بھی پکڑ کر باندھ دیا اور طرح طرح کے عذاب دے کر انہیں پھنسا کر ختم کر کے فنا کر کے گھاٹ میں اتار دیا بادشاہ جب ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہو گیا تو جرجیس کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ تم نے اب اپنے رب کو کیوں نہیں پکارا وہ تیرے ساتھیوں کو زندہ کر دیتا جو سب لوگ تیری وجہ سے قتل ہوئے ہیں جرجیس نے فرمایا کہ اللہ نے تمہیں اس لیے نہیں روکا کہ یہ موت ان کے حق میں بہتر تھا۔

جرجیس سے معجزہ طلب کرنا:

درباریوں میں سے ایک بڑے آدمی جسے "مجلیطیس" کہا جاتا تھا نے جرجیس سے کہا تمہارا خیال یہ ہے کہ تیرے خدا نے ہی مخلوق کو ابتدا میں پیدا کیا ہے اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ میں تجھ سے ایک کام کہتا ہوں تیرے خدا نے اگر کام کر دیا تو میں تجھ پر ایمان لے آؤں گا اور تیری تصدیق کر دوں گا اور اپنی پوری قوم کے لیے تیری طرف سے کافی ہو جاؤں گا۔ تجھے یہ کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ دیکھو یہ جو کہ ہمارے نیچے چودہ منبر اور سات دسترخوان ہیں جس پر کھانے رکھے ہوئے پیالے رکھے ہیں۔ یہ سب چیزیں مختلف درختوں کی سوکھی لکڑی سے بنائی ہوئی ہیں۔ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ان برتنوں منبروں اور دسترخوانوں کو ایسی حالت میں کر دے جس حالت میں انہیں شروع میں بنایا گیا تھا۔ یہ سب چیزیں ہری بھری ہو جائیں کہ ان میں سے ہر لکڑی اپنے رنگ، پتے، پھول اور پھل سے پہچانی جائے۔ جرجیس نے مجلیطیس سے فرمایا آپ نے ایک ایسا کام کہا ہے جو میرے اور تیرے لیے تو واقعی

چار سو سال کا مردہ زندہ ہو گیا:

جرجیس نے دعا کی تو لوگوں کی قبروں سے [illegible] نکل آئے جن میں نو مرد پانچ عورتیں اور تین بچیاں شامل تھیں۔ ان میں [illegible] ایک بڑی عمر کے شخص بھی موجود ہیں۔ ان سے جرجیس نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے انہوں نے کہا کہ میرا نام [illegible] ہے۔ جرجیس نے پوچھا کہ آپ کا انتقال کب ہوا انہوں نے جواب دیا [illegible] تو پتہ چلا کہ ان کو فوت ہوئے چار سو سال گزر چکے ہیں۔

بھوک اور پیاس کا علاج

جب بادشاہ اور اس کے ساتھیوں نے یہ معجزہ دیکھا تو کہنے لگے کہ عذاب کی کوئی ایسی قسم تجویز کی جائے جس کے ذریعے سے [illegible] ان پر عذاب کیا جائے وہاں [illegible] بھوک اور پیاس کے ذریعے انہیں [illegible] پہنچایا گیا وہاں ایک بوڑھی فقیر عورت کا گھر [illegible] تھا اس کا ایک [illegible] بیٹا تھا جو اندھا گونگا اور اپاہج تھا [illegible] جرجیس کو اس کے گھر بند کیا گیا کوئی بھی شخص وہاں کھانا اور پانی نہیں پہنچا سکتا تھا۔

بڑھیا کی ہمدردی:

جرجیس کو جب بھوک لگی تو انہوں نے بوڑھی عورت سے کہا آپ کے پاس کچھ کھانے پینے کو ہے؟ بڑھیا نے کہا نہیں اس ذات کی قسم جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے۔ بہت عرصے سے ہمارے ہاں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے جرجیس نے اس سے کہا کیا تم اللہ کو جانتی ہو اس نے کہا نہیں، جرجیس نے پوچھا کہ تم کس کی عبادت کرتی ہو [illegible] تو جرجیس نے اسے اللہ کی طرف دعوت دی تو اس نے فوراً تصدیق کر دی اور فوراً باہر سے کچھ کھانے کے لئے تلاش کرنے نکل گئی۔

جرجیس کا ایک اور معجزہ:

گھر میں سوکھی لکڑی کا ایک ستون تھا جس نے نیچے لکڑیوں اور شہتیر وغیرہ کو سہارا دے رکھا تھا جرجیس نے اللہ سے دعا کی تو وہ ستون فوراً سرسبز ہو گیا سب لکڑیاں اس طرح سرسبز ہو گئیں کہ ان پر پھل لگ گیا اور اس میں ایسی شاخیں نکل آئیں جن میں درختوں کی تمام [illegible] پہچانے جا سکتے تھے۔ ان کو [illegible] کہا جاتا تھا [illegible] اور [illegible] شام کے ملک میں [illegible] جو [illegible] کھائے جاتے ہیں ستون کی بڑی بڑی شاخیں نکلیں کہ جن کی وجہ سے گھر [illegible] صرف سایہ پھیل گیا [illegible] جب بڑھیا واپس آئی تو اس نے یہ دیکھا کہ جرجیس [illegible] کے پھل کھانے میں مصروف ہیں۔

اندھے بہرے کو درست کرنا:

جب اس نے گھر میں یہ صورت حال دیکھی تو بول اٹھی کہ میں اس ذات پر ایمان لے آئی جس نے تجھے کھانا کھلایا۔ اس عظیم رب سے دعا کرو کہ وہ میرے بیٹے کو صحت عطا فرمائے۔ جرجیس نے کہا کہ اسے میرے قریب کر دو۔ بوڑھی عورت نے اپنا بیٹا جرجیس کے قریب کر دیا۔ جرجیس نے اس کی آنکھوں میں لعاب لگایا تو اس کی بینائی لوٹ آئی پھر اس کے کانوں میں پھونک ماری تو فوراً سننے لگا۔ عورت نے کہا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے [illegible] اس کے [illegible] ہاتھ پاؤں [illegible]

ہوتے گئے جرجیس نے کہا کہ اللہ نے چاہا تو یہ کام کل اور تمام دن میں ہو گا۔

بڑھیا کے گھر کو گرانے کا حکم:

ایک دفعہ بادشاہ شہر میں گشت کر رہا تھا جونہی بوڑھی عورت کے گھر پر اس کی نظر پڑی تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا میرا خیال ہے کہ پہلے یہ درخت یہاں پر نہیں تھا ساتھیوں نے بتایا کہ یہ درخت اس جادوگر کی وجہ سے اگا ہے جسے آپ تعذیب کی سزا دینا چاہتے تھے اب وہ بھی یہی چاہتا ہے پیر ہو کر رکھتا ہے اور یہ عورت بھی پیر ہو کر کھاتی ہے اور اللہ نے اس کے بیٹے کو صحت یاب کر دیا ہے۔ بادشاہ نے اس کے گھر کو گرا دینے کا حکم دیا۔ گھر گرا دیا اور درخت کو کاٹنے کا حکم دیا اور جونہی لوگ اسے کاٹنے لگے اللہ نے پھر اسے اگا دیا تو لوگوں نے اسے کاٹنا چھوڑ دیا۔

جرجیس کو جلانا:

جرجیس کو بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں منہ کے بل لٹا دیا اور بدن میں چار میخیں گاڑ دیں ایک چھکڑے پر بوجھ لادا گیا۔ چھکڑے کے نچلے حصے کی طرف بڑی بڑی چھریاں لگا دی گئیں پھر چالیس بیل لائے گئے انہوں نے ایک ساتھ چھکڑے کو اٹھا کر جرجیس کے اوپر رکھ دیا جس کی وجہ سے جرجیس کے جسم کے تین ٹکڑے ہو گئے وہ ٹکڑے جلائے گئے جب وہ راکھ بن گئے تو یہ راکھ سمندر میں پھینک آئے۔

جرجیس کا دوبارہ زندگی پانا:

جونہی انہوں نے راکھ کو سمندر میں ڈالا آسمان سے فوراً آواز آئی جو کہہ رہی تھی اے سمندر تیرے پانی میں جو پاکیزہ جسم آیا ہے اللہ نے تجھے اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرنا چاہتا ہے۔ جس طرح وہ پہلے زندہ تھا۔ پھر اللہ نے ہوائیں بھیج دیں جس نے جرجیس کے ذرات سمندر سے نکال دیئے اور پھر انہیں یکجا کر دیا کہ راکھ کے ذرات پہلے کی طرح ایک ڈھیر کی شکل میں جمع ہو گئے۔ وہ سب لوگ وہاں موجود تھے۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ راکھ کے ڈھیر میں حرکت ہوئی اور اس سے جرجیس غبار آلود سر جھاڑتے ہوئے نکل آئے سب لوگ واپس آ گئے۔ جرجیس بھی ان کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔

رتی بھی جل نہ سکے:

لوگ بادشاہ کے پاس پہنچے تو اس آواز کے بارے میں قصہ بتایا جس نے راکھ کے ذرات کو جمع کر دیا بادشاہ نے جرجیس سے کہا کیا کوئی ایسی صورت نکل سکتی ہے جو میرے لیے بھی بہتر ہو اور تمہارے لیے بھی بہتر ہو اگر یہ بات نہ ہوئی تو لوگ کہیں گے کہ تو مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ تو میں ضرور تیری پیروی کروں گا اور تجھ پر ایمان لے آؤں گا؟ تم یوں کرو کہ "افلون" بت کے سامنے ایک سجدہ کر لو یا اس کے سامنے ایک بکری ذبح کر دو پھر جو کام تمہیں اچھا لگے وہ میں کرنے کو تیار ہوں۔

جرجیس بادشاہ کے گھر میں:

جرجیس نے جب بادشاہ کی یہ گفتگو سنی تو انہیں لالچ پیدا ہوا کہ جب وہ بت کے سامنے جائیں گے تو اسے تباہ کر دیں گے جب بت ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو بادشاہ کے ایمان لانے کی امید پیدا ہو جائے گی اور بادشاہ بت سے مایوس ہو جائے گا۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں اسے سجدہ کرنے کے لیے تیار ہوں بادشاہ یہ بات سن کر خوش ہو گیا جرجیس کے ہاتھوں پاؤں اور سر کو چوما اور کہا کہ میں تم کو قسم

دیتا ہوں کہ یہ بادشاہ اور اس کی ساری رات ہم میرے گھر میں [illegible] جرجیس [illegible] کے [illegible] عذاب کی تکلیف تم سے چلی [illegible]۔ یہ لوگ بھی [illegible] جرجیس کے لیے [illegible] بادشاہ [illegible] گھر میں تھے سب [illegible] دیا۔ جرجیس نے [illegible] ظاہر کی زبردست [illegible] گئے۔

جرجیس کی آواز کا جادو:

جرجیس کی آواز سب سے اچھی تھی۔ بادشاہ کی بیوی نے جب یہ آواز سنی تو جرجیس پر فریفتہ ہو گئی [illegible] جرجیس کے پیچھے چل پڑی۔ جرجیس نے ایمان کی دعوت دی، تو اس نے فوراً ایمان قبول کر لیا۔ جرجیس نے اسے ایمان چھپانے کا حکم دیا تو اس نے اپنا ایمان مخفی رکھا۔

جرجیس بت کدے آ گئے:

صبح ہوئی تو بادشاہ جرجیس کو بت خانے میں لے گیا تاکہ جرجیس بتوں کو سجدہ کرے۔ جرجیس اس سے پہلے بوڑھی عورت کے گھر میں تھے [illegible] اس نے کہا کہ تجھے یہ بات معلوم ہے کہ جرجیس [illegible] بادشاہ کی طرف جھک رہا ہے۔ بادشاہ نے اسے اپنی بادشاہت میں شریک کرنے کا لالچ دے رکھا ہے اور اسے بت خانے میں سجدہ کرانے کے لیے بت خانے میں لے گیا [illegible] بوڑھی عورت سب [illegible] نکل کھڑی ہوئی۔ بوڑھی عورت کا بیٹا اس کے کندھے پر تھا [illegible] لوگ اس سے بے خبر تھے۔ جب جرجیس بت خانے میں داخل ہوئے تو لوگ بھی بت خانے میں داخل ہوئے۔ اچانک دیکھا کہ بوڑھی عورت اور اس کا بیٹا اس کے قریب ہیں [illegible]۔ جرجیس نے عورت کے بیٹے کو آواز دی تو بیٹے نے فوراً جواب دیا حالانکہ اس نے اس سے پہلے کبھی زبان نہیں کھولی تھی اور وہ اپنی ماں کے کندھے سے اترا اور اپنے پاؤں پر چلتا ہوا آگے بڑھا [illegible] چل رہا تھا۔

جرجیس کا بتوں کو بلانے کا حکم دینا:

جب وہ جرجیس کے سامنے آیا تو جرجیس نے اس سے کہا کہ ان بتوں کو میرے پاس بلاؤ۔ وہ اس وقت بت سونے کے منبروں پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ لوگ جن کے ساتھ سورج اور چاند کی پرستش بھی کیا کرتے تھے۔ اس لڑکے نے جرجیس سے کہا: میں ان بتوں کو کیا کہہ کر بلاؤں؟ جرجیس نے کہا کہ ان سے کہو کہ جرجیس تمہیں [illegible] قسم دے [illegible] حکم دیتا ہے کہ فوراً میرے پاس آ جاؤ۔

بتوں کی سپاہی گر گئی:

جب لڑکے نے یہ بات جا کر بتوں سے کہی تو بت لڑھکتے ہوئے جرجیس کے پاس چلے آئے۔ جب جرجیس کے پاس پہنچے تو جرجیس نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو سارے بت اور ان کے منبر زمین میں دھنس گئے۔

ابلیس، دو بت کے پیٹ میں:

دھنس جانے کے خوف سے ابلیس ایک بت کے پیٹ سے نکل کر بھاگا۔ جب وہ جرجیس کے پاس سے گزرنے لگا تو جرجیس نے

اس کی پیشانی پر بجلی گری تو وہ اوندھا گرا اور گردن جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ جرجیس نے اس سے یوں گفتگو کی۔ اے ناپاک روح اور ملعون مخلوق مجھے بتاؤ کہ تم نے کیوں اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ دوسرے لوگوں کو کیوں ہلاک کیا؟ تجھے معلوم ہے کہ تو اور تیرا لشکر جہنم میں جائے گا۔ اس نے جرجیس سے کہا اگر مجھے ایک لمحے کے لئے بھی ساری مخلوق کو گمراہ کرنے کا اختیار مل جائے دوسری شہوت اور لذت مجھے کبھی حاصل ہوتی ہے جرجیس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور تمام مقرب فرشتوں نے سجدہ کیا اور آسمان کی تمام مخلوق نے سجدہ کیا میں نے سجدہ نہیں کیا میں نے اس وقت کہا تھا کہ میں اس مخلوق کو سجدہ نہیں کروں گا۔ میں اس سے بہتر ہوں جب ابلیس نے یہ کہا تو جرجیس نے اسے آزاد کر دیا اس کے بعد ابلیس کبھی بھی کسی بت کے پیٹ میں داخل نہیں ہوا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں بت کے ساتھ میں بھی زمین میں غرق نہ ہو جاؤں۔ تاریخی روایات کے مطابق اب بھی شیطان کسی بت میں داخل نہیں ہوتا۔

بادشاہ نے جرجیس سے کہا تم نے مجھے زبردست دھوکہ دیا ہے۔ تو نے میرے خداؤں کو ہلاک کر دیا جرجیس نے بادشاہ سے کہا یہ سب کچھ میں نے جان بوجھ کر کیا ہے۔ تاکہ تجھے عبرت ہو اور تجھے پتہ چل جائے کہ وہ بت معبود نہیں ہیں۔ اگر خدا ہوتے تو وہ مجھ سے اپنے آپ کو بچا لیتے۔ تمہارا ناس ہو تو نے ایسے خداؤں پر کیسے اعتماد حاصل کر لیا جو خود اپنا بچاؤ نہیں کر سکتے میں تو ایک ضعیف مخلوق ہوں اور میں تو صرف انہی اختیارات کا مالک ہوں جو میرے رب نے مجھے عطا کیے ہیں۔

بادشاہ کی بیوی کا اعلان حق۔

جب جرجیس نے یہ بات کہی تو بادشاہ کی بیوی نے سب لوگوں کے سامنے اپنا ایمان ظاہر کر دیا اور ان کے سامنے جرجیس کے کارنامے گنوانے لگی جو جرجیس نے انہیں دکھائے تھے اس عورت نے لوگوں سے کہا تم لوگ اس شخص کی بددعا کے منتظر ہو۔ جس کے نتیجے میں تم کو زمین میں دھنسا کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ تمہارے بت ہلاک ہو چکے ہیں۔

لوگو! اپنی اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے بچاؤ۔ اس پر بادشاہ نے اپنی بیوی سے کہا افسوس ہے تجھ پر اسکندرہ! اس جادوگر نے کتنی جلدی تجھے ایک ہی رات میں گمراہ کر دیا جب کہ میں اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سات سال گزر چکے ہیں۔ یہ مجھ سے اپنی کوئی بات نہیں منوا سکا بیوی نے جواب دیا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اسے تیرے مقابلے میں کیسے کامیاب کیا اور تجھ پر کیسے غلبہ عطا کیا۔ یہ ہر جگہ کامیاب ہوا اور تیرے خلاف دلیل قائم ہوئی۔ یہ سن کر بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے لکڑی کے ساتھ باندھ دیا جائے کہ جس پر جرجیس کو لٹکا رکھا ہے۔ چنانچہ اسے بھی باندھ دیا گیا اور اس کے بدن میں بھی ویسی ہی کنگھیاں کاڑھ دی گئیں۔ جو جرجیس کے بدن میں کاڑھی گئی تھیں۔ جب اس عورت کو اس سزا کی وجہ سے شدید درد ہونے لگا تو اس نے کہا جرجیس اپنے رب سے دعا کرو کہ میری تکلیف میں تخفیف کر دے۔ جرجیس نے فرمایا اوپر دیکھو جب اس نے اوپر دیکھا تو ہنسنے لگی۔ جرجیس نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگی میرے اوپر دو فرشتے ہیں وہ میری روح نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں اور جب میری روح نکلے گی وہ مجھے جنت میں لے جائیں گے اور مجھے تاج پہنائیں گے۔ چنانچہ اللہ نے جب اس کی روح قبض کر لی تو جرجیس نے یوں دعا کی اے میرے پروردگار! تو نے ہی مجھے عزت بخشی ہے۔ تاکہ تو اس کی وجہ سے مجھے شہداء میں شامل فرمائے۔ یا اللہ تو نے دنیا کی جس آزمائش سے نجات دینے کا وعدہ کیا ہے۔ تو میرے مرنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ یا اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ تو میری روح قبض فرما اور مجھے اپنی

تک سے نکلنے کی نہ پاؤں کہاں ٹھہروں تو ان پر اپنا قہر اور عذاب نازل فرما جو اس سے پہلے ان پر نہ آیا ہو۔ ایسا عذاب جس سے میرا دل خوش ہو جائے۔ اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں کیونکہ انہوں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے عذاب دیا۔ اے اللہ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے بعد جو بھی دین کے بارے میں مصیبت اور پریشانی میں مجھے یاد کر کے میرا نام لے کر تجھ سے دعا کرے تو اس کی پریشانی کو دور فرما۔ اس پر رحم فرما اور اس کی دعا کو قبول فرما اور اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔

جرجیس جب اس دعا سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کی بارش برسائی جب وہ جلنے لگے تو مارے غصے کے انہوں نے جرجیس کو پکڑ کر اسے تلواروں سے مارنا شروع کر دیا اس لیے ہوا کہ اللہ نے ان کو چوتھی بار شہید ہونے پر وہ مقام عطا فرمایا جس کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ جب سارا شہر جل کر راکھ ہو گیا تو اللہ نے ان کو اٹھا کر بہت بلندی پر لے گئے۔ اور پھر اسے زیر و زبر کر دیا عرصہ دراز تک اس سے دھواں اور بدبو نکلتی رہی۔ اور جس کسی نے بھی اسے سونگھا اسے بیمار کر دیا۔ بیماری کی وجہ سے لوگوں کو طرح طرح کی بیماریاں لگ رہی تھیں جو جرجیس پر ایمان لانے والے اور ان کے ساتھ شہید ہونے والے کل چونتیس ہزار افراد تھے بادشاہ کی بیوی بھی تھی جو جرجیس پر ایمان لانے کی وجہ سے شہید ہوئی۔ ☆

اردشیر بن بابک:

نصاریٰ اور قدیم اہل کتاب کے قول کے مطابق ملک بابل میں اسکندر بادشاہ کی حکومت کو جب پانچ سو تیس سال گزر گئے اور مجوسیوں کے قول کے مطابق پانچ سو چھیاسی سال گزر گئے تو اردشیر بن بابک نے ملک فارس پر حملہ کر دیا جس کا مقصد اپنے چچا زاد بھائی دارا بن دارا بن بہمن بن اسفندیار کے خون کا بدلہ لینا تھا۔ جس نے شاہ اسکندر سے لڑائی کی تھی اور اسکندر کے دو ماتحتوں نے اسے قتل کر دیا تھا۔ اردشیر کا دل یہ تھا کہ حکومت ان لوگوں کو واپس ملنی چاہیے جو حکومت کے اہل ہیں۔ اور جن کے آباؤ اجداد کے پاس موجودہ بادشاہوں سے پہلے حکومت تھی ساری قوم میں ایک سلطنت ہونی چاہیے اور ان کا ایک حاکم ہونا چاہیے۔

سلسلہ نسب:

اردشیر بن بابک کا نسب یہ ہے۔

اردشیر بن بابک بن ساسان الاصغر بن بابک بن ساسان بن بابک بن مہرماس بن ساسان بن بہمن الملک بن اسفندیار بن بشتاسب بن لہراسب بن کی وجی بن کیمنش۔

اور بعض حضرات نے نسب یوں بیان کیا ہے۔ اردشیر بن بابک بن ساسان بن بابک بن زرادر بن بہافرید بن ساسان الاکبر بن بہمن بن اسفندیار بن بشتاسب بن لہراسب۔

جائے پیدائش:

بعض مورخین کا کہنا یہ ہے کہ اردشیر بن بابک کی پیدائش اصطخر کی ایک بستی "طیروہ" میں ہوئی جو کہ اصطخر کے نواح میں شہر کا ایک محلہ ہے میں ہوئی۔

اردشیر کا دادا:

ان کے دادا ساسان [illegible] بہادر شخص تھے۔ [illegible] اصطخر [illegible]

[illegible] بازرنگی خاندان کی ایک لڑکی سے اس کی شادی ہوئی۔

یہ خاندان [illegible] "بازرنگی" [illegible] اصطخر [illegible] "بازرنگی" کہا جاتا تھا۔

اردشیر کی ولادت

[illegible] ایک بچہ پیدا ہوا [illegible] اس بچے کے [illegible]

[illegible] اس کا نام اردشیر تھا۔

"اصطخر" کا بادشاہ

ان دنوں "اصطخر" کا بادشاہ بازرنگی خاندان کا ایک شخص تھا [illegible]

[illegible] "تیری" [illegible] جب اردشیر کی عمر

سات سال ہوئی تو اسے اس کا باپ [illegible]

[illegible] تیری کے [illegible]

[illegible] بادشاہ نے اس کی درخواست قبول کر لی [illegible]

اردشیر "تیری" کے حوالے

اردشیر کا باپ اسے "تیری" کے پاس [illegible] تیری نے اسے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک خواب

ایک دن اس نے خواب میں دیکھا [illegible]

[illegible] خواب [illegible]

[illegible] تھا۔

اردشیر کی پہلی [illegible]

اردشیر نے سب سے پہلے [illegible]

[illegible]

[illegible]

جوزہر کے خلاف کارروائی:

پھر بہت سے اندرونی حالات سے تنگ آ گیا اور بابک کو لکھا کہ جوزہر بیضاء کے شہر میں موجود ہے آپ فوراً اس پر حملہ کر دیجئے بابک نے ایسا ہی کیا "جوزہر" کو قتل کر کے اس کے تاج پر قبضہ کر لیا۔ پہاڑی علاقوں کے بادشاہ "اردوان بہلوی" کو خط لکھا اور بڑی عاجزی کے ساتھ اس سے درخواست کی کہ جوزہر کا تاج اپنے بیٹے شاپور کو پہنانے کی اجازت دی جائے۔ اردوان نے اسے بہت سخت جواب لکھا اور اسے خبردار کیا کہ تم نے اس بادشاہ جوزہر کو قتل کر کے بدعہدی کی ہے مگر بابک نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور ان ہی دنوں میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد شاپور بن بابک نے تاج پہن لیا اور اپنے باپ کی جگہ پر حاکم ہو گیا۔

اردشیر کی حکمت عملی:

اس نے اردشیر کو اپنے پاس بلایا تو اس نے اس کا کہنا ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کی وجہ سے شاپور کو بڑا غصہ آیا جو لشکر تیار کر کے اردشیر کے ساتھ جنگ کرنے کو چل پڑا "اصطخر" سے نکلا تو وہاں ان کے کئی سارے بھائیوں سے ملاقات ہوئی بعض بھائی شاپور سے عمر میں بڑے تھے۔ ان سب نے بڑے اتفاق سے تاج اور شاہی تخت سامنے رکھ دیا۔ پھر سب نے مل کر وہ تاج اردشیر کے سپرد کر دیا اس کی تاج پوشی ہوئی اور وہ شاہی تخت پر براجمان ہو گیا اس نے بڑی ہمت اور کوشش سے اس معاملے کو نپٹایا اور قوم میں درجہ بندی کر کے "ابرسام" نامی ایک شخص کو اپنا وزیر بنا دیا۔ اسے خوب اختیارات دے کر معاملات اس کے سپرد کر دیے اور "فاہر" نامی ایک شخص کو موبذ بنا دیا اسے اپنے بھائیوں اور دیگر لوگوں سے اپنے بارے میں خطرہ محسوس ہوا تو اس نے ان میں بہت سارے لوگوں کو قتل کر دیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ دارابجرد والے اس کے خلاف ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچا اور وہاں کی ایک جماعت کو قتل کر کے شہر فتح کر لیا پھر "کرمان" آیا وہاں بلاش نامی بادشاہ سے سخت جنگ ہوئی اردشیر نے خود جنگ میں حصہ لیا حتیٰ کہ بلاش کو قید کر لیا اور شہر میں اپنی حکومت قائم کر لی اردشیر نے کرمان پر اپنے بیٹے کو حاکم مقرر کیا جس کا نام بھی اردشیر ہی تھا۔ پھر وہ ساحل کے کنارے پہنچا وہاں ایک بادشاہ تھا جس کی تعظیم و پرستش کی جاتی تھی اردشیر اس کے پاس پہنچا اور پہنچتے ہی فوراً اسے قتل کر دیا اور اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیے اور ان لوگوں کو بھی قتل کیا جو کہ اس کے پاس موجود تھے۔ وہاں کے بڑے خزانے زمین میں دفن تھے وہ سب نکلوا لیے۔ اردشیر کی طرف سے "مہرک" نامی شخص ابرسان کا حاکم تھا اردشیر نے اسے اور اس جیسے دوسرے لوگوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا اردشیر نے جا کر مہرک کو قتل کر دیا۔ پھر "جور" گیا اس کی بنیاد رکھی اور اردشیر خرہ کے نام سے معروف کیا اور وہاں ایک آتش کدہ کی تعمیر شروع کرا دی۔

اردشیر کو دھمکی:

اسی دوران "اردوان" کا قاصد اس کے پاس خط لے کر پہنچا اردشیر نے اس کی خاطر لوگوں کو جمع کیا اور ان کی موجودگی میں خط پڑھا اس میں لکھا تھا کہ تو نے اپنی حد سے تجاوز کیا ہے۔ اور تو نے ہی اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ اور تیری اصل کرد قبائل کے خیموں میں پلنے والی کردی ہے۔ تجھے اس تاج کو پہننے کی اجازت کس نے دی؟ ان علاقوں اور یہاں کے بادشاہوں اور شہروں پر غالب آنے کی اجازت کس نے دی؟ "اہواز" کے حکمران نے تجھے اس شہر کو آباد کرنے کو کس نے کہا؟ اگر ہم تجھے اس محل کو بنانے کی اجازت دے بھی دیتے تو پھر بھی اس صحرا میں دس فرسخ کے فاصلے پر ہے اس کا نام "رام اردشیر" بھی اردشیر کو چاہیے تو وہ اردوان کے حاکم

تو تمہاری گرفتاری کے لیے تمام زنجیریں تیار کر دیا جائے۔

مجھے تاج و تخت خدا نے دیا ہے

اردشیر نے اسے جواب میں لکھا کہ یہ تاج اس نے مجھے دیا ہے جس نے مجھے ان ممالک کا حکمران بنایا اور مجھے ان بادشاہوں پر فتح دی جن کو میں نے قتل کیا ہے۔ ان پر اللہ نے مجھے غالب کیا ہے۔ میں تو امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے تم پر بھی فتح دے گا اور تمہیں قتل کرنے کے بعد تمہارا سر اور مال اس آتش کدہ میں بھیجوں گا جس کی میں تعمیر کر رہا ہوں اور جس کا نام اردشیر رکھا جاتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں اس کی فتح حاصل کروں گا اور اپنے خزانے ایک مرتبہ پھر ... جس کی بنیاد میں نے اردشیر میں رکھی ہے۔

ہرمزکی:

پھر اردشیر اصطخر کی طرف روانہ ہوا۔ اردشیر نے ابرسام کو وہاں کا حاکم مقرر کیا پھر وہ ... کی طرف روانہ ہوا ... آیا کہ انہوں نے ... کا قبضہ کیا ہے ... ان کو ... پھر اردشیر اصفہان پہنچا اور شاپور اصفہان کے حاکم کو قتل کر دیا پھر اہواز کی طرف لوٹا اور اہواز کے حاکم نیروفر سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ اور فارس کے مختلف علاقوں ارجان، سنبیل اور طاشان سے گزرتا ہوا اہواز تک پہنچ گیا جب یہاں پہنچ گیا تو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ سوار ہو کر حملے کے لیے ... اردشیر غالب آ گیا اور نیروفر مارا گیا اور تمام مال و غنیمت فارس لے گیا۔ پھر اہواز اور اردوان کے راستے سے فارس سے اہواز کی طرف متوجہ ہوا پھر اہواز سے میسان گیا۔ وہاں کے بادشاہ بندو کو قتل کیا اور وہاں میسان کا کرخ تعمیر کر دیا۔

اردوان کو دعوتِ مبارزت:

پھر جب فارس واپس آ گیا تو اردوان کو پیغام بھیجا کہ وہ جگہ بتاؤ جہاں ہو۔ تب اردوان نے پیغام کا جواب دیا کہ میں تمہیں ماہ مہر کے آخر میں ہرمزجان کے میدان میں ملوں گا۔

اردشیر کی عظیم فتح:

اردشیر اس وقت سے پہلے ہی پہنچ گیا اور میدان میں اپنے لیے جگہ منتخب کر لی اور اپنے لشکر کے بچاؤ کے لیے خندق کھودی اور ایک چشمے پر قبضہ کر لیا اور اردوان بھی وہاں پہنچ گیا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے ... شاپور بن اردشیر ... کے لیے آگے بڑھا اور گھمسان کی جنگ شروع ہوئی۔ شاپور نے اردوان کے منشی داذبنداذ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

اردوان کے سر کو کچلا:

اردشیر اپنی جگہ سے چل کر اردوان کے پاس پہنچا اسے قتل کر دیا۔ اردوان کے بہت سے ساتھی قتل ہو گئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ اردشیر نے اپنی سواری سے اتر کر اپنے قدموں سے اردوان کے سر کو کچلا۔ اسی دن سے اردشیر شہنشاہ کہا جانے لگا۔

مزید فتوحات:

پھر اردشیر وہاں سے ہمدان گیا اور اسے بزور شمشیر فتح کیا۔ پھر جبال، آذربائیجان، آرمینیہ اور موصل کو بھی فتح کیا اور وہاں سے ...

گئے۔ پھر موصل سے موقان تک گیا، اس کو عراق کہا جاتا ہے اس پر قبضہ موصل پر اور شہر کے سامنے دجلہ کے کنارے پر ایک عجیب و غریب سا شہر بنایا اور اس کا نام اردشیر رکھا جس کو شرقی مدائن کا شہر ہے۔ [illegible] اس کی تعمیر کر دی۔ اور ان علاقوں کے لیے گورنر مقرر کیے پھر عراق سے [illegible] کی طرف متوجہ ہوا [illegible] پھر [illegible] چلا گیا۔

پھر اردشیر عراق سے [illegible] سے ہوتا ہوا خراسان کے علاقوں میں جا داخل ہوا۔ اور ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ان کے سرداروں کو ''[illegible]'' کے [illegible] سے بھی بھیج دیا پھر [illegible] سے [illegible] آیا اور [illegible] مقام پر رکا یہاں ''[illegible]'' طوران اور مکران کے بادشاہوں کے قاصدوں نے اس سے ملاقات کی اور اطاعت کا یقین دلایا پھر اردشیر [illegible] سے بحرین کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے حاکم کا محاصرہ کر لیا۔ اسے ایسا پریشان کیا کہ اس نے خودکشی کی [illegible] جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔

اردشیر کا جانشین:

پھر اردشیر مدائن آیا وہیں قیام کیا اور اپنے بیٹے شاپور کو اپنی حیات ہی میں تاج پہنا دیا۔

گمراہ ملکہ کی اردشیر کے ہاتھوں بربادی:

مؤرخین کا کہنا ہے کہ [illegible] اردشیر خرہ کے مضافات میں ''کجرت'' نامی علاقے کی ''[illegible]'' نامی بستی میں ایک ملکہ تھی۔ جس کی تعظیم اور پرستش کی جاتی تھی۔ اس کے پاس بہت زیادہ خزانے اور سپاہی جمع تھے۔ اردشیر نے اس ملکہ کے پجاریوں سے جنگ کی اور ملکہ کو قتل کر دیا اور اسے غنیمت میں بہت سارا مال اور بڑے خزانے حاصل ہوئے۔

اردشیر کے بسائے ہوئے شہر:

اردشیر نے آٹھ شہر آباد کیے

❶ اردشیر خرہ کے پاس جور نامی شہر

❷ رام اردشیر نامی شہر

❸ ریو اردشیر شہر

❹ ہرمز اردشیر نامی شہر سوق الاہواز ہی ہے۔

❺ عراق میں ''بہ اردشیر'' اور یہ مدائن کی غربی جانب ہے۔

❻ استاباذ اردشیر کرخ میسان اسی کو کہا جاتا ہے۔

❼ بحرین میں فنا اردشیر جس کا دوسرا نام خط ہے۔

❽ موصل میں بوذ اردشیر ہے یعنی حزہ ہے۔

اردشیر کا تاج کی امارت:

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ جب اردشیر غالب آیا تو انہیں اپنی اطاعت کی دعوت دی جب اس بادشاہ [illegible] نے [illegible] تو اس نے اپنا ولی عہد مقرر کر لیا اور شیر و بہشت [illegible] مظفر و غالب ہوتا رہا۔ کوئی بھی جماعت اسے شکست نہ دے سکی اور نہ ہی اس کا علم [illegible] ہوا۔ ان ممالک کے تمام حکمرانوں پر غالب آ گیا۔ اردشیر نے سب کو جھکا دیا۔ خوب خون ریزی کی اور سب علاقوں کو فتح کر لیا۔ [illegible]

سے لوگوں کو بلند منصب دیئے بہت سی فتوحات حاصل کیں۔ اردشیر نے جب اردوان کو قتل کیا تو اس کے بعد اردشیر کی حکومت پورے ملک میں کسی شخص کا مقابلہ نہ رہا اور اردشیر کی حکومت پوری طرح مان لی گئی۔

اردشیر کی ارمانیوں سے جنگ

ہشام بن محمد کا خیال ہے کہ جب اردشیر فارس سے باہر آیا تو اس کا ارادہ عراق کے عربوں پر غلبہ پانے کا تھا چنانچہ اس نے ارمینیہ کے بادشاہ اور آذربائیجان کے بادشاہ اردوان کو لکھا ہے کہ وہ ارمینیہ اور عراق کے بادشاہوں سے حکومت لے تو مگر یہ دونوں اس کے مقابلے پر آگئے اور دونوں نے اس کی اطاعت کا فیصلہ کیا اس دوران دونوں بادشاہوں سے لڑائی کی ایک دن بیٹا تو دوسرے دن اردشیر کا مقابلہ ہوا۔ اس دن اردشیر بادشاہ کا مقابلہ کرنے کو پہنچا تھا اور بیٹوں اور اردوان کے ساتھ لڑائی کا خاتمہ اس دن ہوا اردشیر کی فتح سے لوٹ آئے تھے۔

اردشیر کی صلح

جب اردشیر نے یہ صورت حال دیکھی تو اردوان کے بیٹے کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اردشیر کے خلاف جنگ نہیں کرے گا اور بیٹے اور اردوان کی آل اولاد نے اس کی اطاعت کر لی تھی۔ اس دوران اردشیر کی پابندی سے مارے گئے اور ان کے علاقوں میں جو کچھ بھی نقصان ہوا اس نے اردشیر کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فارغ کر دیا اور اس نے فوراً ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور عراق کے بادشاہوں نے اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ انہوں نے اپنی عزت اور مال کو مغلوب کر دیا۔ حتیٰ کہ انہیں کوئی نہیں ملا سکے اور قتل کر دیا

اردشیر سے متنفر عربوں کی ہجرت:

جب اردشیر عراق کی حکومت پر غالب آیا تو "تنوخ" قبیلے کے بہت سے لوگوں نے اس کی حکومت میں رہنا گوارا نہ کیا اور چند قبیلے قضاعہ کے وہ لوگ جو "حیرہ" کے دیہاتوں میں ملک اور عرب کے ساتھ آئے تھے وہاں سے نکل گئے اور شام چلے گئے۔ قبیلہ قضاعہ کے لوگ جو پہلے سے وہاں تھے یہ لوگ بھی ان کے پاس آ کر رہ گئے۔

عربوں کا نیا طرزِ زندگی اپنانا:

عرب کے کچھ لوگوں نے نیا طرز زندگی اختیار کر لیا جس سے ان کا رہنا سہنا بدل گیا چنانچہ وہ عراق کے دیہی علاقوں کی طرف منتقل ہو گئے۔ وہ موجودہ علاقوں میں تین قسموں میں بٹ گئے۔ ایک تو "تنوخ" تھے جو دریائے فرات کے کنارے "حیرہ" "انبار" اور ان کے آس پاس خیموں میں رہتے تھے۔ دوسری قسم "عباد" تھے۔ اور یہ لوگ "حیرہ" میں مکان تعمیر کر کے رہنے لگے۔ تیسری قسم "احلاف" تھے جو اہل حیرہ کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ ان کا تعلق نہ تو "تنوخ" سے تھا اور نہ "عباد" سے تھا۔ انہوں نے اردشیر کی اطاعت کر لی تھی۔ حیرہ اور انبار دونوں علاقوں کی بنیاد بخت نصر بادشاہ کے زمانے میں رکھی گئی تھی۔

بخت نصر کی ہلاکت کے بعد حیرہ ویران ہو گیا اور انبار آباد رہا۔ یہ پانچ سو پچاس سال تک آباد رہا یہاں تک کہ عمرو بن عدی کے زمانے میں حیرہ دوبارہ آباد ہوا تو یہاں کے لوگ وہاں منتقل ہو گئے۔

کی۔ اور حکومت پہلے [illegible] سو برس [illegible] سال [illegible] کے زمانے میں حکومت کی کئی سال ملوک الطوائف نے دار الحکومت [illegible] اور اردشیر بن بابک کے [illegible] سال [illegible] اردشیر نے دور حکومت شروع کی۔

اردشیر بن بابک کے [illegible]

اردشیر جب [illegible] تو اس نے [illegible] اشکانیوں کو [illegible] اردشیر کو جب حکومت ملی تو اس نے اشکانیوں کے [illegible] خاندان سے [illegible] کہتے ہیں [illegible] تعلق اشکانی خاندان [illegible] کے [illegible] اردشیر [illegible] ایک [illegible] اور اپنے [illegible] میں [illegible] کرتے تھے [illegible] کا [illegible] اشکانی [illegible] اب [illegible] سے [illegible] اردشیر بن بابک تھا تو اس نے [illegible] کی وجہ سے [illegible] اشکانیوں [illegible] میں [illegible]

اردشیر کی اشکانی خاتون سے ہمبستری۔

کہا جاتا ہے کہ اردشیر نے اشکانیوں میں سے کسی کو اپنے دادا کی قسم پوری کرنے کے لیے نہ چھوڑا البتہ ایک لڑکی جو حسن و جمال میں آفتاب و ماہتاب تھی وہ [illegible] بچ گئی۔ اردشیر نے اس سے اس کے نسب کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا تعلق اشکانی خاندان سے نہیں [illegible] اس خاندان کی [illegible] کی لڑکی تھی [illegible] جب اردشیر کو معلوم ہوا کہ [illegible] نہیں تو اس نے پوچھا کہ وہ کنواری ہے یا ثیبہ؟ تو اس لڑکی نے جواب دیا کہ کنواری ہے۔ [illegible] اردشیر اس سے ہمبستر ہوا اور [illegible] قرار [illegible] جب اس لڑکی کو [illegible] مطمئن ہو گئی کہ اب اردشیر سے [illegible] حمل ٹھہر گیا تھا۔ تو اس لڑکی نے حقیقت کو ظاہر کر [illegible] اس کا تعلق اشکانی خاندان سے ہے۔ اس پر اردشیر چونک پڑا اور [illegible] ایک [illegible] کو بلایا اور [illegible] حکم دیا کہ اس کو لے جا کر قتل کر دو [illegible] اردشیر کا دل اس کے قتل پر راضی نہ تھا [illegible] اپنے دادا کی وصیت کو پورا کرنے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

جب اس لڑکی کو شیخ قتل کرنے کے لیے لے گیا تو اس نے بتایا کہ وہ حاملہ ہے۔ اس پر شیخ نے زمین میں ایک تہہ خانہ [illegible] لڑکی کو چھپا [illegible] اور اپنے [illegible] کاٹ [illegible] بند کر کے [illegible] اردشیر کے پاس لے آیا۔ بادشاہ نے صورت حال پوچھی تو اس نے واقعہ [illegible] اس نے اپنے [illegible] کاٹ [illegible] اردشیر [illegible] اس پر مہر لگا [illegible] خزانے میں [illegible] چنانچہ اردشیر نے ایسا ہی کیا۔ [illegible] شیخ [illegible] بچہ [illegible] شیخ نے اس کو [illegible] اطلاع [illegible] مناسب نہ سمجھا جب تک [illegible]

شیخ [illegible]

شیخ نے بچے کی ولادت کے وقت [illegible] کے حوالے سے اس کی [illegible] طالع [illegible] کو [illegible] بچے کا [illegible] اس بچے کا نام [illegible] رکھا [illegible] بادشاہ [illegible] کو [illegible] اس کی [illegible] اس نے بچے کا نام [illegible] رکھا [illegible] اس کا [illegible] نام [illegible]

[illegible] اردشیر [illegible]

لیکن [illegible] نے کہا ہے کہ اس کی [illegible] سے [illegible] تھی۔

اردشیر کو پریشانی:

کافی عرصہ گزر گیا کہ اردشیر کے ہاں اولاد نہ ہوئی ایک دن شیخ اس کے پاس آیا تو اس کو غمگین پایا اس سے پوچھا کہ بادشاہ سلامت کس وجہ سے غمگین ہیں؟ اردشیر نے جواب دیا: میں کیوں نہ غمگین ہوں جب کہ مشرق و مغرب کے ملک میں نے اپنی تیغ زنی کے زور سے کامیابی کا سہرا اپنے سر [illegible] آباد [illegible] میرے پاس [illegible] اب میرے بعد [illegible] کوئی جانشین نہیں ہوگا۔

شیخ کا حقیقت بتانا:

شیخ نے کہا: اللہ تعالیٰ بادشاہ سلامت کو خوش رکھے، بادشاہ سلامت آپ کی عمر دراز ہو [illegible] آپ کا [illegible] آپ اس ڈبیہ کو منگوائیے جو میں نے آپ کو بطور امانت رکھوائی تھی اور آپ نے اس پر مہر بھی لگوائی تھی۔ چنانچہ [illegible] دعویٰ پیش کرنے کا [illegible] بات [illegible] اردشیر نے وہ ڈبیہ منگوائی اور [illegible] مہر [illegible] کو پاک کیا اور [illegible] اس میں شیخ کے اعضاء مستورہ اور ایک خط پایا جس کا مضمون یہ تھا کہ جب ہم نے یہ بات دیکھی کہ [illegible] حمل تھا۔ بادشاہ سلامت اردشیر نے ہمیں اس کے قتل کا حکم دیا تو ہم نے بادشاہ کے [illegible] کو ہلاک کرنا حلال نہ سمجھا ہم نے اس کو زمین کے اندر بطور حفاظت کے رکھ دیا اور کسی [illegible] سے بچنے کے لیے ہم نے اپنی ذات کا [illegible] کہ اپنے اعضاء [illegible] کاٹ کر [illegible] خزانہ میں رکھوا دیئے۔ پھر بادشاہ کے بچے کی حفاظت میں اپنی کوشش [illegible] یہاں تک کہ [illegible] فلاں [illegible]۔

اردشیر کا عزت [illegible]:

اس خط کے بعد اردشیر نے حکم دیا کہ [illegible] ایک ہزار بچوں کے [illegible] جو شکل و صورت میں برابر ہوں بادشاہ کے پاس حاضر کیے جائیں۔ [illegible] شیخ نے حکم کی تعمیل کی، جب اردشیر نے ان بچوں کی طرف دیکھا تو [illegible] حقیقت [illegible] اردشیر نے حکم دیا [illegible] ایوان شاہی کی طرف لے جائے گئے۔ اور ان سب بچوں کو [illegible] دیئے گئے۔ وہ کھیلنے لگے اور اردشیر ایوان شاہی میں اپنے تخت پر بیٹھا تھا [illegible] کھیل کے دوران [illegible] ایوان میں جا گیا جہاں بادشاہ بیٹھا تھا [illegible] تو سب بچے [illegible] اور [illegible] ایوان میں داخل [illegible] جرات کی جس سے اردشیر کو یقین ہو گیا کہ [illegible] بیٹا ہے۔ پھر اردشیر نے [illegible] نے جواب دیا [illegible] اردشیر نے [illegible] اردشیر کے بعد [illegible]۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حجاج کی دریادلی:

[illegible]

[illegible]

حجاج کے ذہنی کارنامے:

[illegible]

حجاج کا مفتوحہ علاقوں کے بادشاہوں سے سلوک:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہشام بن کلبی کی روایت:

[illegible]

قابض ہو گیا۔ جب وہ خراسان کے سفر سے واپس آیا تو اسے ساطرون کے قبضے کی خبر دی گئی۔ تو ضیزن کے اس عمل پر عمرو بن الہ بن جدی بن دہاء بن جشم بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ نے اشعار کہے:

- ❶ ہم ان ایرانیوں سے قبیلہ بلاف اور تزید کی گھوڑوں سے لڑے جو بہت زیادہ ہو گئے۔
- ❷ فارس نے ہم سے ذلت و خواری حاصل کی اور ہم نے شہرزور کے تمام مکانوں کو بھی تہ و بالا کر دیا۔
- ❸ ہم عجمیوں کے لیے بہت دور تک چل کر آئے اپنا لشکر ساتھ لے کر جیسے آگ کی لپیٹ میں آ رہے ہوں۔

سابور گھیرے میں:

جب سابور کو اس واقعہ کا پتا چلا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے قلعہ پر جا کر پڑاؤ ڈالا۔ ضیزن بھی قلعہ بند ہو گیا۔

ابن الکلبی کا خیال ہے کہ سابور چار سال تک محاصرہ کیے رہا۔ قلعہ کو فتح نہ کر سکا اور نہ ہی ضیزن تک پہنچ سکا۔ الاعشیٰ بن میمون نے سابور کی مدت قیام اپنے اشعار میں دو سال تک بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے:

- ❶ تم حضر کے شہر کو نہیں دیکھتے کہ اس کے باشندے نعمتوں میں تھے لیکن کیا کوئی نعمت باقی رہتی ہے۔
- ❷ شاہپور نے حضر شہر پر اپنا لشکر دو سال تک ٹھہرائے رکھا وہ اس قلعے پر تیشے چلا رہے تھے۔
- ❸ اس کے رب نے اس کی قوت میں اضافہ نہ کیا اور اس کا جو ہم قیام کرنے والا کوئی سیدھا نہیں ہوتا۔
- ❹ جب اس کے رب نے اس کے عمل کو دیکھا تو وہ اچانک اس کے پاس آیا لیکن بدلہ نہ لیا۔
- ❺ اس نے اپنی قوم کو بلایا تھا کہ چلو اپنے معاملے کی طرف جس کو ضائع کیا گیا ہے۔
- ❻ اور اپنی تلواروں کے ساتھ عزت سے مرو میں موت کو دیکھتا ہوں کہ انسان کو ذلیل خواہشات وہ آدمی قبول کرتا ہے جس پر تنگی کی گئی ہو۔

ضیزن کی بیٹی:

پھر ضیزن کی نضیرہ نامی لڑکی کو حیض آیا تو اسے شہر سے متصل مضافات کی طرف نکال دیا گیا اور وہ اپنے زمانے کی سب سے حسین عورت تھی۔ اس زمانے میں جب عورتوں کو حیض آتا تھا۔ تو انہیں علاقے سے دور نکال دیا جاتا تھا۔ سابور بھی اپنے زمانے کا خوبصورت نوجوان تھا۔

نضیرہ کی تدبیر:

نضیرہ اور سابور نے ایک دوسرے کو دیکھا تو ایک دوسرے پر لٹو ہو گئے اس لڑکی نے سابور کو پیغام بھیجا کہ اگر میں تجھے اس کی ترکیب بتاؤں جس سے تم اس قلعہ کی فصیل تک پہنچ جاؤ گے اور میرے والد کو قتل کر دو گے۔ تو اس کے عوض تم میری کیا عزت کرو گے؟ سابور نے جواب دیا کہ میں تمہیں اپنی دوسری بیویوں کی نسبت اونچا مقام دوں گا اس پر اس نے یہ ترکیب بتائی کہ ایک کبوتر اور فاختہ لو اور اس کے نیچے لکھو "بحیض جاریہ بکر زرقا" پھر اس کو چھوڑ دو وہ اس شہر کی دیوار پر جا بیٹھے گی۔

قلعہ فتح ہونا:

یہ اس شہر کا طلسم تھا اس کے بغیر وہ منہدم نہیں ہو سکتا تھا۔ لڑکی کی اس تدبیر پر عمل کر کے سابور خود لشکر کے ساتھ تیار ہو گیا اور اس زمانے سے پہلی رات میں محافظوں کو شراب پلا دی گئی۔ جب وہ مست ہو کر سو گئے تو ان کو قتل کر دیا اور سیدھے شہر میں داخل ہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

- ❶ [illegible]
- ❷ [illegible]
- ❸ [illegible]
- ❹ [illegible]

[illegible]

[illegible]

- ❶ [illegible]
- ❷ [illegible]
- ❸ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہرمز بن ساوہ:

[illegible]

ہرمز کی ماں:

[illegible]

ساوہ کا ہرمز کی ماں سے نکاح:

[illegible]

ساوہ کی ہرمز کی ماں سے محبت:

[illegible]

حقیقت کھل گئی:

[illegible]

[illegible]

ہرمز کی حکومت کا اختتام

[illegible] مستقل حکومت قائم کر رہا ہے۔

ہرمز کا ہاتھ کاٹ دیا:

[illegible]

[illegible]

بہرام چوبیں:

[illegible]

[illegible]

بہرام کا اندازِ حکومت:

[illegible]

[illegible] بہرام نے ان سے [illegible] قتل [illegible] حکومت [illegible] رہی۔

بہرام بن بہرام بن ہرمز

بہرام کے بعد اس کا بیٹا بہرام حکومت کا مالک ہوا۔ [illegible] کا مالک تھا جب اس کے سر پر تاج رکھا گیا تو [illegible] اشراف سلطنت [illegible] اس نے بھی اچھا جواب [illegible] اختلاف ہے۔ بعض نے اٹھارہ سال اور بعض نے سترہ سال کی مدت بتائی۔

ابن بہرام:

بہرام بن بہرام کا بیٹا بہرام جس کا لقب شاہنشاہ تھا حاکم تھا جب اس کو تاج پہنایا گیا تو اشراف اس کے پاس آئے اور دعا خیر کی اس نے بھی اچھا جواب دیا بادشاہ بننے سے قبل وہ سجستان کا گورنر تھا اس کی حکومت چار ماہ رہی۔

نرسی بن بہرام کا ذکر:

پھر اس کے بعد نرسی بن بہرام جو بہرام ثالث کا بھائی تھا۔ جب اس کو تاج پہنایا گیا تو اشراف و عظماء اس کے پاس آئے اور اس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اس نے بھی ان سے [illegible] حکومت کے [illegible] اس کی حکومت نو سال رہی۔

ہرمز بن نرسی کا ذکر

نرسی کے بعد ہرمز بن نرسی بن بہرام [illegible] حاکم [illegible] اپنے اخلاق میں [illegible] کی زبان [illegible]

ہرمز کی حکومت بعض کے قول کے مطابق چھ سال پانچ ماہ اور بعض نے [illegible] سال [illegible]

سابور ذوالاکتاف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بادشاہت کا [illegible]

چونکہ [illegible] کے حوالے [illegible] ہو گئے [illegible] اور [illegible] ہونے کے قابل ہو گیا۔ اس وقت اس نے فوجی سرداروں اور اشراف سلطنت کو اکٹھا کیا [illegible] اپنے [illegible] اور [illegible] کے لیے [illegible] کے لیے [illegible] اس کا [illegible] کی طرف [illegible] میں [illegible] بیٹھے ہو گئے تھے سب کا ذکر کیا اور [illegible] بتایا کہ اب وہ اپنے ملک کی حفاظت اور [illegible] دشمن سے [illegible] کے لیے [illegible] جانے والوں کی تعداد ایک ہزار ہو گی۔

سابور کا لشکر کی قیادت کرنا

جب اس کی [illegible] ہوئے اور لشکر [illegible] تو سب لوگ اس کی تقریر پر خوش ہو گئے۔ اور انہوں نے درخواست کی کہ بادشاہ سلامت یہاں ہی [illegible] اور لشکر [illegible] آپ کی [illegible] کا [illegible] کر دیا۔ مگر اس نے انکار کر دیا پھر انہوں نے [illegible] کہ اپنے ساتھ جانے والے فوجیوں کی تعداد بڑھا لیجئے لیکن [illegible] مجبور [illegible] اپنے ارادے کی تکمیل [illegible] اپنے ہمراہی فوجی [illegible] اپنے [illegible] اور وہاں حاصل کرنے پر بھی [illegible] ہوتا۔

سابور کا عربوں کو تہ تیغ کرنا

چنانچہ ان کو ساتھ لے کر [illegible] پر حملہ آور ہوا اس حال میں کہ وہ [illegible] میں مصروف تھے ان کا بے دریغ قتل کیا اور [illegible] کے ساتھ [illegible] باقی [illegible] فلاں فلاں علاقے [illegible] اور سب کا [illegible] مال غنیمت کی طرف [illegible] پر [illegible] تمیم اور بکر بن وائل اور عبد القیس کے [illegible] خوب قتل کیا اور ایسے خون بہایا کہ [illegible] پھر عبد القیس کے علاقوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان کے [illegible] بھاگ کر ریگستان [illegible] گئے۔

پھر اس کے بعد [illegible] پہنچا اس کے بعد یمامہ آیا اور وہاں بھی قیامت برپا کی [illegible] عرب کے جس پانی کے کنوئیں سے گزرتا اسے مٹی سے بھر کر اس کا پانی ختم کر دیتا تھا پھر وہ مدینہ کے قریب آیا اور وہاں جتنے عرب رہتے تھے ان سب کو قتل کر دیا اور قید کیا اس کے بعد بکر و تغلب کے علاقوں کی طرف متوجہ ہوا [illegible] اور روم کے [illegible] شام میں [illegible] قتل اور قید اور پانی کی بندش کے مظاہرے [illegible] تغلب کے [illegible] لوگوں کو اس نے دارین [illegible] میں بسایا اور عبد القیس اور بنو تمیم کو [illegible] بکر بن وائل کو کرمان میں بسایا [illegible] بکر ابان کہلاتا ہے۔ اور [illegible] حنظلہ کو اہواز [illegible] کے علاقے میں بسایا۔

[illegible] سابور ذوالاکتاف کی تسمیہ کا [illegible]:

اس نے ایک شخص [illegible] کا حکم دیا جس کا [illegible]

شہر تعمیر کیے ایک بزرج شاپور جس کا مطلب یہ ہے کہ ایرانیوں سے بہتر دوسری زمین نہیں۔ اسے عکبرا کہا جاتا ہے۔ دوسرا شہر فیروز شاپور آباد کیا۔ یہ انبار شہر ہے۔ جو اس علاقے کے گرد بنایا گیا جس کے کلے میں دارالسلطنت کا حصہ اعظم موجود ہے۔ اس کے بعد آپ نے روم کے علاقوں میں اپنی جنگ کی بہت سے لوگوں کو قید کیا اور ایران فارس میں بسا دیا۔ عرب سے تعلق کے بعد اس کو عام دے دیا پھر شاپور نے حکم دیا کہ آبادی میں قیدی ساتھ ہوں اور فارس میں جہاں لوگوں کا شہر تعمیر کیے جا رہے تھے۔

رومیوں سے جنگ بندی اور اس کے نتائج:

شاپور نے قسطنطین شاہ روم کے ساتھ جنگ بندی کی تھی۔ یہ وہی شاہ روم ہے جس نے قسطنطنیہ شہر آباد کیا اور رومی بادشاہوں میں سب سے پہلا بادشاہ تھا جس نے نصرانی مذہب قبول کیا تھا جب اس کی وفات ہوئی تو مملکت اس کے تین بیٹوں میں بٹ گئی۔

جب وہ فوت ہو گئے تو حکومت اس کی آل میں سے ایک لیانوس نامی شخص کے پاس چلی گئی۔ یہ شخص قدیم رومی مذہب کا پیروکار تھا البتہ اظہار عیسائیت کا کرتا تھا۔ جب وہ حکمران بنا تو اپنے سابق مذہب کا اعلان کر دیا اور رومی مملکت کو بھی اسی طرف پھیر دیا عیسائی راہبوں اور دیگر مذہبی پیشواؤں کے قتل اور عبادت گاہوں کے ڈھانے کا حکم دیا اور پھر عرب کے افراد کو جمع کیا تاکہ انہی کے ساتھ مل کر شاپور پر حملہ آور ہو عرب چونکہ شاپور کے ہاتھوں بے دردی سے قتل ہو رہے تھے۔ اس لیے بقیہ تمام اس کے خون کے پیاسے تھے۔ انہوں نے انتقام کے لیے موقع کو غنیمت جانا اور یکدم تیار ہو گئے۔ اور لیانوس کے لشکر میں ایک لاکھ ستر ہزار عرب جمع ہو گئے۔ اس نے ان سب کو ایک رومی افسر یوسانوس نامی کے ہمراہ مقدمۃ الجیش کے طور پر شاپور سے مقابلے کے لیے روانہ کر دیا اور خود لیانوس بھی فارس کے شہروں میں آ وارد ہوا۔ جب شاپور کو ان کی فوج کی کثرت کا علم ہوا تو اسے نہایت پریشانی ہوئی اور حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے جاسوس روانہ کیے تاکہ ان کی تعداد اور شجاعت وغیرہ کا علم ہو سکے جب وہ جاسوس خبر لائے تو باہم مختلف اور متضاد قسم کی خبریں تھیں اس لیے شاپور کو اس سے ناگواری ہوئی۔ اور وہ خود چند معتمد افراد کے ساتھ روانہ ہوا تاکہ رومی فوج کا معائنہ کر سکے جب ان کے لشکر کے قریب آیا تو اپنے گروہ سے چند افراد روانہ کیے تاکہ رومی لشکر کا حال معلوم کر سکیں لیکن رومی ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں گرفتار کر کے یوسانوس کے پاس لے آئے ان جاسوسوں سے جب آنے کی وجہ دریافت کی تو کسی نے کچھ نہ بتایا البتہ ایک نے سارا راز کھول دیا۔ اور شاپور کی جگہ اور فوج سب سے صورت حقیقت اپنے دشمن یوسانوس کو بتا دی اور عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ اپنے کچھ فوجی بھیج دیں میں شاپور کو ان کے حوالے کر دوں گا۔ یہ سن کر یوسانوس نے اپنا ایک نہایت رازدار آدمی شاپور کی طرف بھیجا تاکہ اسے عذر سے آگاہ کرے اور اس کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کی اسے خبر دے۔ شاپور اس جگہ سے ہٹ کر واپس اپنی چھاونی میں آ گیا یوسانوس کے ساتھ جو افراد تھے انہوں نے شاپور سے جنگ کی اجازت چاہی تو اس نے اجازت دے دی اور انہوں نے حملہ بول دیا اور انتہائی خون ریزی کی خود شاپور بھاگ گیا۔ اور بچے کھچے فوجیوں کے ساتھ طیسفون جو شاپور کا علاقہ تھا اس پر لیانوس نے قبضہ کر لیا۔ اور اس کے بہت سارے اموال اور خزانے اس کے قبضے میں آ گئے اس شکست کے بعد شاپور نے اپنے ملک کے اطراف میں اپنی ماتحت فوجوں کو لکھا اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ وہ سب لشکر جمع ہوں تاکہ رومیوں سے مقابلہ کیا جا سکے اتنا کچھ ہونے کے باوجود رومیوں کا سیلاب امنڈ آیا جس کے ساتھ ہی شاپور نے لیانوس سے جنگ کی اور طیسفون کو واپس لے لیا۔ یوسانوس نے

اس کے بعد بھی [illegible] رومیوں کی فوجوں میں اپنی فوج کے ہمراہ پڑاؤ ڈالے رہا۔ ایک دن وہ اپنے خیمہ میں تھا کہ ایک انجانا تیر آ کر لگا اور [illegible] تیر [illegible] سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ [illegible] اپنے بادشاہ سے مایوس ہو گئے اور اب یہ بات پیدا ہو گئی کہ بادشاہ اور فوج کا انتظام کس طرح ہو [illegible] سب یوسانوس کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ تاج شاہی پہننے کی فرمائش ہے لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں درحقیقت عیسائی ہوں اور اپنے دین کے مخالف لوگوں کی قیادت نہیں کر سکتا۔ رومیوں نے اس کو جواب دیا کہ وہ خود بھی اسی ملت کے پیروکار ہیں مگر لولیانوس کے ڈر سے اپنا مذہب چھپائے رکھتے تھے۔ اس حقیقت کی وضاحت کے بعد یوسانوس نے حکومت کی تولیت پر آمادگی کا اظہار کیا، لوگوں نے اس کو بادشاہ بنا لیا اور عیسائیت کو ظاہر اور غالب کیا۔

یوسانوس کی اطاعت

سابور کو جب لولیانوس کی ہلاکت کا پتہ چلا تو اس نے رومی افسروں کو خط لکھا کہ تمہارے ظلم اور ہمارے علاقوں پر چڑھائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلیل کیا اور ہمیں تم پر قدرت عطا فرمائی ہے۔ ہمارا گمان تو یہ ہے کہ تم ہماری تلواروں اور نیزوں کے بغیر صرف بھوک سے ہی مر جاؤ گے اس لیے اگر تم نے کوئی حاکم مقرر کیا ہے تو اسے ہمارے پاس بھیج دو۔ اس خط کے ملنے کے بعد یوسانوس نے سابور کے پاس جانے کا ارادہ کیا لیکن کوئی فوجی افسر اس کی رائے سے متفق نہ ہوا۔ تاہم اس نے اپنی رائے پر عمل کرتے ہوئے اسی افراد کے ساتھ جو اشراف میں سے تھے لشکر سے نکل کر سابور کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ یوسانوس کے سر پر تاج موجود تھا۔ اس نے آداب شاہی بجا لائے۔ سابور نے اس کو گلے لگایا اور اطاعت کا شکریہ ادا کیا۔ اس نے اس دن سابور کے ہاں کھانا کھایا۔ پھر سابور نے رومی افواج کے سربراہوں کو لکھ بھیجا کہ اگر یہ [illegible] حاکم مقرر کیا تو ان کو قتل کر دیا جاتا۔ البتہ یوسانوس کو حاکم مقرر کرنے کا انہیں [illegible] ہماری قوت اور پکڑ سے نجات دلا سکتی تھی اس کی کوشش سے یوسانوس کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔ پھر سابور نے کہا کہ رومیوں نے ہمارے علاقوں پر غارت گری کی اور ہمارے لوگوں کو قتل کیا اور ارض سواد سے درخت اور کھجوریں کاٹ دیے اور اس کی عمارات کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔ اب یا تو اس تباہی کا معاوضہ ادا کیا جائے یا نصیبین اور اس کے آس پاس کے علاقے ہمارے حوالے کیے جائیں جب کہ یہ علاقے تو پہلے ہی فارس کے [illegible] رومیوں نے اپنے قبضہ کر لیا ہے۔ یوسانوس اور دیگر افسران [illegible] دینے کے لیے تیار ہو گئے اور نصیبین کا علاقہ اسے دے دیا۔ جب اس علاقے کے باشندوں کو پتہ چلا تو وہ وہاں سے جلاوطن ہو گئے کیونکہ مخالف مذہب کے حکم سے انہیں اپنی جانوں کا خوف تھا۔ اس کے بعد جب سابور کو ان کی جلاوطنی کا پتہ چلا تو اس نے اصطخر، اصبہان اور دوسرے علاقے کے لوگوں کو جو تعداد میں بارہ ہزار تھے نصیبین منتقل کر دیا۔ پھر یوسانوس اور اس کے ساتھی [illegible] واپس روم آ گئے پھر کچھ عرصہ تک یوسانوس نے حکومت کی اور [illegible]۔ سابور کو ذوالاکتاف اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ عرب کے قتل پر سختی کرتا تھا اور یہ بات بیان کی گئی ہے کہ وہ ان کے سرداروں کے کندھے اکھڑوا دیتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کو ذوالاکتاف "کندھوں والا" کا لقب ملا۔

سابور روم کے علاقوں میں

بعض اہل روایت نے ذکر کیا ہے کہ جب فارس [illegible] اور [illegible] کے ساحلی علاقے [illegible] آ گئے تو [illegible] کا ارادہ کیا [illegible] شام [illegible] وہاں سے روم کی سمت چلا [illegible] تاکہ وہ رومیوں کے پاس جا کر

ان کے لشکر کی تعداد معلوم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہی اس کی جستجو کے لیے وہ وہاں جا کر قریب پہنچ گیا اور ایک عرصے تک وہیں گھومتا رہا۔

قیصر روم کی قید میں:

ایک دن وہ پتہ چلا کر قیصر کے ایک جشن میں داخل ہو گیا تاکہ قیصر کو پہچان سکے اور اس کے کھانے کی کیفیت بھی معلوم کرے لیکن لوگ سابور کو پہچان گئے اس پر چھاپہ مارا۔ اسے گرفتار کر لیا گیا اور قیصر کے حکم سے اسے بیل کی کھال میں بند کر دیا گیا۔ پھر قیصر بلاد فارس پر حملہ آور ہوا اور سابور اس کے ساتھ اسی طرح قید تھا وہاں سے درختوں کو کاٹتے اور شہروں میں خون خرابہ کرتے ہوئے قیصر نے ڈیرے ڈال دیے پھر وہ کئی دن تک جندیسابور تک پہنچ جانے کے بعد شہر والے قلعہ بند ہو گئے قیصر نے منجنیقیں نصب کیں اور قلعے کا کچھ حصہ گرا دیا۔

رہائی:

ایک دن سابور کے محافظ اس کی حفاظت سے غافل ہو گئے اور سابور کے قریب جندیسابور میں اہواز کے کچھ قیدی بھی تھے سابور نے انہیں حکم دیا کہ جو زیتون کے تیل کے مشکیزے ان کے پاس ہیں ان سے اس کی چمڑے کی کھال پر ڈال دیں انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہ کھال پگھل گئی اور نرم ہو گئی اور وہ اس سے باہر نکل آیا۔ جب نکلا تو شہر کے دروازے کے قریب آیا اور وہاں شہر کے محافظوں کو اپنا نام بتایا جب اپنے اس شہر میں داخل ہوا تو اہل شہر اس کی خوشی ہوئے اور تسبیح و تکبیر سے ان کی صدائیں بلند ہوئیں۔ قیصر کے لوگ ان آوازوں سے چونک گئے اس کے بعد سابور نے اپنا لشکر جمع کیا اور اسی رات پچھلے حصے میں قیصر پر شب خون مارا اور اس کی فوج کو قتل کر کے اسے قید کر لیا اور اس کا مال اور اس کی عورتیں غنیمت کے طور پر حاصل کر لیں پھر قیصر کو بہت سختی سے قید کیا اور قیصر نے جو زمین کے علاقے تباہ کیے تھے ان کی تعمیر کا مطالبہ کیا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قیصر روم کی سرزمین سے مٹی اور جندیسابور تک منتقل کروائے تاکہ وہاں ویران عمارتیں دوبارہ تعمیر کرے۔ پھر سابور نے اس سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ہمارے جو درخت نخلستان کاٹے گئے تھے ان کی جگہ اب زیتون لگائے پھر اس کے بعد اس کی ایڑی کاٹ ڈالی پھر اسے گدھے پر سوار کر کے بٹھا دیا اور روم کے پاس بھیج دیا اور کہا کہ یہ بغاوت کا نتیجہ یہ بدلہ ہے۔ پھر سابور اپنے ملک میں کچھ عرصہ رہا اس کے بعد رومیوں سے لڑا اور بہت قتل کیا۔ یہ سلسلہ چلا جن لوگوں کو قید کیا تھا انہیں اپنے اس شہر میں بسایا جسے اس نے تعمیر کیا تھا اور سوس کے قریب یہ واقع تھا ایران شہر سابور کا نام دیا اور دوسرے شہر تعمیر کیے سندھ اور سجستان میں اس کے بعد ہند سے ایک طبیب کو ایک سوس کے علاقے کرخ میں منتقل کیا جب اس طبیب کا انتقال ہوا تو اہل سوس طب میں اس کے وارث ہوئے اور انہوں نے طب حاصل کی یہی سبب ہے اس مرتبہ طب میں وہ تمام لوگوں پر فائق تھے سابور کی حکومت ۷۲ سال تھی اس نے اپنے بعد حکومت کی وصیت اپنے بھائی اردشیر کے بیٹے کی۔ سابور کے زمانے میں مضر و ربیعہ پر اس کا عامل امرؤ القیس البدء بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر جب فوت ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عمرو بن امرؤ القیس کو عامل مقرر کیا اور سابور کے بقیہ زمانے میں اور اس کے بھائی اردشیر کے عہد حکومت میں اور سابور بن سابور کے عہد میں بھی وہی عامل رہا اس کی ولایت اور عربوں پر کل مدت ہشام بن محمد الکلبی کی روایت کے مطابق تیس سال تھی۔

اردشیر بن ہرمز:

سابور ذوالاکتاف کے بعد اس کے بھائی اردشیر بن ہرمز نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی جب تاج اس کے سر پر رکھا گیا تو وہ

عظماء سے بیٹھ گیا اور وہ اس کے پاس آئے اور اس کے بھائی سابور کا شکریہ ادا کیا اس نے بھی انہیں اچھا جواب دیا اور رعیت نے شکر ہے اسے جو خوشی ملی ہو گی۔ اس نے بتایا جب اس کی حکومت اچھی ہوئی تو وہ اشراف اور اصحاب ریاست کی طرف متوجہ ہوا اور کثیر قتل کر دیا اس پر چار سال کے بعد لوگوں نے اسے معزول کر دیا۔

سابور بن سابور:

اردشیر کے بعد سابور بن سابور بادشاہ بنا تو لوگوں کو اس کی حکومت سے خوشی ہوئی اور اس سے محبت کرنے لگے جب اس کی حکومت اس کے پاس آ گئی اور جن لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور عمال اور دیگر افسران کو خط لکھے کہ رعیت کے ساتھ نرمی اور انصاف سے پیش آئیں اور اسی طرح یہ بھی لکھا کہ وہ ہمیشہ رعایا کے ساتھ عدل کرتا رہا اور لوگوں کی محبت اور اطاعت کی وجہ سے ان سے شفقت کرتا رہا اس کے بعد اس کا معزول چچا اردشیر بن ہرمز بھی اس کا مطیع ہو گیا ایک مرتبہ بڑے اشراف نے اور عمر رسیدہ لوگوں نے اس کے خیمے کی طنابیں کاٹ دیں جس سے وہ خیمہ اس پر گر پڑا اس کی حکومت پانچ سال رہی۔

بہرام بن سابور:

اس کے بعد اس کا بھائی بہرام بن سابور بادشاہ بنا جس کا لقب کرمان شاہ تھا وہ حاکم بنا اس کے کرمان شاہ کے لقب کی وجہ یہ تھی کہ ان کے والد نے اپنی زندگی میں اس کو کرمان کا ولی عہد بنا دیا تھا اس نے اپنے افسران کو خط لکھا جس میں انہیں اپنی اطاعت پر ابھارا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ملک کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور کرمان میں ایک شہر تعمیر کیا یہ بھی اپنی رعیت کی سیاست سے متعلق اچھا آدمی تھا اور اپنے امور میں محمود تھا اس کی حکومت گیارہ سال رہی ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے اس پر حملہ کیا اور ایک آدمی نے اس کو تیر مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

یزدجرد الاثیم:

بہرام بن سابور کے بعد یزدجرد الاثیم کو بادشاہ بنایا گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ یزدجرد الاثیم بہرام کرمان شاہ کا بھائی تھا بیٹا نہیں تھا اور اس کا صحیح نسب یہ ہے کہ یزدجرد بن سابور ذو الاکتاف یہ قول نسابوں کا ہے۔

یہ آدمی نہایت بد خلق تھا اور عیوب کا مجموعہ تھا اس کا سب سے بڑا عیب یہ تھا کہ یہ اپنی ذہانت و فطانت اور علم کا ماہر تھا اور ادب اور مختلف اقسام کے علوم کو ان کے مقاصد سے دوسری جگہ استعمال کرتا تھا۔ اس طرح اپنی صلاحیتیں بری باتوں کے لئے استعمال کرتا اور جو چیز اسے ملتی اس کے ساتھ اس کو شر کی جہات کی طرف لے جاتا اور اس طرح اپنے پاس کی چیزوں اور کمالات پر ناز کرتا تھا اور دوسروں کے کمالات کو حقیر جانتا تھا اور اپنے علوم کے ذریعے ان لوگوں پر اظہار برتری کرتا تھا۔ اس عجب کے ساتھ وہ بد اخلاق بھی تھا اس کی بد اخلاقی یہاں تک تھی کہ چھوٹی سی غلطی اس کے پاس بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا اور اسی طرح اگر کوئی غلطی کا مرتکب ہو جاتا تو کوئی شخص بھی اس کی سفارش نہیں کر سکتا تھا اگرچہ وہ بادشاہ کا کتنا ہی مقرب کیوں نہ ہو اور وہ اپنی پوری زندگی لوگوں کو متہم کرتا رہا اور اسے کسی پر اعتبار نہ تھا اور کسی کو کوئی بدلہ نہ دیتا تھا کسی احسان کا کسی کی مصیبت میں اس کا مددگار نہیں ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص اس کے بارے میں بطور سفارش بات کرتا تو وہ اس پر تہمت لگا دیتا اور پوچھتا کہ تمہیں کتنا دیا گیا ہے اور کتنی رشوت لی ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر بادشاہوں کے ایلچیوں اور وزراء کے علاوہ اس سے کوئی بھی بات نہ کرتا تھا اس کے اتنے بڑے عیبوں کے باوجود اس کی طرف سے کوئی اقتدار

[illegible] اس کا اخلاق [illegible] انتہائی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے [illegible]

یزدجرد کی ہلاکت

یزدجرد الاثیم نے اپنے زمانے میں [illegible] اپنے زمانے کا [illegible] انسان تھا [illegible] اپنے [illegible] اس کے خلاف [illegible] ظلم [illegible] سے [illegible] نجات مل جائے۔

مظلوموں کی آہ

لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اس وقت [illegible] میں تھا [illegible] ایک گھوڑا [illegible] صورت میں بے مثال تھا [illegible] اس کے دروازے پر آ کر [illegible] تعجب [illegible] جائے چنانچہ اس کے [illegible] تو اس گھوڑے نے اس کے [illegible] اور نظر نہ آیا [illegible] ایک [illegible] کی طرف سے [illegible] سال [illegible]

عرب سرداروں کی تبدیلیاں

[illegible] حکومت [illegible] کے [illegible] اس کے [illegible] خورنق کا [illegible] تھا۔

خورنق کی تعمیر اور بانی کا حشر

خورنق کی تعمیر کا سبب [illegible] ہونے [illegible] کے [illegible]

سنمار، بادشاہ نے اسے خورنق کی تعمیر کا حکم دیا اور فن تعمیر کے ماہروں کی طرف سے بتائے گئے نقشے پر۔ خورنق کی تعمیر جب مکمل ہو گئی، تو تمام لوگ حیرت زدہ ہو گئے اس کی خوبصورتی اور عمدگی سے متعجب ہوئے۔ سنمار نے کہا اگر میں یہ جانتا کہ آپ مجھے اجرت دیں گے تو میں ایسا قصر بناتا جو سورج کے ساتھ گردش کرتا۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ تم اس سے بہتر تعمیر کر سکتے تھے لیکن تم نے نہیں بنایا پھر اس نے قصر خورنق کے اوپر سے گرانے کا حکم دیا اور اس طرح اسے ہلاک کر دیا۔ اہل عرب اس کے بارے میں کہا کرتے ہیں کہ فلاں اور فلاں سے جزا کی قسم سنمار کا بدلہ دیا جو محسن کے ساتھ انسان کو بدلہ دیا جاتا ہے۔

مسلم ابن سعد کہتے ہیں کہ اس کے بیٹوں نے اس کی رہائش گاہ اور خاص طور پر اس کے خاص محل کو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

یہ لوگ اپنے تعصب سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کمال کہ اس کے برے فعل کی وجہ سے اسے بدلہ سے بچے سنمار دیا گیا۔

ہشام نے کہا کہ اس نعمان نے تمام بوڑھی عمر کے تھے اور عرب کے بہادر لوگوں سے مال غنیمت حاصل کیا اور لڑکے قیدی بنائے یہ اپنے دشمن سے جنگ اور غارت گری میں انتہائی سخت انسان تھا فارس کے بادشاہ نے اس کے ساتھ دو قسم کے لشکر اس کی تحویل میں دے رکھے تھے ایک تنوخ کے لئے دوسرا عرب کا لشکر اور دوسرا فارس کے لئے شہباء کہ ان دونوں کو لے کر چلا جاتا تھا ان کے ذریعے وہ شام اور عرب کے غیر مطیع افراد سے لڑتا تھا۔

نعمان کی گوشہ نشینی:

ہشام کہتے ہیں کہ ہم سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ ایک دن نعمان قصر خورنق پر بیٹھا نجف اور اس کے ارد گرد کی نہریں اور باغات جو مغرب میں متصل ہیں دیکھ رہا تھا اسی طرح مشرق میں فرات کے قریب کے علاقے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ موسم بہار کا تھا۔ اسے نہریں اور سبزہ اور کلیاں بہت اچھی لگیں تو اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ آپ نے اس جیسا منظر دیکھا ہے اس نے کہا نہیں لیکن کاش یہ منظر باقی رہتا! نعمان نے کہا کہ اسے کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے تو وزیر نے کہا کہ دنیا کو ترک اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی نعمتوں کے طلب سے آخرت حاصل ہوتی ہے یہ بات سن کر نعمان نے حکومت چھوڑ دی اور ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور ایسا گم ہوا کہ کسی کو بھی پتہ نہ چلا۔ صبح لوگ اس کے دروازے پر آئے لیکن عام دنوں کی طرح ان کو اندر جانے کی اجازت نہ ملی جب کافی دیر ہو گئی تو انہوں نے اس کے بارے میں تحقیق کی تو اسے نہ پایا اس کے بارے میں عدی بن زید کہتا ہے:

❶ خورنق کے مالک کو یاد کر جب اس نے چھت پر چڑھ کر ہدایت کے لئے دیکھنے کی چیزیں ہوتی ہیں۔

❷ اسے اپنے مال کی کثرت اور اپنی عمدہ حالت پسند آئی اور یہ کہ سمندر اور محل اس کو بھا گئے۔

❸ لیکن اچانک اس کا دل پلٹا اور اس نے کہا کہ کسی زندہ انسان پر کیا رشک جس کا انجام موت ہو۔

❹ ایسے ہی لوگ جو نعمتوں، حکومت اور دنیا کی کامیابی میں رہتے تھے لیکن انہیں قبروں نے چھپا لیا۔

❺ اب وہ پتے ہو گئے جیسا سوکھے پتے کہ بکھر جاتے اور جنہیں ہوا نے اڑا دیا۔

نعمان کی حکومت اس کی گوشہ نشینی تک انتیس سال چار ماہ تھی۔ ابن کلبی نے کہا کہ یزدجرد کے زمانے میں پندرہ سال اور بہرام بن یزدجرد کے زمانے میں ۱۴ سال۔

بہرام گور کی ولادت

یزدگرد اثیم کے ہاں [illegible] بہرام پیدا ہوا جو بعد میں [illegible] کی ولادت [illegible] [illegible] ہوئی [illegible] کہ [illegible] یزدگرد اثیم نے [illegible] [illegible] [illegible] گئے [illegible] قسمت کا [illegible] ہیں۔

تعلیم و تربیت عربوں میں

جب [illegible] بہرام [illegible] کے بعد [illegible] عرب کی حکومت [illegible] فارس کے [illegible] تربیت کے [illegible] یزدگرد اثیم [illegible] [illegible] آخری فیصلہ یہ ہوا کہ بہرام کی تربیت عربوں کے ہاں ہو۔

بہرام منذر بن نعمان کے گھر

چنانچہ منذر بن نعمان کو بلایا گیا اور بہرام کو تربیت اور پرورش کے لیے اس کے سپرد کر دیا اور منذر کو خوب اکرام کیا اور اسے [illegible] ایک مرتبہ [illegible] اور دوسرا [illegible] [illegible] [illegible] وہ بہرام کو عرب کے علاقوں میں لے گئے۔

بہرام کی تربیت

منذر بہرام کو اپنے ساتھ حیرہ لے گیا اور اس کی رضاعت کے لیے تین عورتوں کا انتخاب کیا جو جسم کی تندرست ذہین اور اچھے آداب کی مالک اشراف کی لڑکیاں تھیں۔ عورتوں کا تعلق عرب اور عجم سے تھا۔ ان کے بارے میں [illegible] کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی چیزیں مہیا کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے باری باری تین سال تک اسے دودھ پلایا اور چوتھے سال اس کا دودھ چھڑایا گیا۔ پھر جب وہ پانچ سال کا ہوا تو اس نے منذر سے کہا میری تعلیم کے لیے لکھنے پڑھنے اور تیر اندازی کے ماہر استاد جمع کرو جو مجھے علوم و فنون سکھائیں۔ منذر نے اس سے کہا کہ ابھی تم بچے ہو ابھی تعلیم کا وقت نہیں آیا [illegible] اس عمر کے بچوں کو کھیل کود [illegible] ہوتی ہے تو وہ کرو۔ جب تمہاری عمر لکھنے پڑھنے اور آداب سیکھنے کی ہو جائے گی تو میں [illegible] بہرام نے منذر سے کہا کہ اگرچہ میں چھوٹا ہوں لیکن میری عقل بڑی ہے [illegible] اگرچہ چھوٹے ہوں لیکن ان کی عقل بڑی ہوتی ہے۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ جس چیز کو وقت سے حاصل کرنا شروع کر دو وہ وقت پر مل جاتی ہے اور جو وقت پر تلاش نہیں کیا جاتا وہ وقت کے بعد ملتی ہے اور جس کی طلب میں سستی کی جائے وہ حاصل نہیں ہوتی۔ میں بادشاہ کا بیٹا ہوں اور حکومت انشاء اللہ مجھے ملے گی اور بادشاہوں کو جو سب سے پہلے حاصل کرنا ضروری ہے وہ علم ہے کیونکہ علم ہی انسان کی زینت ہے اور ان کی حکومت کا رکن ہے جس سے وہ قوت کے ساتھ حکومت حاصل کرتے ہیں۔ [illegible] منذر نے جب یہ باتیں سنیں تو اس وقت چند لوگوں کو بادشاہ کے پاس روانہ کیا [illegible] تیراندازی اور شہسواری کے ماہرین کی ایک جماعت حاضر کی گئی [illegible] اسی طرح [illegible] عرب کے [illegible] حاضر کیے [illegible] بہرام کے سپرد کر دیا

اور ایک بہت متمول عربی گھرانے میں اس کی پرورش ہوا کرتی تھی۔ [illegible] جب وہ پانچ برس کا ہوا تو اس کے [illegible] فنون کے حصول کے لیے [illegible] اور اہل علم اور مصاحب مہیا کئے گئے [illegible] جو کچھ اسے سکھایا جاتا تھا ان سب سے واقف ہو گیا جب وہ [illegible] سال کا ہو گیا تو سب علوم و فنون [illegible] اپنے اساتذہ سے سبقت لے گیا [illegible]

گھڑ سواری:

بہرام نے منذر اور [illegible] ایران واپس جانے کی اجازت مانگی [illegible] اپنے پاس ہی رکھا [illegible] فنون کی [illegible] مہارت حاصل کرنے [illegible] نعمان بن منذر کو اپنے پاس بلایا اور اسے حکم دیا کہ [illegible] عرب کو حکم دے کہ وہ سب اپنے عمدہ [illegible] گھوڑے [illegible] چنانچہ نعمان نے حکم کی تعمیل کی [illegible] بہرام ان میں سے گھوڑا پسند کرنا چاہتا ہے چنانچہ نعمان نے بہرام سے کہا کہ [illegible] سب گھوڑے اپنے پاس حاضر کر کے اپنی مرضی سے کسی کو اختیار کر لے بہرام نے کہا [illegible] آپ [illegible] سے زیادہ شریف اور عزت والا [illegible] اور [illegible] گھوڑا بھی سب سے عمدہ ہونا چاہیے گھوڑے [illegible] کا پتہ تجربہ سے چلتا ہے اور تجربہ دوڑائے بغیر نہیں ہو سکتا اس لیے آپ کی رائے ہو تو [illegible] بہرام کی جب یہ بات [illegible] تو راضی ہو گیا عربوں نے گھوڑے [illegible] نعمان اور بہرام [illegible] سوار ہو کر مسابقت [illegible] میدان میں آ گئے مقابلہ شروع ہوا گھوڑے [illegible] گھوڑا [illegible] آگے نکل گیا باقی گھوڑے اس سے بہت پیچھے رہ گئے منذر کا گھوڑا [illegible] بہرام کو [illegible] دیا اور کہا کہ [illegible] آپ کے لیے [illegible] بہرام نے اسے [illegible] بہت خوش ہوا اور منذر کا شکریہ ادا کیا۔

بہرام کا شکار کرنا:

منذر نے جو گھوڑا بہرام کو دیا تھا ایک دن وہ اس پر سوار ہو کر شکار کے لیے نکلا اچانک اسے جنگلی گدھوں کا ایک ریوڑ نظر آیا اس نے ان پر تیر چلایا اچانک اس نے دیکھا کہ ایک شیر اس ریوڑ کے ایک گورخر پر [illegible] اس کی پشت [illegible] توڑنا چاہتا ہے بہرام نے اس کی پشت پر تیر چلایا تیر اس کی پیٹھ اور گورخر کی پیٹھ اور [illegible] سے پار ہو کر زمین میں دو تہائی حصے تک گھس گیا اور کافی دیر تک ہلتا رہا یہ عجیب معاملہ بہرام کے محافظوں اور عربوں کے سامنے پیش آیا بہرام نے اس معاملہ کو اپنی بعض مجالس میں تصویری شکل میں پیش کیا۔

عرب سے واپسی:

کافی عرصہ [illegible] میں گزارنے کے بعد بہرام نے منذر کو بتایا کہ وہ اپنے باپ کے پاس واپس جانا چاہتا ہے اور [illegible] اجازت کے بعد والد کے پاس واپس آ گیا لیکن اس کا باپ یزدگرد اپنے اخلاق کی وجہ سے اپنے بیٹے کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا بلکہ اسے اپنے خادم کے طور پر خدمت کے لیے رکھا ہوا تھا اس سے بہرام کو بہت زیادہ تکلیف لاحق ہوئی۔

یزدگرد کے پاس قیصر روم کا وفد:

قیصر روم نے مصالحت کے سلسلے میں اس کی طرف سے اس کا بھائی ایک وفد کے ساتھ یزدگرد کے پاس آیا جس کا نام

[illegible] عمر بہرام نے اسی لیے منذر سے کہا کہ وہ یزدجرد سے درخواست کرے کہ بہرام کو عرب کے علاقوں میں جانے کی اجازت مل جائے اور وہ منذر کی خدمت میں جانا چاہتا ہے۔ جب یزدجرد شاہ فوت ہوا تو وہ عرب کے علاقوں میں تھا [illegible] ہو گئے۔

کسریٰ:

جب یزدجرد اثیم فوت ہو گیا تو اہل فارس متفق ہوئے اور سب نے رائے دی کہ اب یزدجرد کی اولاد میں سے کسی کو بادشاہ نہ بنایا جائے کیونکہ وہ بد اخلاق تھا اس کی اولاد میں بھی وہی بد اخلاقی ہوگی۔ بہرام حکومت کا اہل تو ہے لیکن اس کی پرورش عربوں میں ہوئی ہے اور وہ انہی کے طور طریق اور اخلاق کا حامل ہے اس لیے اسے حکومت دینا مناسب نہیں۔ چنانچہ وہ اس پر متفق ہو گئے کہ حکومت اردشیر بن بابک کی اولاد میں سے کسریٰ کو دی جائے اور اس کے بعد انہوں نے بالآخر اسے حاکم بھی بنا دیا۔ یزدجرد کی ہلاکت اور کسریٰ کی حکومت کی خبر بہرام تک پہنچی جب کہ وہ عرب کے ایک ریاست میں تھا اس نے یہ خبر سن کر نعمان، منذر اور عرب کے سربرآوردہ افراد کو طلب کیا اور کہا کہ میرے والد کی خصوصیات اور ان کے احسانات تم اہل عرب پر بھی ہیں تم ان کا شکر گزار ہو گے، حالانکہ وہ اہل فارس پر بھی سختی کیا کرتا تھا اور بدخلقی سے پیش آتا تھا اس کے باوجود وہ تم پر اپنے احسانات کی بارش کرتا تھا اور اب اس کی وفات ہو گئی ہے اور لوگوں نے کسریٰ کو حاکم بنا لیا ہے لہٰذا تمہیں میرے بارے میں کچھ سوچ بچار کرنی چاہیے۔

منذر کا حیلہ:

منذر نے کہا کہ آپ اس خبر سے پریشان نہ ہوں میں ایک ایسا حیلہ کروں گا کہ آپ کو بادشاہ بنا دوں گا۔ اس کے بعد منذر نے اپنے بیٹے کے ہمراہ دس ہزار عرب سواروں کا لشکر بھیج کر فارس کے دارالخلافہ طیسفون اور بہرسیر کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالیں اور وہاں سے گھوڑ دوڑ کے طلیعے کے طور پر دستوں کو روانہ کریں۔ اگر فارس میں کوئی ان سے مقابلہ کرنے کی کوشش کرے تو ان سے جنگ مقابلہ کر کے انہیں قید کر لیا جائے تاہم خون ریزی سے گریز کریں۔ چنانچہ نعمان مدائن کے قریب پہنچا اور وہاں سے حسب حکم دستے روانہ کر دیے تاکہ فارس سے لڑائی جھگڑا کریں۔ اہل فارس کو جب نعمان کی آمد کا پتہ چلا تو اشراف مملکت نے یزدجرد کے خطوط اور رسائل پر تھی۔ سو جوانی نامی شخص کو خط دے کر منذر کے پاس بھیجا اور منذر کے پاس خط پہنچا تو نعمان نے کہا آپ بہرام سے ملیں۔ چنانچہ منذر نے ایک آدمی جوانی کے ساتھ روانہ کیا تاکہ وہ اسے بہرام کے پاس پہنچا دے۔ جب جوانی بہرام کے پاس گیا تو بہرام کی حسین و خوبصورت شکل دیکھ کر مرعوب ہو گیا اور آداب شاہی کے مطابق سجدہ کرنا بھی بھول گیا۔ بہرام سمجھ گیا کہ رعب کی وجہ سے وہ آداب شاہی بجا نہ لا سکا اور بہرام نے اس سے بات چیت کی اور اچھے وعدے کر کے رخصت کیا۔ منذر کو یہ پیغام بھی بھیجا کہ وہ جوانی کے لائے ہوئے خطوط کا جواب دے۔ منذر نے جوانی سے کہا کہ میں نے تمہارے لائے ہوئے خطوط کو بغور پڑھا ہے بات دراصل یہ ہے کہ نعمان کو تم پر حملہ کرنے کے لیے بادشاہ بہرام نے بھیجا ہے کیونکہ ان کے باپ کی وفات ہو گئی ہے اور لوگوں نے کسریٰ کو حاکم بنا لیا ہے حالانکہ ان کے باپ کی وفات کے بعد ملک کا وارث اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے اور تمہارا نگہبان اسے مقرر کیا ہے۔

”جوانی“ کا مشورہ:

جب جوانی نے یہ بات منذر کی زبانی سنی اور بہرام کا رعب و دبدبہ اور چہرہ بھی دیکھا تو اس کے دل میں یہ بات آگئی کہ جن لوگوں نے حکومت کا منصب [illegible] قائم رکھی ہے چنانچہ اس نے

منذر نے کہا میں اس بات سے تو نہیں روکتا کہ آپ یہ چاہتے ہیں تو اشراف فارس کے پاس جائیں ان سے مشورہ کریں اور ان کا مشورہ درست ہو تو آپ کے مشورے سے تجاوز نہ کریں گے۔

منذر کا اہل فارس کے پاس آنا

جب جوانی نے یہ مشورہ دیا تو منذر نے جوانی کو واپس اہل فارس کے پاس بھیج دیا جنہوں نے اسے منذر کے پاس بھیجا تھا اور جوانی کی روانگی کے بعد خود منذر تیس ہزار عرب شہسواروں کو لے کر دار الخلافہ مدائن اور بہرشیر آ وارد ہوا جب وہاں پہنچا تو لوگ جمع ہو گئے ہوئے تھے تخت پر بہرام بیٹھا اور منذر اس کے دائیں جانب بیٹھ گیا فارس کے اہل حل و عقد اشراف نے تمام تفصیلات بیان شروع کر دیں اور یزدگرد کی بد خلقی بیان کی اور یہ کہ اس نے اپنی بری رائے سے ملک کو تباہ کیا اور بغیر حق لوگوں کو قتل کیا اس کے علاوہ دوسری بہت سی ہولناک کرتوت بیان کیں جب انہوں نے یزدگرد کی اولاد سے حکومت دوسری طرف منتقل کر دی۔ لہذا منذر سے درخواست کی کہ وہ انہیں اپنے امر پر مجبور نہ کرے جو انہیں ناپسند ہو۔

منذر کا بہرام سے جواب کے لیے کہنا

منذر نے حاضرین کی گفتگو سن کر بہرام سے کہا کہ آپ جواب دیجئے کہ زیادہ حق آپ ہی کا ہے۔ بہرام نے جواب دینا شروع کیا اور کہا: اے بات کرنے والے گروہ! جو بات تم نے مجھ سے یزدگرد کے بارے میں کہی ہے میں اسے سب جھٹلاتا نہیں ہوں اسی لیے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں خود اس کی بد سیرتی اور روش کے بارے میں اسے ناپسند کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ وہ مجھے اس کی حکومت چھین کر مجھے عطا فرمائے تاکہ اس نے جو خرابیاں پیدا کی ہیں میں انہیں درست کروں اور اس کے کیے ہوئے نقصانوں کو پورا کروں اب اگر مجھے حاکم بنا دو اور میری حکومت کو ایک سال گزر جائے اور میں اپنے کیے ہوئے وعدے پورے نہ کر سکوں تو خود ہی حکومت چھوڑ دوں گا اور اپنی اس بات کا اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور موبذان (مذہبی پیشوا) کو گواہ بناتا ہوں اور یہ [illegible] تمہارے درمیان وہی فیصلہ کن ہے ان سب وعدوں کے بعد میں تم پر یہ واضح کرتا ہوں کہ دو شیروں کے درمیان تاج شاہی رکھ دو جو اسے ان کے سامنے سے اٹھا لے وہ حاکم بنے۔

لوگوں میں خوشی کی لہر

جب لوگوں نے بہرام کی یہ بات سنی تو وہ خوش ہو گئے اور ان کی امید بندھ گئی وہ آپس میں کہنے لگے کہ ہم بہرام کی بات کو رد نہیں کر سکتے اور اگر ہم اس بادشاہت سے پھیر دیں تو ہمیں ہلاکت کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ عرب کے شہسواروں کی ایک بڑی تعداد اس کی پشت پناہی کر رہی ہے البتہ اس کے کہے ہوئے وعدے سے ہم اس کا امتحان لیتے ہیں اس کی قوت کا اندازہ کرتے ہیں اگر اپنی بیان کردہ صفت کے مطابق ہوا تو ہمیں حکومت اس کے حوالے کرنی چاہیے اور اگر کمزور ہوا اور شیروں نے اسے چیر پھاڑ کر ہلاک کر دیا تو ہم اس کے شر سے بچ جائیں گے اور اس کی حکومت سے بھی جس کا ہمیں خطرہ ہے۔

حصول تاج کی جدوجہد:

لوگوں کے درمیان اس رائے میں جب اتفاق ہو گیا تو [illegible] بہرام [illegible]
[illegible]

کسریٰ کی اولاد میں سے کیونکہ اس نے وہ کام کیے ہیں جو ہمیں ناپسند ہیں اور پھر بھی ہم تاج کو دو شیروں کے درمیان رکھتے ہیں آپ اور کسریٰ دونوں اسے لینے کی کوشش کریں جو اسے حاصل کر لے گا وہ حکمران بن جائے گا بہرام ان کی بات پر راضی ہو گیا اور پھر موبذان موبذ بادشاہوں کو تاج شاہی پہناتا تھا تاج لے آیا اور تاج اور زینت کو ایک طرف رکھ دیا اور بسطام اور اصبہبذ دو بھوکے خونخوار شیروں کو چھوڑ دیا بہرام نے کسریٰ سے کہا کہ آپ تاج اور زینت کے حصول کے لیے آگے بڑھیں کسریٰ نے کہا کہ ابتدا آپ کو کرنی چاہیے کیونکہ آپ حکومت کو میراث میں لینے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مجھے غاصب کہتے ہیں بہرام نے اس بات کو پسند کیا اور لوہے کا ایک گرز اٹھا کر تاج اور زینت کی طرف چلا۔

دو شیروں کو مار دینا:

موبذان موبذ نے کہا کہ آپ جس کام کی طرف جا رہے ہیں اس میں اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اور آپ اپنی طرف سے ہے کسی دوسرے کی طرف سے نہیں ہے لہٰذا اگر اس دوران آپ ہلاک ہو گئے تو ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بری الذمہ ہیں بہرام نے کہا کہ بالکل تم بری ہو گئے اور تم پر کوئی گناہ نہیں پھر تیزی سے شیروں کی طرف دوڑا تب موبذان نے دیکھا کہ وہ اس معاملے میں سنجیدہ ہے تو موبذان نے چیخ کر کہا کہ شیروں کی طرف بڑھنے سے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لو تب بہرام ٹھہر گیا اور پھر اس نے اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور شیروں کی طرف بڑھ گیا جب شیروں نے اسے دیکھا تو ایک شیر لپک کر اس کی طرف آیا اور جب بہرام کے قریب پہنچ گیا تو بہرام نے چھلانگ لگائی اور شیر کی پشت پر سوار ہو گیا اور اسے اپنی رانوں میں ایسا دبایا کہ زخمی کر دیا اور گرز سے اس کا سر پھوڑنا شروع کر دیا اس کے بعد دوسرے شیر نے اس پر حملہ کیا تو بہرام نے کانوں سے پکڑ کر اس کے کان مروڑ دیئے اور پھر دونوں شیروں کے سر آپس میں ٹکرا کر انہیں خون آلود کر دیا اور آخر میں دماغ نکال کر پھینک دیا اور پھر لوہے کے گرز سے انہیں ختم کر دیا۔ اس کی یہ بہادری کسریٰ اور تمام حاضرین مجلس کے سامنے تھی اس کے بعد بہرام تاج اور زینت کی طرف بڑھا اور انہیں اٹھا لیا۔ کسریٰ نے اس کی اس بہادری پر اسے مبارک باد دی اور چیخ کر کہا کہ اے بہرام! اللہ تعالیٰ تجھے لمبی عمر عطا کرے اس کے اردگرد کے لوگ اس کی بات کو سنتے تھے اور اس کے مطیع تھے چنانچہ کسریٰ نے اقالیم سبعہ کی حکومت اس کے سپرد کر دی اس کے بعد تمام حاضرین یک زبان ہو کر بولے کہ ہم بہرام کے مطیع ہیں اور بادشاہت کے لیے اس پر راضی ہیں اور اسے خوب دعائیں دیں اس کے بعد اشراف مملکت اور وزراء اس کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ بہرام سے درخواست کریں کہ وہ ہماری برائی کو معاف کرے اور ان سے درگزر کا معاملہ کرے۔ منذر نے بہرام سے اس سلسلے میں بات کی کہ جو کچھ انہوں نے ساتھ کیا تھا وہ سب ان لوگوں کو بخش دے چنانچہ بہرام نے منذر کی مراد پوری کی اور لوگوں کی امیدوں کو پورا کیا اور جس روز بہرام بیس سال کی عمر میں بادشاہ بنا اور اس نے حکم دیا کہ اس کی رعیت کے لیے راحت و آرام کا سامان کیا جائے اور اس کے بعد متواتر سات دن لوگوں کے لیے ایک جگہ بیٹھا ان سے خیر کے وعدے کرتا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کا حکم دیتا۔

لہو و لعب کی عادت:

جب بہرام کو حکومت مل گئی تو وہ لہو و لعب میں زیادہ مشغول رہنے لگا اور ہر چیز سے زیادہ اسے شکار پسند تھا اس کی رعایا کی طرف سے تنقید ملامت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور جو بادشاہ اس کی حکومت پر قبضے کے لیے لالچ کرتے تھے ان میں سب سے پہلے اس کی

حکومت پر قبضے کے لیے [illegible] [illegible] بہرام [illegible]

[illegible]

[illegible] خدمت میں حاضر ہوئے [illegible]

[illegible] ہے۔

بہرام نے جواب دیا کہ [illegible] ہمارا رب ہے۔ [illegible]

امور مملکت میں [illegible] سے زیادہ مشغول ہو گیا اور [illegible]

آذربائیجان کا سفر

ملک فارس کی اس تشویشناک صورت حال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بہرام نے اعلان کیا کہ وہ آذربائیجان جا کر اپنے آتشکدے میں عبادت کرنا چاہتا ہے اور وہاں سے [illegible] اور اپنے [illegible] بہادروں کی خاص جماعت لے کر [illegible] کے لیے [illegible] جب لوگوں کو اس کے سفر [illegible] کا علم ہوا تو انہیں یقین ہو گیا کہ بہرام اپنے دشمن خاقان سے بھاگنے کے لیے [illegible] چنانچہ انہوں نے ایک وفد تیار کیا جو خاقان کے پاس جائے اور [illegible] جب خاقان [illegible] کا پتہ چلا تو [illegible] بہرام نے [illegible] خاقان کی خبر لینے کے لئے [illegible] بہرام نے اپنے [illegible] کے لیے تیار [illegible] رات کو خاقان پر حملہ [illegible] اپنے ہاتھوں سے قتل [illegible] اور اپنے اہل و عیال اور ساز و سامان [illegible] بہرام [illegible] سلامت واپس آ گیا بہرام [illegible] خاقان [illegible] اطاعت [illegible] بہرام کی خدمت میں حاضر ہوئے [illegible] درمیان کوئی سرحد مقرر کی جائے [illegible] چنانچہ بہرام نے ایک منارہ تعمیر کرایا [illegible] بہرام نے اپنے ایک [illegible] کے ہمراہ [illegible] کی جانب روانہ کی [illegible] چنانچہ انہوں نے [illegible] کر دیا۔

بہرام اپنے [illegible] آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا [illegible] خاقان کے تاج [illegible]

[illegible]

حیران ہوتے تھے۔

ایک ہاتھی سے مقابلہ:

وہ اسی طرح وقت گزار رہا تھا کہ ایک دن اسے پتہ چلا کہ یہاں کسی ہاتھی نے لوگوں کا راستہ روک دیا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہلاک بھی کر دیا ہے ان میں سے کسی آدمی سے پوچھا کہ وہ اسے اس ہاتھی کے بارے میں بتائیں وہ اسے ہلاک کرے گا اس کی یہ بات بادشاہ تک پہنچی بادشاہ ہند نے ایک آدمی روانہ کیا تاکہ اسے ہاتھی کے بارے میں بتائے اور واپس آ کر خبر دے کہ ہاتھی کو اس شخص نے ہلاک کیا یا نہیں چنانچہ وہ آدمی بہرام کو لے کر اس جنگل تک پہنچ گیا جہاں وہ ہاتھی تھا وہ آدمی تو ایک درخت پر چڑھ گیا تاکہ وہ بہرام اور ہاتھی کا معاملہ دیکھ سکے بہرام ہاتھی کے مسکن کے قریب جا کر زور سے چیخا تو ہاتھی انتہائی غضبناک حالت میں دھاڑتا ہوا سامنے سے جھاگ پھینکتا ہوا باہر نکلا بہرام نے ایک تیر اس کی آنکھوں کے بیچ میں مارا یہاں تک کہ تیر اس کی آنکھوں میں گھس کر درمیان میں غائب ہو گیا پھر قریب پہنچ گیا پھر اس نے دوسرا پھینکا اور ہاتھی کو اس میں چھلنی کر دیا اور اس کو سونڈ اور گردن سے پکڑ کر اپنا کھینچا کہ ہاتھی اوندھے منہ گھٹنوں کے بل گر گیا اس کے بعد بہرام اسے مسلسل ضربیں مارتا رہا یہاں تک کہ جب اس پر مکمل قابو پا لیا تو اس کا سر کاٹ کر اپنی پیٹھ پر لاد کر اسے سامنے تک لے آیا۔ بادشاہ کا فرستادہ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا جب وہ فرستادہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو اسے ساری داستان سنائی۔

ہندی بادشاہ کے دربار میں:

بادشاہ اس کی قوت اور جرأت سے بہت حیران ہوا اور اسے خوب انعام دیا اس کے بعد اس کی حقیقت پوچھی تو بہرام نے بتایا کہ وہ فارس کے عظماء کا آدمی ہے اور بہرام کا بادشاہ اس سے ناراض ہے اور وہ شاہ ہند کے ملک میں پناہ لینے آیا ہے۔ اس بادشاہ کا ایک دشمن تھا وہ ملک گیری کے لیے شاہ ہند پر بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا بادشاہ کی گھبراہٹ بڑھ گئی اور اپنے دشمن کی قوت کی وجہ سے اس کے سامنے خضوع اور اطاعت اور خراج کی ادائیگی پر وہ شاہ ہند تیار ہو گیا لیکن بہرام نے اسے منع کیا اور یہ ضمانت دی کہ وہ شاہ ہند کی طرف سے دشمن کے لیے کافی ہے شاہ کو اس بات سے کچھ اطمینان ہوا۔

بہرام کی جرأت:

چنانچہ بہرام تیار ہو کر نکلا اور وہاں سے مقابلے کے لیے آیا جب دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہو گئی تو بہرام نے ہند کے سرداروں اور فوجی افسروں سے کہا کہ وہ اس کی پشت پناہی کریں باقی وہ سنبھال لے گا پھر جب وہ دشمن کی فوج میں سے کسی کے سر پر تلوار کی ضرب لگاتا تو منہ تک کٹ جاتی اور اگر بیچ میں لگتی تو وہ دو ٹکڑے کر دیتی اسی طرح وہ ہاتھی کے پاس آ کر سونڈ اور ہونٹ پر تلوار کی ضرب لگا کر اسے کاٹ ڈالتا۔ ہندی لوگ تیر اندازی سے ناواقف تھے اور اکثر پیدل تھے اسی طرح سواروں کو ان کی زینوں سے جدا کر دیتا جب مخالف فوج نے اس کی بہادری دیکھی تو بھاگ کھڑے ہوئے اور پیچھے مڑ کر شکست ہونے کے بعد کسی نے بھی پیچھے مڑنے کی نہ سوچی بلکہ وہ سیدھے بھاگتے ہی چلے گئے بہرام کے ساتھ شاہ ہند نے دشمن کے اموال کو بھی حاصل کیا اور خوشی خوشی واپس لوٹے۔ بہرام بھی اس کے ساتھ تھا۔ اور بہرام کو اس بہادری کے بدلے میں شاہ ہند نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دے دی اور دیبل، مکران اور اس کے قریب سندھ کے علاقے اسے عطا کیے گئے اور یہ تمام علاقے بھی لکھ دیے اور اس کی گواہی مقرر کی پھر ان شہروں کے بارے میں حکم دیا اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فیروز نے جب اپنے بھائی ہرمز اور اس کے اہل بیت میں سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لیے وہ واپس آ گیا اور ایران کے اطراف میں شہر فیروز آباد کی تعمیر کرا دیئے۔

اخشنواز پر حملہ اور شکست

جب فیروز کے علاقے میں بارش ہوئی اور قحط ختم ہو گیا تو اس نے اپنے دشمن پر چڑھائی کی۔ جب یہ خبر اس کے دشمن تک پہنچی تو اس نے اپنے لشکر کے سرداروں کو جمع کیا۔ اخشنواز نے [illegible] فیروز کی فوج کا مقابلہ [illegible] تو ایک وزیر نے کہا کہ آپ مجھے اخشنواز کے سامنے پیش کیا [illegible] میرے اہل و عیال سے اچھائی کرنا، میں فیروز کو شکست دینے کی تدبیر کرتا ہوں۔ آپ میرے ہاتھ پاؤں کٹوا کر مجھے راستے میں ڈال دیں جس سے فیروز آ رہا ہو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب فیروز اس راستے سے گزرا [illegible] اس شخص کو دیکھا تو اس سے اس کی حالت کی حقیقت دریافت کی تو اس نے کہا کہ میرے ساتھ یہ ظلم اخشنواز نے کیا ہے۔ کیونکہ میں نے اسے کہا کہ تم فارس کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے، مجھے یہ سزا دی [illegible] میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مجھے یہاں ڈال دیا گیا۔ فیروز کو اس پر رحم آ گیا اور اسے اپنے ساتھ اٹھا لانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس شخص نے فیروز سے کہا کہ [illegible] اخشنواز کے لشکر کو پیچھے چھوڑ کر اس سے ملنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے ترکوں کے لشکر پر حملہ کیجیے۔ میں نے اس راستے کا استعمال [illegible] کر سکتا ہوں۔ فیروز بھی اس دھوکے میں آ گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر اس معذور کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑا جب چلتے چلتے دور ہو گئے تو ایک جنگل کے بعد [illegible] پانی ختم ہو گیا تو اس معذور سے [illegible] جب [illegible] ہو گیا اب وہاں کوئی [illegible] آگے [illegible] پیچھے [illegible] اس وقت معذور نے حقیقت بتائی اس پر لوگوں نے کہا کہ بادشاہ سلامت! ہم نے پہلے آپ کو [illegible] لیکن اب ہم [illegible] آگے یا پیچھے [illegible] کے پاس آ پہنچے لیکن اب فیروز سے جنگ [illegible] اس نے [illegible] کے بادشاہ [illegible] اخشنواز [illegible] کو واپس جانے [illegible] اخشنواز [illegible] جنگ نہ کرنے کا [illegible] ان علاقوں کا [illegible] ایک [illegible] کے اپنے علاقوں کے درمیان ایک حد فاصل مقرر کرے جس سے وہ آگے [illegible] اخشنواز اس پر راضی ہو گیا اور فیروز نے ایک [illegible] جس پر [illegible] کر کے [illegible] اخشنواز نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے علاقے کی طرف چلا گیا۔

شکست کی [illegible]

جب فیروز اپنے ملک واپس آ گیا تو اس کے غم اور غیرت نے اسے اخشنواز سے دشمنی پر ابھارا چنانچہ وہ اس سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گیا اس کے وزراء اور امراء نے بہت منع کیا لیکن اس نے ایک نہ سنی اور [illegible] جو عہد ان لوگوں نے طے کیا تھا اسے توڑ کر اخشنواز سے جنگ کرنے [illegible] ایک آدمی [illegible] جو خاص آدمی تھا وہاں کی [illegible] جس کا نام [illegible] تھا۔ جب [illegible] نے فیروز کی اپنے ارادے پر [illegible] تو اس نے [illegible] کے ساتھ کی [illegible] اب فیروز [illegible] اخشنواز کی طرف چل پڑا اور اخشنواز نے [illegible] اور فیروز کے علاقوں کے درمیان خندق کھدوا دی۔ جب فیروز وہاں پہنچا تو [illegible]

پر اس کی ملامت ہوا اور ان سے اطمینان حاصل کرنے کی غرض سے اکابر کے فیروز اخشنواز کے لشکر کے قریب جا کر خیمہ زن ہوا۔

اخشنواز نے حجت تمام کرنے کے لیے معاہدہ پیش کیا اور اس کی پاس داری کی نصیحت کی تاہم فیروز اپنی اس بات پر اڑا رہا دونوں کے درمیان طویل گفتگو ہوئی اور اس کے بعد جنگ چھڑ گئی فیروز کا لشکر خلاف ورزی معاہدہ کی وجہ سے جنگ سے بیزار ہو چکا تھا اور ان میں کمزوری کے آثار بھی نمایاں تھے۔ ادھر اخشنواز نے پہلے ہی ایک خندق کھدوا رکھی تھی اور اس کو اس طرح ڈھانپ دیا تھا کہ وہ ہموار دکھائی دیتی تھی تاکہ اس کا احتساب لے۔ چنانچہ فیروز کو شکست ہوئی وہ وادی میں خندق عبور کرتے وقت ہلاک ہو گیا اور اس کی فوج بھی ہلاک ہو گئی۔ دوسرا اخشنواز نے فیروز کے اموال، دولت اور عورتیں سب پر قبضہ کر لیا اور فارس کے لشکر کو اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا کہ اس جیسی مصیبت انہیں کبھی نہیں پہنچی تھی۔

سوخرا سجستانی:

اردشیر خرہ کا رہنے والا ایک آدمی سجستان میں تھا جس کا نام سوخرا تھا اور وہ اچھی جماعت والا تھا اور بہادر تھا۔ اس کے ساتھ بڑے بڑے فوجی افسر بھی تھے۔ جب اسے فیروز کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو اسی رات وہ روانہ ہوا اور تیزی سے سفر طے کرتے ہوئے اخشنواز کے پاس جا پہنچا اور اسے جنگ کی دعوت دی اور ہلاکت و بربادی سے ڈرایا۔ پھر اخشنواز نے اس سے لڑنے کے لیے ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔ جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو اخشنواز کے سپاہیوں نے سوخرا کو گھیر لیا اور کمزور پایا اور کہا جاتا ہے کہ سوخرا نے ایک تیر مارا جو اخشنواز کے ایک سپاہی کے گھوڑے کی آنکھوں کے درمیان لگ کر غائب ہو گیا قریب تھا کہ گھوڑا گر گیا اور سوخرا نے اس گھوڑ سوار کو پکڑ لیا تاہم اسے زندہ چھوڑ دیا اور کہا کہ اپنے بادشاہ کے پاس جا کر گھوڑے کی آنکھوں کا حال بتا دے۔ وہ لوگ اخشنواز کے پاس واپس گئے اور گھوڑا بھی لے گئے۔ جب اخشنواز نے اس تیر کا اثر دیکھا تو حیرت زدہ ہو کر رہ گیا اور سوخرا کے پاس پیغام بھیجا کہ اپنی حاجت بتاؤ ہم اسے پورا کریں گے۔ اس نے جواب بھیجا کہ میری حاجت یہ ہے کہ فیروز سے چھینے ہوئے مال خزانے اور قیدی واپس کر دیے جائیں۔ جب اخشنواز نے یہ حاجت پوری کی تو یہ چیزیں اسے دے دی گئیں۔ پھر سوخرا نے انہیں اپنے قبضے میں لے لیا تو دیوان کی چیزوں کا مطالبہ کیا تو اخشنواز نے اس کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے چیزیں دے دیں کے طور پر وہ اشیاء واپس کر دیں چنانچہ سوخرا فیروز کے تمام دیوان، مال و متاع اور قیدیوں کو واپس لے آیا۔ جب اہل فارس کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کا اچھی طرح اکرام کیا اور اسے مرتبہ عطا کیا جس کے بعد مرتبہ و شرف کا موجب ہے۔

سلسلہ نسب:

یہ شخص سوخرا بن ویسابور بن زہان بن نرسی بن سوسن کی نسل سے تھا اور یہ فارس کے بادشاہوں کی طرف سے نو ہزار فوج پر تھا۔

اخشنواز کی کامیاب چال

بعض اہل تاریخ نے اخشنواز اور فیروز کا معاملہ یوں ذکر کیا ہے جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے البتہ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جب اخشنواز کی طرف فیروز روانہ ہونے لگا تو طخارستان اور بلخ بیرونی علاقے تک پہنچ گئے تھے۔ ان پر اس نے سوخرا کو نائب مقرر کیا اور اس عہدے کا نام مرزبان تھا۔ اس عہدے کے ساتھ بھی ان علاقوں پر نیابت کے علاوہ سجستان کا والی بھی تھا یہ بلا شرکت غیرے حاکم اور

[illegible]

[illegible]

فیروز کی ہلاکت:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بن [illegible] بن [illegible] ۔ یہ دونوں [illegible] اس طرح آل [illegible] کے ہاتھوں سے حکومت نکل گئی اور [illegible] ان طاقتوں پر [illegible] ہو گیا۔

نعمان کی حکومت:

[illegible] کے بعد [illegible] نعمان تخت شاہی پر [illegible] ۔ [illegible] اور [illegible] منذر نے چالیس [illegible] حکومت کی۔

قصہ مختصر

بہرام گور [illegible] یزدجرد کے [illegible] حکومت میں [illegible] کے بعد [illegible] فیروز بن یزدجرد کے بعد [illegible] سال حکومت کی پھر اس کے بعد اسود بن منذر نے حکومت سنبھالی [illegible] کی [illegible] تھی [illegible] کی [illegible] تھے۔ [illegible] ابن ابی [illegible] بن [illegible] کی نذر کر گئی۔

اور یہ [illegible] ہے کہ [illegible] سے [illegible] فیروز بن یزدجرد کے زمانے میں [illegible] بلاش بن یزدجرد کے بعد تین / چار سال اور قباذ بن فیروز کے زمانے [illegible] چھ سال [illegible] زندگی گزار دی۔

بلاش بن فیروز:

فیروز بن یزدجرد کے بعد اس کا بیٹا بلاش بن فیروز بن یزدجرد بن بہرام گور تخت نشین ہوا اس کے بھائی قباذ نے اگرچہ اس سے حکومت کے سلسلے میں کھینچا تانی اور رسہ کشی کی تھی۔ مگر بلاش غالب آ گیا تو قباذ ترکی بادشاہ کے پاس مدد طلب کرنے کے لیے بھاگ گیا۔

بلاش ایک صاحب صلاحیت بادشاہ:

جب شاہی تاج بلاش بادشاہ کو پہنایا گیا تو مملکت کے [illegible] نے بلاش کو [illegible] اور اس سے مطالبہ کیا [illegible] انعامات کا [illegible] اس کی بات سن کر بلاش نے [illegible] کا خوب [illegible] کیا اور [illegible] کا مالک تھا اگر اس کو یہ خبر [illegible] کہ کسی [illegible] میں [illegible] زمین [illegible] چھوڑ [illegible] دیتا تھا۔ [illegible] مظلوموں کی [illegible] ایرانی [illegible] ایک شہر بنایا [illegible] جس کا نام [illegible] تھا۔ [illegible] مدائن کے قریب [illegible] مدت [illegible] بلاش کی حکومت چار سال رہی۔

قباذ بن فیروز کی حکومت:

بلاش کے بعد حکومت کی زمام قباذ بن فیروز بن یزدجرد بن بہرام گور کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس سے پہلے وہ ترک بادشاہ کے پاس اپنے بھائی کے خلاف مدد لینے کے لیے چلا گیا اس سفر کے دوران قباذ کا گزر نیشاپور کی سرحد سے ہوا اس وقت قباذ کے ساتھ کچھ لوگ تھے۔ [illegible] اس نے [illegible] پر [illegible] احترامات [illegible] رخصت [illegible] تھے اور [illegible] میں [illegible] تھا۔

قباذ کو خواہش جماع

قباذ کو جماع کی خواہش [illegible] نے [illegible] ذکر کیا اور [illegible] کہ کوئی [illegible] عورت [illegible] لے [illegible] اس [illegible]

کہ وہ اپنی لڑکی کا قباذ سے نکاح کر دے اس لڑکی کی ماں نے اپنے شوہر سے یہ بات کی اس دوران زرمہر بھی مسلسل ملاقات کرتا رہا۔ بالآخر وہ لڑکی جس کا نام [illegible] تھا قباذ کے بستر میں چلی گئی چنانچہ قباذ نے اسی رات اس سے مجامعت کیا اور اس سے نوشیروان حمل قرار پایا اور قباذ نے اسے بہت انعامات اور تحفے دے اس کو [illegible]

لڑکی کی ماں کا استفسار:

یہ بھی مروی ہے کہ اس لڑکی کی ماں نے قباذ کے حالات دریافت کیے تو عورت نے کہا کہ مجھے صرف اتنا پتا ہے کہ اس کی شلوار پر سونے کی پٹی بنی ہوئی ہے تو اس نے سمجھ لیا کہ وہ شہزادہ ہے اور وہ اس سے بہت خوش ہوئی اب قباذ شاہ ترک کے پاس پہنچا وہاں جا کر اس نے اپنا تعارف کرایا کہ شاہ فارس کا بیٹا ہے اور اس کے بھائی نے زبردستی کر کے تخت پر قبضہ کر لیا اور وہ یعنی قباذ بھائی کے خلاف مدد لینے آیا ہے۔

اس پر خاقان نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ ضرور اس کی مدد کرے گا اور اس طرح قباذ اس کے پاس چار سال تک رہا جب کافی مدت گزر گئی تو قباذ نے خاقان کی بیوی کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے اپنا لے پالک بنا لے اور خاقان سے کہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے تو اس عورت نے یہ کام بحسن و خوبی انجام دیا جس کے بعد خاقان نے قباذ کے ساتھ ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔

جب قباذ اس لشکر کو لے کر نیشاپور کی سرحد کو پہنچا تو وہاں پہنچ کر جس شخص نے شادی کرائی تھی اس سے اپنی زوجہ کے متعلق حال دریافت کیا اس شخص نے اس کی ماں سے معلومات حاصل کر کے یہ خبر دی کہ عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے چنانچہ قباذ نے اسے بلایا تو عورت نوشیروان کا ہاتھ پکڑے ہوئے جب قباذ کے پاس آئی تو اس نے بچے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ آپ ہی کا بچہ ہے اور وہ بچہ شکل سے قباذ سے کافی مشابہ تھا۔

بلاش کی ہلاکت:

کہا جاتا ہے کہ اسی جگہ قباذ کو بلاش کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے نوشیروان کو مبارک بچہ سمجھا لہٰذا حکم دیا کہ اس بچے کو شاہی خاندان کی سواریوں پر سوار کیا جائے اب جب قباذ مدائن پہنچا اور سلطنت مستحکم ہو گئی تو اس نے سوخرا کا خوب اکرام کیا اور سوخرا نے قباذ کے بیٹے کی جو خدمت کی تھی اس کا قباذ نے شکریہ ادا کیا پھر لشکر ملک کے تمام علاقوں میں بھیجے جنہوں نے دشمن کا علاقہ اچھی طرح سے صاف کی طرح تاراج کیا اور بہت سوں کو قید کیا۔

قباذ کے تعمیر کروائے گئے شہر:

اہواز فارس کے درمیان ارجان نامی شہر آباد کیا اسی طرح حلوان کی بنیاد ڈالی اور مدائن کے کنارے بازار وغیرہ کے کوچے اور شہر بھی قباذ نے تعمیر کرایا جس کا نام [illegible] اور بہت سے شہروں اور بستیوں کے علاوہ بہت نہریں جو اس نے بنائیں اور بہت سی نہریں کھدوائیں اور پل جن کو ذکر مزید طوالت کے سبب ذکر نہیں کیے گئے۔

قباذ کی چال:

جب قباذ کی حکومت کو کافی عرصہ گزر گیا اور ملکی معاملات میں کافی حد تک غالب آ گیا تو لوگوں کو رغبت اس کی طرف ہوا جس نے قباذ جیسا تجربہ کار حکمران کو بھی مجبور کیا [illegible] قباذ سے یہ [illegible]

سے مدد و نصرت طلب کی جو کہ [illegible] لشکر لے کر آئے۔ چنانچہ [illegible] کے ساتھ آ پہنچا اور قباذ نے [illegible] صورت حال یہ تھی اور اس سے مزدک کے قتل کے لئے [illegible] وقت [illegible] پہنچا [illegible] تھی۔ جاماسپ [illegible] بادشاہ کا بھائی تھا [illegible] قباذ [illegible] اپنا [illegible] ہوا [illegible] اس وقت [illegible] ہو گئی۔ اور [illegible] اس کے بعد قباذ نے مزدک کے قتل کا حکم صادر کر دیا چنانچہ [illegible] جب اس کی حکومت کے دس سال مکمل ہو گئے تو موبذان موبذ اور دیگر اشراف مملکت نے اتفاق کیا کہ اب اسے مزدک کی پیروی کی پاداش میں تخت شاہی سے اتار دیا جائے گا۔

فرقہ مزدکیہ:

مزدک اور اس کے پیروؤں کا کہنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے زمین میں رزق پیدا فرمایا ہے تاکہ لوگ مساوی طور پر اسے آپس میں تقسیم کرلیں لیکن لوگوں نے اس میں ظلم و زیادتی سے کام لیا چنانچہ ان مزدکیوں کا کہنا تھا کہ ہم اغنیاء سے مال لے کر فقراء کو دیں گے اور جس کے پاس مال زیادہ ہو جائے گا اور عورتوں کی کثرت ہوگی وہ دوسرے لوگوں سے اس کا زیادہ حقدار نہیں [illegible] لوگوں نے [illegible] موقع جانا انہوں نے مزدک اور اس کے چیلوں کی مدد کی جس کی وجہ سے [illegible] اس قدر [illegible] کہ کسی کے بھی گھر میں [illegible] داخل ہو جاتے تو صاحب خانہ ان کو وہاں سے نہیں روک سکتا تھا۔ انہوں نے قباذ سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ بھی ان کے مسلک کو [illegible] ورنہ اسے حکومت سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں گے۔ اس کے اس [illegible] کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے عرصے میں بچوں کے باپ کی پہچان مشکل ہو گئی۔ اور [illegible] کے ساتھ [illegible] کا مالک [illegible] انہوں نے قباذ کو معزول کیا کہ ان کے علاوہ کسی کی رسائی ان تک نہ تھی۔ پھر اس کی جگہ جاماسپ کو جو قباذ کا بھائی تھا حاکم مقرر کیا گیا۔ اور قباذ سے کہا گیا کہ تجھ سے ماضی میں ایسی غلطیاں سرزد ہو چکی ہیں جن کی تلافی صرف اس طرح ممکن ہے کہ تو اپنی عورتوں کو مباح کر دے اور اس کے ساتھ ان کا ارادہ یہ بھی تھا کہ وہ قباذ کو ذبح کر کے آگ کی بھینٹ چڑھا دیں۔ یہ صورت حال جب زرمہر نے دیکھی تو وہ [illegible] چند شرفاء کے ساتھ نکل کر میدان میں آ پہنچا اور مزدکیوں کی ایک بڑی تعداد کو قتل کیا اور قباذ کو دوبارہ حکمران بنایا اور جاماسپ کو تخت سے ہٹایا۔ پھر مزدکیوں نے قباذ کو زرمہر کے خلاف بھڑکایا اور اکسایا حتیٰ کہ قباذ نے زرمہر کو قتل کرا دیا۔ قباذ بہترین بادشاہ تھا۔ مگر مزدک نے اسے راہ راست سے ہٹا دیا جس کی وجہ سے معاملات بگڑ گئے اور سرحدات پر دشمن چڑھ آئے۔

دیگر مؤرخین کا کہنا ہے کہ اکابرین سلطنت نے ہی قباذ کو جیل بھیجا جب اس نے مزدک کی پیروی کی اور اس کی جگہ جاماسپ بن فیروز کو حاکم بنایا۔

قباذ کی رہائی:

قباذ کی رہائی اس طرح ہوئی کہ اس کی بہن قید خانے میں آئی اور اندر جانے کی کوشش کی لیکن جیل کے محافظ نے روک دیا اور اس کو اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے [illegible] چنانچہ آپ نے خواہش [illegible] تو اس عورت نے کہا کہ آپ کا منصب

ہو جائے گا۔ چنانچہ نگران نے اسے ملنے کی اجازت دے دی اور ایک دن قباذ کے پاس وہ گئی اور اس نے قباذ کو بستر میں باندھ کر ایک مضبوط غلام کی پیٹھ پر لدوا دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے قید خانے سے باہر لے جائے اور پیچھے پیچھے قباذ کی بہن خود چل پڑی جب اس کا نگران سے سامنا ہوا تو اس عورت نے کہا کہ یہ بستر ہے جو حائضہ ہونے کی حالت میں استعمال شدہ ہے جسے صاف کرنے کے لیے باہر لے جایا جا رہا ہے۔ چنانچہ نگران نے اسے باہر جانے کی اجازت دے دی اور بستر کو ہاتھ تک نہ لگایا چنانچہ وہ قباذ کو لے کر باہر نکل گیا اس کے پیچھے قباذ کی بہن تھی۔ اب قباذ وہاں سے بھاگ کر مدد طلب کرنے کے لیے ہیاطلہ چلا گیا۔ تاکہ لشکر جمع کر کے اپنے مخالفین کی سرکوبی کر سکے۔ وہ اپنے سفر میں سب سے پہلے ابرشہر کے ایک شخص سے ملا جو ہیاطلہ کے سرداروں میں سے تھا۔ اور اس کی ایک جوان بیٹی تھی اور قباذ کا نکاح کسریٰ نوشیرواں کی ماں سے اسی طرح ہوا پھر اسی سفر میں قباذ نوشیرواں اور اس کی ماں لوٹ کر آئے۔ اور قباذ نے بلاش سے چھ سالہ حکومت کے بعد اس سے سلطنت چھین لی اور قباذ نے اس کے بعد رومیوں سے جنگ کی اور جزیرہ کے ایک علاقے آمد کو فتح کیا۔ اس کے باشندوں کو قید کیا اور اس کے حکم سے فارس اور اہواز میں اس کی ایک یادگار بستی اور اپنی ہر چیز اس کے نام پر چھوڑ دی۔

قباذ کے زمانے میں عرب کے معاملات:

ہشام بن محمد کی نسبت سے یہ بات پہنچی ہے کہ ہشام نے فرمایا کہ جب حارث بن عمرو بن حجر کندی نے نعمان بن امرئ القیس بن الشقیقہ کو قتل کیا۔ تو منذر بن نعمان اکبر بھاگ گیا۔ حارث کندی حکومت کا مالک ہو گیا۔ تو قباذ نے حارث کندی کو پیغام بھیجا کہ آپ سے پہلے بادشاہ سے ہماری صلح تھی البتہ میں آپ سے ملنے کی رغبت رکھتا ہوں۔ قباذ ایک نیک آدمی تھا۔ بھلائی کرتا اور خونریزی کو ناپسند کرتا۔ اسی وجہ سے وہ دشمنوں سے بھی نرمی سے پیش آتا تھا۔ اور اسی وجہ سے اس کے زمانے میں لوگوں کی خواہشات زیادہ ہو گئیں اور لوگوں نے اس کو کمزور سمجھا اس خبر پر حارث کندی لشکر اور اسلحہ کے ساتھ پل کی جانب روانہ ہوا اور دونوں کی ملاقات پل پر ہوئی قباذ نے پہلے سے یہ ترکیب کی تھی کہ ایک طبق میں کھجوریں گٹھلی نکال کر رکھی تھیں اور دوسرے میں گٹھلی کے ساتھ رکھی تھیں۔ اور بغیر گٹھلی والا طبق اپنے سامنے رکھا۔ جب حارث اور قباذ نے کھجوریں کھانا شروع کیں۔ تو حارث گٹھلی نکال کر پھینکتا جبکہ قباذ یونہی کھا جاتا اس پر قباذ نے کہا کہ میری طرح کیوں نہیں کھاتے تو حارث نے کہا کہ گٹھلی تو ہمارے جانوروں اور اونٹوں کی غذا ہے وہ سمجھا کہ قباذ مذاق کر رہا ہے پھر قباذ اور حارث نے باہم طے کیا کہ حارث اور اس کے ساتھی گھوڑوں سمیت فرات میں داخل ہوا کریں لیکن اس سے زیادہ نہ بڑھیں جب حارث نے قباذ کی کمزوری محسوس کی تو اسے قباذ کے علاقے ہتھیانے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اور اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ فرات کو عبور کر کے عرب کے علاقوں پر حملہ کریں اسی دوران جب قباذ مدائن میں تھا۔ ایک چیخ و پکار والے شخص نے چیخ کر بتایا کہ ان کے بیچ میں دشمن یلغار کرتا ہوا آ پہنچا ہے۔ پھر حارث کے پاس پیغام بھیجا کہ عرب ڈاکوؤں نے غارت گری کی ہے اور یہ کہ قباذ حارث سے ملنا چاہتا ہے۔ چنانچہ حارث قباذ سے جا ملا تو قباذ نے کہا کہ تم نے ایسا کام کیا جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ حارث نے کہا کہ میں نے یہ نہیں کیا اور نہ مجھے اس کا علم ہے۔ البتہ یہ کام عرب ڈاکوؤں کا ہے۔ اور میں انہیں سوائے لشکر اور مال کے روک نہیں سکتا۔ قباذ نے کہا کہ تمہاری کیا خواہش ہے۔ حارث نے کہا کہ مجھے کچھ علاقہ دے دیں جس سے میں اسلحہ وغیرہ خرید سکوں تو قباذ نے فرات کے نچلے علاقے حارث کے حوالے کر دیئے۔ اس پر حارث نے یمن کے بادشاہ تبع

کو پیام بھیجو کہ مجھے تیرے ملک میں دلچسپی ہے۔ اور میں نے یہ علاقے بھی حاصل کر لیے ہیں۔ تو آپ اپنے شہر کے ساتھ تشریف لائیں۔ کیونکہ ان ملکوں کا بادشاہ معمولی آدمی ہے۔ وہ عورت کے وصال کے سوا کچھ نہیں رکھتا۔ وہ صرف بیوی کا خیال رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ تنگی آگئی ہے اس لیے اس نے بڑی تیزی سے لشکر کشی کی اور ایک ایلچی کر چند دنوں تک اور رات کے وقت جب پہنچا تو وہاں اسے شہریوں نے تکلیف پہنچائی پھر اس نے عورت کو خبر دیا کہ اس کے لیے شہر تک ایک نہر کھودے چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی۔ یہ چھوٹی نہر ہے۔ وہ تبع اس کے قریب ٹھہرا اور اپنے بھتیجے شمر ذوالجناح کو قباذ کی طرف روانہ کیا۔ قباذ کی اس سے جنگ ہوئی اور قباذ رے کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں اس کو پکڑ لیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر تبع نے شمر کو خراسان بھیج دیا اور تبع نے اپنے بیٹے حسان کو سغد کی طرف روانہ کیا اور اس کا لشکر چین تک جا پہنچا تو اس پر بھی مستقل قبضہ ہو گیا۔ پھر تبع نے اپنے بھتیجے یعفر کو روم کی طرف روانہ کیا۔ اسی کا شاعر کہتا ہے۔

اے میرے دوست! تعجب ہے کہ بنی سعیت کا جو دن تھی جب وہ قوم ہمارے پاس آئے ان کے اسی ہزار جتھے تھے ہر آٹھ
دیہوں کا ایک جھنڈا۔

یعفر وہاں سے چلا یہاں تک کہ قسطنطنیہ پہنچ گیا تو روم کے لوگوں نے فرمانبرداری اور جزیہ ادا کیا۔ اور پھر روم چلا گیا۔ اور قسطنطنیہ کے درمیان چار ماہ کی مسافت ہے۔ وہاں اس نے اس علاقہ کا محاصرہ کر لیا۔ ان کے ساتھیوں کو وہاں سخت بھوک کا سامنا کرنا پڑا پھر وہاں طاعون کی وبا پھیل گئی جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گئے رومیوں نے ان کی اس حالت کو بھانپ لیا۔ اور ان پر چڑھ دوڑے اور ان کو قتل کر ڈالا اور ایسی خونریزی ہوئی کہ یعفر کے ساتھیوں میں سے ایک بھی نہ بچا۔

شمر ذوالجناح کی تدبیر:

شمر ذوالجناح نے سمرقند پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ جس میں کامیابی نہ ہوئی جب اس نے ناکامی دیکھی تو قلعے کے محافظین کی تلاش شروع کر دی۔ ایک ترکی کو پکڑا اور اس سے اس شہر اور اس کے بادشاہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا شروع کیں۔ اس نے بتایا کہ اس شہر کا بادشاہ نہایت ہی بے وقوف آدمی ہے۔ اس کا مشغلہ صرف کھانا پینا ہے۔ جب کہ امور سلطنت اس کی بیٹی انجام دیتی ہے۔ یہ سن کر شمر ذوالجناح نے اس کو تحفے دیئے اور اس عورت کے پاس بھیجا اور اس کو کہا کہ اس عورت کو میرا پیغام دینا کہ میں عرب سے تیرے یہاں اس لیے آیا ہوں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ بڑی ذی عقل عورت ہے۔ اب میرا ارادہ ہے کہ وہ مجھ سے شادی کرے تاکہ میرا لڑکا پیدا ہو جو کہ عرب و عجم کا بادشاہ ہو اور میں مال کی طلب میں یہاں نہیں آیا اور میرے پاس سونے چاندی کے چار ہزار تابوت ہیں میں تیرے حوالے کر دوں گا اور تو چین چلا جاؤں گا۔ اگر وہ علاقہ فتح ہو گیا تو یہ میری بیوی کا ہے۔ اور اگر میں اس معرکہ میں کام آ گیا تو یہ مال اسی کا ہے۔

چار ہزار تابوت:

جب یہ بات اس عورت کو پہنچی تو اس نے کہا کہ مجھے یہ بات منظور ہے اور جس مال کا اس نے ذکر کیا ہے وہ بھیج دے۔ اس نے چار ہزار تابوت بھیجے جن میں آدمی تھے۔ سمرقند کے چار دروازے تھے ہر دروازے پر چار ہزار آدمی مقرر تھے شمر ذوالجناح نے اپنے تابوت والوں کے درمیان یہ علامت مقرر کی کہ وہ گھنٹیوں سے بجائیں گے یہ پیغام بھیجنے کے بعد ان کی طرف بھیجا اور جب شہر میں پہنچے تو اس نے [illegible]

تبع [illegible] اسی حالت میں شہر میں داخل [illegible] ہے۔

[illegible] ملاقات:

پھر [illegible] کی طرف [illegible] ہوا [illegible] تو [illegible] نے [illegible] ملاقات ہوئی [illegible] کی طرف [illegible] کی [illegible] ہوا [illegible] کہا گیا۔

اسی طرح [illegible] لوگوں نے [illegible] ۲۱۱ [illegible] ہے۔

آگ اور جماعت کی خبر:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ [illegible] دونوں جماعتوں میں تقسیم [illegible] ان کا کہنا ہے کہ تبع نے آگ [illegible] اپنے دین [illegible] کی [illegible] آگ روشن [illegible] ہوا [illegible] کی جماعت کی علامت ہوئی [illegible] اور [illegible] آگ روشنی کی جو باطل کی جماعت کی علامت تھی اور جو تھی آگ روشنی کی جو حق کی جماعت کی۔

مسلم باتیں:

یہ بات مسلم ہے کہ تبع اور حسن دونوں باپ بیٹے [illegible] تبع کے [illegible] ان کے [illegible] مختلف اقوام کے [illegible] تبدیل [illegible] اپنے [illegible] کیا۔

اور [illegible] کے قریب [illegible] کے بعد تبع کی موت [illegible] کے بعد [illegible] بادشاہ [illegible] کے ارادے سے [illegible] بادشاہت [illegible] سال تک [illegible] داخل [illegible] جاتی ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] علماء [illegible] کی۔

عام مؤرخ کا کہنا ہے کہ [illegible] تھا۔

ابن اسحاق کی رائے:

ابن اسحاق نے یہ [illegible] کیا ہے کہ [illegible] کی طرف [illegible] تبع [illegible] تبان [illegible] اس کا پورا نام یوں ہے۔ تبع تبان اسعد ابو کرب بن ملکی کرب بن زید بن عمرو ذی الاذعار ابو حسان۔ [illegible] ابن اسحاق کے طریق سے پہنچی ہے۔

* * *

کسریٰ اور نوشیروان

نام و نسب

[illegible]

حالات زندگی اور تخت نشینی

[illegible]

[illegible]

زردشت مذہب کی بدعت کا پھیلاؤ

[illegible]

[illegible]

فیروز کسریٰ کی فتوحات:

بادشاہ فیروز نے اصول انصاف سے ایک عادل بادشاہ کی [illegible] کسریٰ سے [illegible] حملہ کیا [illegible] فتح [illegible] کے بعد کافی [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] ہے۔

خشنوا خاقان:

خشنوا خاقان [illegible] ہیاطلہ کا [illegible] اور ترکوں میں عزت [illegible] تھا۔ اس نے [illegible] کے بادشاہ [illegible] تھا۔ اس کے پاس [illegible] وقت [illegible] بے خوف [illegible] کر کے [illegible] اس کے اکثر علاقے پر قبضہ کر لیا۔

[illegible] کسریٰ کے قبضہ میں [illegible] کی طرف [illegible] اور ان لوگوں نے [illegible] سے باز رکھنے کے لیے [illegible] دیتے رہے تھے۔

فیروز کسریٰ کو دھمکی:

اس کے بعد اس نے ایک لاکھ بیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ علاقوں پر چڑھائی کر کے کسریٰ کو پیغام بھیجا کہ وہ مال [illegible] دیا جائے جو [illegible] بطور فدیہ کے دیا کرتے تھے ساتھ ساتھ دھمکی بھی دی کہ اگر اس میں [illegible] سے کام لیا گیا تو بلاد کسریٰ کو روند ڈالے گا۔

جب اس دھمکی پر کسریٰ نے کسی قسم کا کوئی [illegible] نہ کیا اور خاقان کے مال مطالبہ کا جواب نہ دیا کیونکہ کسریٰ پہلے [illegible] قلعے تعمیر کروا چکا تھا۔ ساتھ ساتھ عام راستے اور [illegible] بھی [illegible] راستوں پر قلعے تعمیر کروا دیے تھے لہٰذا کسریٰ نے خشنوا خاقان کو [illegible] جواب [illegible] اور مطالبہ [illegible] کسریٰ کو [illegible] حالات ساز گار ہونے پر اس نے پانچ ہزار جنگجو [illegible] تھے۔

خشنوا خاقان کی خواہشات کا پورا نہ ہونا:

ان حالات کے پیش نظر خشنوا خاقان کو معلوم ہوا کہ کسریٰ پہلے سے [illegible] کر چکا ہے [illegible] فوج [illegible] اپنے علاقوں [illegible] خشنوا خاقان [illegible] جرجان کے [illegible] علاقے [illegible] کسریٰ نے [illegible] پہلے قبضہ کر لیا تھا۔

کسریٰ کی جنگی اقدامات:

[illegible] کسریٰ کی [illegible] اور [illegible] طرح واقف تھے۔ اس کی [illegible] جب کسریٰ نے [illegible] ان کے [illegible] اور اس

کی امید دی کوئی جابر ہو نہ پائے گا یقین دلایا۔

جب ان حضرات نے اپنی بات پوری کی تو کسریٰ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بارش کا تذکرہ کیا اور اپنے تمام معاملات میں اللہ پر بھروسہ رکھنے کو کہا۔ خوراک، دوا اور معیشت کو درست رکھنے کے بارے میں کہا اور عرض چیدہ چیدہ اشیا کا تذکرہ کیا اپنی طرف سے یقین دلایا۔ کہ کہا کہ معاملہ امور عامہ میں مناسب اصلاحی اقدام کرے گا۔

اس کے بعد مزدکیہ کے سرداروں کی گردنوں کو تہ تیغ کیا۔ اور ان کو مال جات مستحقوں میں تقسیم کیا۔ اسی طرح عوام الناس میں گڑبڑ پھیلانے والے شرپسندوں کی بھی کثیر تعداد قتل کی۔ بچوں کو مناسب مقام تک پہنچایا ان بچوں میں اکثر تعداد ایسے بچوں کی تھی جن کے والد کی پہچان ان پر دشوار ہو گئی تھی۔ لہٰذا ان کو ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اور اسی کے حوالے کیا جاتا تھا۔ مغصوبہ عورتوں کو غاصب شدہ مردوں سے برآمد کرائے گئے۔ عورتوں کے بارے میں یہ خیال رکھا کہ اس کا خاندان اگر راضی ہے تو ٹھیک ورنہ عورت کو ان غاصب مردوں کے بارے میں اختیار دیا جاتا کہ چاہے ان کو پاس رکھے یا دوسری شادی کر لے اور ایسی عورت جس کا شوہر ہو جاتا تو اس کے سپرد کی جاتی ظالموں سے بقدر جرم انتقام لیا جاتا۔

وہ لوگ جن کا معاشی نظام چلانے والا کوئی نہ تھا۔ ان کا حساب رکھا ایسے لوگوں کی بیٹیوں کی شادیاں کرائیں اور کفالت کا خیال رکھا اور انہیں بیت المال سے جہیز دلایا۔ نوجوانوں کی شادیاں ذی شرف گھرانوں سے کیں عوام کو غنی کر دیا اور اس بات کو معمول بنایا کہ مختلف امور میں معاونت کے لیے ہر وقت اس کے پاس موجود رہیں۔

اپنے والد کی بیویوں کو اختیار دیا کہ اگر وہ پسند کریں تو اس کے دیگر تمام بیویوں کی طرح ان کو عزت و احترام سے رکھے گا۔ اور اگر شادی کی حاجت ہو تو مناسب خاوند تلاش کیے جائیں۔

نہریں اور چھوٹی بڑی نالیاں کھدوائی گئیں۔ معماروں کو قرضے دینے کا حکم دیا جنگوں کے دوران ٹوٹ جانے والے پلوں کو از سر نو تعمیر کیا خراب شدہ بستیوں کو پہلے سے بہتر حالت میں لانے کا حکم دیا کارندوں اور جنگجوؤں کی شمار کروائی جس کو قدرے کمزور پایا ایسا لائحہ عمل تیار کیا جو انہیں تقویت پہنچائے۔ تنخواہ ان کو بڑھایا۔ عوام کے لیے راستوں کو ہموار کیا محلات، قلعے تعمیر کروائے جاسوسوں، عاملوں اور والیوں کو منتخب کیا۔

انطاکیہ کی فتح

جب کسریٰ کی حکومت پختہ ہو گئی تو مختلف علاقہ جات اس کے قریب ہو گئے تو انطاکیہ کی طرف چلا انطاکیہ میں قیصر کے بڑے بڑے بہادر قیام پذیر تھے انطاکیہ کو فتح کیا۔ اور اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ انطاکیہ کا نقشہ بصورت تصویر لیا جائے اور نقشہ میں ذرا ذرا سی امور اور راستوں اور مختلف منازل اور دوسری چیزوں کا خیال رکھا جائے نقشہ مکمل کرنے کے بعد انطاکیہ کی صورت پر مدائن کے قریب ایک مشہور شہر رومیہ تعمیر کروایا۔ پھر انطاکیہ کے ساکنوں کو رومیہ میں لا کر اس میں آباد کیا۔

ایک لطیفہ

جب اہل انطاکیہ رومیہ کے باب پر آ کر پہنچ گئے تو حکم دیا کہ ہر شخص جیسا کہ انطاکیہ میں تھا ایسے ہی رومیہ میں قیام کرے اور قیام پذیر ہو جائے لوگوں نے ایسا ہی کیا گویا انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے انہیں انطاکیہ سے نکالا ہی نہیں گیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

[illegible]

تبع اور قباذ کے بقیہ حالات

تبع کی لوٹ کھسوٹ:

حمید نے ہمیں بتایا، سلمہ نے محمد بن اسحاق کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ آخری تبع تبان اسعد ابو کرب ہے۔ تبع جب مشرق کی جانب بڑھا تو مدینہ کو راستہ میں پایا۔ ابتداء میں اہل مدینہ کو کچھ نہ چھیڑا، بس اپنے بیٹے کو خلیفہ بنایا، ان لوگوں نے غدر کر کے اسے قتل کر دیا اس کو یہ لوٹ مار کے لیے آگے بڑھا تاکہ مدینے کے لوگوں کو استیصال کرے اور ان کے نخلستانوں کو کاٹ ڈالے چنانچہ آگے بڑھ کر درخت کاٹنے شروع کیے انصار کے ایک قبیلہ بنو نجار تک پہنچ گیا تھا۔ ان کی ایک جمعیت کشتی کی شکل کرکے نکل کھڑی ہوئی اس زمانہ میں اہل مدینہ کا رئیس عمرو بن طلہ تھا۔ جس کا تعلق بنو نجار سے تھا اور بنی عمرو بن مبذول کی شاخ تھی۔

احمر کا درانتی سے قتل کرنا:

یہ مدینہ کے لوگ دشمن سے جنگ کرنے کے لیے نکلے تبع نے ان میں پڑاؤ کیا تھا، اس دوران بنو عدی بن نجار کے ایک آدمی جسے احمر کہا جاتا ہے نے تبع کے ایک آدمی کو درخت کاٹتے ہوئے دیکھ کر اسے درانتی سے قتل کر دیا اور کہا کہ پھل تو اس کے لیے ہے جو اس کی نگرانی کرے۔ قتل کرنے کے بعد اس کو کنویں میں پھینک دیا اس کنویں کو ذوات کہا جاتا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر تبع کی مخالفت بڑھ گئی۔

اہل مدینہ کی شرافت

اس دوران جب تبع اپنے مخالفین کے ساتھ شکست و فتح میں مصروف تھا تو تبع نے جب دیکھا کہ اہل مدینہ دن کے وقت ان سے لڑتے ہیں اور رات کو ان کی مہمان نوازی کرتے ہیں تو اس پر بہت متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم یہ قوم بڑی عزت و شرافت والی ہے۔

یہودی عالم تبع کے پاس:

اس کشمکش میں دو یہودی عالم تبع کے پاس آئے اور آ کر کہنے لگے کہ اے بادشاہ! ہمارے علم کے مطابق تو مدینہ کو کھنڈرات میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ اگر یہ ارادہ اپنا ہی ہے تو یاد رکھو کہ تو اپنے اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ تیرے برے ارادے اور مدینے والوں کے درمیان اللہ کی مدد آڑے آ جائے گی اس پر تبع نے کہا وہ کیسے؟

یہودیوں نے جواب دیا کہ مدینہ نبی آخر الزمان ﷺ کا دار الہجرت ہے اس نبی ﷺ کا ظہور قریش میں ہو گا اور وہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے گا لہٰذا تو اپنے ارادے سے باز رہ۔

تبع کا یہودی ہو جانا:

تبع یہ سن کر رک گیا۔ جب اس نے یہودی عالموں کے علم کو دیکھا اور ان کی بات کی تو یہ اس کو پسند آئی اور یہودی عالموں کو ساتھ لے کر یمن واپس ہوا۔ یمن پہنچ کر ان کے مذہب کو قبول کیا اور خود بھی یہودی ہو گیا اور ان (عالموں) کا ہم مذہب ہو گیا۔

مذکورہ بالا دونوں یہودی عالموں کا تعلق بنو قریظہ سے تھا ایک کا نام کعب اور دوسرے کا نام اسد تھا اور دونوں آپس میں چچازاد

ہوئے تھے۔

انس بن مالک جیسا تھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ دونوں باپ دادا کے عظیم یہودی علماء میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ بات بعض اہل جاہلیت سے سنی ہے ایک شاعر جو کہ عبد العزیٰ بن غزیہ بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار کا ماموں تھا۔ اس شاعر نے تبع کے ساتھ ہونے والی لڑائی میں یہ اشعار کہے اور عمرو بن طلہ پر فخر کیا اور اس کے فضائل بیان کیے۔ اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

❶ کیا جوش و جذبے کے بادل چھٹ گئے یا کسی شخص نے اسے باز رکھا یا لذت سے اپنی حاجت پوری کر لی۔

❷ تجھے جوانی یاد آ گئی تیرا جوانی کو یاد کرنا کیسا ہے جب یاد کی آئے تو وقتی یاد آئی۔

❸ یہ ایسی معمولی لڑائی تھی کہ اس جیسی لڑائی تو جوانوں کو عبرت سکھاتی ہے۔

❹ خواہ اس وادی سے دو بڑے مشہور مظلوم ہونے کے ساتھ ساتھ نکل جائے گا۔

❺ زرہ پوش چڑھے جن کے لشکر ان کے پہلوؤں سے خوشبو آ رہی ہوتی تھی ان میں ابو کرب بھی شامل ہوگا جو لشکر مار بھگا گیا۔

❻ پھر کہیں گے کہ ان کی طرف کون اشارہ کرے گا جو موقع پر جنگجو ہے۔

❼ اے بنو نجار ہمارے لیے تم نے ان سے انتقام لینا ہے۔

◆ ◆ ◆

مکہ پر حملہ

عربوں کی کعبہ کے ساتھ عقیدت:

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع اور اس کی قوم بت پرست تھے۔ جس نے مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا تھا کہتے ہیں کہ جب وہ اس ارادے سے مکہ کی طرف آ رہا تھا اور ابھی عمدان سے عسفان اور امج کی حدود کے درمیان تھا، تو ہذیل کے چند آدمیوں نے آ کر کہا کہ اے بادشاہ ہم آپ کو ایک ایسے بیت المال کا پتہ دیتے ہیں کہ جس سے گذشتہ بادشاہ غافل تھے اس کے خزانے میں موتی، زبرجد، یاقوت، سونا اور چاندی وغیرہ سب کچھ موجود ہے وہ مکہ میں ہے جو ایک گھر ہے لوگ اس میں عبادت کرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اس اغراض کی وجہ یہ تھی کہ ہذیل جانتے تھے کہ جس نے بھی بیت اللہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا وہ برباد ہوا لہٰذا تبع کو ابھار کر حملہ کی ترغیب دی تاکہ وہ بھی ہلاک ہو جائے۔

مگر تبع نے جب ان لوگوں سے یہ تقریر سنی تو ان دو یہودی علماء کو جنہیں وہ ساتھ لایا تھا انہیں سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے حیلے سے تمہاری اور تمہاری قوم کی ہلاکت کا ارادہ کیا ہے اگر تم اس پر حملہ کا ارادہ کرو گے تو بمع لشکر ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس پر تبع نے پوچھا کہ جب میں مکہ پہنچوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔

مکہ معظمہ کی تکریم:

یہودی علماء نے تبع کو کہا کہ وہاں کے لوگ جس طرح اس گھر کی تعظیم و توقیر و تکریم کرتے ہیں آپ بھی ایسے ہی کریں جب آپ وہاں پہنچیں تو سر کے بال کٹوا کر اس کا طواف کریں اور خشوع و خضوع اور انکساری سے تکریم و تعظیم بجا لائیں۔

تبع کی بنو ہذیل سے پرسش

تبع نے کہا: ”تم اس گھر کی تعظیم کیوں نہیں کرتے“۔

انہوں نے کہا ”اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور وہاں کی عزت و حرمت ہم پر واجب ہے مگر اس وقت وہاں کے لوگوں نے وہاں بت پرستی شروع کر دی ہے اور خانہ کعبہ کے اندر بہت سے بت رکھ دیے ہیں اور ان پر قربانیاں چڑھاتے ہیں وہ نجس اہل شرک لوگ ہیں اس لیے ہم نے اس گھر کی تعظیم و توقیر چھوڑ رکھی ہے۔

تبع کا بنو ہذیل کو قتل کرنا:

تبع نے حقیقت جاننے والوں کی عزت و توقیر کی اور ان کی بات کی اپنے دل سے تصدیق بھی کی مگر وہ لوگ جنہوں نے دھوکہ سے تبع کو کعبہ کی بے حرمتی پر آمادہ کیا تھا انہیں بلوایا اور ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اس کے بعد خانہ کعبہ کو چلا۔

تبع کا بیت اللہ کی تعظیم کرنا اور غلاف چڑھانا:

جب وہاں پہنچا تو خواب میں اسے حکم ملا کہ بیت اللہ پر غلاف چڑھائے۔ اس پر اس نے پہلے خصف (کھجور کی ایک قسم)

[illegible]

[illegible]

تبع کا اپنی قوم کو دعوت حق دینا:

[illegible]

آگ کا فیصلہ:

ابن اسحاق نے [illegible] ابو مالک قرظی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ [illegible] کہتے سنا ہے۔

جب تبع یمن میں داخل ہونے کے نزدیک تھا تو اس کی قوم حمیر نے [illegible]

یمن میں یہودیت کی بنیاد:

[illegible]

ابن اسحاق کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

تورات کی تلاوت کرتے تھے پڑھے اور آگ پیچھے ہٹ گئی۔ یہ معاملہ دیکھ کر قوم حمیر نے بھی یہود کے مذہب کو اختیار کر لیا اور اس بادشاہ کے ہم عقیدہ ہو گئے۔ (اللہ جانتا ہے کہ اس کی روایت کی کیا حقیقت ہے)

یمن سے شرک و جہالت کا خاتمہ:

بقول ابن اسحاق بت پرست قوم حمیر کا اس زمانہ میں ایک مکان تھا جس کی وہ تعظیم و تکریم کیا کرتے اور قربانیاں چڑھایا کرتے تھے اور وہاں سے کچھ کلام کی آواز سنا کرتے تھے۔ جب انہوں نے مذہب یہود کو اختیار کیا تو یہودی علماء نے بادشاہ سے کہا کہ اس مکان میں شیطان ہے جو ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو ہم اس مکان کو منہدم کر دیں۔ اس نے کہا تم خود مختار ہو جو چاہو کرو۔ انہوں نے اس مکان کو گرا دیا اور اس مکان میں سے ایک سیاہ کتا نکلا جس کو ذبح کر دیا گیا۔ اس طرح یمن سے ان کے شرک و جہالت کا خاتمہ ہوا۔ اس مکان کے بچے کھچے چند کھنڈرات آج بھی یمن میں موجود ہیں۔

تبع کا قصیدہ:

تبع بادشاہ نے اپنے مدینہ کے سفر میں جو کچھ کیا، ہذیل کے آدمیوں اور مکہ میں ذبح کرنے اور بیت اللہ کی پردہ پوشی اور یہودی علماء سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو کچھ سنا اس نے اس کے متعلق عجیب و غریب اشعار کہے۔

ترجمہ اشعار:

۱۔ تیری نیند کو کیا ہوا ہے کہ آشوب چشم کے مریض کی طرح بے خوابی کے عالم میں ہے گویا کہ بے خوابی تجھ سے زائل ہونے والی ہی نہیں۔

۲۔ دو قبیلوں پر غصہ کی کمی کی وجہ سے کہ وہ ہمارے یثرب میں قیام پذیر ہونے کے باوجود ہلاکت ہے ان کے لیے فساد والے دن کی سزا ہے۔

۳۔ میں مدینہ میں ایک مہینہ ٹھہرا جہاں میں رات گزارتا اور آرام کرنا چاہتا تھا۔

۴۔ اس سے پہلے تبع نے فدک کی زمین کو بہترین مقام پر بطور وطن کے بنایا تھا۔

۵۔ میں نے سیاہ پتھروں والی زمین اور اس میں فروکش ہونے کو اور وہاں کی شور زمین میں چرتا ہوا اور دودھ نکالنے والی ہے کو چھوڑ دیا۔

۶۔ ہم یثرب میں اترے ہمارے دلوں کی حسرتیں کہ یہودی کس کو کاٹ دینے والا قتل عام ہو۔

۷۔ میں نے بطور قسم یمین مبرور کا حلف اٹھایا ہوا تھا تیری عمر کی قسم مجھے وہاں کچھ تردد نہ تھا۔

۸۔ کیا اگر یثرب آ گیا تو (یقیناً) اس کے وسط میں کسی قسم کی کھجور باقی نہ چھوڑوں گا۔

۹۔ یہاں تک کہ میرے پاس بنو قریظہ کا ایک عالم آیا (اور کہنے لگا) اللہ کی قسم یہود میں ایک سردار موجود ہے۔

۱۰۔ کہنے لگا اس بستی سے باز رہو کیونکہ یہ نبی مکہ جو قریش سے ہیں ہدایت یافتہ ہیں کے لیے محفوظ ہے۔

۱۱۔ میں بغیر کسی قسم کی سرزنش کے انہیں ختم ہونے والے دن کے سہارے کے طور پر چھوڑتا ہوں۔

۱۲۔ میں نے ان کو اللہ تعالیٰ کے واسطے چھوڑا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید ہے قیامت کے دن بھڑکتی ہوئی جہنم سے۔

۱۳۔ میں ان کے لیے مدینہ میں صاحب نسب اور مددگاروں کی ایک جماعت قابل تعریف چھوڑ گیا ہوں۔

۱۴۔ وہ اپنی جماعت سے کہتا ہے کہ ان کی مراد اس میں محمد ﷺ کا ثواب حاصل کرنا ہے۔

۱۵۔ مجھے کامل یقین تھا کہ مکہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک پاک گھر ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے۔

۱۶۔ یہاں تک کہ ہم ان کے مقابل "عرفہ" پہنچے جو ذیل کے لوگ آئے۔

۱۷۔ انہوں نے کہا کہ مکہ میں ایک خزانہ ہے جس میں بہت سارا خزانہ ہے یاقوت اور زبرجد کے پوشیدہ خزانے ہیں۔

۱۸۔ میں نے بیت اللہ کو برباد کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ نے درد میں مبتلا کر دیا اور اللہ ہی نے مجھے اس گھر کو خراب کرنے کا ارادہ ترک کروا دیا۔

۱۹۔ جس مقصد کا میں ارادہ کر چکا تھا اس سے واپس لیا اور ایسا معاملہ کیا کہ جو حاضرین دیکھنے والوں کے لیے بطور مثال رہے گا۔

۲۰۔ مجھ سے پہلے ذوالقرنین بھی مسلمان بادشاہ گزر چکا ہے۔ مشرق و مغرب کے بادشاہ اس کے آگے ذلیل و خوار ہو کر تابع ہوتے تھے۔

۲۱۔ ذوالقرنین مشارق و مغارب کا بادشاہ بنا اور حکیموں اور دانشمندوں سے علم کے اسباب تلاش کرتا تھا۔

۲۲۔ اس نے سورج کو جا کر ڈوبتے ہوئے گرم اور کیچڑ کے چشمہ میں دیکھا۔

۲۳۔ اس سے پہلے میری پھوپھی بلقیس ملکہ بھی گزری تھی تا آنکہ ان کے پاس ہدہد آیا تھا۔

تبع کی مکہ مکرمہ پر چڑھائی (روایت دیگر):

محمد بن اسحاق سے ایک اور روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اہل یمن کا قبیلہ یوں کہتا ہے کہ تبع جس قبیلہ پر غضبناک ہوا وہ ہذیل کا قبیلہ تھا ان کی ہلاکت کے درپے ہوا یہ آن چڑھا (اسے مجبر جانتا ہے) انہوں نے اس کو دھوکا ہی دیا تھا۔

اس وجہ سے اس نے اپنے ایک شعر میں کہا:

حنقا علی سبطین حلا یثربا

اولی لهم لعقاب یوم مفسدا

ترجمہ: "دو یہودیوں کے آ جانے سے جو یثرب میں اترے ہوئے ہیں ان پر فساد کے دن کی ہلاکت کی مار پڑے۔"

کاہن سے حالات پوچھنا:

ہمیں ابن حمید نے سلمہ سے محمد بن اسحاق کی یہ روایت سنائی کہ ایک کاہن شافع بن کلیب صدفی تبع کے پاس آیا اور اس کے پاس کچھ عرصہ مقیم رہا۔ جب تبع نے اسے الوداع کرنا چاہا تو کاہن سے پوچھا کہ کیا تیرے علم میں کچھ باقی ہے؟ کاہن نے جواب دیا کہ "خبر ناطق و علم سارق" یعنی میں مستقبل کے بارے میں اب بھی پیشین گوئی کر سکتا ہوں۔

تبع نے پوچھا کہ کیا تیرے علم میں یہ بات ہے کہ کسی بادشاہ کی بادشاہت ایسی ہو سکتی ہے جو میری بادشاہت جیسی ہو؟

کاہن نے جواب دیا کہ غسان نجل کی بادشاہت کے علاوہ کوئی نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی آمد کی پیشین گوئی:

تبع نے پھر پوچھا کہ اس سے بڑھ کر بھی کسی کی حکومت ہو سکتی ہے؟

کاہن نے جواب دیا "ہاں!"

وہ پریشان ہو گیا۔ اپنے ملک بھر کے کاہنوں کو ہر طرف سے بلوایا کاہنوں ساحروں اور فال بینوں اور نجومیوں کو جمع کر لیا جب سب جمع ہو گئے تو ان سے کہنے لگا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے سخت پریشان کر رکھا ہے لہٰذا تم مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ۔

مگر خواب نہیں بتاؤں گا:

کاہنوں اور نجومیوں نے کہا کہ ہمیں خواب تو بیان کریں تاکہ ہم اس کی تعبیر بیان کریں۔ ربیعہ نے جواب دیا کہ اگر خواب تو لوگوں کو بتا دوں تو میرا دل مطمئن نہ ہو گا میں سمجھوں گا کہ تم نے اپنے دل سے سوال کے مطابق جواب گھڑ لیا ہے۔ لہٰذا اس کی تعبیر وہی دے سکتا ہے جو مجھے بتائے خواب بھی بیان کرے اور تعبیر بھی بتائے۔

عظیم کاہن سطیح اور شق:

جمع شدہ لوگوں میں سے ایک آدمی بولا کہ بادشاہ سلامت اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو پھر آپ سطیح اور شق کی طرف پیغام بھیجیں یہ کام وہی کر سکتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں ان سے بڑھ کر کوئی کاہن نہیں ہے۔

سطیح کا سلسلہ نسب:

سطیح ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذئب بن عدی بن مازن بن غسان۔ کی طرف منسوب کر کے ذئبی کہا جاتا ہے اور شق بن صعب بن یشکر بن رہم بن افرک بن نذیر بن قسر بن عبقر بن انمار ہے۔

سطیح کا پہلے پہنچنا:

ربیعہ بن نصر نے مشورہ کے مطابق سطیح اور شق کی طرف پیغام بھیج دیا۔ چنانچہ سطیح شق سے پہلے پہنچ گیا اور اتفاق کا ہنوں میں ان سے بڑھ کر کاہن کوئی نہیں تھا۔ جب سطیح ان کے پاس پہنچا تو اسے بلا کر کہا

اے سطیح میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے اس خواب نے پریشان کر رکھا ہے خواب بھی تم نے خود ہی معلوم کرنا ہے اور تعبیر بھی لانی ہے اگر تو نے خواب معلوم کر لیا تو یقیناً تعبیر بھی تم دے سکو گے۔

سطیح نے جواب دیا کہ "میں تو کر سکتا ہوں"۔

سطیح نے کہا کہ اے بادشاہ! تو نے ایک کھوپڑی دیکھی ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق سطیح نے کہا کہ تو نے کوئلہ دیکھا ہے۔

بہر حال وہ کھوپڑی تاریکیوں سے نکلی اور ایک زمین پر گری۔ اس زمین میں موجود ہر قسم کی چیز کو وہ کھا گئی۔

بادشاہ نے کہا کہ تو نے ذرہ برابر بھی غلطی نہیں کی اب اس کی تعبیر بتا۔

سطیح نے کہا کہ میں دو حرموں کے درمیان کی ہر شے کی کہ سانپ اور جنگل تک کی قسم اٹھاتا ہوں کہ حبشی تمہاری زمین میں اتریں گے اور ابین اور جرش کے درمیانی علاقے پر قابض ہو جائیں گے۔

بادشاہ نے کہا اے سطیح! تیرے باپ کی قسم یہ تو بڑی ڈراؤنی تعبیر ہے۔ بھلا یہ ہو گا کب؟ کیا میرے دور میں ایسا ہو جائے گا یا اس کے بعد؟

سطیح نے کہا:

"نہیں بلکہ تیرے وقت تک نہیں ہوگا۔ تیرے بعد تقریباً ساٹھ ستر سال کے زمانہ گزرنے کے بعد ہوگا"۔

بادشاہ نے پوچھا کہ

"ان کا قبضہ برقرار رہے گا یا کبھی منقطع بھی ہوگا"۔

سطیح نے جواب دیا:

"ستر سے کچھ سال اوپر گزرنے کے بعد ان کا قبضہ منقطع ہو جائے گا پھر وہاں ان کو قتل کر دیئے جائیں گے"۔

بادشاہ نے کہا:

"ان کو قتل کرنے والا کون ہوگا؟"

سطیح نے جواب دیا:

ارم ذی یزن ان کو قتل کریں گے۔

بادشاہ نے پوچھا:

"ارم ذی یزن کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا کبھی ختم بھی ہوگی؟"

سطیح نے کہا:

"نہیں بلکہ ختم ہو جائے گی"۔

بادشاہ نے پوچھا:

"بھلا اس کا خاتمہ کون کرے گا"۔

سطیح نے جواب دیا:

"ایک پاک نبی رسول اللہ ﷺ اس کا خاتمہ کریں گے۔ ان نبی کے پاس وحی آتی ہوگی اور یہ نبی ﷺ غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں سے ہوں گے پھر بادشاہت اسی قوم سے آخر زمانہ تک رہے گی"۔

بادشاہ نے پوچھا:

"کیا زمانے کے لیے کوئی آخرت ہے؟"۔

سطیح نے جواب دیا

"ہاں زمانے کے لیے بھی آخرت ہے ایک دن ایسا آئے گا کہ جس میں اولین و آخرین سب کو جمع کیا جائے گا۔ محسنین کامیاب ہو جائیں گے اور برے لوگ ناکام ہوں گے"۔ (قیامت)

بادشاہ نے پوچھا:

"اے سطیح! جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا وہ حق درست ہے؟"۔

سطیح نے کہا:

"ہاں شفق اور رات کے چھا جانے اور صبح کے پھٹنے کی قسم! جو کچھ میں نے تجھے بتایا ہے وہ سب سچ ہے"۔

شق کو بلوایا۔

جب سطیح نے جواب دیا تو شق آ پہنچا تو بادشاہ نے شق کو بلایا اور کہا کہ اے شق! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ لہٰذا مجھے خواب کے بارے میں بتا اگر تو نے خواب درست بتایا تو اس کی تعبیر بھی درست بتا سکے گا۔ سطیح کی طرح اس سے بھی خواب کی حقیقت پوشیدہ رکھی اور جو بات سطیح نے کہا تھا وہ بھی اس سے پوشیدہ رکھی تاکہ دیکھے کہ کیا دونوں کی تعبیر میں اتفاق ہے یا اختلاف۔

شق نے کہا کہ اے بادشاہ! تو نے ایک کھوپڑی دیکھی ہے جو کہ ایک باغ اور ٹیلے کے درمیان واقع ہے۔ یہ کھوپڑی تاریکیوں سے نکلی اور پھر ہر جاندار کو کھا گئی۔

جب بادشاہ نے خواب بیان کرنے میں دونوں کا اتفاق پایا تو کہا اے شق! تو نے درست بتایا کوئی خطا نہیں کی اور پوچھا کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟

شق نے کہا: دو حرّوں کے درمیان موجود ہر انسان کی قسم اٹھاتا ہوں کہ یقیناً تیری زمین پر سوڈانی اتریں گے اور ہر چھوٹی چیز پر غالب آ جائیں گے اور ابین اور نجران کے درمیان علاقے کے مالک ہوں گے۔

بادشاہ نے کہا: اے شق! تیرے باپ کی قسم! یہ بات میرے لیے بڑی دردناک ہے۔ یہ واقعہ کب ہوگا؟ میرے ہی زمانے میں یا میرے بعد!

شق نے کہا: نہیں بلکہ تیرے جانے کے کافی عرصہ بعد ہوگا۔ پھر تمہیں ایک ذی شان آدمی ان سے نجات دلائے گا اور انہیں بے عزت و رسوا کرے گا۔

بادشاہ نے پوچھا: کہ یہ عظیم الشان آدمی کون ہوگا؟

شق نے جواب دیا: ایک غلام ہوگا نہ گھٹیا اور نہ ہی اپنے معاملے میں کوتاہی کرنے والا۔

بادشاہ نے کہا: کیا اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا ختم بھی ہوگی؟

شق نے کہا: ختم ہوگی اور اس کی حکومت کو اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا رسول ختم کرے گا جو کہ حق و صداقت کا پیغام لائے گا اہل دین اور اہل ثروت کے درمیان عدل کرے گا۔ پھر بادشاہت اس کی قوم میں رہے گی یہاں تک کہ فیصلے کا دن آ جائے گا۔

بادشاہ نے پوچھا: کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟

شق نے کہا: یہ وہ دن ہے کہ جس میں اعمال کا بدلہ ملے گا۔ آسمان سے ایسی پکاریں ہوں گی جو زندوں اور مردوں کو سنائی جائیں گی اور اس دن میں لوگوں کو مقررہ وقت کے لیے جمع کیا جائے گا۔ اس دن متقین کے لیے کامیابی اور بھلائی ہوگی۔

بادشاہ نے کہا: کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ حق ہے؟

شق نے کہا: آسمان اور زمین کے رب کی قسم [illegible] سچ ہے۔

جب بادشاہ نے ان دونوں کی باتیں سن لیں تو حبشیوں کے بارے میں سوچنے لگا اور اپنے گھر والوں کو سامان دے کر عراق کی طرف روانہ کیا اور فارس کے بادشاہ شاپور بن خرزاد کو ان کے بارے میں لکھا [illegible]

فارس کے بادشاہ نے انہیں حیرہ میں ٹھہرایا۔

ربیعہ بن نصر کی باقی اولاد میں سے نعمان بن منذر حیرہ کا بادشاہ ہوا تھا اور وہ نعمان بن منذر بن نعمان بن منذر بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر ہے۔ یہ بادشاہ یمن والوں کے علم الانساب میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے

ربیعہ بن نصر کی وفات

ہشام بن محمد نے ابن اسحاق کی یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ جب سطیح اور شق نے بادشاہ کو خبر دی اور اس نے یقین کر لیا تو اس نے اپنے اہل و عیال کو عراق بھجوا دیا۔ تو یہ قصہ پورے عرب میں مشہور ہو گیا اور لوگ آپس میں ان دونوں کاہنوں کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔ انہی دونوں کاہنوں کے بارے میں بنو قیس کے شاعر اعشیٰ بن ثعلبہ القیسی نے اپنے شعر میں کہا ہے

ترجمہ: ”کسی بھی آنکھ نے کوئی بات ایسی نہیں دیکھی جیسا کہ اس نے دیکھا ہے (ایک سچ کے بارے میں) اور ذئبی نے جیسا کہ اس کے بارے میں کہا تھا“۔

عرب لوگ سطیح کو ذئبی کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ وہ ذئب بن عدی کی طرف منسوب تھا۔

اس کے تھوڑے عرصہ بعد ربیعہ بن نصر ہلاک ہوا اور حسان بادشاہ بن گیا۔

* * *

جانشین تبان اسعد ابی کرب

اس کے بعد اس کا بیٹا حسان بن تبان اسعد ابو کرب بن ملکی کرب بن زید بن عمرو بن ذوالاذعار بادشاہ بنا۔ طسم جدیس کا زوال اور عراق کا حمیر کے ہاتھ سے نکل جانا ایک ایسا واقعہ ہے جس کے پیچھے متعدد محرک اسباب موجود تھے۔

حسان بن تبان اسعد ابو کرب اہل یمن کو ساتھ لے کر عرب و عجم کی زمین فتح کرنے کے ارادے سے چل پڑا۔ جب عراق کے علاقے میں پہنچا تو قوم حمیر اور قبائل یمن نے آگے جانے سے انکار کر دیا اور اپنے گھروں کی طرف لوٹنا چاہا مگر اس نے بات نہ مانی تو قبائل نے حسان کے بھائی عمرو کو جو اس سفر میں ان کے ساتھ تھا اپنے ساتھ ملانا چاہا اور کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ وطن واپسی کا وعدہ کرو تو ہم تمہارے بھائی کو قتل کر کے تجھے اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس نے اس شرط کو منظور کر لیا اور تمام حمیر نے سوائے ایک شخص ذو رعین حمیری کے۔ اس نے عمرو کو بھی اس ارادے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ اپنے بھائی کو قتل کرنا مناسب نہیں اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا مگر عمرو نے اس کی ایک نہ سنی۔ ذو رعین نے دو اشعار کہے اور ایک کاغذ پر لکھ کر اس پر مہر لگا کر عمرو کے پاس لایا اور کہا کہ اس کاغذ کو اپنے پاس سنبھال کر رکھو۔

ترجمہ اشعار:

❶ خبردار کون ہے جو نیند کے بدلے بیداری خریدتا ہے۔

یعنی جو یہ کام کرتا ہے وہ احمق ہوتا ہے۔ اس میں اشارہ یہ تھا کہ اگر تو اسے قتل کرے گا تو تجھے بیداری مول لینی پڑے گی۔

خوش بخت وہ ہے جو ٹھنڈی آنکھ سے رات گزارتا ہے۔

یعنی تکالیف سے فارغ ہو اور راحت و آرام میں رہے۔

❷ اگر قوم حمیر نے حسان کے ساتھ بے وفائی اور غداری کی تو ذی رعین خدا کے ہاں معذور ٹھہرے گا۔

اس کے بعد عمرو نے اپنے بھائی حسان کو قتل کروا دیا اور قوم کو یمن واپس لے آیا۔ قتل کے وقت حسان نے عمرو سے ایک شعر پڑھا

ترجمہ: "اے عمرو! تمہارے اوپر میری موت کو جلدی مسلط کرانا بے کار ظلم ہے اس باہمی اتفاق کے بغیر بھی ہو سکتی ہے"۔

یعنی اہل یمن کے ساتھ تیرے اتفاق کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ میں نے تو دیکھا کہ کسی کی زندگی بے چین ہے یہ کہ عمر والی تیرے باپ نے کی مگر عمرو نہ مانا اور اسے قتل کر دیا۔ اس واقعہ پر کسی حمیری شاعر نے چند شعر کہے۔

❶ یہ کہتے ہیں کہ کون ہے وہ شخص جس نے پہلے زمانہ میں حسان جیسا مقتول دیکھا ہو۔

❷ اس کو امراء نے اس کے دشمنوں سے ڈر کر قتل کر دیا جو قتل کی پیروی کرتے تھے۔

❸ قسم ہے عمرو کی (حسان) تم سب سے اچھا تھا اور تمہارا زندہ عمرو جو ہے وہ ارباب قوم سب مرتا ہو۔

عمرو کی پشیمانی:

جب عمرو بن تبان اسعد اپنے بھائی حسان کو قتل کر کے یمن پہنچ گیا تو اسے بے خوابی کا عارضہ لاحق ہو گیا اور جب اسے سخت تکلیف ہونے لگی تو کاہنوں اور نجومیوں اور طبیبوں سے علاج کرانا شروع کر دیا بے خوابی کا عارضہ ختم نہ ہوا تو انہوں نے علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا تو ایک کاہن نے کہا کہ جو شخص اپنے بھائی یا کسی قریبی عزیز کو بے سبب قتل کر دے تو اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے اس کی نیند بھی باقی نہیں رہتی اور بے خوابی اور بے آرامی اس پر مسلط ہو جاتی ہے۔

اس بات سے متاثر ہو کر یمن کے ان لوگوں کو جنہوں نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا تھا قتل کروانے لگا یہاں تک کہ ذی رعین کی باری آئی تو ذی رعین نے کہا کہ میں تو اس گناہ سے بری ہوں۔

عمرو نے پوچھا وہ کیسے؟

ذی رعین نے کہا وہ پرچہ نکال کر دیکھو جس میں دو اشعار لکھ کر تجھے دیے تھے عمرو نے وہ پرچہ منگوایا اور کھولا تو اس پر دو اشعار پائے۔

جب عمرو نے اس پرچہ کو پڑھا تو ذی رعین نے کہا کہ میں نے تجھے حسان کے قتل سے منع کیا تھا مگر تو نے میری بات نہ مانی تھی اس لیے اتمام حجت کے لیے میں نے یہ پرچہ دیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ پرچہ میرے عذر کی گواہی دے گا اور میں اس وقت جانتا تھا کہ تجھے کوئی نہ کوئی مصیبت ضرور پیش آئے گی اگر تو نے آخر وہی کیا جو تو نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا تو لہٰذا اب یہ پرچہ میرے لیے نجات کا سامان بنے گا عمرو نے ذی رعین کو چھوڑ دیا اور اسے قتل نہ کیا اور اب پچھتانے لگا کہ کاش ذی رعین کی نصیحت مانی ہوتی۔

حمیر اور یمنیوں کے قتل کے بعد عمرو نے چند اشعار کہے:

۱۔ ہم نے اس وقت نیند خریدی جب میری مخالفت ہو گئی (نیند دے کر) بے خوابی کے بدلے میں جس میں موت کا شائبہ تک نہ تھا۔

۲۔ دھوکے کے وقت آوازیں بلند کی تھیں تو حمیر والوں نے لیکن ہمیں کوئی پروا نہ تھی۔

۳۔ جو بھی عمرو ذی رعین کا حریف ہوا ہم نے اسے قتل کر دیا [illegible] ہم نے [illegible] کے بدلے۔

۴۔ قوم حمیر کو ہم نے حسان کے بدلے قتل کیا اور حسان مقتول ہونے والا ایک مقتول ہے۔

۵۔ ہم نے انہیں قتل کرتے وقت ان پر کوئی ترس نہ کھایا بلکہ ان کے قتل سے ہماری آنکھ ٹھنڈی ہوئی۔

۶۔ دونوں لشکروں کی آنکھیں اور تمام آنکھیں رو رو کر [illegible] کی گئی تھیں۔

۷۔ وہ ایسی عورتیں تھیں جو رات کو انس و محبت بخشنے والی اور حسن و خوبی میں چاند کی طرح جیسے ستاروں کے کنارے طلوع ہوتے ہیں۔

۸۔ جب ہمارا احتساب ہوتا تو ہم وفا سے پہچانے جاتے تھے اور مصیبت زدوں کو [illegible] الگ کر دیتے تھے۔

۹۔ ہم سب لوگوں کو نصیحت کرتے تھے جیسے [illegible] فضیلت رکھتا ہے۔

۱۰۔ ہم تمام دنیا کے مالک ہوئے اور دوسرے [illegible] ہمارے بعد [illegible] ہیں۔

۱۱۔ داؤد کے بعد کچھ زمانے تک ہم بادشاہ رہے اور مشرق و مغرب کے سرداروں کو ہم نے غلام بنالیا۔

۱۲۔ ہر ملک والی زمین ہمارے قابو میں [illegible] سے تھا؛ [illegible] شیروں کے سر [illegible] پڑھتے۔

۱۳۔ ہم پر حمیر کے حملہ کا یہی اس وقت [illegible] جب [illegible] والا [illegible] قتل کرتا ہے۔

۱۴۔ میں عنقریب قریب کے حملوں سے اپنے نفس کو شفا بخشوں گا۔ [illegible] کی بڑی بات ہے۔

۱۵۔ میں نے سب دوستوں کے ساتھ [illegible] بات مان لی۔ افسوس کہ میں [illegible] اور وہ جو [illegible] تھے انھوں نے میرے حسب اور عزت کو ہلاک کر دیا۔

اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد عمرو بن تبان اسعد ہلاک ہو گیا۔

بقول ہشام عمرو بن تبان اسعد کو موثبان (اچھل کود کرنے والا) کہا جاتا تھا کیونکہ اس نے بھی اپنے بھائی حسان پر حملہ کر کے اسے قتل کیا تھا۔

لخنیعہ ینوف ذوشناتر:

اس کے بعد قوم حمیر کے واقعات میں خلل واقع ہوا اور ان میں اختلاف رہا اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ حمیر قوم کا ایک شخص جو شاہی خاندان سے نہیں تھا جب کہ [illegible] تھی۔ اسے لخنیعہ ینوف ذوشناتر کہا جاتا تھا۔ اس نے قوم کے شرفاء کو قتل کر دیا اور سلطنت کے گھرانے کے اہل بیت کے ساتھ بدکاری اور بدفعلی بھی کر دی۔

حمیر قوم کا ایک شخص اپنی قوم کے ضائع ہو جانے والے گذشتہ حالات کو ان اشعار میں یوں بیان کرتا ہے۔

- حمیر نے قوم کے بیٹوں کو قتل کر دیا اور سرداروں کو جلاوطن کر دیا اور اپنے ہی ہاتھوں سے ذلت کی چیز بنالی۔
- اپنی دنیا کو اس نے تباہ کر دیا اپنی عقل کو [illegible] لا کر اور [illegible] ضائع ہوا اور [illegible] زیادہ ہے۔
- زمانہ [illegible] داستانوں سے بھرا پڑا ہے۔ جب اس قوم نے فتنہ و فساد پھیلا دیا تو [illegible] جاتی ہے۔

لخنیعہ ایک فاسق و فاجر آدمی تھا وہ شاہی خاندان کے لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرتا۔ [illegible] تمام [illegible] کے لیے مشغول ہو جاتا تھا۔ اس نے اس مکروہ کام کے لیے ایک الگ مکان بنا رکھا تھا جب بھی [illegible] سپاہیوں کی طرف منہ میں مسواک لیے ہوئے نکلتا جو اس بات کی علامت تھی کہ وہ اپنا منہ کالا کر کے فارغ ہو چکا ہے۔ اور سب سپاہیوں [illegible] ہوتی ہے۔

ہوتے ہوتے ایک دن زرعہ ذونواس بن تبان اسعد (حسان کے چھوٹے بھائی) کی باری آ گئی۔ یہ لڑکا حسان کے قتل کے وقت کمسن تھا۔ یہ اچھی [illegible] حسین و جمیل [illegible] جب [illegible] تو اس کا مقصد [illegible] اور ایک تیز چھری اپنے [illegible] جب بدکاری کرنے کے لیے [illegible] تو ذونواس نے جھٹ اس کو قتل کر دیا [illegible] سر تن سے جدا کر کے دریچہ میں رکھ دیا اور اس کے منہ میں مسواک بھی رکھ دی۔

[illegible] سپاہیوں نے (حسب دستور) [illegible] ہو چکا ہے۔

زرعہ نے کہا "اس مرے سے پوچھو جو دریچے میں لٹکا ہے"۔

دیکھا تو لخنیعہ کا سر دریچے میں رکھا ہے۔ سب نے ذونواس کو پکڑ لیا اور کہا کہ جب تم نے ہمیں اس خبیث سے نجات دلائی ہے تو ہم تمہارے سوا کسی اور کو بادشاہ نہ بنائیں گے۔

چنانچہ ذونواس ان کا بادشاہ بن گیا اور قوم حمیر اور قبائل یمن نے اس کی بیعت کر کے اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ یہ یمن کے شاہی خاندان کا آخری تاجدار تھا۔ اس کا نام یوسف رکھا گیا اس کا مذہب یہودی تھا اور اس کی حکومت کافی عرصہ تک رہی۔

نجران میں عیسائیت کا آغاز

نجران میں دین عیسوی کے کچھ بقایاجات پائے جاتے تھے یہ حضرات اہل علم و فضل تھے۔ ان کا ایک سردار عبداللہ بن ثامر بھی تھا۔ نجران عرب کے وسط میں واقع ہے اس وقت نجران ہی اصل میں عیسائیت کا مرکز تھا اس سے پہلے اہل نجران اور اہل عرب بت پرست تھے۔

اہل نجران کے عیسائی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک عابد و زاہد شخص "فیمیون" نامی ان کے ہاں آ گیا اس نے نجران میں عیسائیت کی تبلیغ کی تو وہ عیسائی ہو گئے۔

اصحاب الاخدود (گڑھے والے) کا قاتل

ہشام کہتے ہیں کہ جب ذونواس یہودی ہوا تو اس کا نام یوسف رکھا گیا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے گڑھے کھدوا کر نجران کے عیسائیوں کو شہید کیا تھا (یعنی واقعہ اصحاب اخدود کے واقع کا اصل مجرم تھا)

محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ ایک شخص فیمیون نامی بڑا عابد تھا اور پرہیزگار تھا وہ قریہ قریہ پھرا کرتا تھا جب گاؤں کے لوگ اس کے زہد و تقویٰ اور کرامت سے واقف ہو گئے تو دوسرے گاؤں میں چلا گیا اور اپنے ہاتھ کی کمائی یعنی معمار کا کام کر کے اپنی معاش پیدا کرتا تھا اور اتوار کے روز کوئی دنیاوی کام نہ کرتا تھا بلکہ کسی جنگل میں نکل جاتا اور سارا دن عبادت کرتا تھا اور شام کو واپس آتا تھا۔

ایک دفعہ ملک شام کے گاؤں میں سے ایک گاؤں میں اپنے معمول کے مطابق عبادت و تقویٰ میں مصروف رہتا تھا کہ اس گاؤں کا ایک شخص صالح نامی اس کے حال پر واقف ہو گیا وہ اس کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہوئی فیمیون جہاں جاتا صالح بھی اس کے پیچھے ہو لیتا مگر فیمیون کو خبر نہ ہوتی۔

ایک دن وہ اپنی عادت کے مطابق اتوار کو کسی جنگل میں نکل گیا وہ اپنی نماز میں مصروف ہو گیا اور صالح پوشیدہ جگہ بیٹھ کر اس کو دیکھتا رہا۔ جب وہ نماز میں تھا تو ایک سات سر کا سانپ اس کی طرف لپکا فیمیون نے اس کے لیے بددعا کی اور وہ اسی جگہ مر گیا۔

صالح سانپ کو دیکھ کر چلایا اے فیمیون صاحب! سانپ! مگر اسے یہ خبر نہ تھی کہ سانپ اس کی بددعا سے مر چکا ہے جب شام کو واپس ہونے لگے تو صالح نے کہا کہ اے فیمیون! آپ جانتے ہیں مجھے آپ سے از حد محبت ہے اسی واسطے میں آپ کی مفارقت برداشت نہ کر سکا۔ آپ یہاں تشریف رکھیں کہ آپ کا راز فاش ہو جائے گا میں اسے افشا نہ کروں گا مگر شہر کے لوگ بھی ان کے حالات سے واقف ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو وہ اس کے حق میں دعا کرتا تو وہ اچھا ہو جاتا اور اگر کسی

آخر مسیحیت کے آثار [illegible] ختم ہو گئی۔

اس گاؤں میں ایک شخص رہتا تھا جس کا بیٹا [illegible] اس شخص نے فیمیون کی کرامت [illegible] کا ذکر [illegible] لوگوں سے [illegible] آیا [illegible] کر دیا اور پھر اس سے [illegible]

فیمیون نجران میں

اس شخص نے اپنے بیٹے کو جھونپڑی میں ڈال دیا اور فیمیون کے پاس جا کر کہا میرے گھر میں تھوڑا سا کام ہے فرصت ہو تو آ کر دیکھ جاؤ۔ اس بہانے ان کو اپنے گھر لے گیا اور لڑکے کو نکال کر ان کے سامنے لا کر کہا: فیمیون اللہ تعالیٰ کے بندے! یہ مصیبت جس کو آپ دیکھ رہے ہیں (اللہ جانتا ہے) اس کے حق میں دعا کیجئے۔ فیمیون نے دعا فرمائی اور وہ لڑکا اچھا ہو گیا۔ فیمیون نے دل میں کہا اب یہاں سے نکلنا چاہیے جب اس گاؤں سے نکل کر جا رہے تھے صالح نے ان کو دیکھا [illegible] راستے میں بیٹھ جاتے تھے تو ایک درخت سے کسی شخص نے فیمیون کو پکارا۔ فیمیون نے جواب دیا تو اس شخص نے کہا کہ میں تیرے انتظار میں تھا میری آواز سنتا چلا آ میری موت کا وقت آ گیا ہے [illegible] وہ شخص مر گیا اور فیمیون نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کیا۔

اس کے بعد فیمیون وہاں سے روانہ ہو کر چلا۔ یہاں تک کہ عرب کے کسی علاقے میں جا پہنچے صالح بھی ان کے ساتھ تھا تو عرب نے ان پر حملہ کر دیا اور عرب کے ایک قافلے نے انہیں اٹھا لیا اور لے جا کر نجران میں ان دونوں کو فروخت کر دیا۔ ان دنوں اہل نجران ایک لمبی کھجور کی پوجا کرتے تھے اور ہر سال عید منایا کرتے تھے اور اس کھجور کو [illegible] پہنایا کرتے تھے۔

چنانچہ نجران میں سے ایک شخص نے فیمیون کو خرید لیا اور دوسرے نے صالح کو خرید لیا [illegible] آقا کے گھر میں جب فیمیون تہجد پڑھتا تو سارا گھر بغیر چراغ کے روشن ہو جاتا۔ ایک دفعہ اس کا آقا یہ کیفیت دیکھ کر بہت متعجب ہوا اور اس نے پوچھا کہ تمہارا کیا مذہب ہے سچ کہو۔ فیمیون نے اپنا مذہب بتایا اور کہا [illegible] جس کھجور کی تم پوجا کرتے ہو [illegible] کوئی فائدہ [illegible] اگر میں اپنے خدا سے [illegible] دعا کروں تو [illegible] ہلاک کر دے گا۔

اس کے آقا نے کہا اگر ایسا کر دکھاؤ تو ہم تمہارے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ چنانچہ فیمیون نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر دعا [illegible] اہل نجران نے دین عیسوی قبول کر لیا اور یہاں سے عرب میں عیسائیت کا آغاز ہوا۔

نجران میں جادوگر

ابن حمید سلمہ کے واسطے سے بتاتے ہیں کہ محمد بن اسحاق نے یزید بن زیاد کے واسطے سے یہ روایت کی ہے کہ کعب القرظی کہتے ہیں [illegible] محمد بن اسحاق نے یہ روایت بعض اہل نجران سے بھی کی ہے کہ اہل نجران مشرک و بت پرست تھے نجران سے قریب ایک گاؤں میں ایک جادوگر رہتا تھا جو نجران کے لڑکوں کو جادو سکھایا کرتا تھا۔ جب فیمیون نے اس گاؤں کے قریب اپنا خیمہ [illegible] نجران کے لڑکے جادو سیکھنے جاتے تو دیکھتے کہ فیمیون عبادت میں مصروف ہیں تو ان کی حرکات دیکھ کر تعجب ہوتا۔ ایک ثامر [illegible] نجران کے ایک آدمی [illegible] اس نے [illegible] جادوگر کے پاس بھیجا

ثامر کے لڑکے کا نام عبداللہ تھا اسے بھی جب عبداللہ نے فیمیون کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تو اس کے دل میں عبادت کے انداز نے بہت اثر کیا جس کے بعد عبداللہ نے فیمیون کے پاس آنا جانا شروع کر دیا اور ان کے اقوال وقیام سنتے تھے یہی اس کی وجہ سے عیسائی ہو گیا اور پکا مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا۔

اسم اعظم

جب عبداللہ تمام دین میں ماہر ہو گیا تو ایک روز فیمیون سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے؟

اس نے کہا کہ اے عزیز! اس کا بیان تیرے لیے مناسب نہیں تو کچھ فکر نہ کرو۔ کیونکہ تو اس کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکے گا۔ عبداللہ نے جب دیکھا کہ وہ اسم اعظم نہیں بتاتے تو اس نے کئی روز تک یونہی غور کیا تب اس نے جتنے ہوئے تمام اسمائے حسنیٰ کو ایک ایک کر کے تیر پر لکھتا گیا اور پھر آگ میں ڈالتا گیا یہ سوچ کر کہ اسم اعظم والا تیر محفوظ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس تیر پر اسم اعظم لکھا ہوا تھا وہ آگ سے نکل کر باہر آ گیا اس طرح اس کو اسم اعظم کا علم ہو گیا پھر راہب کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے اسم اعظم معلوم کر لیا۔ راہب نے پوچھا کیا ہے؟

عبداللہ نے بتایا کہ فلاں ہے کہا کہ تو نے کس طرح معلوم کیا تو اس نے سارا ماجرا بتایا تو راہب نے کہا اے عزیز! اس کو پوشیدہ رکھو اور ضبط سے کام لو۔

تبلیغ عبداللہ بن ثامر

اب عبداللہ ثامر کا یہ کام ہو گیا کہ جب نجران میں کسی کو مصیبت یا بیماری لاحق ہوتی تو کہتا کہ اے شخص تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لا اور میرے دین میں داخل ہو جا اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے اس مصیبت سے نجات دے۔ اگر وہ دین کی دعوت قبول کر لیتا تو عبداللہ اس کے حق میں دعا کرتا اور وہ اچھا ہو جاتا اس طرح سے نجران کے بہت سے لوگ اس کے تابع ہو گئے اور اس کا دین قبول کر لیا۔

رفتہ رفتہ اس کی شہرت نجران کے بادشاہ تک پہنچی تو اس نے بلا کر کہا کہ تو نے میری رعیت کا مذہب خراب کر دیا ہے اور میرے دین اور میرے باپ دادا کے دین کی مخالفت کی ہے میں تجھے ضرور عبرتناک سزا دوں گا۔

عبداللہ بن ثامر نے کہا کہ اے بادشاہ! تو مجھے کوئی تکلیف نہ دے سکے گا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے ایک اونچے پہاڑ سے سر کے بل نیچے گرا دیا جائے۔ چنانچہ اسے وہاں سے گرا دیا گیا لیکن اس کو کوئی گزند نہ پہنچی اور وہ صحیح سلامت زمین پر آن پہنچا۔ پھر اس کو نجران کے گہرے پانی میں غرق کرایا گیا اور وہ وہاں سے بھی صحیح سالم نکل آیا۔ جب بادشاہ اس پر کسی طرح قادر نہ ہو سکا تو عبداللہ نے کہا اگر تو مجھ پر غلبہ پانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آ اور جس چیز پر میں ایمان رکھتا ہوں اس پر تو بھی ایمان لے آ۔ اس کے بعد تو میرے قتل پر قادر ہو سکے گا۔

بادشاہ نے یہ سن کر عبداللہ کے مذہب کو قبول کر لیا پھر اپنے ہاتھ کی عصا سے عبداللہ کو مارا جس سے وہ زخمی ہو کر شہید ہو گیا پھر خود بادشاہ بھی اسی جگہ ہلاک ہو گیا۔ پھر انہوں نے عبداللہ بن ثامر کے مذہب کو قبول کر لیا اور ان کی کتاب اور شریعت کو مان گئے یہاں سے نجران میں اصل نصرانیت کی ابتدا ہوئی پھر ان میں بھی بدعات داخل ہو گئیں جو ہر مذہب میں ہو جاتا ہے

غرض وہ بات کہ [illegible] اہل نجران تک پہنچی [illegible] ہے۔

اصحاب الاخدود (خندق والے)

جب [illegible] ذونواس [illegible] یمن کے [illegible] عیسائیوں پر [illegible] کے بعد [illegible] [illegible] نجران [illegible] اور [illegible] [illegible] ہزار [illegible] ایک شخص [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible] نے [illegible] سے [illegible] کیا تھا [illegible] ہے۔

یہ ذونواس [illegible] نام [illegible] ہے۔

ابن ہشام نے سیرت میں محمد بن اسحاق کی روایت نقل کی ہے۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ ذونواس اور اس کے لشکروں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیات اتاری ہیں

> ترجمہ: "مارے گئے گڑھے والے (اس گڑھے والے) جس میں خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی جب کہ وہ اس گڑھے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کے ساتھ کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے"۔ (سورۃ البروج آیات ۴ تا ۸)

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ [illegible] ذونواس نے قتل کیا تھا ان میں عبداللہ بن ثامر [illegible] بھی شامل تھا۔ [illegible] [illegible] عبداللہ بن ثامر [illegible] قتل کیا [illegible] ان کے بعد ان کے [illegible] کو قتل کر دیا۔

◆ ◆ ◆

حبشہ والوں کی یمن پر حکومت

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ اہل یمن کی حکمرانی سلسلہ بہ سلسلہ چلی آرہی تھی تو کوئی ان کے بارے میں یہاں تک بھی نہ سوچتا تھا کہ ان کی حکومت ختم ہو جانے کی نوبت آئے گی یہاں تک کہ انوشیروان کے زمانہ میں ان کے شہروں پر قبضہ ہو گیا۔ ہشام کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ یمن کا بادشاہ ذونواس حمیری یہودی مذہب کا پیرو تھا۔

ہشام کہتے ہیں کہ نجران پر حملہ کا سبب یہ تھا کہ اس کے پاس نجران والوں میں سے ایک یہودی آیا اور کہنے لگا کہ نجران والوں نے اپنے بیٹوں کو ظلم سے قتل کر دیا اور وہ عیسائی ہو گئے اس وجہ سے ذونواس نجران والوں پر حملے کے لیے تیار ہو گیا۔

یہ سن کر ذونواس یہودی کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے نجران والوں پر چڑھائی کر دی خوب قتل عام کیا اس دوران نجران والوں کا ایک فرد بھاگ کر حبشہ کے بادشاہ کے پاس پہنچا اسے سارے حالات سنائے اور یہ شخص اپنے ساتھ جلی ہوئی ایک انجیل بھی لے کر گیا تھا وہ بھی پیش کی۔ حبشہ کے بادشاہ نے کہا: ہمارے پاس افرادی قوت تو بہت زیادہ ہے مگر ہمارے پاس کشتیاں نہیں ہیں البتہ میں قیصر روم کو خط لکھتا ہوں کہ وہ ہمیں کشتیاں بھیجے۔

چنانچہ اس نے قیصر روم کو خط لکھا اور خط کے ساتھ بھی وہ جلی ہوئی انجیل بھیج دی۔ جس کے بعد قیصر روم نے کشتیوں کی کثیر تعداد روانہ کر دی۔

شہید زندہ ہوتا ہے!

اب سلسلہ کلام پھر دوبارہ محمد بن اسحاق کی حدیث کی طرف لوٹتا ہے۔ چنانچہ ابن حمید نے ہمیں سلمہ سے، محمد بن اسحاق کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اہل نجران میں سے ایک شخص نے حضرت عمر کے زمانے میں نجران کی ویران زمین میں سے کچھ حصہ کھودا اس کے نیچے سے عبداللہ بن ثامر کی لاش نکلی اسے تعجب ہوا کہ اس کا ہاتھ سر کی چوٹ پر رکھا ہوا تھا۔ جیسا کہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہاتھ کو اس چوٹ سے ہٹاتا تو خون بہنا شروع ہو جاتا اور جب ہاتھ کو دوبارہ وہاں جگہ پر رکھتا تو خون بند ہو جاتا تو اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جس پر ربی اللہ لکھا ہوا تھا۔ اس شخص نے یہ بات حضرت عمر بن الخطاب کی خدمت میں لکھ بھیجی حضرت عمر بن الخطاب نے جواب دیا کہ اس کو اپنے حال پر رہنے دو اور وہیں اسی طرح دفن کر دو۔ چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل فرمائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس وقت جب ذونواس قتل عام کر رہا تھا دوس ذی ثعلبان نامی ایک شخص اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس علاقہ سے نکل بھاگا۔ قاتل فوج نے اس کا پیچھا کیا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آیا اور بھاگ کر قیصر روم کے پاس پہنچ گیا اور ذونواس کے خلاف اس سے مدد مانگی قیصر روم نے کہا تمہارا علاقہ بہت دور ہے میں تمہارے واسطے حبشہ کے بادشاہ کو لکھتا ہوں وہ تمہارے ملک کے قریب ہے وہ عیسائی مذہب کا ہے اور تمہاری امداد بھی کرے گا۔ تب قیصر روم نے بادشاہ کی طرف ایک رقعہ بھیجا اور اس میں دوس ذی ثعلبان کی رعایت اور امداد کی تاکید کی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ [illegible]

۹۔ [illegible]

۱۰۔ [illegible]

۱۱۔ [illegible]

[illegible]

❶ [illegible]

❷ [illegible]

❸ [illegible]

❹ [illegible]

❺ [illegible]

❻ [illegible]

[illegible]

ذونواس کا فریب:

[illegible] قبول کرنے کا فرمان [illegible]۔

[illegible]

[illegible]

لشکر بھیجا اس پر اریاط کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا۔ جب اریاط یمن کی سرزمین پر اترا تو ابرہہ نے اس کو بے جا سمجھا کیونکہ وہ بھی ایک دن اور ایک صف میں اتر کر آیا تھا پھر ابرہہ نے کہا کہ تیرے ساتھ میرا مقابلہ ہے اور میں بھی ہوں۔ حبشیوں کو آپس میں لڑا کر کیا ہو گا لہٰذا ہم دونوں آپس میں مقابلہ کرتے ہیں جو کوئی ہم میں کامیاب ہو گا وہ بادشاہت کا مالک ہو گا اس طرح سے عوام الناس کا قتل عام نہ ہو گا۔ اریاط نے اس تجویز سے رضامندی ظاہر کی پھر ابرہہ نے ایک بات سوچی اور دونوں کے درمیان مقابلہ کی جنگ شروع ہوئی۔

ادھر ابرہہ نے پہلے ہی ایک غلام عتودہ کو مقررہ جگہ کے قریب ہی ایک گڑھے میں چھپا دیا۔ جب مقابلہ شروع ہوا تو اریاط نے اس پر حملہ کیا اور اس کے چہرے پر ضرب لگی جس سے ابرہہ کی ایک جانب کی ناک کٹ گئی۔ اسی وجہ سے اسے اشرم کہا جانے لگا۔ جب ابرہہ کے غلام عتودہ نے ابرہہ کو اس حال میں دیکھا تو موقع پا کر اریاط پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر ڈالا۔

ابرہہ نے غلام سے کہا کہ تم جو چاہو میں پورا کروں گا۔ غلام نے کہا کہ یمن کی کسی عورت کو اپنے خاوند کے پاس نہ بھیجا جائے جب تک میں اس عورت پر قدرت نہ پا لوں۔ ابرہہ نے کہا کہ جا تیری مراد پوری۔ اس کے بعد اہل یمن غلام عتودہ کے دشمن ہو گئے اور اسے قتل کر ڈالا پھر ابرہہ نے اہل یمن کو آزاد کر دیا۔

نجاشی کو جب اریاط کے قتل کی خبر پہنچی تو نجاشی نے قسم اٹھائی کہ جب تک ابرہہ کا خون نہ بہائے گا اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھے گا۔ ابرہہ کو جب نجاشی کے اس حلف کی خبر پہنچی تو نجاشی کو خط لکھا کہ اے بادشاہ!

میں بھی تیرا غلام اور اریاط بھی تیرا غلام۔ وہ جب یمن آیا تو تیری بادشاہت کو تباہ کرنا چاہتا تھا اور مجھے قتل کرنے کے درپے ہوا میں نے اسے روکا اور چاہا کہ اسے تو صرف تیرے پاس بھیجوں مگر اس نے انکار کیا اور بغاوت کر کے تیرے لشکر کو قتل کرنا چاہتا تھا مجبوراً میں نے ایسا کیا۔

میں نے سنا ہے کہ تو نے قسم اٹھائی ہے کہ تو میرا خون بہائے گا اور میری زمین کو روندے گا تو میں تیرے پاس ایک بوتل میں اپنا خون ڈال کر بھیج رہا ہوں اور اپنے یمن کی مٹی کا ایک تھیلا بھی بھیج رہا ہوں۔ میرا خون زمین پر بہا دینا اور مٹی بکھیر کر اس پر چل دینا اسی طرح تیری قسم بھی پوری ہو جائے گی۔ میں تو تیرا بندہ ہوں۔ میری عزت تیری عزت ہے نجاشی ابرہہ سے راضی ہوا اور اسے دستور کو یمن پر بحال کر دیا۔

ابرہہ اور اریاط میں مبارزت:

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ اریاط کافی عرصے تک یمن کی سلطنت پر رہا پھر ابرہہ اشرم کے ساتھ اپنی حکومت کے بارے میں منازعت و مخالفت ہوئی۔ اس وجہ سے کچھ حبشی ابرہہ کی طرف ہو گئے اور کچھ اریاط کی طرف ہو گئے پھر مقابلہ کے لیے میدان جنگ میں آ گئے۔ ابرہہ نے اریاط کو بلا بھیجا کہ ہمیں اس طرح سے فوجوں کا مقابلہ کرا کے ان کو ہلاک نہیں کرنا چاہیے تم اور میں مقابلے کے لیے میدان میں آ جائیں اور جو بھی ہم میں سے مد مقابل کو قتل کر دے گا تو بادشاہت اسی کی ہو گی اور حبشی بھی جیتنے والے کے پاس چلے جائیں گے۔ اریاط نے بھی اس شرط کو منظور کر لیا۔

اریاط بہت قد آور جوان اور خوبصورت تھے اور ابرہہ کوتاہ قد متوسط البدن، اریاط پر حملہ کرنا چاہا تو اپنے پیچھے ایک غلام عتودہ کو کھڑا کیا تاکہ اس کی حفاظت کرے۔ اریاط نے نیزہ لے کر ابرہہ پر حملہ کرنا چاہا تاکہ اس کا سر اڑا سکے مگر نیزہ اس کے ابرو پر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کی خبر پہنچی تو اس نے پوچھا کہ کس نے ایسا کیا ہے؟

جواب ملا کہ اس گھر (بیت اللہ) والوں میں سے کسی نے کیا ہے جس گھر کا عرب حج کرتے ہیں۔

جب سننے والے نے یہ چغلی سنی تو اس نے بھی ضد میں آ کر کعبہ میں پیشاب کر دیا۔

ابرہہ کی خانہ کعبہ پر چڑھائی:

ابرہہ یہ سن کر سخت غضبناک ہوا اور قسم اٹھائی کہ ضرور حملہ کر کے بیت اللہ کو منہدم کروں گا۔ اس زمانہ میں بعض عرب ابرہہ سے اس کی خواہشات کی تکمیل مانگنے اس کے دربار میں آیا کرتے تھے ان میں سے ایک آدمی محمد بن خزاعی بن خزابہ ذکوانی سلمی تھا۔ ایک مرتبہ ان ہی لوگوں کا ایک وفد ابرہہ کے پاس آیا تھا ان میں سے محمد بن خزاعی اور اس کا بھائی قیس بن خزاعی بھی تھا اسی دوران ابرہہ کی عید کا موقع آ گیا اور اس نے عربوں کے پاس قیمتی ناشتہ بھیجا۔ ابرہہ عید کے دن گھوڑے کھایا کرتا تھا لہٰذا اس نے عربوں کو بھی ناشتہ میں گھوڑے ہی بھیجے۔ جب محمد بن خزاعی نے ناشتہ دیکھا تو کہنے لگا کہ خدا کی قسم اگر ہم گھوڑے کھائیں گے تو ہماری عزت خاک میں مل جائے گی اور عربوں میں ہم عیب دار کہلائیں گے۔ لہٰذا محمد بن خزاعی ابرہہ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

"اے بادشاہ! آج کا دن ہماری عید کا دن ہے اس دن ہم رانیں اور دستیاں کھایا کرتے ہیں"۔

ابرہہ نے کہا:

"میں ابھی تم لوگوں کو وہی بھجوائے دیتا ہوں۔ گھوڑے تو میں نے اپنے شوق سے بھیجے تھے کیونکہ میں گھوڑے شوق سے کھاتا ہوں اور مہمانوں کو میں نے اپنی پسندیدہ اشیاء بھجوائی ہے"۔

محمد بن خزاعی کا قتل:

ابرہہ نے محمد بن خزاعی کو تاج پہنا کر قبیلہ مضر کا حکمران بنا دیا۔ اور اسے حکم دیا کہ لوگوں کو اس نئے کلیسا کا حج کرنے پر ابھارو۔ اہل تہامہ کو جب محمد بن خزاعی کے معاملہ کا علم ہوا تو جب محمد بن خزاعی کنانہ کی زمین میں پہنچا تو انہوں نے ہذیل کے ایک شخص عروہ بن حیاض الملاصی کو بھیجا اور اس نے تیر مار کر محمد بن خزاعی کو قتل کر دیا۔ محمد بن خزاعی کے ساتھ اس کا بھائی قیس بن خزاعی بھی تھا بھائی کو قتل ہوتا دیکھ کر وہ بھاگ نکلا اور ابرہہ کے پاس جا پہنچا اور ابرہہ کو تمام واقعہ بتایا۔ یہ ماجرا سن کر ابرہہ غضبناک ہو گیا اور قسم کھائی کہ وہ بنو کنانہ پر ضرور حملہ کرے گا اور بیت اللہ کو منہدم کرے گا۔

ہشام بن محمد کی رائے کے مطابق نجاشی کی رضامندی کے بعد ابرہہ نے ایک بے مثال گرجا گھر تعمیر کروایا اسے مختلف رنگوں اور سونے سے سجایا۔ قیصر روم کو لکھا کہ میں صنعاء میں ایک کلیسا بنوانا چاہتا ہوں جو کہ پوری دنیا کے لیے مثال ہو اور کچھ مدد بھی طلب کی۔ قیصر روم نے پچی کاری کا سامان اور سنگ مرمر بھیج کر اس سے تعاون کیا جب تعمیر مکمل ہوئی تو نجاشی کو لکھا کہ کلیسا کی تعمیر سے میرا پختہ ارادہ یہ ہے کہ میں اس طرف عربوں کو متوجہ کروں تاکہ وہ کلیسا کا حج کریں۔

جب عربوں نے ابرہہ کے ارادے سنے تو ان پر بہت گراں گزرا۔ چنانچہ بنو مالک بن کنانہ کا ایک آدمی [illegible] آ کر کلیسا میں پاخانہ کر گیا۔ جب ابرہہ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو سخت غضبناک ہوا اور اس نے جنگ کی ٹھان لی اور پکا ارادہ کر لیا کہ بیت اللہ کو بھی منہدم کر دے گا۔

چنانچہ یہ یہاں سے جان بچا کر بھاگے تھے [illegible] ذونفر گرفتار ہو گئے [illegible] ان کے ساتھ مقابلہ [illegible] تو ذونفر نے کہا اے بادشاہ! مجھے زندہ رکھو کیونکہ میری زندگی تیرے لیے موت سے بہتر ہے۔ تو ابرہہ نے اسے قتل نہ کیا [illegible] پھر آگے بڑھا تو نفیل بن حبیب خثعمی سے مقابلہ ہوا۔ نفیل کو شکست ہوئی اور ان کو بھی قید کر لیا گیا۔ نفیل نے بھی درخواست کی کہ اسے زندہ رکھا جائے۔ چنانچہ ابرہہ نے اس کی بات مان لی اور اب وہ اس سے رہبری کا کام لینے لگا اور اپنے ساتھ آگے لے آیا تھا۔

اس کے بعد ہم ابن اسحاق کی روایت کی طرف پلٹتے ہیں

جب ابرہہ بیت اللہ پر چڑھائی کے ارادے سے [illegible] حملہ آور ہونے کا [illegible] چنانچہ [illegible] سے نکل آیا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ [illegible] سے روایت [illegible] کہ [illegible]

عربوں نے جب یہ سنا تو بہت پریشان ہوئے اور اس کے خلاف جہاد کی تیاری شروع کر دی۔

انہوں نے کہا کہ اہل یمن میں سے ہی ایک آدمی اس کے مقابلے کو نکلا تو ہمیں بھی اس کا مقابلہ کرنا چاہیے چنانچہ جنھوں نے اس کا ساتھ دیا جب ذونفر نے ابرہہ کے راستے میں رکاوٹ ڈالی مگر شکست کھا کر قیدی ہوئے جب ابرہہ نے اسے قتل کرنا چاہا تو کہنے لگا کہ اے بادشاہ! مجھے زندہ رکھو کیونکہ میرا زندہ رہنا تمہارے لیے باعث خیر ہے۔ ابرہہ نے اسے زنجیروں میں جکڑ کر اپنے پاس قید رکھ لیا۔

ابرہہ آگے بڑھا جب خثعم کے علاقے میں پہنچا تو نفیل بن حبیب خثعمی اپنے دو قبیلوں شہران اور ناہس اور دیگر قبائل عرب کو لے کر ابرہہ کے مقابلے کو نکلا مگر اس کے حصے میں بھی شکست آئی اور وہ قیدی ہو گیا۔ ابرہہ نے اسے بھی قتل کرنا چاہا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے زندہ رہنے دیں راستے میں تمہاری رہبری کروں گا۔ اور خثعم کے دونوں قبیلے شہران اور ناہس تیری اطاعت قبول کرتے ہیں۔ ابرہہ نے اسے معاف کر دیا اور اپنے ہمراہ لے لیا۔ وہ راستہ بتانے کا کام کرتا رہا۔

ابرہہ طائف میں

جب وہ طائف کے پاس سے گزرا تو ثقیف میں سے مسعود بن معتب نکل کر ابرہہ کے پاس آیا کہنے لگا ہم تیرے غلام ہیں ہمارا تمہارے ساتھ کوئی اختلاف نہیں بلکہ ہم تو تیری اطاعت کرتے ہیں اور یہ جو ہمارا عبادت خانہ ہے یہ اللات (بت) ہے یہ وہ نہیں جس کا تو ارادہ رکھتا ہے جبکہ تیرا قصد مکہ ہے اور ہم تمہارے ساتھ ایک آدمی راہنمائی کے لیے بھیجتے ہیں تاکہ تجھے مکہ دکھائے۔

طائف والوں نے ابو رغال کو ان کے ساتھ کر دیا۔ ابو رغال نے جب مقام مغمس پر پڑاؤ کیا تو وہ یہاں پہنچ کر مر گیا۔ یہاں اس کی قبر ہے اور لوگوں نے اس کی قبر پر پتھر مارنے شروع کر دیئے یہ وہی قبر ہے جو مقام مغمس میں پتھر مارے جاتے ہیں۔

مکہ میں غارت گری

ابرہہ نے مغمس نامی جگہ پر پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے ایک حبشی آدمی اسود بن مقصود کو چند سواروں کے ہمراہ مکہ میں بھیجا اس شخص نے غارت گری کرتے ہوئے [illegible] قریش [illegible] عبد المطلب بن ہاشم کے دو

[illegible] عبد المطلب بن ہاشم [illegible] کے سردار تھے۔ [illegible]
[illegible] دیکھا [illegible] [illegible]

ابرہہ کا ایلچی

ابرہہ نے حناطہ حمیری کو مکہ بھیجا اور کہا کہ مکہ جا کر [illegible] سردار سے ملو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لے کر میرے پاس آؤ۔

جب حناطہ مکہ میں داخل ہوا تو اس نے دریافت کیا کہ یہاں کا سردار کون ہے؟

لوگوں نے بتایا کہ عبدالمطلب بن ہاشم یہاں کا سردار ہے۔ حناطہ ان کے پاس پہنچا [illegible]

عبدالمطلب نے کہا ہم اس سے لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے اور نہ ہی ہمارے اندر اتنی طاقت ہے۔ یہ خدا کا گھر ہے اور اسے ابراہیم خلیل اللہ نے بنایا تھا۔ اگر خدا اپنے گھر کی حفاظت کرنا منظور ہوئی تو وہ اس کو خود روک لے گا [illegible] ہمیں کوئی خطر نہیں۔

حناطہ نے کہا کہ آپ میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلیں چنانچہ عبدالمطلب اپنے چند لڑکوں کے ہمراہ اس کی طرف چل پڑے۔

عبدالمطلب ابرہہ کے لشکر میں

جب عبدالمطلب لشکر میں پہنچے تو دریافت کیا کہ ذونفر کہاں ہے؟ ذونفر اس وقت قیدی تھا اور ان کا [illegible] دوست تھا اور [illegible] ہونے پر عبدالمطلب نے ذونفر سے پوچھا:

"اے دوست! کیا تو ہم پر آنے والی مصیبت سے بچاؤ کی کسی طرح کوئی تدبیر [illegible] [illegible] سکتے ہو؟"

ذونفر نے کہا

"میں ایسا قیدی ہوں جس کو ہر وقت یہ خطرہ ہے کہ نہ جانے کب قتل کر دیا جائے [illegible] باقی ہاتھیوں کا نگران انیس میرا دوست ہے میں اسے کہتا ہوں کہ وہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے جائے اور آپ کی سفارش کرے گا۔"

چنانچہ ذونفر نے عبدالمطلب کو انیس کے پاس بھیجا اور کہا کہ یہ قریش کے سردار ہیں اور مکہ کے چشمہ زمزم کے مالک ہیں۔ غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور پہاڑوں پر جانوروں کی حفاظت کرتے ہیں اور بادشاہ نے ان کے دو سو اونٹ لے لیے ہیں انہیں بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور جہاں تک ممکن ہو ان کو فائدہ پہنچاؤ۔

انیس نے کہا ٹھیک ہے (انیس نے بادشاہ سے کہا)

"اے بادشاہ! عبدالمطلب قریش کے سردار اور مکہ کے چشمے کے مالک ہیں اور آپ سے [illegible] درخواست کرنا چاہتے ہیں۔"

ابرہہ اور عبدالمطلب کے درمیان گفتگو:

ابرہہ نے عبدالمطلب کا احترام کیا آپ بڑے بارعب [illegible] تھے۔ جب ابرہہ نے ان کو دیکھا تو مرعوب ہو گیا اور تعظیماً اپنے پاس تخت پر بٹھانا چاہا مگر [illegible] تخت سے نیچے اتر آیا اور فرش (قالین) پر بیٹھ گیا اور عبدالمطلب کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا۔

ابرہہ نے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب سے ان کی درخواست کے بارے میں پوچھو؟

ترجمان نے دریافت کر کے کہا کہ یہ اپنے دو سو اونٹ واپس لینا چاہتا ہے۔

ابرہہ نے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب سے کہو کہ مجھے [illegible] اور تمہاری درخواست پر بہت حیران ہوا ہوں کہ تم اپنے اونٹوں کو واپس لینے کی خواہش رکھتے ہو اور اپنے مذہبی گھر (بیت اللہ) جو تمہارا اور تمہارے آباء و اجداد کا مرکز عبادت ہے، کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتے اور اس کو گرائے جانے سے روکنے کی سفارش کرتے ہو۔

عبدالمطلب نے کہا کہ مجھے اس گھر سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس گھر کا رب ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا میں تو اونٹوں کا مالک ہوں لہذا انہی کی واپسی کی بات کرتا ہوں۔ [illegible] اونٹ واپس کر دیے گئے۔

مؤرخین کی آراء

بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ جب عبدالمطلب کے ساتھ بنو کنانہ کے سردار [illegible] ابرہہ کے پاس گئے اور بادشاہ سے کہا کہ تہامہ کا ایک تہائی مال [illegible] اور بیت اللہ کو منہدم نہ کر [illegible] نے انکار کر دیا۔ واللہ اعلم۔

مکہ سے قریش کا نکل جانا

اے اللہ! تو جان اور تیرا گھر

ابرہہ نے عبدالمطلب کو اونٹ واپس کر دیے تو عبدالمطلب نے مکہ آ کر لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی اور حکم دیا کہ مکہ سے نکل جائیں [illegible] ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں اور غاروں میں چھپ جائیں پھر عبدالمطلب نے جاتے وقت قریش کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑا اور ابرہہ اور اس کے لشکر کے حق میں بد دعا کی اور یہ شعر پڑھے:

❶ اے اللہ! بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر والوں کی حفاظت فرما۔
❷ [illegible] سے پہلے کی حفاظت فرما۔
❸ [illegible] حفاظت فرما۔
❹ ان کی صلیب [illegible] تیری [illegible] پر غالب نہ آئیں۔
❺ اگر تو ان کو [illegible] ہے۔

❹ اگر تو اپنا رویہ بدلے تو بہتر ہے ورنہ معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔

❺ صلیبی تو ایک بڑی فوج اور ہاتھی لے کر آئے ہیں اور تیرے عیال کو قیدی بنانا چاہتے ہیں۔

❻ انہوں نے جہالت میں آ کر تیری مرضی کو نہ سمجھا اور تیرے جلال کا احترام نہیں کیا۔

عبدالمطلب نے بیت اللہ کے دروازے کو چھوڑا اور بچے ساتھیوں کو لے کر پہاڑوں میں جا چھپے اور انتظار کرنے لگے کہ ابرہہ بیت اللہ کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔

ابرہہ کا مکہ کی طرف بڑھنا

ادھر ابرہہ نے صبح کے وقت محمود ہاتھی کو تیار کیا کہ بیت اللہ پر چڑھائی کرے اور اپنے لشکر کو بھی اس طرف کر دیا۔ جب ہاتھی کو مکہ کی طرف کرانے کے لیے تیار ہو گئے تو نفیل بن حبیب (جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) نے ہاتھی کا کان پکڑا اور کہا اے محمود بیٹھ جا یا جہاں سے آیا ہے اسی طرف سیدھا واپس لوٹ جا کیونکہ تو بلد حرم میں ہے پھر اس نے ہاتھی کا کان چھوڑ دیا ہاتھی یہ سن کر بیٹھ گیا اور نفیل بن حبیب بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔

اصحاب فیل کا انجام:

جب ہاتھی والوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے ہاتھی کو مارا کہ وہ کھڑا ہو جائے مگر ہاتھی کھڑا نہ ہوا پھر انہوں نے اس کو اٹھانے کے لیے اس کے پیٹ میں لوہے کی سلاخیں ماریں مگر پھر بھی نہ اٹھا پھر انہوں نے اس کا منہ یمن کی طرف موڑ دیا تو وہ اٹھ کر دوڑنے لگا پھر شام کی طرف موڑا تو ادھر بھی چلا گیا مشرق کی طرف موڑا تو اس طرف بھی چلنے لگا لیکن جب مکہ کی طرف موڑا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے ابابیل بھیجے جن کے پاس تین تین کنکر تھے ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں جن کا حجم چنے اور مسور جتنا تھا۔ جس شخص کو وہ کنکر لگتے وہ وہیں ہلاک ہو جاتا اب فوج کے لوگ بھاگنے لگے اور جس راستے سے آئے تھے ادھر ہی بھاگنے لگے اور نفیل بن حبیب کو تلاش کرنے لگے تاکہ وہ ان کو یمن کا راستہ بتائے مگر اب نفیل کہاں تھا نفیل تو پہاڑوں پر ان کی درگت بنتے دیکھ رہا تھا۔ شعر:

این المفر والالہ الطالب
والاشرم المغلوب لیس الغالب

ترجمہ:

اے بدکردارو! اب کہاں بھاگتے ہو
خدا کی تلاش و قہر سے کہاں بچ سکتے ہو

ابرہہ مغلوب ہو گیا اور اپنے خیال کے مطابق غالب نہ رہا۔

اسی طرح نفیل نے یہ اشعار کہے:

❶ اے ردینہ! (اس کی بیوی) ہم تجھے فراخ تحسین پیش کرتے ہیں اور خوش آمدید کہتے ہیں۔

❷ تمہارا ایک گھڑ سوار کل شام طلب کرنے کے لیے آیا ہمارے پاس اس کی کوئی قدر نہ ہو گی۔

❸ تب تو مجھے معذور سمجھتی اور میری رائے کی تعریف کرتی اور جو واقعات پیش آئے ان کا افسوس بھی نہ کرتی۔

❹ اسے [illegible] ان کا حال [illegible] وادی کے قریب پہنچ [illegible] ہو گئی۔

❺ اس دن بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے [illegible] ہاتھی [illegible]۔

❻ حالانکہ بعض [illegible] کے بارے میں [illegible] ابرہہ کے لشکر والوں کا [illegible] ہے۔

الغرض ابرہہ کا لشکر کچھ تو ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہو گیا اور کچھ یمن پہنچے [illegible] ابرہہ کے جسم میں ایک بیماری پیدا ہو گئی جس سے اس کی انگلیوں کے پورے تک بکھر گئے۔ اس کو اسی حال میں اٹھا کر صنعاء تک لے گئے تو اس کا سینہ پھٹ گیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔

☆ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ نجاشی نے ... اریاط کو چار ہزار کا لشکر دے کر یمن کی طرف روانہ کیا اریاط نے یمن پر چڑھائی کی اور غلبہ پالیا اسی دوران لوگوں کو دیکھا کہ حج بیت اللہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

پوچھا: یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟

لوگوں نے کہا: کہ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کا حج کرنے جا رہے ہیں۔

پوچھا: کیا وہ کس چیز سے بنا ہے؟

لوگوں نے جواب دیا: وہ پتھروں سے بنا ہے۔

پوچھا: وہاں پر کیا چڑھاتے ہو؟

لوگوں نے کہا: نذرانے کے جو جانور اس پر قربان کیے جاتے ہیں۔

ابرہہ نے یہ دیکھ کر عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہ السلام کی قسم کھائی اور کہا کہ میں بھی یہاں پر ایک گھر ضرور تعمیر کروں گا جو تمہارے بیت اللہ سے بہتر ہوگا۔ چنانچہ اس نے ایک گھر بنایا اور اس کی تعمیر میں سرخ، سفید، سیاہ اور زرد ہر طرح کا سنگ مرمر استعمال کیا اور خوب سونے اور چاندی کے ساتھ مزین کیا اور پردے ڈلوائے اندر شمعیں اور چراغ روشن کروائے دیواروں کو مشک کی خوشبو کے ساتھ خوشبودار کیا۔ الغرض ہر طرح کی زرق برق سے اس کو مزین کیا لوگوں میں اعلان عام کروا دیا کہ اب بیت اللہ جانے کی ضرورت نہیں اب اس گھر کا حج کرو۔

چنانچہ کئی سالوں تک عربوں کے بہت سارے قبائل اس کا حج کرتے رہے۔ لوگ اس میں جا کر ٹھہرتے عبادت کرتے اور قربانیاں کرتے تھے۔ چنانچہ نفیل اس کی تذلیل کرنا پسند کرتا تھا ایک رات [illegible] چھپاتے ہوئے اپنے ساتھ پاخانہ لے کر اس گھر میں آیا اور پاخانے سے قبلہ کو آلودہ کر دیا اور مردار کے سڑے ہوئے گوشت لا کر اندر ڈال دیئے جب اس کی خبر ابرہہ کو ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ کام عرب کے عربوں نے اپنے بیت اللہ کی خاطر کیا ہے لہٰذا اب میں اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر دم لوں گا۔ چنانچہ ابرہہ نے سارا ماجرا نجاشی کو لکھ دیا اور کہا کہ میرے محمود نامی ہاتھی کو بھیج دیا جائے (اس ہاتھی کا ذکر پہلے گزر چکا ہے) جب ہاتھی ابرہہ کے پاس پہنچ گیا تو یمن کے سردار اور نفیل بن حبیب کو اپنے ساتھ لے کر بیت اللہ کو گرانے نکل پڑا جب حرم کے قریب پہنچا تو اپنی فوج سے مکہ میں لوٹ مار کی۔ اور عبدالمطلب کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ نفیل عبدالمطلب کا [illegible] دوست رہ چکا تھا عبدالمطلب اپنے اونٹوں کے بارے میں نفیل سے بات کی کہ میرے اونٹوں کو واپس کیا جائے نفیل نے ابرہہ سے بات کی [illegible] عربوں کا

مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ یہ بیت اللہ الحرام ہے اور [illegible] ابراہیم خلیل اللہ [illegible] ہے۔ اور لوگوں کو جمع کرتا ہے۔ چنانچہ وہ عبدالمطلب کو ابرہہ کے پاس لے گئے [illegible] نے کہا [illegible] مجھے [illegible] میں [illegible] حاجت بیان کرو۔ عبدالمطلب نے کہا کہ مجھے میرے اونٹ واپس کر دو [illegible] واپس کر دیئے۔ ابرہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیئے عبدالمطلب نے اونٹوں کے گلے میں [illegible] ڈال دیئے۔ [illegible] کر کے [illegible] حرم میں پھیلا دیا۔ اور خود عبدالمطلب کے ساتھ [illegible] حرم [illegible] میں اور [illegible] پہاڑوں پر چڑھ گئے (تاریخ [illegible])

بعد میں [illegible] کی طرف [illegible] کی چونچوں میں ایک ایک پتھر [illegible] پتھر تھے۔ [illegible] ہلاک ہو جاتا [illegible] ان کے [illegible] پتھر [illegible] ابرہہ [illegible] عبدالمطلب [illegible]

" آپ [illegible] "

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ عرب میں چیچک اور خسرہ کی بیماری پہلی بار اسی سال ظاہر ہوئی اور [illegible] حنظل اور [illegible] جیسے کڑوے درخت بھی اسی سال پہلی بار دیکھے گئے۔ [illegible] تکلیف [illegible] (تفسیر)

ابرہہ کے جانشین:

محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق جب ابرہہ ہلاک ہوا تو اس کا بیٹا یکسوم بادشاہ بنا۔ ابرہہ کی نسبت سے اس کو ابو یکسوم کہا جاتا ہے۔ یکسوم [illegible] یمن [illegible] نے مغلوب کر لیا۔ عربوں کی عورتوں کے ساتھ نکاح کیے۔ [illegible] کے فرائض ادا کرنے پر لگا دیا۔

جب حبشیوں کے مظالم حد سے [illegible] عربوں نے قریش [illegible] کی طرف [illegible] ایران کے [illegible] کر دیا۔

سیف حمیری:

واقعہ اصحاب فیل کے بعد جب [illegible] یکسوم [illegible] اس کے [illegible] کا [illegible]

قیصر روم سے مدد کی درخواست:

جب اہل یمن پر بہت زیادہ سختیاں آنے لگیں اور یہ ظالم حکام کے ہاتھوں تنگ آ گئے تو یمن اپنی فراست کو چھوڑ کر کسی نئے کی سوچ میں پڑ گئے چنانچہ ایک شخص سیف بن ذی یزن حمیری جس کی کنیت ابو مرہ تھی اپنی قوم کی طرف سے قیصر روم کے پاس شکایت لے کر آیا اور کہا کہ ہم لوگ حبشیوں کے ہاتھوں سے جو اس وقت ہمارے ملک یمن پر حکمران ہیں تنگ آ چکے ہیں کہ آپ ان کو ہمارے ملک سے دفع کر دیں اور روم میں سے کسی کو ہمارا حاکم مقرر فرما دیں۔ مگر شاہ روم نے ان کی شکایت رفع کرنے کی درخواست کا مثبت جواب دینے کی اسے ہمت نہ ہوئی۔

کہنے لگا کہ تمہارا ملک دور ہے اور اہل فارس بھی وہاں سے قریب ہیں مگر ان کے چنگل میں تمہیں پھنسنا چاہتا۔ بہرحال قیصر روم نے سیف بن ذی یزن کو ٹال دیا۔

نوشیروان سے مدد کی درخواست:

سیف بن ذی یزن کو مایوس ہو کر نعمان بن منذر حاکم حیرہ کے پاس آیا نعمان اس وقت نوشیروان کی طرف سے اس صوبے کا گورنر تھا اور سارا ماجرا اس کی خدمت میں پیش کیا۔ نعمان نے کہا کہ میں ہر سال ایک مرتبہ مدائن میں بارگاہ کسریٰ کے ہاں جاتا ہوں تم اس وقت تک میرے پاس ٹھہرو میں تمہیں اپنے ساتھ وہاں لے چلوں گا۔ تمہاری حاجت براری کے لیے ان سے سفارش کروں گا۔

کسریٰ کا دربار:

جب مقررہ دن آیا تو نعمان بن منذر اسے ساتھ لے کر کسریٰ کے دربار میں داخل ہوا۔ سیف نے اس سے پہلے کبھی کسریٰ کے دربار کی شان و شوکت نہیں دیکھی تھی۔ سیف دیکھتے ہی کانپ اٹھا اور اس پر رعب طاری ہو گیا۔ چونکہ کسریٰ دربار کے دروازے اس محل میں بیٹھتا تھا جس میں اس کا تاج لٹکا رہتا تھا جس کی کیفیت یہ تھی کہ اس کا تاج بڑا بھاری تھا جس کو اس کا سر نہیں تھام سکتا تھا تو اس میں یاقوت، موتی، زبرجد اور سونا چاندی لگے ہوئے تھے اور ایک سونے کی زنجیر سے اس محل کے اندر محراب میں لٹکا رہتا تھا اور کپڑوں سے ڈھکا رہتا تھا جب کسریٰ دربار میں بیٹھتا تو اپنا سر اس لٹکے ہوئے تاج کے اندر داخل کر دیتا اور تاج سے کپڑے اتار لیے جاتے تو اس حالت میں جس شخص نے پہلے یہ کیفیت نہ دیکھی ہوتی تو وہ مرعوب ہو کر گر پڑتا تھا۔ اسی طرح سیف بن ذی یزن پر بھی ہیبت طاری ہو گئی اور اس دروازے سے داخل ہوتے وقت سر جھکا لیا جس پر نوشیروان کی زبان سے نکلا کہ یہ احمق باوجود اتنا اونچا دروازہ ہونے کے داخل ہوتے وقت سر کو جھکاتا ہے۔ جس کے جواب میں اس نے کہا کہ آپ کی رفعت کی وجہ سے ہے۔ پھر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ ہمارے ملک پر غیروں نے (جو دوسرے ملک کے ہیں) غلبہ پا کر قبضہ کر لیا ہے وہ ہم ان کے ظلم سے تنگ ہیں۔ نوشیروان نے پوچھا کہ کون سے غیر حبشی یا سندھی۔ جواب دیا کہ حبشیوں نے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک آپ کے زیر سایہ ہو۔ نوشیروان نے کہا کہ تیرے شہر بہت دور ہیں اور دور جا کر میں ایران کا لشکر عرب میں بھیجنا مجھے کچھ حاجت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ اس کو دس ہزار درہم اور خلعت دے کر رخصت کرو۔ سیف نے یہ مال لے کر فوراً مسکینوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ جب بادشاہ کو اس کے مال کی خبر ہوئی تو بادشاہ نے پوچھا کہ تو بادشاہ کے عطیے کو لوگوں پر نثار کرتا ہے یہ کیا بات ہے؟ سیف بن ذی یزن نے کہا کہ میں اس کو کیا کروں

کہا: جس زمین سے آیا ہوں اس کے تمام پہاڑ سونے اور چاندی کے ہیں بادشاہ کے دل میں لالچ پیدا ہوا ارکان سلطنت اور ماحیان کو بلا کر اس سے مشورہ لیا کہ اس شخص کے معاملہ میں کیا مشورہ دیتے ہو ارکان میں سے کسی نے کہا اے بادشاہ! آپ قید خانوں میں جو واجب القتل قیدی ہیں ان کو اس شخص کے ساتھ کر دو اگر وہ شکست کھا کر مارے گئے تو اپنی سزا کو پہنچ گئے اور اگر وہ کامیاب ہوئے تو ملک آپ کا ہو جائے گا۔

وہرز اور سیف بن ذی یزن:

بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور ان قیدیوں کو جو تعداد میں آٹھ سو تھے سیف کے ساتھ کر دیا اور ان ہی میں سے ایک شخص کو جس کا نام وہرز تھا اور ان میں بلحاظ عمر ونسب وحسب اور علم وفضل میں بڑا تھا وہرز نے آٹھ کشتیوں میں سو سو آدمی بٹھائے اور سیف بن ذی یزن کے ہمراہ چل دیا۔

دوران سفر سمندر میں طوفان آیا جس کی وجہ سے دو کشتیاں ڈوب گئیں اور چھ کشتیاں چھ سو آدمیوں کو لے کر ساحل عدن تک پہنچیں وہاں پہنچ کر سیف نے بھی اپنی قوم کے آدمیوں کو وہرز کی فوج کے ساتھ شامل کر دیا اور کہا کہ اے وہرز! میرا پاؤں تیرے پاؤں کے ساتھ ہے (یعنی ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں) اگر مرے تو دونوں فتح یاب ہوئے تو وہرز نے کہا کہ بے شک انصاف یہی ہے جب وہرز اور سیف کے آدمی میدان جنگ میں آگئے تو ان کا مقابلہ کرنے کے واسطے مسروق بن ابرہہ یمن کا بادشاہ نکلا اور اپنے لشکر کو مقابلہ کے لیے آراستہ کیا۔

پہلے وہرز نے اپنا بیٹا ان کی لڑائی آزمانے کے لیے بھیجا مگر وہ مارا گیا اس بات سے وہرز کا جوش غضب بڑھا اور پوچھا کہ بتاؤ کہ حبشیوں کا بادشاہ کون ہے بتا کہ میں اس کا کام تمام کر دوں کہا گیا کہ وہ جو ہاتھی پر سوار ہے اور جس کے سر پر تاج رکھا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے سرخ یاقوت لگا ہوا ہے کہا تھوڑی دیر ٹھہرو پھر پوچھا کہ اب کس حالت میں ہے کہا گیا کہ اب گھوڑے پر سوار ہے کہا ابھی جانے دو۔ کچھ دیر کے بعد پھر پوچھا کہ اب کس حالت میں ہے کہا گیا کہ اب خچر پر سوار ہو گیا ہے کہا گدھی کا بچہ (خچر) اور اس کا مالک ذلیل ہو جائے گا یہ کہہ کر اپنے لشکر والوں سے کہا کہ دیکھو میں اس پر تیر چلاتا ہوں اگر تم دیکھو کہ اس کا لشکر اپنی جگہ سے نہیں ہلا تو تم بھی اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا اور یہ سمجھنا کہ میں ابھی کامیاب نہیں ہوا اور اگر دیکھو کہ ان کے آدمی اپنی جگہ سے اکھڑ گئے ہیں تو جان لینا کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں اس حالت میں ان پر یک لخت حملہ کر دینا۔ یہ کہہ کر اپنی کمان پر تانت چڑھائی اور تاک کر ایک نشانہ لگایا کہ تیر اس کی آنکھ کے یاقوت سے نکل کر کھوپڑی سے پار ہو گیا اور وہ اپنے خچر سے سرنگوں ہو کر گر گیا۔ اتنے میں اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا اس حالت کو غنیمت جانتے ہوئے ان پر انہوں نے حملہ کر دیا کچھ حبشی بھاگ گئے اور کچھ قتل کر دیے گئے اور وہرز جب فتح یاب ہو کر دروازے میں داخل ہونے لگا تو حکم دیا کہ میرے جھنڈے کو دروازے سے نیچا کر کے نہ گزارا جائے بلکہ دروازہ گرا دو اور جھنڈا سیدھا لے جاؤ۔ جب وہرز نے یمن پر قبضہ کر لیا تو کسریٰ کو سارے حالات لکھ بھیجے کسریٰ نے جواب لکھا کہ سیف بن ذی یزن کو اس کا بادشاہ بنا دو اور کسریٰ نے سیف پر جزیہ (ٹیکس) مقرر کر دیا اس کے بعد سیف ہر سال کسریٰ کے پاس جزیہ بھیجتا وہرز کسریٰ کے حکم پر واپس ہو گیا واضح رہے کہ سیف کا باپ ذی یزن ملک یمن میں سے تھا اس طرح حبشیوں کا یمن سے خاتمہ ہوا حبشیوں کو ملک یمن پر حکومت کرتے ہوئے ۷۲ سال گزر گئے اس عرصہ تک یمن پر حبشیوں کی طرف سے چار والی متعین (ارباط، ابرہہ، یکسوم اور مسروق) نے

نحوست کی تحقیق

ف: اس سے پہلے بھی احادیث و روایات گزر چکی ہیں [illegible] کے [illegible] کے قریب ہے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] تھا۔

مذکورہ بالا حدیث کی تفصیل حضرت وہب بیان کرتے ہیں کہ [illegible] اشراف لوگوں میں سے تھا اور اس کی بیوی بہت زیادہ حسین تھی [illegible] حسن و جمال میں [illegible] تھی [illegible] بادشاہ [illegible] کے پاس پہنچی [illegible] مصیبت [illegible] [illegible] اپنے ساتھ [illegible] وقت آیا [illegible] بیان کرنے لگا [illegible] بادشاہ [illegible] ملک پر [illegible] آپ [illegible] اللہ تعالیٰ ہمارے دشمنوں کا کام تمام کر دے [illegible] بادشاہ و سلطنت [illegible] اگر آپ میری بات پر یقین رکھتے ہیں [illegible] امید [illegible] ایک لشکر [illegible] آپ کی سلطنت میں اضافہ ہو جائے گا [illegible] بادشاہ نے کہا ہم نے تمہارے ملک کے بارے میں [illegible] تمہارے ملک پر قبضہ کیا ہے [illegible] کہا نہیں بلکہ [illegible] نے کہا [illegible] بات کی تصدیق کرتا ہوں [illegible] تیری حاجت پوری کر دوں مگر تمہارے ملک تک جانے والا راستہ بڑا دشوار ہے [illegible] ہلاک نہیں کرنا چاہتا [illegible] معاملے میں غور کروں گا۔

پھر بادشاہ نے اپنے آدمیوں کو [illegible] [illegible] حاجت پوری [illegible] ایک قصیدہ لکھا تھا جس میں [illegible] [illegible] [illegible]

پیدا ہوتے ہوئے جانتا رہا کہ ابرہہ اس کا باپ ہے اور جب اس کی ماں نے بتایا تو [illegible] معدی کرب کے [illegible] لیا اور تمام بیٹے [illegible] بھی [illegible] اس کی ماں [illegible] ابرہہ کے بڑے بیٹے یکسوم کے مرنے کے بعد مسروق یمن کا مالک ہوا [illegible] معدی کرب نے [illegible] پاس [illegible] مدد طلب کرے قیصر کے پاس گیا چونکہ [illegible] کسریٰ [illegible] مذہب عیسائیت کا پابند تھا اس لیے [illegible] آ گئی [illegible] سے کسی قسم کی مدد نہ حاصل ہو سکی۔

ان حالات کے پیش نظر [illegible] کی حالت میں وہ کسریٰ کے پاس پہنچا (مدد [illegible]) چنانچہ مناسب موقع جان کر کسریٰ کے دربار میں جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا بلند آواز سے پکارا بادشاہ تیرے پاس میری ایک میراث پڑی ہوئی ہے کسریٰ نے اسے پاس آنے کے واسطے بلایا تھوڑے سے [illegible] کسریٰ کے پاس گیا اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور تیری کون سی میراث ہے جو [illegible] میں [illegible] چاہتا ہوں تو نے میرے باپ کے ساتھ اس کی امداد کا وعدہ کیا تھا وہ [illegible] تو میرے امداد سے [illegible] مر گیا [illegible] ہے تیرے اوپر واجب ہے کہ وعدہ پورا کرنے کے لیے تو میرے ساتھ نکلے کسریٰ نے [illegible] معدی کرب نے [illegible] شروع کر دیا اور [illegible] کا باپ [illegible] اپنے پاس [illegible] گیا جب کسریٰ کو خبر ہوئی تو [illegible] بلایا اور کہا کہ تجھے کس چیز نے [illegible] کہنے لگا میں تیرے پاس اپنی حاجت لے کر نہیں آیا ہوں [illegible] میں مرنا چاہتا ہوں کیونکہ تیرے پاس اس لیے آیا تھا کہ تو مجھے [illegible] مجھ سے [illegible] ذلت کو [illegible]۔

کسریٰ معدی کرب کی شخصیت اور جرأت سے متاثر ہو گیا اور [illegible] لشکر کشی کے بارے میں مشورہ کیا وزراء کہنے لگے کہ واقعی اس لڑکے کا تیرے اوپر حق ہے جب کہ تو نے اس کے باپ کے ساتھ بھی امداد کا وعدہ کیا تھا۔ ہماری سلطنت کی جیلوں میں بہت سارے ایسے قیدی پڑے ہوئے ہیں جو [illegible] اور بہادر قسم کے لوگ ہیں [illegible] اگر کامیاب و کامران رہے تو تیری سلطنت میں [illegible] اور اگر مر گئے تو [illegible] ہوں گے۔ کسریٰ نے کہا یہ رائے بہتر ہے چنانچہ کسریٰ کے حکم پر قیدیوں کا اعداد و شمار کیا گیا تو آٹھ سو نکلے ان پر [illegible] ایک [illegible] مقرر کیا جس کا نام وہرز تھا کسریٰ کے [illegible] وہرز اور [illegible] پہلوانوں کے لیے [illegible] چنانچہ انہیں حسب [illegible] قوت و اسلحہ فراہم [illegible] آٹھ کشتیوں میں سوار کیا اور سمندر کے راستے چل پڑے۔ دوران سفر طوفان آیا جس کی وجہ سے دو کشتیاں ڈوب گئیں اور باقی ماندہ چھ کشتیاں حضرموت کے ساحل پر جا لگیں۔ ادھر سے مسروق [illegible] ایک لاکھ فوج (جس میں حبشی اور عرب شامل تھے) لے کر آ گیا بہت سارے [illegible] معدی کرب کے ساتھ جا ملے وہرز نے سمندر کے ساحل پر پڑاؤ ڈالا۔ مسروق ان کی قلت دیکھ کر طمع میں آیا۔ اس نے وہرز کے پاس ایک قاصد بھیجا اور پیغام [illegible] کہ [illegible] میرے پاس [illegible] ہو تو [illegible] آپ اور [illegible] طرف واپس چلے جاؤ [illegible] تجھے [illegible] ہماری طرف سے کوئی برائی کا سامنا نہیں [illegible] مسروق [illegible] ملے [illegible] مہلت دو

ہوں۔ وہرز ان کے اس پڑاؤ اور ان کے لشکر کو دیکھ کر پریشان ہوا اور کہا کہ یقیناً ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم ان کا مقابلہ کر سکیں۔ پھر وہرز نے ان کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور کہلا بھیجا کہ [illegible] اپنے اور میرے درمیان مدت مقرر کر دو تاکہ ہم اس مدت میں سوچ بچار کر سکیں اور جائزہ لیں۔ کیونکہ [illegible] ہمارے درمیان [illegible] تاکہ کسی ایک بات پر متفق ہو سکیں [illegible] طرف سے پائیداری کا سبب بنے۔ چنانچہ مسروق نے مدت مقرر کر دی اور ہر ایک اپنی اپنی چھاؤنی میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ابھی دس ہی دن گزرے تھے کہ [illegible] ایک دن وہرز کا بیٹا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسروق کے لشکر کے پاس جا پہنچا۔ مسروق کے آدمیوں نے اسے دیکھ کر اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ وہرز کو علم ہوا تو جب اسے خبر ہوئی تو مسروق کے پاس پیغام بھیجا کہ اب تمہارے اور ہمارے درمیان معاہدہ ہوا تھا پھر تم نے میرے بیٹے کو کیوں قتل کیا؟ مسروق نے جواب دیا کہ تیرا بیٹا ہمارے اوپر حملہ آور ہوا اور ہمارے لشکر کے درمیان گھس آیا تو ہمارے چند بیوقوفوں نے جوش میں آ کر اسے قتل کر دیا حالانکہ میں ہرگز اس قتل پر رضامند نہ تھا۔ وہرز نے اسے کہلا بھیجا کہ وہ میرا بیٹا نہیں تھا کسی زانیہ کا بیٹا ہے اگر میرا بیٹا ہوتا تو معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرتا۔ پھر وہرز نے اپنا خیمہ ایک اونچی جگہ مقرر کیا تاکہ یہاں سے [illegible] کی نظر رکھی جا سکے اور [illegible] مقررہ مدت گزر گئی تب شراب [illegible] کا دور ختم ہو گیا تھا۔

مقررہ مدت کے ختم ہونے میں ایک دن باقی رہ گیا تھا وہرز نے حکم دیا کہ کشتیاں جلوا دی جائیں اور فوج کے جسم پر لگے ہوئے کپڑوں کے علاوہ تمام کپڑے بھی جلوا دیے پھر کھانا ایک جگہ جمع کر لیا اور اپنی فوجوں سے کہا کہ کھانا کھا سکتے ہو کھا لو پھر جو ان کے کھانے سے بچ گیا وہ سمندر میں ڈال دیا اس کے بعد خود اپنے لشکر سے [illegible] خطاب کیا۔

اور کہا اے لوگو! جو کشتیاں میں نے جلوا دی ہیں تو اس کا صرف ایک ہی مقصد ہے تاکہ تمہیں اپنے ملک پہنچنے کا کوئی راستہ نہ ملے اور کپڑے اس لیے جلوا دیے ہیں کہ مجھے یہ بات ناگوار گزری کہ اگر حبشی ہمارے اوپر غالب آ گئے تو کپڑے ان کی ملکیت میں چلے جائیں گے۔ اور کھانا اس لیے سمندر میں ڈلوایا کہ کہیں تم میں سے کوئی یہ نہ سوچے کہ ایک آدھ دن تو ہم یہ کھانا کھا کر گزارا کر لیں گے (مطلب یہ ہے کہ کھانا ختم ہو چکا اب [illegible] زندہ رہنے کے لیے یہاں کی زندگی [illegible] اور حبشیوں کو بھگانا ہو گا) پس اگر تم نے [illegible] تو [illegible] اگر تم نے [illegible] جنگ میں [illegible] گزرے [illegible] ہو جاؤ اور [illegible] دشمن [illegible] لہٰذا تم اپنی جماعت [illegible] مجھے جواب دو۔ لشکر نے جواب دیا [illegible] ہم آپ [illegible] لڑیں گے [illegible] کامیاب [illegible] ہو جائیں گے۔

وہرز کی حملے کے لیے تیاری:

مقررہ وقت کے آخری دن کی صبح ہوئی وہرز نے اپنے لشکر کو تیار کیا اور سمندر کو پشت کی طرف رکھا اور اپنی فوج کی جانب رخ کر کے انہیں صبر کی تلقین کی اور کہا کہ [illegible] یا تو دشمن [illegible] مقابلہ کر کے فتح حاصل کرو یا [illegible] کے [illegible] اپنی کمانوں [illegible] تیر [illegible] جب [illegible] ان پر تیروں کی بارش [illegible] سے پہلے حبشیوں کو [illegible] دیکھو تو [illegible] مسروق [illegible] ہاتھی پر بیٹھ کر [illegible] اپنے لشکر [illegible] ایک خیال [illegible] وہرز کے قتل میں کامیاب ہوتی [illegible] کی وجہ سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوران جنگ ایک اعرابی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر [illegible]

[illegible]

[illegible] اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ [illegible]

۹۔ [illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

محمد بن اسحاق کی روایت کا باقی حصہ

امام زہری کی روایت کا قصہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم ابن اسحاق کی روایت کی طرف چلتے ہیں۔ چنانچہ ان کے مطابق [illegible] کسریٰ کے پاس [illegible]

[illegible]

ایک شخص نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

کسریٰ اور قسطنطنیہ کے درمیان دوبارہ جنگ چھڑ گئی

کسریٰ اور روم کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

زمینوں کو درست کرنے کا حکم

[illegible]

[illegible] سے مشورے

[illegible]

لگان میں جیسے اصول کا حساب لگایا ہے ان کے متعلق آپ لوگ مجھے مشورہ دے سکتے ہیں؟

چنانچہ ان میں سے کسی نے کچھ مشورہ نہ دیا۔ کسریٰ نے تین بار یہی بات دہرائی تب ان میں سے ایک اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: بادشاہ فانی چیزوں پر باقی رہنے والے محصول ٹیکس مقرر کرنا چاہتا ہے۔ یہ درخت [illegible] خراب ہو جاتے ہیں تب تک [illegible] ہو جاتے ہیں اور کھیتی کو پانی نہیں ملتا تو یہ سارا [illegible] ٹیکس مقرر کیا گیا ہے۔ کسریٰ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے کمبخت تو لوگوں کے کس طبقے سے تعلق رکھتا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ [illegible] سے تعلق رکھتا ہوں۔ کسریٰ نے حکم دیا کہ اسے مار کر ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ کاتبوں نے دواتیں مار مار کر ہلاک کر دیا اور حاضرین نے یک زبان ہو کر بولے کہ ہم تجھ سے راضی ہیں جو لگایا جاتا ہے دیں گے۔

کسریٰ کی اصلاحات:

کسریٰ نے سمجھدار اور اہل رائے لوگوں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ ہر وقت حاصل ہونے والے ٹیکس پر غور کریں اور رعایا کے ہر درجہ کے عمال سے بچنے کی۔ رعیت کی اصلاح معاشی اور روزمرہ کا خیال رکھا ہے تم لوگ اس کے متعلق جو مفید مشورے دیے۔

چنانچہ اہل مشورہ نے اس پر اتفاق کر لیا کہ ان چیزوں پر ٹیکس وصول کیا جائے جن کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے ان اشیاء میں سے گندم جو چاول انگور [illegible] زیتون وغیرہ شامل تھے۔ اس سے پہلے گندم اور جو کی ہر جریب زمین پر ایک درہم ایک جریب [illegible] زمین پر [illegible] درہم ہر چار فارسی کھجوروں پر ایک درہم اور ہر [illegible] زیتون کے درختوں پر ایک درہم خراج ٹیکس مقرر کیا۔ عام کھجوروں کے باغ میں صرف ایک درخت کھجور کا ٹیکس لیا جائے گا اور باقی تمام سے ٹیکس معاف کر دیئے گئے۔ اس رعایت کا یہ فائدہ ہوا کہ لوگوں کی معیشت بہتر ہو گئی۔ [illegible] امراء، علماء، فوجی اور کاتبین کے علاوہ لوگوں پر آمدنی کے حساب سے بارہ درہم، آٹھ درہم، چھ درہم اور چار درہم تک جزیہ مقرر کر دیا گیا جس سے [illegible] سے کم عمر [illegible] ان کو جزیہ معاف کر دیا گیا اور یہ جزیہ سال میں تین قسطوں میں ادا کیا جاتا تھا۔

حضرت عمرؓ کے دور میں ایران پر جزیہ عائد ہونا:

بعض مؤرخین کے مطابق اہل فارس پر حضرت عمرؓ نے بھی اسی جزیہ کو برقرار رکھا تھا۔ [illegible] اور پابندی سے صرف اتنا فرق تھا کہ [illegible] اضافہ کیا [illegible] بالکل [illegible] کا حساب [illegible] (ایک [illegible] کا نام ہے) اور [illegible] کے مقرر [illegible] صرف ایک ہی جریب سے متعلق تھی اس میں [illegible] کسریٰ نے حکم [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کسریٰ کی مقرر [illegible] ہدایات کو برقرار رکھا تھا۔

احکامات کو کتابی شکل دینا:

کسریٰ نے ٹیکسوں [illegible] کے لیے کتابی شکل میں مرتب کرنے کا حکم دیا [illegible] کی شکل میں محفوظ رہا۔ [illegible] نے حکم [illegible] ایک نسخہ اپنے پاس رکھا اور ایک نسخہ [illegible] دفتر [illegible] بھیج دیا [illegible]

[illegible]

[illegible] کی وفات

کسریٰ کے کاہنوں میں سے ایک [illegible]

[illegible]

مرازبہ اور یمن پر حملہ

[illegible]

ایران میں کیڑا:

[illegible]

ہو رہا ہے کہ ان کی شکایت ہو کہ ہم پر [illegible] ہو رہی ہیں۔ [illegible] تو میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب عمال ظلم و جور کرنے لگتے ہیں تو [illegible] ہو جاتی ہیں اور بادشاہ کی ہلاکت کا سامنا کرنا پڑتا ہے مجھے ڈر ہے کہ یہ عذاب ہم پر نہ آ جائے۔"

کسریٰ ابھی اسی طرح کی باتیں کر رہا تھا [illegible] نوجوانوں نے [illegible] اپنے وزراء اور عمال [illegible] اس معاملہ میں تحقیق [illegible] سے کام [illegible] اسی طرح کسریٰ کا عدل لوگوں کے سامنے آ گیا۔

کسریٰ کی اولاد

کسریٰ کی اولاد [illegible] بادشاہت [illegible] حالات میں اور رعیت کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنے کی وجہ سے نوشیروان کہلاتے تھے۔

ولادتِ نبوی ﷺ

نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک کسریٰ نوشیروان کے عہد میں ہوئی اسی پیدائش والے سال میں ابرہہ الاشرم ابو یکسوم نے حبشیوں کی مدد کر کے ہاتھیوں سے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی آپ کی پیدائش کے وقت کسریٰ نوشیروان کی بادشاہت کے ۴۲ برس گزر چکے تھے اسی سال کو عرب [illegible] ہاتھی کی لڑائی کی وجہ سے موسوم کرتے تھے۔

* * *